پہلی مرتبہ تقریباً 350 نادر ونایاب رسائل وکتب کی یکجا اشاعت

مقالاتِ حکیم الامت

حکیم الامت مجدد الملت

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

۱۲۸۰ - ۱۳۶۲ھ ۱۸۶۳ - ۱۹۴۳ء

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

(شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی)

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان 0322-6180738

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون.... مظاہر علوم سہارن پور..... دار العلوم کراچی
ودیگر مراکز علم سے حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے
دستیاب شدہ نادر ونایاب رسائل کی پہلی مرتبہ یکجا اشاعت

مقالاتِ حکیم الامت 76

مجموعہ تالیفات

حکیم الامت مجدد الملت حضرۃ مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

الحمد للہ! عرصہ دراز کی جستجو کے بعد تقریباً 325 رسائل
اس مجموعہ میں شائع کیے جارہے ہیں۔

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
(شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی)

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ ملتان 0322-6180738

تاثرات

حضرت مولانا مفتی مجد القدوس خبیب رومی زید مجدہٗ
(صدر مفتی مدرسہ عربی مظاہر علوم سہارن پور، ہندوستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ

امابعد! ہندوپاک میں دینی کتب کی نشرواشاعت کے سلسلہ میں ''ادارہ تالیفات اشرفیہ'' ملتان کا نام محتاج تعارف نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کے خطبات وملفوظات اور دیگر تالیفات کی نشرواشاعت کیلئے ہمارے ممدوح حضرت حافظ محمد اسحٰق صاحب زید مجدہٗ کو ایسی توفیق سے نوازا جو دیگر ناشران کتب کیلئے بھی قابل رشک ہے۔ اس عظیم اشاعتی کام کی بنیاد ان کے شیخ حضرت الشاہ الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ (خلیفہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ) کی کمال سرپرستی اور دُعاؤں کا فیضان ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ اپنی تحریر میں فرماتے ہیں:

''مجھے دلی خوشی ہے کہ عزیز القدر حافظ محمد اسحٰق صاحب مجدد الملّت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات شائع کرنے کے حریص ہیں۔ انہیں حضرت رحمہ اللہ سے صرف محبت ہی نہیں محبت کا نشہ ہے۔ حضرت کے مسلک اور مذاق کی تبلیغ کے بہت خواہش مند ہیں اور زرِ کثیر خرچ کر کے حضرت کی کتابیں جو نایاب ہیں

چھپواتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرما کر ناظرین کیلئے نافعیت اور ہدایت اور اُن کے لیے سرمایۂ آخرت بنائیں۔" دُعاگو: احقر محمد شریف عفی عنہ

آج سے چند سال قبل جبکہ شائقین علوم رومی حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی عالمانہ وعارفانہ شرح "کلید مثنوی" کو یکجا دیکھنے کیلئے ترستے اور تڑپتے تھے۔

حضرت قاری صاحب نے اس عظیم شرح کے ہندوپاک سے منتشر دفاتر کو جمع کر کے دس ضخیم جلدوں میں شائع کیا تو اکابر وقت نے خوب دُعاؤں سے نوازا۔ حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب رحمہ اللہ نے اس موقع پر فرمایا تھا کہ یہ بادشاہوں کا کام تھا جو اللہ پاک نے ایک فقیر سے لے لیا ہے۔ اسی طرح ہندوپاک کے جملہ اکابر بالخصوص سلسلہ اشرفیہ کے حضرات نے وقتاً فوقتاً ادارہ کے حق میں اپنی مستجاب دُعائیں فرمائیں۔ بلاشبہ ادارہ کا اشاعتی فیضان انہی اللہ والوں کی دُعاؤں ہی کا ثمرہ ہے۔

الحمدللہ! ادارہ نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تالیفات وتعلیمات پر تجدیدی کام کیے ہیں جن میں مختصر رسائل کے علاوہ ضخیم جلدوں کے مجموعے بھی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ادارہ کی جدید تجدیدی خدمات میں "مقالات حجۃ الاسلام" (مشتمل بر تالیفات حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ) اور "مقالات حکیم الامت" زیور طباعت سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

"مقالات حکیم الامت" کے متعلق یہ سن کر نہایت خوشی ہوئی کہ اس میں قدیم وجدید 300 سے زائد رسائل کو جمع کر کے ترتیب دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں تالیفات کو شرف قبول نصیب فرمائیں اور ہمارے دونوں اکابر جو دینی اُصول وفروع کی افہام وتفہیم کیلئے امام الاصول اور جامع الاصول والفروع کی حیثیت رکھتے ہیں اور دینی بصیرت کے حوالے سے ہمارے لیے بمنزلہ "دونوں آنکھوں" کے ہیں۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے نزدیک حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کی کتب ورسائل خواص (بلکہ

اخص الخواص) کے لیے نافع اور مفید ہیں۔

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب دیوبندی رحمہ اللہ کے بقول حضرت نانوتوی رحمہ اللہ امام الاصول تھے، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ امام الفروع اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ (اپنے اُستادِ خاص حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کے فیض صحبت کی برکت سے) جامع الاصول والفروع تھے۔

اس لیے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات و مواعظ اور کتب ورسائل سے عوام وخواص دونوں ہی مستفید و منتفع ہو سکتے ہیں۔

آج کے پُرفتن دور میں جبکہ افراط وتفریط عام ہے اور دین کی تشریح کے نام سے نت نئے فتنے سر اُٹھا رہے ہیں۔ ان حالات میں ہمارے ان اکابر کی تعلیمات ہی ہیں جن کے متعلق سو فیصد یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ

یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب مدظلہ کو اکابر وقت کی مزید در مزید دُعاؤں سے اپنے دامن کو سجانے کی توفیق سے نوازیں اور ایسے نایاب علمی موتی منصۂ شہود پر لانے کی توفیق اور ہمت عطا فرماتے رہیں۔ آمین یارب العالمین

والسلام محمد القدوس خبیب رومی عفا اللہ عنہ

دارالافتاء جامع مسجد آگرہ انڈیا...۲۲ شوال المکرم ۱۴۴۱ ہجری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اِجمالی فہرست

ما علینا الا البلاغ المبین

اصلاح ترجمۂ مرزا حیرت

جسکو

اشرف العلماء افضل الفضلاء رأس المفسرین تاج المحدثین
واقف احادیث وآیات صاحب مواجید وحالات ماہر علوم عقلی
ونقلی حضرت اقدس مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی نے

تالیف فرمایا اور

محمد انعام اللہ مدرس عربی جامع العلوم کانپور ساکن پرگاپور نے محمد قمر الدین صاحب کے
مطبع قیومی کانپور میں باہتمام ماسٹر رضا حسین چھپوایا

ما علینا الا البلاغ المبین

اصلاح ترجمہ مرزا حیرت

جسکو

اشرف العلماء افضل الفضلاء راس المفسرین تاج المحدثین

واقف احادیث وآیات صاحب مواجید وحالات ماہر علوم عقلی

ونقلی حضرت اقدس مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

تالیف فرمایا اور

محمد انعام اللہ مدرس عربی جامع العلوم کانپور ساکن پڑکاپور نے محمد قمر الدین صاحب کے

مطبع قیومی کانپور میں باہتمام [illegible] سے چھپوایا

قال تعالیٰ

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ

چوں آیت مبارکہ ناعی ست بر لیّ لسان بکتاب اللہ کہ مفسر ست بہ تقصیر کنانی الکبیر، وکذلک بر انتسابش الی اللہ الخبیر، وآں عام ست ہر تغییر و ہر انتقاصیکہ باللفظ باشد یا بالتفسیر، ورسالہ ملقب بہ

التقصیر فی التفسیر

رشحات قلم حقیقت رقم حضرت حکیم الامۃ مولانا الحاج شیخ محمد اشرف علی صاحب نفع بہ اللہ الصغیر والکبیر

کاشف بود از فساد چنیں تاویلات فاسدہ کتاب منیر و فاروق بود

میاں تاویلات مقبولہ و تاویلات مخذولہ

باحسن تقریر، و واضح تعبیر، بنا علیہ

نفعا للطالبین

در مطبع قاسمی واقع دیوبند مطبوع گردید

اَحْسَنُ التَّفْهِيْمِ

لِمَقُوْلَةِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ علیہ السّلام

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ، واقف الاسرار الفرقانیۃ،
راس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاسرار الخفی مظہار الجلی اعنی بہ

مَوْلَانَا مُحَمَّدْ اَشْرَفْ عَلِی التَّھَانَوِی

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس رسالہ میں ایک صاحب کے سوال کے جواب میں ''ھذا ربی'' کے قول کی تفسیر و تحقیق تحریر فرمائی ہے اور مثنوی شریف کے اُن اشعار کا مطلب واضح فرمایا ہے جو اِس جملہ کے بارے میں آئے ہیں۔

اَحۡسَنُ التَّفۡهِيۡمِ لِمَقُوۡلَةِ سَيِّدِنَا اِبۡرَاهِيۡمَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ

در تحقیق توجیہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ مقولہ ابراہیم علیہ السلام هذا ربی را

قال رحمۃ اللہ علیہ فی الدفتر الخامس قبیل حکایت شیخ محمد سروری۔

عالم وہم و خیال وطمع و بیم　　ہست رہرورا یکے سد عظیم
نقشہائے ایں خیال نقشبند　　چوں خلیلے را کہ بد شد گزند
گفت ہذا ربی ابراہیم راد　　چونکہ اندر عالم وہم اوفتاد
ذکر کوکب را چنیں تاویل گفت　　آں کسے کو گوہر تاویل سفت
عالم وہم و خیال چشم بند　　آنچنانکہ راز جائے خویش کند
تاکہ ہذا ربی آمد قال او　　غیر پیغمبر چہ باشد حال او

فی الشرح الحبیبی عالم وہم وخیال اور عالم نفس وطمع اور عالم خوف بیجا سالک کیلئے ایک زبردست رکاوٹ ہے کیونکہ قوت خیالیہ مصورہ کی بنائی ہوئی تصویریں خلیل اللہ جیسے شخص کیلئے جو کہ پہاڑ کی طرح غیر متزلزل تھے مضر ثابت ہوئی ہیں۔

چنانچہ جس وقت وہ عالم وہم میں پھنسے ہیں اور وہم کا اُن پر غلبہ ہوا ہے اور عقل عارضی طور پر مغلوب ہوگئی ہے تو انہوں نے حق سبحانہ کو طلب کرتے ہوئے شمس وقمر اور دیگر ستارہ کی نسبت ہذا ربی کہہ دیا جس کسی نے هذا ربی کی توجیہ کی ہے اس نے اس کی یہی وجہ بیان کی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ پس تم غور کرو کہ اس نظر بندی کرنے والے عالم وہم وخیال نے ایسے غیر متزلزل پہاڑ کو اپنے مقر اصلی سے تھوڑی دیر کیلئے ہٹا

دیا حتی کہ انہوں نے ایک ستارہ کی نسبت هذا ربی کہہ دیا پھر اس عالم میں غیر انبیاء کی کیا حالت ہوگی۔ اب احقر اشرف علی بعد نقل متن وشرح کے حاشیہ میں اس کی توضیح کرتا ہے یہ حاشیہ شرح کے اس قول پر ہے اس کی یہی وجہ بیان کی ہے۔ وھی هذا یعنی منجملہ ان توجیہات کے بعض نے یہ بھی ایک توجیہ بیان کی ہے چنانچہ ہمارے اکابر میں سے حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی توجیہ کو اختیار کیا ہے اور اس سے یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کا جزم یا احتمال راجح مساوی بلکہ یا مرجوح بھی ہو گیا تھا جیسا لفظ وہم سے شبہ ہو سکتا ہے۔

سو یہاں وہم سے اس کے معنی مصطلح مراد نہیں بلکہ مطلق خیال مراد ہے گو بدرجہ وسوسہ ہی ہو کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا علم بالصانع فطری وضروری ہوتا ہے گو اول اول اجمالی ہوتا ہے پھر بتدریج تفصیلی ہو جاتا ہے مگر استدلالی نہیں ہوتا اور علم ضروری میں ایسا احتمال ممکن نہیں لیکن وسوسہ ممکن ہے اور وجہ اس وسوسہ کی یہ ہے کہ علم اجمالی کے بعد جب تفصیل کی طلب ہوتی ہے گو یہ طلب بمعنی ترتیب مقدمات نہ ہو بلکہ بمعنی رغبت وتمنا ہو تو یہ طلب شدت محبت کے سبب بعض اوقات ہیمان کا رنگ پیدا کر لیتی ہے جس کے ساتھ بعض نے ووجدک ضالا کو مفسر کیا ہے اور اس ہیمان سے قوت عقلیہ مغلوب ہو جاتی ہے گو تھوڑی ہی دیر کے لئے سہی جس کی طرف شرح ہذا میں اس قول سے اشارہ کیا ہے کہ عقل عارضی طور پر مغلوب ہو گئی ہے۔

اس مغلوبیت کے وقت بعض اوقات مطلوب کے بعض صفات سے ذہن کو ذہول ہو جاتا ہے اور بعض صفات متحضر رہتی ہیں اور کبھی اس کے تحقق کی یہ صورت ہوتی ہے کہ جو صفات مطلوب وغیر مطلوب کے درمیان فارق ہیں اُن سے تو ذہول ہو گیا اور جو صفات مشترک ہیں وہ حاضر رہیں تو ایسے وقت میں اگر کسی ایسے غیر مطلوب کا مشاہدہ ہو جو ان صفات مشترکہ سے متصف ہے یعنی گویا وہ مطلوب کی مثال ہے تو

اس مثال پر مطلوب کا وسوسہ ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ غلبہ زائل ہو جاتا ہے تو صفات فارقہ کے فوراً حاضر ہو جانے سے وہ وسوسہ دفع ہو جاتا ہے۔

اور پھر جب معرفت مفصلہ تام ہو جاتی ہے پھر ایسے وسوسہ کی بھی نوبت نہیں آتی پس غیر انبیاء کو جس درجہ میں احتمال ہو سکتا ہے انبیاء کو وسوسہ ہو سکتا ہے اور یہ منافی شان نبوت کے نہیں جیسے ایک شخص نے حکایت بیان کی کہ وہ جب گھر آتے تو دروازے پر اپنی چھوٹی لڑکی کو آواز دیتے وہ مر گئی تو ایک بار دروازے پر پہنچ کر اس کا مرنا یاد نہ رہا اور اسی کو پکارنے لگے پھر جب یاد آیا تو بہت روئے۔ اب دو سوال باقی ہیں ایک یہ کہ مولانا نے اس کو مضر کیوں کہا۔ جواب یہ ہے حسنات الابرار سیئات المقربین، دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا انبیاء علیہم السلام بھی کیفیات سے مغلوب ہوتے ہیں جواب یہ ہے کہ ہوتے ہیں مگر کم خصوص ابتدائی حالت میں تو کچھ بھی بعد نہیں اور ایسی مغلوبیت احیاناً بہت نصوص میں مذکور ہے۔

نوٹ: شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اِجمالی تفسیر کو بھی اسی تفصیلی تقریر پر محمول کرنا ضروری ہے۔

ضمیمہ صمیمہ

(بمعنی الخالص لکون ہذا التوجیہ ابعد من کل اشکال ۱۲۰ منہ)

اس تقریر کی تحریر کے بعد اپنے رسالہ المفتاح المعنوی میں اس مقام کا ایک حل نظر پڑا تتمیم فائدہ کے لئے اس کو بھی نقل کرتا ہوں اور تقریر سابق و تقریر لاحق میں فرق یہ ہے کہ سابق میں تو ھذا ربی کا مشار الیہ کوکب وغیرہ ہے اور مصرعہ چونکہ اندر عالم وہم اوفتاد اپنے ظاہر پر محمول ہے اور لاحق میں ہذا کا مشار الیہ حق جل شانہ ہے اور مصرعہ مذکورہ اپنے ظاہر سے منصرف ہے چنانچہ عنقریب معلوم ہوگا۔ وھو ھذا.

قولہ گفت ھذا ربی الخ یہ ایک تاویل کی طرف اشارہ ہے جس کو بعض صوفیہ

نے تصریحاً فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کوکب کو دیکھا تو اس میں تجلی حق کا مشاہدہ کیا اور اس مشاہدہ کو کہا ھذا ربی اور مظہر کو وہ پہلے سے بھی آفل سمجھتے تھے مگر دوسروں پر احتجاج کرنے کے لیے افول کے منتظر رہے افول کے وقت لا احب فرمایا چونکہ مظاہر عالم وہم سے ہیں اس لیے مولانا فرماتے ہیں: ع چونکہ اندر عالم وہم اوفتاد ورنہ انبیاء علیہم السلام کو مظاہر کے واسطہ کی ضرورت ہی نہیں۔ انکا علم ضروری ہوتا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کا بھی ضروری تھا مگر بمصلحت احتجاج ایسا کیا اور چونکہ بشکل احتجاج نہ تھا اس لئے نادان کو اس سے ایہام ہو سکتا تھا جس کی بناء پر یہ بھی نظیر اقوال ثلثہ کی ہو گیا۔ دوسرے شعر میں اسی تاویل کی نسبت فرمایا ہے۔ ذکر کوکب را الخ

باقی اہل ظاہر کی تاویلات میں اقرب یہ ہے کہ بطور فرض کے فرمایا ہے اھ مافی المفتاح خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام احتجاج کے لیے عالم وہم یعنی مظاہر میں (جو کہ واسطہ فی اثبات الصانع ہیں) واقع ہوئے نہ بایں معنی کہ گرفتار وہم ہوئے بلکہ بایں معنی کہ عالم وہم کی طرف متوجہ ہووے جس کا سبب ضرورت احتجاج تھی گو اسی کے بعد لا احب الافلین فرمادیا اور ھذا ربی اس کی نسبت نہیں فرمایا مگر اس سے نادان کو تو ایہام ہو گیا کہ دونوں قول ایک شئی کے متعلق ہیں۔

جس سے یہ قول بھی نظیر فعلہ کبیر ھم، وانی سقیم، وھذہ اختی کا ہو گیا اور جیسے وہ اقوال ثلثہ ایہام ہی کے سبب ظاہراً آپ کی شان رفیع سے قدرے بعید تھے۔ ایسا ہی ایہام کے سبب یہ بھی بعید ہو گیا اسی کو مولانا ضرر واز جان کند وغیرہ کہہ رہے ہیں تو اس ضرر کا سبب عالم وہم میں واقع ہونا بالمعنی المذکور ہوا۔ تو عالم وہم ایسی چیز ہے کہ اتنے بڑے کو مضر ہوا۔

(۱۶ جمادی الاخر ۱۳۴۴ ہجری)

تحقیق شجرہ آدم علیہ السلام

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ، واقف الأسرار الفرقانیۃ،
راس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الأسرار الخفی منھا والجلی اعنی بہ

مولانا محمد اشرف علی التھانوی

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے علمی و تحقیقی فتاویٰ کا مجموعہ
''امداد الفتاویٰ'' سے ماخوذ ایک سوال اور اُس کے جواب پر مشتمل رسالہ

تحقیق شجرہ آدم علیہ السلام

سوال: پس از سلام مسنون نیاز مشحون آنکہ قرآن پاک میں لفظ شجر بھی آیا ہے فی قولہ تعالیٰ ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا مثلاً اور شجرہ بھی فی قولہ تعالیٰ ولا تقربا ھذہ الشجرۃ ۔مثلاً کیا ان میں تذکیر وتانیث کا فرق ہے یا کچھ اور؟ اس لفظ کے لغوی معنی کیا ہیں اور اصطلاحی معنی کیا؟ حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم میں شجر اپنے لغوی معنی میں مستعمل ہے یا اصطلاحی معنوں میں؟

ایک صاحب کا بیان ہے کہ شجر کے اصلی معنی پھٹاؤ، دراڑ اور درز کے ہیں، قصہ آدم میں شجرہ سے یہی معنی مراد ہیں جو کنایہ ہے عورت کے اندام نہانی سے لا تقربا ھذہ الشجرۃ کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ مواصلت ومجامعت سے بچنا، دانہ گندم کا ذکر بھی اسی مناسبت سے ہے کیا یہ بیان اس کا صحیح ہے؟

علمائے اہل السنّت والجماعت میں سے کوئی ادھر گیا ہے؟ یا یہ بیان بالکل مردود ہے واضح فرمایا جاوے اللہ تعالیٰ اَجر جزیل دے۔ والسلام

الجواب: فی القاموس الشجر کجبل ما قام علی ساق او ما سما بنفسہ الواحدۃ بھاءٍ وشجر بینھم الا مر شجورا تنازعوا فیہ والشجر الامر المختلف (اھ) ملخصا و فی رُوح المعانی فیما شجر بینھم ای فیما اختلف بینھم من الامور واختلط ومنہ الشجر لتداخل اعضائہ و قیل للمنازعۃ تشاجر لان المتنازعین تختلف اقوالھم

وتعارض دعاويهم و يختلط بعضهم ببعض (اھ)۔

ان عبارات میں اس مادہ کے معانی مستعملہ اور اصل مذکور ہیں نیز شجر اور شجرہ کا فرق بھی مستفاد ہوتا ہے، نیز فیما شجر بینھم کا لغوی معنی میں مستعمل ہونا بھی ثابت ہوتا ہے، اور وہ معنی اختلاط ہیں۔ اور ان موارد استعمال میں ان صاحب کے دعوے کا کہیں پتہ بھی نہیں ان سے تصحیح نقل کا مطالبہ کرنا چاہئے اور جب بناء ہی ثابت نہیں تو اس پر جو دعویٰ مبنی کیا گیا ہے، اس کا بناء الفاسد علی الفاسد ہونا ظاہر ہے اور بالفرض اگر لغت میں معنی شگاف و درز کے منقول بھی ہوتے تب بھی تفسیر مقصود کا دعویٰ اُصول سے باطل کیوں کہ لغت میں قیاس جاری نہیں ہوتا، جیسے شیشی کو قارورہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پانی وغیرہ کو قرار ہوتا ہے۔

مگر گھڑے مٹکے کو یا شکم کو یا حوض کو قارورہ کہنا صحیح نہیں، بلکہ اس میں نقل کی احتیاج ہوگی، اور اگر لغت کے عموم پر اس دعوے کو مبنی نہ کہا جاوے بلکہ اس کو مجاز میں داخل کیا جاوے تو مجاز کے لئے تعذر حقیقت وقرینہ شرط ہے جو یہاں مفقود ہے بلکہ قرآن میں اس کی نفی کی صریح دلیل موجود ہے چنانچہ سورۂ طٰہٰ میں ہے فاكلا منه (ای من الشجرة) جو نص ہے اس شجرہ کے ماکول ہونے میں اور اس اختراعی مدلول کا ماکول نہ ہونا ظاہر ہے۔ پس یہ دعویٰ محض ابتداع واختراع و تحریف ہے۔ اس لئے کوئی اس طرف نہیں گیا۔ اللهم الا ان يكون مثل هذا القائل فی ان كلا منها عن الحق مائل والله اعلم۔

(۲۲ر صفر المظفر ۱۳۵۲ھ (النور ص:۲۱، شعبان ۱۳۵۲ھ)

أَحْكَامُ التَّجَلِّيْ مِنَ التَّعَلِّيْ وَالتَّدَلِّيْ

حضرت حکیمُ الاُمت مُجدِّدِ المِلّت جامعِ الکمالات منبعِ الحسنات ماہرِ العُلُوم القرآنیۃ، واقفِ الأَسرار الفرقانیۃ،
رأس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الأُسرار الخفی منہا والجلی اعنی بہ

مَوْلَانَا مُحَمَّدْ اَشْرَفْ عَلِیْ التَّھَانَوِیْ

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس رسالہ میں حق جل شانہ کے دیدار و تجلّی کا مفصل بیان فرمایا ہے کہ ❶ دُنیا میں دیدار باری تعالیٰ ممتنع ہے۔ ❷ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اِس امتناع سے مستثنیٰ ہیں۔ ❸ آخرت میں مؤمنین کو انہی ظاہری آنکھوں سے باری تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

اَحکامُ التّجلّی

مِنَ التَّعَلِّیْ وَالتَّدَلِّیْ

بعد حمد وصلوٰۃ یہ ایک رسالہ ہے جس کے اجزائے ترکیبیہ احقر ہی کے رسائل مفروع عنہا کے منتخب مضامین ہیں صورت اور سبب ان کے جمع کا یہ ہوا کہ میں رسالہ تشرف میں رویت حق کی ایک حدیث کی تحقیق پر پہنچا وہ بحث اس رسالہ کے طرز کے اعتبار سے قدرے طویل ہوگئی۔

اور چونکہ خصوصیت سے طلبہ کے لئے مفید معلوم ہوئی اس لئے خیال ہوا کہ اس کو مستقل بھی کردیا جاوے تاکہ ہر طالب کو نقل قلمی یا طبع پریس کے ذریعہ سے بسہولت میسر ہوسکے پھر خیال ہوا کہ مسئلہ رویت کی تکمیل کے لئے اس کے ساتھ اور بھی بعض احادیث کی شرح اپنی ہی بعض تالیفات سے منضم کردی جاوے چنانچہ یہ مجموعہ ان ہی اجزاء کا ہے جو مشتمل ہے تین فصل پر۔

فصل اوّل

میں یہ مسئلہ ہے کہ اس حیات دنیویہ میں حاسۂ بصر سے حق کی رویت بدلیل شرعی ممتنع ہے جس کو امکان عقلی مضر نہیں۔

فصل دوم

میں یہ مسئلہ ہے کہ اس امتناع سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس مستثنیٰ ہے یعنی آپ لیلۃ المعراج میں بحاسۂ بصر رویت سے مشرف ہوئے۔

فصل سوم: میں یہ مسئلہ ہے کہ حیات اخرویہ میں تمام اہل ایمان کو رویت بحاسۂ بصر نصیب ہوگی موقف میں بھی اور جنت میں بھی اور یہاں تک سب اجزاء منصوص ہیں اور یہ کہ موقف و جنت کی رویت میں کیا تفاوت ہے یعنی اول مثالی ہے دوسری حقیقی گو اس میں بھی ادراک بالکنہ نہ ہو کہ وہ مطلقاً ممتنع ہے ہر مدرک کو اور ہر موطن میں۔ اور صرف یہ جزو یعنی تفصیل موقف و جنت کی نصوص سے ظناً مستنبط ہے صریح منصوص نہیں پس اس رسالہ میں تجلی کے اقسام بھی مذکور ہوں گے جن میں عین کا کہ ظہور عالی ہے تعلّی لقب رکھا گیا اور تجلی مثالی کا کہ ظہور یعنی قریب من الرائی ہے تدلی نام تجویز کیا گیا اور ان احکام کے احکام بھی مسطور ہوں گے کہ کس قسم کا وقوع کہاں ہو سکتا ہے اور ہوگا اور کہاں نہ ہوگا اسی بناء پر اس کا نام وہ تجویز کیا گیا جو آپ پیشانی پر ملاحظہ فرماتے ہیں اور ان احادیث کو جمع کرنے کے بعد خیال آیا کہ رویت کی بحث دو مقام پر میری تفسیر میں بھی قدرے مفصل ہے جو بہت سے فوائد علمیہ پر مشتمل ہے اس کو بھی ان فصول کا ضمیمہ بنا لینا نافع ہوگا چنانچہ اس کو بھی ملحق کر دیا گیا۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مجموعہ اس مبحث میں مفصل و مکمل ہے۔ **وها انا اشرع فی المقصود بعون الملک المعبود۔**

کتبہ اشرف علی اوائل ربیع الاول ۱۳۴۵ھ

❀❀❀

فصل اوّل

(تمہید میں ملاحظہ ہو۱۲)

از رسالۂ تشرف کتاب العلم

الحدیث ان للہ سبعین حجابا من نور لو کشفھا لا حرقت سبحات وجھہ ما ادرکہ بصرہ ابو الشیخ ابن حبان فی کتاب العظمۃ من حدیث ابو ھریرۃ بین اللہ وبین الملئکۃ الذین حول العرش سبعون حجاباً من نور واسنادہ ضعیف وفیہ ایضاً من حدیث انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لجبریل ھل تریٰ ربک قال ان بینی وبینہ سبعین حجاباً من نوز وظلمت وفی الاکبر للطبرانی من حدیث سھل بن سعد دون اللہ تعالیٰ الف حجاب من نور وظلمۃ ولمسلم من حدیث ابی موسی حجابہ النور لوکشفہ لاحرقت سجات وجھہ ماانتھی الیہ بصرہ من خلقہ ولابن ماجۃ ادرکہ بصرہ قلت ولمسلم فی روایۃ النار وفی کنز العمال(ج ۵ ص ۲۵۹) بروایۃ الطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر وسھل بن سعد بعد قولہ وظلمۃ زیادۃ ماتسمع نفس من حسن تلک الحجب الازھقت الخ

ف.فیہ اثبات للحجب بین العبدوبین ربہ تعالیٰ وھذا الاطلاق شائع علی السنۃ الصوفیۃ وفیہ امتناع لرؤیۃ اللہ تعالیٰ فی الحال مطلقا وفی المال برفع حجاب الکبریاء الذی حاصلہ الادراک بالکنہ.

حدیث: حق تعالیٰ کے (سامنے) ستر حجاب ہیں نور کے اگر وہ ان کو کھول دیں تو ان کی ذات کے انوار تمام ان چیزوں کو جلا ڈالیں جن کو ان کی بصر ادراک کرتی ہے

(اور ظاہر ہے کہ ان کے ادراک بصر سے کوئی چیز خارج نہیں تو مطلب یہ ہوا کہ تمام چیزوں کو جلا ڈالیں) روایت کیا اس کو ابوالشیخ ابن حبان فی کتاب العظمۃ میں ابو ہریرہ کی حدیث سے کہ حق تعالیٰ کے اور ان ملائکہ کے درمیان میں جو کہ عرش کے حوالی میں ہیں ستر حجاب نور کے ہیں اور اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ اور اسی کتاب میں حضرت انس کی روایت سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کیا تم اپنے رب کو دیکھتے ہو انہوں نے کہا کہ میرے اور ان کے درمیان میں ستر حجاب ہیں نور اور ظلمت کے۔ اور طبرانی کی (کتاب) اکبر میں سہل بن سعد کی روایت سے ہے کہ حق تعالیٰ کے آگے ہزار حجاب ہیں نور اور ظلمت کے۔

اور مسلم میں ابو موسیٰؓ کی روایت سے ہے کہ ان کا حجاب نور ہے اگر وہ اس کو کھول دیں تو ان کی ذات کے انوار تمام ان مخلوقات کو جلا ڈالیں جن تک ان کی بصر پہنچتی ہے (اور ظاہر ہے کہ ان کی بصر کی رسائی سے کوئی مخلوق خارج نہیں تو مطلب یہ ہوا کہ تمام مخلوق کو جلا ڈالیں) اور ابن ماجہ میں ادرکہ بصرہ ہے (جیسا سب سے اول روایت میں تھا) میں کہتا ہوں کہ مسلم کی ایک روایت میں (بجائے النور کے) النار ہے، (یعنی ان کا حجاب نار ہے اسی نور کو باعتبار تاثیر احراق کے نار فرمادیا) اور کنز العمال میں بروایت کبیر طبرانی کے ابن عمر اور سہل بن سعد کے و ظلمۃ کے بعد یہ اور زیادہ ہے کہ کوئی جان ایسی نہیں جو ان حجابوں کی آہٹ سن لے کہ فوراً نہ نکل جائے۔

ف: اس حدیث میں اثبات ہے حجابوں کا بندہ اور حق تعالیٰ کے درمیان میں اور لفظ حجاب کا اطلاق صوفیہ کی زبانوں پر کثرت سے شائع ہے نیز اس حدیث میں رویت حق کا ممتنع ہونا مذکور ہے فی الحال تو علی الاطلاق اور فی المآل (یعنی آخرت میں) حجاب کبریائی کے مرتفع ہوجانے سے جس کا حاصل ادراک بالکنہ ہے (دلالت) علی الامتناع اس طرح سے ہے کہ کشف حجاب کو جو کہ مقدمہ ہے رویت کا مستلزم انعدام مدرک فرمایا اور انعدام میں رویت ممتنع ہے)

از رسالہ حقیقۃ الطریقۃ

الحدیث عن ابی موسیٰ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخمس کلمات وفیھا حجابہ النور لو کشفہ لاحرقت سبحات وجھہ ما انتھی الیہ بصرہ من خلقہ اخرجہ مسلم

حدیث... صد و ی و ششم: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر پانچ مضمون بیان فرمائے ان میں یہ بھی مضمون تھا کہ اللہ تعالیٰ کا حجاب نور ہے اگر وہ اس حجاب کو اٹھا دے تو اس کے انوار جلال ذات تمام مخلوق کو جہاں تک اللہ تعالیٰ کی نگاہ پہنچے سب کو جلا دے (اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر تمام مخلوق کو محیط ہے مطلب یہ ہوا کہ تمام مخلوق اس کے نور ذات سے سوختہ ہو جاوے) روایت کیا اس کو مسلم نے۔ (تیسیر ص ۲۷۶)

ف: مسئلہ امتناع رویت در دنیا۔ اکثر جہلاء صوفیہ کا اعتقاد ہے کہ سالک کو دنیا ہی میں حق سبحانہ و تعالیٰ کا دیدار ہو سکتا ہے یہ حدیث اس اعتقاد کی تغلیط کرتی ہے ان لوگوں کو اپنے اس اعتقاد کی اصلاح واجب ہے۔

الحدیث عن عمرو بن ثابت الانصاری انہ اخبرہ بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم حذر الناس الدجال انہ مکتوب بین عینیہ کافر یقرأہ من کرہ عملہ اویقرأہ کل مؤمن وقال تعلموا انہ لن یری احدمنکم ربہ حتی یموت (رواہ مسلم)

حدیث... صد و ی و ہفتم: بعض صحابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے جس روز دجال سے ڈرایا یوں بھی فرمایا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں کافر لکھا ہوگا جو شخص اس کے عمل کو ناپسند کرے گا وہ اس کو پڑھ لے گا یا یہ فرمایا کہ ہر مومن اس کو پڑھ لے گا۔

اور آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ خوب جان رکھو کہ مرنے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص اپنے رب کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا اور دجال کو سب دیکھیں گے پس ثابت ہوا کہ وہ رب نہیں ہے) روایت کیا اس کو مسلم نے۔ (جلد ثانی ص ۳۹۹)

ف: اس میں امتناع رویت در دنیا اور زیادہ وضاحت وصراحت کیساتھ مذکور ہے۔

ولنختم هذا الفصل ببعض المنظوم. كانه في الباب سرمكتوم من العارف الشيرازى وعارف الروم. وببعض المنشور. كانه رق منشور. من الشيخ الجيلانى والشيخ الاكبر المشهور. فللشيرازىؒ

من گدا وتمنائے وصل او ہیہات　　　مگر بخواب بہ بینم جمال ومنظر دوست

دل صنوبریم ہم چو بید لرزان ست　　　زحسرت قد وبالائے چوں صنوبر دوست

ولہٗ ایضاً

روے تو کس نہ دید وہزارت رقیب ہست　　　در غنچہ ہنوز وصدت عندلیب ہست

ولہٗ ایضاً

دیدن روئے ترا دیدۂ جاں میباید　　　ویں کجا مرتبہ چشم جہاں بین من ست

ولہٗ ایضاً

مردم دیدہ ز لطف رخ اودر رخ او　　　عکس خود دید وگماں کرد کہ مشکین ست

وللرومی

انت وجهي لاعجب ان لا اراه　　　غاية القرب حجاب الاشتباه

انت عقلي لاعجب ان لم ارك　　　من وفور الالتباس المشتبك

(دفتر ۶ قبیل قصۃ الضریر)

شیخ الجیلانی والشیخ الاکبر رحمہما اللہ

فی الیواقیت عن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رحمہ اللہ

لم یبلغنا وقوع ذٰلک فی الدنیا لاحد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیل ان فلانا یزعم انہ یرےٰ اللہ تعالٰی بعین راسہ فارسل الشیخ خلفہ وقال احق مایقول ھؤلاء عنک فقال نعم فانتھرہ الشیخ وزجرہ عن ھذا القول واخذ علیہ العھد ان لایعود الیہ فقیل للشیخ امحق ھذا الرجل ام مبطل فقال ھو محق تلبس علیہ وذلک شھد ببصیرتہ نور ذٰلک الجمال البدیع ثم خرق من بصیرتہ الٰی بصرہ منفذٌ فرای ببصرہ بصیرتہ حال اتصال شعاعھا بنور شھودہ فظن ان بصرہ الظاھر رأی ماشھدتہ بصیرتہ وانما رای بصرہ حقیقۃ بصیرتہ فقط من حیث لایدری قال تعالٰی مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لایبغیان وکان جمع من المشائخ حاضرین فاعجبھم ھذا الجواب واطربھم ودھشوا من حسن الفصاحہ رضی اللہ عنہ عن حال ذٰلک الرجل وفیھا ایضا عن الشیخ الاکبرؒ اعلم ان الحق تعالٰی اذا کان الوھم لایحیط بہ مع انہ الطف من الادراک الحسی فکیف یدرکہ البصر الذی ھو الاکشف ۱۲ ج ص ۱۶۲ و۱۶۳ (حاشیہ تعلیم الدین باب العقائد) وقد الحقت شرح ھذہ الکلمات باخر الرسالۃ فی الحواشی ان شئت فارجع الیھا نزول عنک الغواشی+

فصل دوم

(تمہید میں ملاحظہ ہو)

(از رسالہ تنویر السراج یعنی فصلے از نشر الطیب در واقعات معراج)

واقعہ بست ویکم

حق تعالیٰ کی رویت اور کلام ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور عبدالرزاق نے بواسطہ معمر کے حسن سے روایت کیا کہ انہوں نے حلف کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ اور ابن خزیمہ نے عروہ ابن الزبیر سے اس روایت کو ثابت کیا۔ اور ابن عباسؓ کے تمام اصحاب اس کے قائل ہیں اور کعب احبار اور زہری اور معمر سب اس کا جزم کرتے ہیں اور نسائی نے باسناد صحیح بطریق عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا اور حاکم نے بھی اس کی تصحیح کی ہے انہوں نے فرمایا کیا تم تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیمؑ کے لئے ہوا اور کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور رویت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور طبرانی نے اوسط میں بسند ثقات ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ بصر سے اور ایک مرتبہ قلب سے۔ اور خلال نے کتاب السنہ میں مروزی سے نقل کیا ہے کہ امام احمد سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص زعم کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا افترا کیا سو کون سی دلیل سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کا جواب دیا جاوے۔ انہوں نے فرمایا کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے رایت ربی میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ (تو امام احمد کی روایت سے یہ حدیث مرفوع بھی ثابت ہوگئی۔)

ف: بعض صحابہ کا نفی رویت کی کرنا اپنی رائے۔

کذا قال النووی وما اورد علیه فی فتح الباری بقول عائشہؓ فی قول الله تعالیٰ ولقد راه نزلة اخری انها سالت رسول الله صلی الله علیہ وسلم عن ذلک فقال انما هو جبریل وفی روایة ابن مردویه فقلت یا رسول الله هل رایت ربک فقال لا انما رأیت جبریل منهبطا حین حکت النفی عنه صلی الله علیه وسلم وقال هورای جزم النووی بان عائشة لم تنف الروية بحديث مرفوع) عجیب فاقول هذا الایراد عجیب لان النفی فی هذا الحدیث المرفوع انما یتعلق بالرویة الخاصة المذکورة فی هذه الأیة لا مطلق الرویة والکلام فی مطلقها فافهم ۱۲

(حاصل اس عبارت عربیہ کا یہ ہے کہ اگر کسی کو شبہ ہو کہ بعض روایات میں حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ هل رأیت ربک فقال لا انما رأیت جبریل منهبطا پس نفی رویت کی نص سے ہوئی رائے سے نہ ہوئی جواب یہ ہے کہ یہاں مطلق رویت سے سوال نہ تھا بلکہ آیت ولقد راه نزلة اخریٰ کی تفسیر کا پوچھنا تھا کہ مراد اس سے رویت الٰہیہ ہے، اس کے جواب میں یہ ارشاد ہوا ہے۔ چنانچہ اسی حدیث میں یہ مصرح ہے جس کو مسلم نے اور حسب نقل فتح الباری ابن مردویہ نے روایت کیا ہے هل رأیت ربک اسی روایت ابن مردویہ میں آیا ہے فتح الباری کی عبارت حاشیہ مسلم مطبوعہ مجتبائی میں نقل کی ہے۔۱۲ منہ)

سے ہے جو مستنبط ہے بعض عمومات سے جیسے لاتدرکه الابصار لیکن بعد اثبات بالنصوص کے ان عمومات کو محمول کیا جاوے گا نفی ادراک بمعنی معرفت کنہ واحاطہ پر اور آپ کا یہ فرمانا کہ نورانی اراہ محمول (هذااحد المحامل لقوله علیه السلام نورانی اراه وهوا قربها وارغبها۔۱۲) اس پر ہے کہ نور جس درجہ میں مانع رویت ہوتا ہے وہ درجہ مرئی نہیں ہوا (جیسی قرص شمس کی رویت کے اس درجہ سے

جس میں قرار نظر شرط ہے وہ نوری شعاعیں عادۃً مانع ہو جاتی ہیں جو کہ نظر کو منتشر اور متحیر کر دیتی ہیں مگر پھر بھی رویت عین شمس کا حکم صحیح ہوتا ہے۔۱۲ منہ) اور آخرت میں یہ عادت مبدل ہو جاوے گی اور ایسا انکشاف ہوگا کہ اس سے فوق استعداد بشری کے لئے متصور نہیں اور مطلق رویت کی نفی کو مستلزم نہیں۔

(از رسالہ تشرف... کتاب المحبت والشوق)

الحديث. فى الصحيحين انها (راى عائشة قالت من حدثك ان محمد ارأى ربه فقد كذب ولمسلم من حديث ابى ذر سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم هل رايت ربك قال نور انى اراه وذهب ابن عباس واكثر العلماء الى اثبات رويته له (قلت واورد السيوطى فى تفسيره عن مستدرك الحاكم عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربى عزوجل) وعائشه لم تر وذلك عن النبى صلى الله عليه وسلم (قلت ورواه ابن عباس عنه صلى الله عليه وسلم ولا يحتمل الحكم بالاثبات ان يكون اجتهاد او يحتمل النفى كونه بالاجتهاد لقوله تعالىٰ لاتدركه الابصار اھ)

وحديث ابى ذر قال فيه احمد (هذا جواب آخر من حديث فيه قوله عليه السلام انى اراه ۱۲.) مازلت له منكر او قال ابن خزيمة فى القلب من صحة اسناده شئ مع ان فى رواية الاحمد فى حديث ابى ذررايته نورا الحديث ورجال اسنادها رجال الصحيح قلت وفى الحاشية علے مسلم عن فتح البارى ولابن خزيمة عنه اے عن ابى ذر قال راه (هذا توجيه آخر لحديث ابى ذر نورانى اراه ۱۲.) بقلبه ولم يره بعينه وبهٰذا يتبين مراد ابى ذربذكره النور اے ان النورحال بين

رویته وبصره، اه مافی الحاشیة قلت هذا رای من ابی ذر یجمع بہ
روایتی الاثبات والنفی والجمع فرع التعارض ولا تعارض لتقدم الر
وهو الاثبات علی الظاهر وهو النفی ولو سُلِّمَ یمکن الجمع بوجه ا
وهو حمل (هذا وجه آخر لقوله علیه السلام نورانی اراه فمجم
الوجوه اربعة مذکورة فی حواشی هذا الفصل احدها باعتبار الرو
والباقیة باعتبار الدرایة واسهلها اولها۱۲) الاثبات علی مطلق الرو
والنفی علی الادراک بالکنه وهذا یکون یوم القیمة وهذه الرویة ف
هذه الحیوة من خواص نبینا صلی اللہ علیه وسلم بدلیل النصوص الاخ
المانعة للرویة قبل الموت اھ والعبارات المدرجت منی ابتدأت بقول
قلت وانتهت بقولی اھ والباقی من العراقی۔

حدیث: صحیحین میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ جو شخص تجھ سے یہ بیان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اس نے جھوٹ بولا اور مسلم کے نزدیک ابوذر کی یہ حدیث ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے فرمایا کہ وہ ایک نور ہے میں اس کو کہاں دیکھ سکتا ہوں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اکثر علماء آپ کی اثبات رویت للرب کی طرف گئے ہیں (میں کہتا ہوں کہ جلال سیوطی نے اپنی تفسیر جلالین) میں مستدرک حاکم سے وارد کیا ہے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب عز وجل کو دیکھا ہے۔اھ

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو (یعنی نفی رویت کو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل نہیں کیا (محض ان کی رائے ہے میں کہتا ہوں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اثبات رویت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اور حکم بالاثبات میں اس کا احتمال نہیں کہ اجتہاد سے ہو اور نفی میں اسکا

احتمال ہے اس آیت کی وجہ سے لا تدرکہ الابصار اھ، اور ابوذر کی جو حدیث (جس میں نفی رویت مذکور ہے)۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس کو منکر سمجھتا رہا۔ اور ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ قلب میں اس کی صحت اسناد کی طرف سے کھٹک ہے اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ امام احمد کی ایک روایت میں ابوذر کی حدیث میں یہ ہے کہ میں نے اس کو ایک نور دیکھا الحدیث (پس یہ صریح ہے اثبات رویت میں) اور اس روایت کے سند کے رجال صحیح کے رجال ہیں (اور کسی امام نے اس پر نکارت یا تردد کا حکم نہیں کیا پس اس کو ترجیح ہوگی میں کہتا ہوں کہ مسلم پر ایک حاشیہ میں فتح الباری سے یہ مضمون ہے کہ ابن خزیمہ کے نزدیک ابوذر کا یہ قول ہے کہ آپ نے رب کو قلب سے دیکھا اور آنکھ سے نہیں دیکھا اور اس سے ابوذر کی مراد ذکر نور سے" ظاہر ہوتی ہے یعنی نور درمیان رویت اور بصر کے حائل ہو گیا حاشیہ ختم ہوا میں کہتا ہوں کہ یہ ابوذر کی ایک رائے ہے جس سے اثبات و نفی کی روایتوں کے درمیان وہ جمع کر رہے ہیں اور جمع فرع ہے تعارض کی اور تعارض ہے نہیں کیونکہ نص اور وہ اثبات ہے ظاہر پر اور وہ نفی ہے مقدم ہوگی اور اگر تعارض تسلیم بھی کر لیا جاوے تب بھی دوسرے طریق پر جمع کرنا ممکن ہے اور وہ طریق یہ ہے کہ اثبات کو مطلق رویت پر محمول کیا جاوے اور نفی کو ادراک بالکنہ پر اور قیامت میں بھی رویت ایسی ہی ہوگی اور یہ رویت اس حیات میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص میں سے ہے بدلیل دوسری نصوص کے جو رویت قبل الموت کو ممتنع قرار دے رہی ہے اھ۔

اور درمیان درمیان کی عبارتیں میری بڑھائی ہوئی ہیں جو اس لفظ سے شروع ہوتی ہیں کہ میں کہتا ہوں۔ اور اس لفظ پر ختم ہو جاتی ہیں۔ اھ۔ یعنی انتہی اور باقی عبارت عراقی کی ہے۔

فصل سوم

(تمہید میں ملاحظہ ہو۔۱۲)

(از رسالہ تشرف کتاب ذکر الموت)

الحديث. حديث صهيب فى قوله تعالىٰ للذين احسنوا الحسنىٰ وزيادة رواه مسلم كما ذكره المصنف قلت وهو قال (صهيب) قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم قوله تعالىٰ للذين احسنوا الحسنىٰ وزيادة قال اذا دخل اهل الجنة الجنة واهل النار النار نادىٰ مناديا اهل الجنة ان لكم عندالله موعدا يريد ان ينجز كموه قالوا ماهذا الموعد الم يثقل موازيننا ويبيض وجوهنا ويد خلنا الجنة ويجرنا من النار قال فيرفع الحجاب وينظرون الى وجه الله عزوجل فما اعطوا شيئا احب اليهم من النظر اليه.

ف:... دل على رويته تعالىٰ وهو بظاهره يدل على روية الذات وهو مذهب الجمهور وذهب البعض الىٰ كونها تجليا مثاليا كما فى حديث مسلم ايضًا عن ابى هريرة لما سألوه صلى الله عليه وسلم هل نرى ربنا يوم القيمة قال صلى الله عليه وسلم فياتيهم الله فى صورته التى يعرفون فيقول انا ربكم فيقولون انت ربنا الحديث والله تعالىٰ منزه عن الصورة فاقرب تاويلاتها هو التجلى المثالى والمبهم يحمل على المسفر هذا ماقالوه لكن الظاهر ان هذه الرؤية فى الموقف يوم القيمة غير الروية التى فى الجنة لكرامة اولياء الله تعالىٰ وانما هذه للامتحان صرح به الخطابى كما نقله عنه النووى فى شرح مسلم ولا نسلم الابهام فان قوله عليه السلام ينظرون الىٰ وجه الله

تعالیٰ صریح فی رؤیة العین فلایفسر بالتجلی المثالی ولتتمیم الفائدة
انقل لک ذاک الحدیث مع توجیه بعض اجزائه علے اصول القوم
واللفظ لابی سعید الخدری حین یقال لاهل الموقف لیتبع کل امة
ماکانت تعبدو فی اٰخره حتی اذا لم یبق الامن کان یعبدالله تعالےٰ من
بروفا جراتاهم رب العالمین فی ادنی صورة من التی رواه فیها رائے
عرفوه بهاکما فی لفظ ابی هریرة وتبقی هذه الامة فیها منافقوها
فیاتیهم الله فی صورة غیر صورته التی یعرفون الحدیث ای قبل ذٰلک
فی الدنیا ویکون هٰذا تجلیا مثالیاکما هو ظاهر مدلول لفظ الصورة)
قال فما ذاتنظرون یتبع کل امة ماکانت تعبد قالوا یاربنا فارقنا الناس
افقر ماکنا الیهم ولم نصاحبهم فیقول اناربکم فیقولون نعوذ بالله
منک لانشرک بالله شیئا مرتین اوثلثا حتی ان بعضهم لیکادان
ینقلب (عن الصواب ویرجع عنه للامتحان الشدید الذی جرے قاله
النووی ولعل وجه انکارهم ان الوجه الذے یعرفون به الحق فے الدنیا
تجلٍّ مثالی ایض علے اوضاع مختلفة فی اذهان مختلفة ویکون هذا
التجلی المثالی الذهنی غیر منطبق علٰی ذاک التجلی المثالی
المحشری کما دل علیه قوله علیه السلام فے ادنٰی صورة من التی
رواه فیها الحدیث ولعل حکمته الامتحان کما سبق عن الخطابی
والنووی یعنی امتحان ایمانهم ودعوٰهم التوحید وقولهم فارقنا الناس
فتجلے لهم فی غیر صورتهم الذهنیة ولم یخلق فیهم علما ضروریا
بکونه تجلیا ربانیا فلما انکروها ظهر صدق دعوٰهم التوحید حیث
نفوا ربوبیة مازعموه غیر الرب ولعل الانقلاب عن الصواب هو لغلبة
الاهوال علٰی عقولهم بحیث لایبعدان ینکروا التجلی المثالی الأخر

الاتى فيما بعد قياسًا لاحدهما على الاخرى) فيقول هل بينكم وبين
اٰية فتعرفونه بها فيقولون نعم فيكشف عن ساق فلايبقے من كان
يسجد لله من تلقاء نفسه الا اذن له بالسجود ولايبقے من كان يسجد
اتقاءً ورياءً الاجعل الله ظهره طبقة واحدة كلما اراد ان يسجد
خرعلى قفاه (قال القاضى عياض كما انقله عنه النووى قيل المراد
بالساق ههنا نور عظيم وورد ذٰلک فى حديث عن النبى صلى الله
عليه وسلم اه قلت ويخلق الله ح فيهم علما ضرور يابكونه تجليا
ربانيا وان لم يعرفوه به قبل ذلک والله اعلم، ثم يرفعون رؤسهم وقد
تحول فى صورته التى رواه فيها اول مرة فقال انا ربكم فيقولون انت
ربنا الحديث (باب اثبات رؤية المؤمنيين ج ۱) والذى ارے ان هذا
التحول هو ظهوره فى الصورة الذهنية المثالية التى كانوا يعرفونه بها
قبل ذٰلک وهذا هو الذے وعدنا باتيان ذكره بقولنا سياتى فى
الحديث ويجوز هذا التحول فى التجليات المثالية من بعضها الى
بعض وهذه الصورة وان كانت واحدة بالشخص لكنها يمكن ان
ترے مختلفة فى أبصار مختلفة فلا يشكل انطباق التصورات
المختلفة على الصورة المتعينة هذا وانما لم يتجل بصورة اعلےٰ مما
عرفوه مغائرة له لعدم حصول حكمة الامتحان به لان كل مؤمن يعتقد
انه تعالٰى ليس دون ما اعتقدناه ولايعتقد انه ليس فوق ما اعتقدناه فلو
تجلى بصورة اعلے لسوغ احتمال كونه تجليا ربانيا وما نفاه فلم
يحصل الامتحان فلما تجلى بصورة ادنى وكان يعتقدانه ليس ادنى
حكم بالنفى فافهم واعلم ان كل ماذكرته هنا فى شرح الحديث علے
اصول القوم ليس شئ منها قطعيا نعم هو اقرب من. كل ماذكره

اخرون من العلماء کقول بعضهم فی التجلی الادنی انه بعض الملئکة ظهر لهم ولا یخفے علیک بعده واباء قوله علیه السلام اتاهم رب العالمین عن هذا الحمل وکانک عثرت بهٰذا التقریر علی ما ادعینا من ان التجلے فی الجنة یکون برؤیة الذات وان لم یدرک کنهها وفی الموقف بالمثال کما کان لموسی علیه السلام بالطور بصورة النار ولا یمتنع علیه المثال بمعنے المشارک له فی الوصف لقوله تعالٰی وله المثل الا علےٰ ویمتنع علیه المثل بمعنی المشارک فی الماهیة لقوله لیس کمثله شیء وهٰذا المثال وان لم یکن قدیما لکن للتشارک البالغ الٰی حد الکمال یکون مرأةً للقدیم ولا یلتفت الذهن ح الی وجوه التغائر والتمائز بینهما فتبصروتفکر لئلاتضل ولا تزل فالمقام ادق من الشعر واحد من السیف ومما یتعلق بالحدیث ماقاله النووے انه لیس فے الحدیث تصریح برؤیة المنافقین الله تعالٰی وانما فیه ان الجمع الذین فیهم المؤمنون والمنافقون یرون و هذا لایقتضے ان یراه جمیعهم وقدقامت دلائل الکتاب والسنت علے ان المنافق لایراه سبحانه وتعالیٰ اه (کقوله تعالیٰ فے الکفار کلا انهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون) واعلم ان الحدیث تستنبط منه مسئلة وهی انه کما ان الله تعالےٰ قد عذر من نفی مالا یعرفه من الحق مع کونه مثبتا فی الواقع کذٰلک یعذر من اثبت ماعرفه منه مع کونه منفیا فی الواقع لاشتراک العلة وهو التکلیف حسب العلم کما وقع لبعض المکاشفین من توهمهم التجلی الروحی تجلیا ربانیا والظن انه یعذر انشاء الله تعالٰی وحمل بعضهم قول ابراهیم علیه السلام هذا ربی علی مثل هذا العذر منهم العارف الرومے فی الدفتر الخاس من

المثنوی بعد اربعة اخماس من قبیل قصة الشیخ محمد بقوله ۔

گفت ہذا ربی ابراہیم راد چونکہ اندر عالم و ہم افتاد

واختاره الشیخ عبدالقادر الدهلویؒ من اساتذتنا فی تفسیره لهذه القصة وانی وان لم ارض به للانبیاء لکن ذهاب بعض اهل الحق الیه کاف فی جواز احتمال کونه عذرا والله اعلم

حدیث: صہیب کی حدیث اس آیت کے متعلق کہ جن لوگوں نے نیک کام کیے ان کے لئے اجر نیک ہے اور ایک زائد انعام ہے روایت کیا اس کو مسلم نے جیسا کہ مصنف نے ذکر کیا میں (یعنی عراقی) کہتا ہوں کہ وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ للذین احسنوا الحسنٰی وزیادة (جس کا ترجمہ اوپر گزرا ہے اور) فرمایا جب اہل جنت جنت میں اور اہل نار نار میں داخل ہو چکیں گے ایک پکارنے والا پکارے گا اے اہل جنت تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک وعدہ ہے وہ تم سے اس کو پورا کرنا چاہتا ہے، اہل جنت (تعجب سے کہیں گے وہ وعدہ کیا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے ہماری میزان کو (نیکیوں سے) وزنی نہیں فرما دیا اور کیا ہمارے چہروں کو سفید نہیں کر دیا اور کیا ہم کو جنت میں داخل نہیں کر دیا اور کیا ہم کو دوزخ سے نہیں بچالیا (اب اس سے بڑھ کر کیا ہوگا جو ابھی باقی ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس حجاب اُٹھا دیا جائے گا اور حق تعالیٰ کے روئے مبارک کی طرف نظر کریں گے سو ان کو کوئی چیز ایسی عطا نہیں ہوئی جو ان کے نزدیک حق تعالیٰ کی طرف نظر کرنے سے زیادہ محبوب ہو۔

ف: یہ حدیث رویت باری تعالیٰ پر صریح دال ہے اور یہ حدیث اپنے ظاہر الفاظ سے رویت ذات پر دلالت کرتی ہے اور یہ ہی مذہب ہے جمہور کا اور بعضے اس رویت کے تجلی مثالی ہونے کی طرف گئے ہیں۔ جیسا مسلم ہی کی دوسری حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے جبکہ بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

سوال کیا کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے آپ کے اس ارشاد تک کہ پھر اللہ تعالیٰ اُن کے پاس تشریف لاویں گے اپنی اس صورت میں جس کو یہ پہچانتے ہوں گے اور فرمائیں گے کہ میں تمہارا رب ہوں وہ لوگ عرض کریں گے آپ ہمارے رب ہیں الخ (تو اس حدیثؑ میں اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ صورت وارد ہے اور اللہ تعالیٰ صورت سے منزہ ہیں۔ پس لامحالہ یہ ماوّل ہوگا) اور سب تاویلات میں قریب تر تاویل تجلی مثالی ہے اور مبہم کو مفسر پر محمول کیا جاتا ہے (پس رویت کا بطریق مثالی ہونا ثابت ہوگیا) یہ وہ قول ہے جو (اپنے مطلوب پر استدلال میں) انہوں نے کہا ہے لیکن (یہ استدلال کافی نہیں کیونکہ) ظاہر یہ ہے کہ یہ رویت جو قیامت کے دن موقف میں ہوگی اس رویت سے مغائر ہوگی۔ جو جنت میں مقبولان حق کے اکرام کے لئے ہوگی (جیسا عنقریب آتا ہے) خطابی نے اس تغائر کی تصریح کی ہے۔

جیسا کہ نووی نے شرح مسلم میں ان سے نقل کیا ہے اور ہم ابہام کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ یہ قول کہ ینظرون الی وجه الله تعالی رویت عین میں صریح ہے پس اس کو تجلی مثالی کے ساتھ مفسر نہ کریں گے اور تتمیم فائدہ کے لئے میں اس حدیث کو مع اس کے بعض اجزا کی توجیہ بنا بر اصول قوم کے ابوسعید خدریؓ کے الفاظ سے نقل کرتا ہوں جبکہ اہل موقف سے کہا جاوے گا کہ ہر جماعت کو چاہئے اپنے معبود کے ساتھ جاوے اور اس حدیث کے آخر میں ہے کہ یہاں تک کہ جب کوئی باقی نہ رہے گا بجز ان لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے خواہ نیک ہوں یا بد اس وقت رب العلمین ان کے پاس ایسی صورت میں تشریف لاویں گے جو اس صورت سے مابعد کے درجہ میں ہوگی جس میں پہلے دیکھا تھا (یعنی جس صورت سے پہلے معرفت) حاصل تھی۔ جیسا ابو ہریرہؓ کے الفاظ میں اس طرح ہے کہ یہ امت باقی رہ جاوے گی جس میں منافقین بھی ہوں گے پس اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایک ایسی صورت میں آویں گے جو اس کی اس صورت سے غیر ہوگی جس کی ان لوگوں کو معرفت حاصل تھی

یعنی اس سے قبل دنیا میں۔ پس میں نے جو دیکھنے کی تفسیر معرفت سے کی ہے وہ دلیل سے ثابت ہو گئی اور یہ رویت تجلی مثالی ہو گی جیسا لفظ صورت کا ظاہری مدلول ہے) پھر ارشاد ہو گا تم کس چیز کے منتظر ہو ہر جماعت اپنے معبود کے ساتھ جاوے، لوگ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم (صرف آپ کے لئے) دوسرے لوگوں سے ایسی حالت میں جدا ہوئے کہ ہم کو ان کی طرف سخت احتیاج تھی اور ان کا ساتھ نہیں دیا (پس اس وقت آپ کو چھوڑ کر کہاں جائیں) حق تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں (چونکہ اس تجلی میں حق تعالیٰ کو پہچانیں گے نہیں اس لئے) وہ لوگ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں تجھ سے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے دوبار یا تین بار ایسا کہیں گے یہاں تک کہ بعضے تو بالکل اس کے قریب ہو جاویں گے کہ (امر صواب سے) منقلب ہو جاویں اور اس سے ہٹ جاویں بسبب امتحان شدید کے جو کہ جاری ہو گا یہ نووی نے کہا ہے اور ان لوگوں کے اس انکار کی کہ تو ہمارا رب نہیں شاید یہ وجہ ہے کہ جس وصف سے حق تعالیٰ کی ان کو دنیا میں معرفت حاصل ہے وہ بھی تجلی مثالی ہے جو اذہان مختلفہ میں اوضاع مختلفہ پر ہے اور یہ تجلی مثالی ذہنی اس وقت کی تجلی مثالی محشری پر منطبق ہو گی نہیں۔

جیسا کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دال ہے فی ادنیٰ صورۃ من التی راوھا اور شاید حکمت اس تغائر تجلی کی امتحان ہو جیسا خطابی ونووی سے اوپر مذکور ہوا ہے یعنی امتحان ان کے ایمان کا اور ان کے دعویٰ توحید کا اور ان کے اس قول کا کہ ہم لوگوں سے جدا ہو گئے تھے۔ پس اس امتحان کے لئے ان کے لئے ان کی صورت ذہنیہ سے مغائر صورت میں تجلی فرمائی اور اس کے ساتھ ان میں اس کا علم ضروری پیدا نہیں فرمایا کہ یہ بھی تجلی ربانی ہے پس جب انہوں نے اس صورت کا انکار کیا تو ان کے دعویٰ توحید کا صدق ظاہر ہو گیا کہ انہوں نے غیر کی ربوبیت کا انکار کر دیا اور شاید انقلاب عن الصواب کا سبب ان کے عقول پر اہوال کا غلبہ ہو اس طرح پر کہ

مستبعد نہ تھا کہ اس پر قیاس کر کے اس تجلی مثالی کا بھی انکار کر بیٹھیں جس کا ذکر عنقریب اسی حدیث میں آتا ہے، پھر ارشاد فرماویں گے کیا تمہارے اور رب تعالیٰ کے درمیان کوئی علامت ہے جس سے تم اس کو پہچان لو وہ کہیں گے ہاں پس ساق کو کھول دیا جاوے گا پس کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا جو اللہ کو سجدہ کرتا ہو دل سے مگر اس کو سجدہ کی توفیق ہو جاوے گی اور کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا جو تقیہ اور ریا سے سجدہ کرتا ہو مگر اللہ تعالیٰ اس کی کمر کو ایک تختہ کر دیں گے وہ جب بھی سجدہ کرنا چاہے گا فوراً ہی گدی کے بل گر پڑے گا۔ (قاضی عیاض نے کہا ہے جیسا کہ نووی نے ان سے نقل کیا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ مراد ساق سے اس جگہ ایک نور عظیم ہے اور یہ ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہے میں اشرف کہتا ہوں کہ ان لوگوں میں اس وقت اللہ تعالیٰ اس کے تجلی ربانی ہونے کا علم ضروری پیدا کر دیں گے اگر چہ اس کے قبل اس تجلی سے ان کو اس کی معرفت نہ تھی واللہ اعلم) پھر یہ لوگ سجدہ سے اپنا سر اٹھا دیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی ایسی صورت میں منتقل ہو چکے ہوں گے جس میں ان لوگوں نے ان کو اول بار (یعنی دنیا میں) دیکھا تھا (یعنی پہچانا تھا) پھر فرمادیں گے میں تمہارا رب ہوں۔ وہ لوگ کہیں گے آپ ہمارے رب ہیں۔ الحدیث (مسلم ج۔ا۔ باب اثبات رویۃ المؤمنین)

اور اس میں جو سمجھا ہوں یہ ہے کہ اس انتقال کی حقیقت اس صورت مثالیہ ذہنیہ میں ظہور ہے جس کے ذریعہ سے وہ لوگ حق تعالیٰ کو اس کے قبل دنیا میں پہچانتے تھے اور یہی تجلی ہے جس کے مذکور ہونے کا ہم نے اپنے اس قول میں وعدہ کیا تھا وہ قول یہ ہے جس کا ذکر عنقریب حدیث میں آتا ہے اور تجلیات مثالیہ میں ایسا انتقال ایک سے دوسرے کی طرف جائز ہے اور یہ صورت مثالیہ اگر چہ واحد بالشخص ہو گی لیکن ممکن ہے کہ ابصار مختلفہ میں حسب تصورات مختلفہ مختلف اطوار میں نظر آوے پس یہ اشکال واقع نہیں ہوتا کہ تصورات مختلفہ صورت متعینہ پر کیسے منطبق ہوں گے خوب سمجھ لو اور (بجائے ادنیٰ صورت میں تجلی فرمائیں گے) ایسی صورت میں تجلی نہ فرمانا جو ان کی

پہچانی ہوئی صورت سے اعلیٰ ہو اس وجہ سے ہے کہ اس سے امتحان کی حکمت حاصل نہ ہوتی اس لئے کہ ہر مومن کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اعتقاد سے کم نہیں ہے اور یہ کسی کا اعتقاد نہیں کہ میرے اعتقاد سے فوق بھی نہیں ہے پس اگر صورت اعلیٰ میں تجلی فرماتے تو اس کو یہ احتمال ہوتا کہ شاید یہ تجلی ربانی ہو اور اسکی نفی نہ کرتا پس امتحان حاصل نہ ہوتا اور جب صورت ادنیٰ میں تجلی فرمائی اور اس کا اعتقاد یہ تھا کہ وہ ادنیٰ نہیں ہے اس لئے نفی کا حکم کر دیا خوب سمجھ لو اور جاننا چاہئے کہ میں نے اس جگہ حدیث کی شرح میں اصول قوم پر جو کچھ ذکر کیا ہے ان میں کوئی جز وقطعی نہیں۔

البتہ دوسرے علماء نے جو کچھ ذکر کیا ہے ان سب سے اقرب ضرور ہے مثلاً بعض نے کہا ہے کہ یہ ادنیٰ صورت میں تجلی کسی فرشتہ کا ظہور ہوگا اور اس کا بعید ہونا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اتاھم رب العالمین کا اس سے آبی ہونا ظاہر ہے اور غالباً تم اس تقریر سے ہمارے اس دعویٰ پر آگاہ ہو گئے ہو گے کہ جنت میں تجلی رویت ذات سے ہوگی اگرچہ اس کی کنہ کا ادراک نہ ہوگا اور موقف میں مثال سے ہوگی جیسا موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بصورت نار ہوئی تھی اور حق تعالیٰ پر مثال بمعنی مشارک فی الوصف ممتنع نہیں چنانچہ ارشاد ہے وله المثل الاعلیٰ اور مثل بمعنی مشارک فی الماہیۃ ممتنع ہے جیسا ارشاد ہے لیس کمثله شیء اور یہ مثال قدیم نہیں ہوتی لیکن تشارک کامل کے سبب قدیم کا مرآۃ ہو جاتی ہے اور اس وقت ذہن کو وجوہ تغائر وتمائز کی طرف التفات نہیں ہوتا۔ خوب بصیرت اور فکر سے کام لو تاکہ غلطی اور لغزش میں نہ پڑ جاؤ کیونکہ مقام بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے اور اسی حدیث کے متعلق وہ بات بھی ہے جو نووی نے کہی ہے کہ اس حدیث میں اسکی تصریح نہیں ہے کہ منافقین کو بھی اللہ تعالیٰ کی رویت ہوگی صرف حدیث میں یہ ہے کہ ایسی جماعت کو جس میں مومنین ومنافقین دونوں ہوں گے رویت ہوگی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب ہی کو رویت ہو اور کتاب وسنت کے دلائل اس پر قائم ہیں کہ منافق کو حق سبحانہ

و تعالیٰ کی رویت نہ ہوگی (جیسے ارشاد ہے کلاّ انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون اھ) اور جاننا چاہئے کہ حدیث سے ایک مسئلہ مہمہ مستنبط ہوتا ہے وہ یہ کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کو معذور رکھا جس نے حق کے ایسے وصف کی نفی کی جس کی اس کو معرفت نہ تھی باوجودیکہ کسی مرتبہ میں وہ وصف مثبت تھا اسی طرح وہ شخص بھی معذور رکھا جاوے گا جو ایسے وصف کو ثابت کرے جس کی اس کو معرفت ہے گو وہ بعض مرتبہ میں منفی ہو کیونکہ دونوں جگہ علت معذوریت کی مشترک ہے اور وہ علت تکلیف ہے حسب العلم جیسا بعض مکاشفین نے تجلی روح کو تجلی حق سمجھ لیا ہے امید ہے کہ معذور ہوں گے اور بعض نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول هذا ربی کو اسی قسم کے عذر پر محمول کیا ہے ان میں سے عارف رومیؒ بھی ہیں دفتر خامس کے چار خمس کے بعد شیخ محمد کے قصہ سے ذرا قبل اس قول میں۔

گفت ہذا ربی ابراہیم راد چونکہ اندر عالم وہم افتاد

اور ہمارے مشائخ میں سے حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلویؒ نے اپنی تفسیر میں اسی کو اختیار کیا ہے اور اگرچہ مجھ کو انبیاء علیہم السلام کی شان میں یہ پسند نہیں لیکن بعض اہل حق کا اس طرف جانا اس کے عذر محتمل ہونے کے لئے تو کافی ہے۔ واللہ اعلم

ضمیمہ

از تفسیر بیان القرآن سورۃ الانعام

قولہٗ تعالیٰ لاتدرکه الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر

ترجمہ و تفسیر

(اور اس کے علیم ہونے کی اور اسمیں متفرد ہونے کی یہ کیفیت ہے کہ) اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہوسکتی (دنیا میں تو اس طرح کہ کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا۔ جیسا دلائل شرعیہ سے ثابت ہے اور آخرت میں اس طرح کہ اہل جنت گو دیکھیں گے جیسا کہ

دلائل شرعیہ سے ثابت ہے لیکن احاطہ محال رہے گا اور جس محسوس بالبصر کے ظاہر کا احا
احساس بصری سے محال ہے تو اس کی حقیقت باطنی کا کہ ظاہر کے مقابلہ میں بدر جہا خف
تر ہے احاطہ کرنا عقل سے جو کہ احساس سے بدر جہا زیادہ محتمل غلط ہے بدر جہا اولی محا
ہوگا) اور وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) سب نگاہوں کو (جو کہ اس کے احاطہ سے عاجز تھیں وجو
محیط ہو جاتا ہے۔ (اسی طرح اور چیزوں کو بھی علما محیط ہے وھو بکل شیء علیم)
اس امر سے کہ وہ سکو محیط ہے اور اسکو کوئی محیط نہیں لازم آ گیا کہ) وہی بڑا باریک بیں
باخبر ہے (اور کوئی دوسرا نہیں اور یہی تھا تفرد فی کمال العلم جو ثابت ہو گیا)

ف: حاصل مقام کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا کوئی مبصر و مرئی خواہ کیسا ہی اکبر
اعظم ہو ایسا نہیں کہ اس کا احاطہ کسی رائی کے بصر سے خواہ وہ کیسا ہی اصغر و احقر ہو محال
ہو چنانچہ اس کا امکان باقتضائے عقل ظاہر ہے بخلاف حق تعالیٰ کے کہ باوجودیکہ دنیا
میں عقلاً مبصر ہونا فی حد ذاتہ ممکن ہے جیسا کہ رب ارنی کی درخواست سے ظاہر ہے گو
شرعاً ممتنع ہے جیسا لن ترانی سے یقینی ہے نیز احادیث میں علی الاطلاق اس کی
تصریح ہے اور آخرت میں مبصر ہونا واقع ہے لیکن احاطہ ہر حالت میں محال ہے اور یہ
امر خواص باری تعالیٰ سے ہے پس یہ شبہ دفع ہو گیا کہ بعض اجسام عظیمہ پر بھی یہ امر
صادق آتا ہے کہ لاتدرکہ الابصار۔ وجہ دفع ظاہر ہے کہ وہاں ادراک بمعنے
الاحاطہ محال تو نہیں پس نفی ادراک مذکور فی الآیہ مرتبہ استحالہ میں خواص واجب سے ہوا
اور احاطہ عقلیہ کا محال ہونا مستقلاً بھی کتب کلامیہ میں مذکور ہے اور لا تدرکہ
الابصار بھی بالاولی اس پر دال ہے جس کی تقریر اثناء ترجمہ میں کر دی گئی اور یدرکہ
الابصار میں تخصیص ابصار کی باقتضائے خصوصیت مقام ہے کہ مقام بیان ابصار کا
ہے خصوصیت حکم کی مقصود نہیں کیونکہ عموم دوسرے دلائل سے ثابت ہے اور اس کا
مضمون (یعنی مدلول ۱۲) خواص واجب سے اس طور پر ہے کہ ممکنات میں کوئی چیز ایسی
نہیں کہ دوسری چیز کا اس کو محیط ہونا محال ہو اور اس کا احاطہ اس دوسری چیز کو واجب ہو

پس لاتدرکه الابصار میں نفی مرتبہ استحالہ میں معتبر ہوگی اور یدرکہ الابصار میں اثبات مرتبہ وجوب میں معتبر ہوگا اب دونوں حکموں کا خواص میں سے ہونا ظاہر و متیقن ہوگیا اور ادراک کا جو ترجمہ کیا گیا اس سے معتزلہ کا استدلال درباب انکار رویت الٰہیہ کی اہل جنت کے واسطے ساقط ہوگیا۔ اور ادراک کے یہ معنی ابن عباسؓ سے منقول ہیں چنانچہ درمنثور میں ہے اخرج ابن جریر عن ابن عباس لاتدرکه الابصار لایحیط بصر احد بالله تعالٰی اھ اور روح میں ہے والیه ذهب الکثیر من ائمة اللغة وغیرهم پس مطلق رویت ثابت ہے اور احاطہ منفی۔

اور حدیثوں میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سوال کے جواب میں هل رایت ربک دو جواب آئے ہیں ایک نورٌ انی اراہ دوسرا رأیت نورًا۔ پہلے جواب میں احاطہ مراد ہے اور دوسرے میں مطلق رویت اور جاننا چاہئے کہ لیلۃ المعراج میں آپ کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا جیسا کہ جلالین میں بتخریج مستدرک حاکم بروایت حضرت ابن عباسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے۔ رأیت ربی عزوجل الحدیث وہ اس حکم امتناع شرعی فی الدنیا سے مخصوص ہے اور شیخ اکبر رحمہ اللہ سماوات ومافوقہا کو دنیا سے خارج فرماتے ہیں اور آخرت میں داخل کرتے ہیں اس بنا پر کہ آخرت کا ایک زمانہ ہے جو قیامت میں آوے گا اور ایک مکان ہے جو اوپر مذکور ہوا پس یہ رویت آخرت میں ہوئی تھی فلا حاجۃ الی القول بالتخصیص۔

ایضاً از تفسیر بیان القرآن سورۃ الاعراف

(قوله تعالٰی) ولما جآء موسٰی لمیقاتنا وکلمه ربه قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانه فسوف ترانی فلما تجلٰے ربه للجبل جعله دکا وخرموسٰی صعقًا فلما افاق قال سبحٰنک تبت الیک وانا اول المؤمنین ○

ترجمہ وتفسیر

اور جب موسیٰ (علیہ السلام) اس واقعہ میں، ہمارے وقت (موعود) پر آئے تھے جس کا قصہ بیان ہورہا ہے) اوران کے رب نے ان سے بہت سی لطف وعنایت کی، باتیں کیں تو (شدت انبساط سے دیدار کا اشتیاق پیدا ہوا، عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اپنا دیدار مجھ کو دکھلا دیجئے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو (دنیا میں) ہرگز نہیں دیکھ سکتے (کیونکہ یہ آنکھیں تاب جمال نہیں لاسکتیں کما فی المشکوۃ عن مسلم لاحرقت سبحات وجهه) لیکن (تمہاری تشفی کے لئے یہ تجویز کرتے ہیں کہ تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو ہم اس پر ایک جھلک ڈالتے ہیں) سو اگر اپنی جگہ برقرار رہا تو (خیر) تم بھی دیکھ سکو گے۔

(غرض موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف دیکھنے لگے) پس ان کے رب نے جو اس پر تجلی فرمائی تجلی نے اس (پہاڑ) کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہوکر گر پڑے پھر جب افاقہ میں آئے تو عرض کیا بیشک آپ کی ذات (ان آنکھوں کی برداشت سے) منزہ اور رفیع ہے میں آپ کی جناب میں (اس مشتاقانہ درخواست سے) معذرت کرتا ہوں۔ (اور جو کچھ حضور کا ارشاد ہے کہ لن ترانی) سب سے پہلے میں اس پر یقین کرتا ہوں۔

ف: یہاں چند امور قابل تحقیق ہیں۔ اول موسیٰ علیہ السلام سے حق تعالیٰ نے کلام فرمایا مگر یہ کہ اس کی حقیقت کیا تھی اللہ ہی کو معلوم ہے جن احتمالات عقلیہ کی شریعت نفی نہ کرے ان سب کے قائل ہونے کی گنجائش ہے۔ لیکن بلادلیل عدم تعیین اسلم ہے زیادہ تفصیل اس کی کتب کلامیہ میں ہے البتہ قرآن مجید کے ظاہر الفاظ سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اس کلام کو بہ نسبت اس کلام کے جو عطائے نبوت کے وقت ہوا تھا کچھ زیادہ اختصاص متکلم سے ہے چنانچہ یہاں مطلق کلمہ ربه ہے وہاں نودی من شاطئ الواد الایمن فی البقعة المبارکة من الشجرة آیا ہے اور غالباً اس زیادہ

اختصاص کے سبب یہ کلام مورث اشتیاق رویت ہوا وہ نہیں ہوا واللہ تعالیٰ اعلم۔

دوم: موسیٰ علیہ السلام کی درخواست دیدار کی کرنا دنیا میں اس کے امکان عقلی پر اور حق تعالیٰ کا جواب اس کے امتناع شرعی پر دلیل ہے اور یہی مذہب ہے اہل سنت و جماعت کا۔

سوم: پہاڑ پر تجلی ہونے کے معنی واللہ اعلم یہ سمجھ میں آتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا نور خاص بارادۂ خداوندی خلائق سے محجوب ہے اور اس محجوب ہونے کے جو وسائط ہیں وہ حجب اور موانع ہیں تعیین ان کی اللہ کو معلوم پس غالباً ان حجب میں بعض حجب مرتفع کردیئے ہوں اور چونکہ وہ حجب مرتفعہ قلیل تھے اس لئے ترمذی کی حدیث مرفوع میں تمثیلاً اس کی قلت کو انملہ خنصر سے تشبیہ دی گئی ورنہ صفات الٰہیہ تجزی و مقدار سے منزہ ہیں اور چونکہ افعال حق تعالیٰ کے اختیاری ہیں اس لئے ممکن ہے کہ وہ حجب جبل کے اعتبار سے مرفوع ہوئے ہوں۔ اور موسیٰ علیہ السلام اور دیگر خلق کے اعتبار سے مرتفع نہ ہوئے ہوں یہ معنے ہوجاویں گے للجبل کے اور چونکہ ارتفاع حجب کا خاصہ احراق ہے جیسا کہ حدیث میں ہے لاحرقت سبحات النور ماانتهى اليه بصره اس لئے پہاڑ کی یہ حالت ہوئی اور یہ ضرور نہیں کہ سارے پہاڑ کی یہ حالت ہوجاوے کیونکہ تجلی فرمانا باختیار خود کسی خاص قطعہ پر ممکن ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی بے ہوشی ان پر تجلی فرمانے سے نہ تھی کیونکہ ظاہر للجبل کے خلاف ہے بلکہ پہاڑ کی یہ حالت دیکھ کر و نیز محل تجلی کے ساتھ ایک گونہ تلبس و تعلق ہونے سے یہ بے ہوشی ہوئی۔

چہارم: ظاہر افان استقر مكانه فسوف ترانی سے استقرار کی تقدیر پر رویت کا وقوع۔ اور عدم استقرار کی تقدیر پر عدم وقوع مفہوم ہوتا ہے۔ اس میں قابل تحقیق یہ امر ہے کہ ان میں باہم علاقہ کیا ہے۔ سو عدم استقرا) ر اور عدم وقوع رویت میں تو علاقہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حاسہ بصریہ موسویہ ترکیب عنصری میں جبل سے اضعف والطف ہے۔ جب اقویٰ واشد متحمل نہ ہوا تو اضعف کیسے متحمل ہوگا۔ اور اس تقریر پر گو استقرار مستلزم تحمل بصر موسوی عقلاً نہ ہوگا لیکن اس کو وعدہ پر محمول کرنے سے اشکال رفع

ہوجاوے گا یعنی باوجود دونوں کی عدم تساوی کے ہم تبرعاً وعدہ کرتے ہیں کہ اگر یہ تمہارا
ہوگیا تو تمہارے حاسہ بصریہ کو بھی متحمل کر دیا جائے گا۔

پنجم: وقوع تجلی سے وقوع رویت کا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ دونوں مترادف یا متلازم نہیں ہیں بلکہ تجلی کے معنی کسی شئے کا ظہور ہے گو دوسرے کو اس کا ادراک نہ ہو پس تجلی کا انفکاک رویت سے ممکن ہے جیسا آفتاب کو متجلی و طالع کہہ سکتے ہیں لیکن خفاش کو رائی اور مدرک کہنا لازم نہیں آتا کیونکہ ممکن ہے کہ مبادی تجلی سے قبل تجلی بہ قبلیت زمانیہ یا تجلی کے ساتھ بمعیت زمانیہ وقبلیت ذاتیہ چشم خفاش معطل ہوجاتی ہو اس بحث کے متعلق کسی قدر آیت **لاتدرکه الابصار**۔ واقعہ آخر پارہ واذا سمعوا کے ذیل میں لکھا جاچکا ہے ملاحظہ کیا جائے۔ تمت الضمیمۃ و بتمامہا تمت الرسالۃ الکریمۃ

الحواشی المتعلقۃ بآخر الفصل الاوّل

قولهٗ فللشیرازی۔

من گدا۔ الخ در شاخ صنوبر گرہے باشد کہ آنرا بدل تشبیہ دہند و دل صنوبر ہم اوراگویند۔ کذا فی الحاشیۃ۔ ان اشعار میں بیان ہے اس کا کہ ورود تجلیات میں بھی انکشاف تام یعنی رویت جس طرح آخرت میں ہوگی اس عالم میں واقع نہیں ہوتی:

لامتناعه شرعًا وان لم یمتنع عقلًا

پس مطلب یہ ہوا کہ خواب یعنی حالت استغراق میں تو تجلی ہوسکتی ہے اور اپنے محل میں ثابت ہے کہ وہ تام نہیں ہوتی باقی وصل یعنی رویت عیاناً کی تمنا ہی مستبعد ہے اور جس قدر انکشاف ہوتا ہے وہ ایسا ہے کہ اس میں حسرت استتار کی بھی رہتی ہے لکونہ غیر تام پس اس میں رفع ہے بعض ناواقفوں کی غلطی کا اور لفظ گدا سے اشارہ اس طرف ہوسکتا ہے کہ اس رویت کا مانع ہمارا عدم تحمل وعدم قابلیت ہے جو آخرت میں مبدل بہ تحمل ہوجاوے گا۔ (عرفان حافظ)

قولہٗ روی تو۔ الخ تا در ہزارت مضاف الیہ رقیب نہ بایں معنی کہ ایشاں رقیب تو مستند یعنی شریک عشق کسی با تو فانہ غیر مقصود بلکہ باں معنی کہ باہم رقیب اند در تو یعنی شریک عشق بر تو وکس ندید یعنی تفصیلا وادراکا بالکنہ ودر غنچہ یعنی مستتری بالمعنی المذکور یا کس نہ دید ثانی رویت باشد در دنیا۔ مطلب یہ کہ محبوب حقیقی کو گو کسی نے دنیا میں نہیں دیکھا۔ (لان الروية لاتقع فی الدنیا ویستثنی منه رسول الله صلی الله علیه وسلم حیث رای لیلة المعراج اویقال انه رأی فی الأخرة لان السماء من مکان الأخرة) اور کسی کو آپ کی تفصیلی معرفت نہیں ہوئی مگر پھر بھی بے شمار عاشق و طالب ہیں۔ شاید مقصود اس سے تصریح اس مسئلہ ہی کی ہوتا کہ اہل سلوک اس ہوس میں نہ پڑیں۔ یا کمال حسن و جمال بیان کرنا ہو کہ اس اجمالی ہی معرفت نے یہ نوبت کر رکھی ہے جو اوروں کے تفصیلی مشاہدہ میں بھی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ بمراتب غیر متناہیہ اوروں سے اجمل واکمل ہے پس ایسی ذات کا طالب ہونا عین واجب ہے اور کس نہ دید اگر نفی رویت کی ہو تو مخصوص ہے دنیا کے ساتھ اور اگر نفی ادراک بالکنہ کی ہو جیسا در غنچۂ سے یہ ہی مراد ہے تو عام ہے آخرت کو بھی کیونکہ احاطہ حقیقت وہاں بھی نہ ہوگا لامتناعہ۔ وھٰذا ھو معنی قوله علیه السلام لایبقی علی وجهه الارداء الکبریاء والله اعلم. (عرفان حافظ)

قولہٗ دیدن روئے ترا۔ الخ ترجمہ لفظی تو ظاہر ہے اور مراد معنوی اس سے اشارہ ہوسکتا ہے تحقیق مسئلہ رویت کی طرف یعنی اس آنکھ سے رویت حق تعالیٰ کی نہیں ہوسکتی بلکہ دنیا میں تو محض عقل وبصیرت سے ہوسکتی ہے اور آخرت میں گو چشم سر سے ہوگی مگر اس میں ایک خاص قوت پیدا ہو جاوے گی جو کہ اب نہیں ہے۔ اسی سے اس کا تحمل ہو جاوے گا اور حقیقت اس قوت کی غلبۂ روحانیت کا ہے جو کہ تمام جسد کو عام ہوگا اور یہ ہی بنا ہوگی اس کے بقا کی پس لفظ دیدۂ جاں دونوں صورتوں کو شامل ہے دنیا میں چشم بصیرت کو اور آخرت میں چشم سر کو باعتبار غلبۂ روح کے۔ پس جو شخص دنیا میں

دعویٰ رویت کا چشم سر سے کرتا ہے اس کی غلطی کی طرف اشارہ ہو گیا۔ (عرفان حافظ)

قولہٗ مردم دیدہ۔ الخ۔ ترجمہ لفظیہ کی تقریر یہ ہے کہ محبوب کا رخ ایسا روشن اور تاباں ہے کہ اس رخ کی رخشانی اور تابانی کی وجہ سے جو اس رخ میں پتلی کا عکس پڑا تو اپنا عکس اس میں دیکھ کر اس عکس کی نسبت یہ سمجھا کہ یہ اسی رخ پر مشکیں خال ہے اور بلسان اشارت مردم دیدہ کنایہ ہے مکاشف سے بمناسبت صفت رویت کے اور رخ سے مراد ذات حق۔ اس لئے کہ رخ ترجمہ ہے وجہ کا اور وجہ کی تفسیر ذات ہے اور ذات کا لطیف وجمیل ہونا ظاہر ہے اور عکس سے مراد وجود ظلی جو ممکنات کو حاصل ہے اور یہ امر معلوم ومسلم ہے کہ مبدأ ظہور جمیع اشیاء کا کہ موجود بوجود ظلی ہیں ذات حق ہے اس مبدائیت وسببیت کی مناسبت سے مجازاً ذات کو محل انعکاس صور قرار دے کر رخ کہہ دیا۔ کیونکہ آئینہ بھی خاص مراتب خاصہ ظہور کا مبداء وسبب ہوتا ہے اور مشکیں خال سے مراد صفات متعلقہ بذات حق ہیں جیسا خال متعلقات خاصہ رخ سے ہوتا ہے حاصل یہ ہوا کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ غلبۂ حال یا اثر اشغال سے مکاشف اپنے لطائف روح وغیرہ کے انوار مشاہدہ کرتا ہے اور ان کو براہ غلط انوار حق سمجھتا ہے اور ہر چند کہ دوسرے مکنونات ملکوتیہ کے بارہ میں بھی ایسی غلطی ہوتی ہے لیکن انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اور اس کی روح ودیگر بعض لطائف کو کہ ذاتاً یا اعتباراً علی اختلاف الاقوال غائر روح ہیں ذات حق تعالیٰ سے بوجہ تشابہ بعض صفات مثل اطلاق وتجرد وتنزہ عن قید الہیولٰی کے مناسبت زائد ہے اس لئے ایسی غلطی ان کے بارہ میں زیادہ اور اکثر ہوتی ہے اور اسی لئے مصرعہ ثانیہ میں عکس خود دید میں اسکی تخصیص کی پس وجہ اس غلطی کی بیان فرماتے ہیں کہ ذات حق مبداء ظہور ہے ان مرئیات کا اور اس مبدائیت کے سبب ربط خاص ومناسبت خاصہ ہے درمیان ذات اور ان مرئیات کے پس بعض احیان میں اس مناسبت کا انکشاف غالب اور تغائر وتمائز کی جانب مغلوب بوجہ شدت سکر یا قلت علم کے ہو کر ایسی غلطی ہو جاتی ہے کہ اس کو وجود قدیم سمجھتا ہے اور وہ وجود ظلی ہوتا ہے پس

اس میں تنبیہ ہے سالک کی غلطی پر کہ گمراہ نہ ہو جاوے جیسا بایزیدؒ کا قول مشہور ہے کہ تیس برس تک روح پر دھوکہ حق کا رہا۔ (عرفان حافظ)

قولہ للرومیؒ۔ انت وجھی الخ (اے محبوب حقیقی) آپ (غایت قرب میں) بمنزلہ میرے رخ کے ہیں (اس لئے) اس میں کچھ عجب نہیں کہ میں اس (رخ) کو نہیں دیکھتا جیسا کہ ظاہر ہے کہ انسان کو عادۃً اپنا چہرہ نظر نہیں آیا کرتا باوجودیکہ بہت ہی قریب ہے اسی طرح آپ باوجود بے حد قریب ہونے کے کہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ پھر نظر نہیں آتے آگے محبوب حقیقی کے نظر نہ آنے کی وجہ بتلاتے ہیں کہ خود) غایت قرب حجاب اشتباہ (یعنی اختفاء) کا ہے (اس کو دوسرے محققین نے اس طرح کہا ہے کہ غایت ظہور کے سبب خفی ہوگئے اور اسکی مثال دی ہے کہ جس طرح خفاش کہ نظر سے آفتاب کے مختفی ہونے کا سبب اس کا غایت منور ہونا ہے کہ خفاش اس کا متحمل نہیں ہوسکتا چونکہ غایت قرب کو غایت ظہور بشرط صلاحیۃ المحل للظہور لازم ہے اس لئے غایت قرب کو بھی سبب کہنا صحیح ہوگا کیونکہ غایت قرب بوجہ ملزوم ہونے کے سبب ہوگا غایت ظہور کا اور غایت ظہور سبب ہوگا اختفاء کا اور سبب کا سبب سبب ہوتا ہے پس غایت قرب بھی سبب ہو جائے گا اختفاء کا اور عندالتأمل غایت قرب یا غایت ظہور کو مانع رویت کہنا یہ ایک حکم ظاہری ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں تو مقتضی ہیں رویت کو جبکہ محل صالح للرویت ہو تو مقتضی کو مانع کہنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے بلکہ کلام کی حقیقت یہ ہے کہ باوجود مقتضی رویت کے رویت نہیں ہے بسبب ایک مانع قوی کے اور چونکہ وہ مانع بھی مقتضی کے ساتھ علی الدوام پایا جاتا ہے اس لئے تجوزاً اس عدم رویت کو اس مقتضی کی طرف مستند کر دیا کہ جس میں ایک ملابس کو دوسرے ملابس کے قائم مقام قرار دیا اور وہ مانع عدم ہے خاص واسطہ کا یعنی رویت کے لئے رائی اور مرئی کے درمیان بعض وسائط کی کہ وہ شرط رویت ہیں ضرورت ہوتی ہے۔ اور ان واسطوں کے نہ ہونے سے رویت نہیں ہوتی ان میں سے ضیاء ہے اور ان میں سے قوت اور تحمل ہے

رائی کا۔ اور ان میں سے قابل رویت ہونا ہے مرئی کا اور ان میں سے منتہی ہونا ہے شعاعوں کا مرئی تک ونحو ذلک مما لایخفٰی۔ پس عدم رویت کا تحقق جہاں ہوگا کسی شرط کے فوت ہونے سے ہوگا۔ مثلاً آدمی جو اپنا چہرہ نہیں دیکھتا جس کا اس شعر میں ذکر ہے یا اپنی آنکھ نہیں دیکھتا جس کو میر زاہد نے ایک مثال میں اختیار کیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ منتہی شعاع کا نہیں یعنی شعاع اس پر نہیں واقع ہوتی اور مثلاً آدمی اپنی عقل کو نہیں دیکھتا جس کا شعر آئندہ میں ذکر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ محل صالح للرویت نہیں اور مثلاً خفاش خورشید کو نہیں دیکھتا اس کی وجہ یہ ہے کہ رائی میں قوت وتحمل نہیں اور مثلاً اللہ تعالیٰ کو اس دنیا میں نہیں دیکھتا اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ رائی میں قوت وتحمل نہیں یہ تو کلام تحقیقی ہے باقی ظاہری کلام میں متکلمین نے شرائط ابصار میں سے یہ بھی کہا ہے کہ مرئی نہ غایت قرب میں ہو اور نہ غایت بعد میں تو اس بنا پر غایت قرب کا مانع ہونا بھی ظاہراً صحیح ہو جاوے گا اور اس شرط عدم غایت قرب کو میری اس شرط کی طرف راجع کر سکتے ہیں کہ وہ مرئی منتہی شعاع کا ہو کیونکہ شعاع کے منتہی ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ شعاع کی نسبت اقرب نہ ہو۔

پس حاصل اس شرط کا یہ ہوگا کہ مرئی واسطہ رویت سے قریب نہ ہو تو باری تعالیٰ کے عدم رویت فی الدنیا کے دو سبب ہو جاویں گے ایک عدم تحمل بصر دوسرے اس کا واسطہ کی نسبت اقرب ہونا اور فی الدنیا کی قید اس لئے لگائی کہ آخرت میں رویت منصوص ہے سو وہاں بھی گو حق تعالیٰ کی اقربیت ایسی ہی ہوگی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو جاوے گی اور یہ نہ ہوگا کہ وہاں واسطہ اقرب ہو جاوے بہ نسبت حق تعالیٰ کے بلکہ وہاں واسطہ ہی شرط نہ ہوگا اور اسی طرح حق تعالیٰ رائی کو تحمل بھی عطا فرما دیں گے اور معتزلہ منکرین رویت فی الآخرت ان شرائط کو عقلی کہتے ہیں اور اہل حق عادی اس لئے اس عالم میں عادت بدلنے سے رویت واقع ہوگی آگے اس غایت قرب کے مانع ہونے کی اور مثال ہے کہ آپ بمنزلہ میری عقل کے ہیں۔ (کہ غایت قریب ہے) تو

کچھ تعجب نہیں اگر میں آپ کو نہ دیکھوں بوجہ غایت اشتباہ جال در جال کے (اس اشتباہ سے مراد بھی اختفاء ہے کہ اشتباہ مستلزم ہے اختفاء کو فاطلق الملزوم وارید به اللازم اور جال در جال یعنی شدید) اور اس مصرعہ ثانیہ میں اختفاء کو سبب عدم رویت قرار دینے سے تعارض نہ سمجھا جاوے۔ اوّل یعنی سبب غایت قرب کے ساتھ کیونکہ غایت قرب سبب اختفاء کا ہے اور اختفاء سبب عدم رویت کا ہے۔ پس عدم رویت کو کہیں سبب کی طرف منسوب کر دیا کہیں سبب السبب کی طرف اور بعض نسخوں میں مشتبک کی جگہ مشترک ہے اس کی توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ جو اختفاء مسبب عن غایت القرب سبب ہے، عدم رویت کا وہ خاص نہیں باری تعالیٰ کے ساتھ تا کہ کوئی عقل پرست اس میں استبعاد سمجھے بلکہ مشترک ہے واجب وممکن میں کہ بعض ممکنات کی عدم رویت بھی اسی سبب سے ہے جیسے وجہ کی عدم رویت یا عقل کی عدم رویت البتہ اس دوسری مثال میں دوسرا سبب بھی ماننا پڑے گا علاوہ غایت قرب کے اور عدم قابلیت مبصریت ہے تو مشترک کہنے سے وہ استبعاد دفع ہوگیا۔ (عشر ثانی از کلید مثنوی دفتر ششم)

قولهٗ للشيخ الجيلانى والشيخ الاكبرؒ الخ (شرح)

ایک غلطی یہ کہ جس طرح حق تعالیٰ کا جنت میں دیدار ہوگا اسی طرح دنیا میں دیدار کے قائل ہیں جاننا چاہئے کہ قرآن مجید میں موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے کہ دنیا میں دیدار کی تمنا کی اور لن ترانی جواب سنا حدیث شریف میں موجود ہے انكم لن تروا ربكم حتے تموتوا یعنی موت سے پہلے کبھی خدائے تعالیٰ کو نہ دیکھو گے دوسری حدیث میں ہے حجابه النور لو كشفه لاحرقت سبحات وجهه ما انتهى اليه بصره من خلقه رواهما مسلم اب قرآن وحدیث کے بعد اور کون چیز ہے جس پر یقین آوے۔ قال الله تعالىٰ فباى حديث بعده يؤمنون۔

اب عارفین کا کلام سنئے کیا فرماتے ہیں مصباح الہدایۃ میں ہے۔

"رویت عیاں دریں جہاں متعذر ست چہ باقی درفانی نہ گنجد امادر آخرت

مؤمناں راموعودست وکافراں راممنوع'' کشف الاثار میں ہے۔

''روزے درمجلس جناب ارشاد مآب قبلۂ کونین غوث الثقلین شیخ محی الدین ابومحمد سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وارضاہ مذکور شد کہ فلاں مرید آنجناب میگوید کہ من جناب حق سبحانہ وتعالیٰ رابچشم سری بینم۔ آنحضرت اورا بحضور خود خواندند وپرسیدند او اعتراف نمود پس آنجناب اورا ازیں قول منع فرمودند وعہد گرفتند کہ بار دیگر ایں چنیں نہ گوید حاضراں سوال کردند کہ ایں مرد محق ست یا مبطل۔ فرمودند محق ست لیکن امر بروئے ملتبس گشتہ۔ ووجہش آن ست کہ وے بچشم سر (بکسر السین) نور جمال رادید۔ درہماں وقت از بصیرت کہ رویت قلبی ست سوراخے بطرف بصرا و پیدا گشت وشعاع بصرش بنور شہود حق تعالیٰ متصل شد پس آنچہ بصیرتش مشاہدہ کرد مظنون اوشد کہ بصر من دیدہ است وفرق نہ کرد کہ اینجا دررویت ست۔ حضرت شیخ قوام الدینؒ کا ارشاد ہے مکاشفہ نہ آنست کہ ہویت حق سبحانہ تعالیٰ ادراک کنند ویادریابند ہرچہ خواہی نام نہ رویت قلبی راخواہ رویت بصیرت گوخواہ مکاشفہ۔ خواہ مشاہدہ باصطلاح صوفیہ رویت قلبی ست نہ رویت عیانی کہ بحاسۂ بصر تعلق دارد۔ بحرالعلوم شرح مثنوی میں فرماتے ہیں۔ دریں تجلی حضرت موسیٰ علیہ السلام مشاہدۂ حق سبحانہ تعالیٰ نمودند وبسبب مشاہدہ فانی شدند ورویت حاصل نہ شد۔ مکتوبات قدسیؒ میں ہے آنچہ اینجا بود یقین گویند کہ حجاب درمیان ست وانچہ آنجا بود عیاں نامند کہ ارتفاع حجاب ازمیان ست۔ (انوار العارفین)

احیاء العلوم میں ہے۔ مرئی بالاعین والابصار فی دار الأخرة دار القرار ولا یری فی الدنیا اھ مختصرا اور کتب سلوک میں مقام فنا میں جو مشاہدہ ہونا لکھا ہے وہ رویت قلبی ہے جیسا اوپر گزر چکا اور نیز مقام فنا مشابہ خواب کے ہوتا ہے سو خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ممکن ہے۔

تنبیہ: بعض اوقات سالک روحانی تجلی کو تجلی ربانی سمجھ کر گمراہ ہوتا ہے۔ اس مقام پر شیخ کامل محقق کی ضرورت ہے۔ درمکتوبات چہاردہم حضرت یحییٰ منیریؒ ست بدانکہ تجلی عبارت از ظہور ذات وصفات الوہیہ است جل جلالہ۔ وروح رانیز تجلی

باشد وبسیار روندگان دریں مقام مغرور شدہ اند وپنداشتند کہ تجلی حق یافتند اگر شیخ صاحب تصرف نہ باشد ازیں ورطہ خلاصی دشوار بود اکنوں بدانکہ فرق ست میان تجلی ربانی وتجلی روحانی چوں آئینۂ دل از کدورت وجود ماسوی اللہ صقالت پذیرد مشرقہ آفتاب جمال حضرت گردد۔ وجام جہاں نمائے ذات وصفات اوشود۔ لیکن نہ ہرکس را ایں سعادت مشاہدہ نماید از میان روندگاں صاحب دولتے باشد کہ چوں آئینۂ دل از صفات بشریت صاف کند بعضے صفات روحانی بردل وے تجلی کند پس گاہ بود کہ ذات روح کہ خلیفۂ حق ست در تجلی آید وبخلافت خود دعویٰ انا الحق کردن گیرد۔ وگاہ بود کہ جملہ موجودات را پیش تخت خلافت روح در سجود بیند در غلط افتد۔ داند کہ مگر حضرت حق ست قیاس بریں حدیث **اذا تجلی اللہ لشیٔ خضع لہ کل شیٔ (اخرجہ النسائی فی صلوۃ الکسوف بروایۃ ابی قلابۃ عن النعمان ابن بشیر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ ان اللہ عزوجل اذا بدالشیٔ من خلقہ خشع لہ وعن قبیصۃ بلفظ وان اللہ عزوجل اذا تجلی لشیٔ من خلقہ یخشع لہ.**

الحدیث: وازیں جنس غلطہا بسیار افتد کہ تجلی روحانی سمت حدوث دارد وآنرا قوت افنانہ باشد واز تجلی روحانی غرور وپندار پدید آید ودر طلب نقصان پدید آید واز تجلی حق سبحانہ وتعالیٰ ایں جملہ برخیزد وہستی بہ نیستی مبدل شود ودر طلب بیفزاید وتشنگی زیادہ گردد۔ اور بعض بزرگوں کے جو اس قسم کے اقوال ہیں شعر:

دیگراں را وعدہ فردا بود ۔۔۔ لیک مارا نقد ہم اینجا بود

اس کے معنی حضرت شیخ عبدالقدوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں معنے او آنست انچہ آنجا وعدہ برویت بود اینجا بچشم یقین مشاہدہ ایں منقود را المحققاں مشاہدہ خوانند نہ محض رویت دانند۔ تعلیم الدین آخر باب ہشتم)

تمت الحواشی المقصودۃ فی الباب الموعودۃ فی الکتاب واللہ الھادی الی الصواب. والعاصم من موجبات الارتیاب.

ضمیمہ التعلیقات فی بعض التحقیقات وکلہا ظنیات من الذوقیات اوالکشفیات

(لما کانت الخواص الاعلام لم تترجم بلسان العوام ۱۲منہ)

الاوّل عن الشیخ ابن العربی فی بعض الاشکالات المتعلقۃ بانکار

(الوارد فی الحدیث المذکور فی ص ۱۱ من الرسالۃ ۱۲منہ)

اهل الموقف بعض التجليات فان قيل فاذاوقع الانكار من هؤلاء فهل يكون المقرون من الانبياء والاولياء حاضرين فان كانواحا ضرين فلم لم يرشد وهم الٰى ان المتجلى لهم هو الله تعالٰى فالجواب كما قاله الشيخ فى شرحه لترجمان الاشواق ان الانكار اذا وقع يكون الانبياء والعارفون واقفين بجانب عن هؤلاء المنكرين وانما لم يرشد والمنكرين لتلك التجليات لانهم يعرفون من الحق تعالٰى انه طلب منهم ان يستروه عن اولئك المنكرين ليجنى كل احد ثمرة علمه به فے دارالدنيا. (الیواقیت والجواہر ج۱، ص ۱۲۳)

الثانى عن الشيخ تقى الدين فى جواب بعض السوالات فان قيل فهل تكون الرؤية للمؤمنين بباصر العين كمافى الدنيا ام تكون بجميع عيونهم (اے ذواتهم) فالجواب كما قاله

الشیخ تقی الدین ابن ابی المنصور ان رؤیة المؤمنین لربهم فی الأخرة تکون بجمیع اجسادهم وذٰلک لکمال النعیم الابدی فلا تتقید رویتهم له تعالٰی بباصر العین بل کلهم ابصار قال وبعضهم یراه بجمیع وجهه فقط الخ. (الیواقیت ج۲ ص۱۳۲)

الثالث عن استاذی رحمه الله تعالٰی فی دفع بعض الاستبعادات فان قیل اذا سئل المؤمنون بعد دخولهم الجنة تریدون شیئا ازیدکم ویجیبون الم تبیض وجوهنا الم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار قال صلی الله علیه وسلم فیرفع الحجاب فینظرون الی وجه الله الحدیث فکیف یقنعون فی الجواب بالنعیم عن رب النعیم ولم لایطلبون النظر الی وجهه الکریم فالجواب انهم یحسبون الانوار الجمالیة الظاهرة فی مرأة نعیم الجنان انها هی التی وُعدنا رویتها وهی الحاصلة لنا فوق الحسبان . کما اشار واالی حصولها لهم فی قولهم الم تدخلنا الجنة باشتمال الملزوم علےٰ جمیع اللوازم منها الرؤیة التی هی اعظم المنه (من حفظےٰ) قلت ویحتمل النسیان زیادةً فی فرحهم لحصولها من غیر ترقب وهو اکمل فی الامتنان کما قد نسوافےٰ الموقف اختصاص نبیهم صلی الله علیه وسلم بالشفاعة الکبریٰ حیث اتوا غیره صلی الله علیه وسلم من الرسل لیخلصوهم من الداهیة العظمیٰ. ولعل امثال هذه الاحکام مخصوص بالعوام.

خاتمة الکل

ھذا واللہ اعلم بحقائق کل مرام فی کل مقام لفظ

الحدیث

مع شرحہ الملقب بالادراک والتوصل الی حقیقة الاشراک والتوسل

بعد البسملة والحمدلة والصلوٰة. یہ ایک حدیث ہے جو رسالہ التشرف کی جس میں دو معرکۃ الآراء مسئلوں کی ایک بدیع تحقیق ہے جو غالبانہ تلاش سے ملتی ہے نہ عمق افکار کو وہاں تک رسائی ہوتی ہے ایک مسئلہ توسل جو موضوع رسالہ (تشرف) میں داخل ہونے کے سبب قصداً وارد کیا گیا ہے دوسرا معیار فرق شرک اکبر واصغر کا جو ضمناً مذکور ہوا ہے ضروری اور کثیر النفع اور اہل علم کے مقصد ہونے کے سبب اس کو ایک مستقل رسالہ کی شکل میں بنا دیا گیا کہ انتفاع میں سہولت ہو اور استقلال کی بنا پر اس کا ایک لقب بھی رکھ دیا گیا جو عنوان میں مذکور ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور شبہات کے لئے دافع فرمائے۔

کتبہ اشرف علی آغاز محرم ۱۳۲۶ھ

حدیث: مصعب بن سعد عن ابیہ انہ ظن ان لہ فضلا علی من دونہ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما نصر اللہ ھذہ الامہ بضعفائھا ودعوتھم واخلاصھم رواہ النسائی وھو عند البخاری بلفظ ھل تنصرون و ترزقون الا بضعفائکم

ف: دل علی امرین الاوّل فضل الضعفاء ومن ثم تری اھل اللہ یقدمون الضعفا علی الکبراء والثانی ثبوت التوسل بالمقبولین ذواتھم واعمالھم الظاھرة واعمالھم الباطنة کما تدل علیہ بضعفائھا ودعوتھم واخلاصھم والتفصیل فی المسئلة ان التوسل بالمخلوق لہ تفاسیر ثلثة الاول دعاء ہ واستغاثتہ کدیدن المشرکین وھو حرام اجماعًا اما انہ شرک جلی ام لا فمعیارہ انہ ان اعتقد استقلالہ بالتاثیر

فهو شرک کفری اعتقادًا کما ان الصلوة والصوم مما يختص بالله تعالى للمخلوق شرک کفری عملا ومعاملة لاسجدة التحية وان كانت معصيةً الا ماكان شعارا الكفر کسجدة الصنم وشد الزنار والافلا ومعنى استقلاله ان الله قد فوض اليه الامور بحيث لايحتاج فى امضائها الى مشية الجزئية وان قدر على عزله عن هذا التفويض والثاني طلب الدعاء منه وهذا جائز فيمن يمكن طلب الدعاء منه ولم يثبت فى الميت بدليل فيختص هذا المعنى بالحى والثالث دعاء الله ببركة هذا المخلوق المقبول وهذا قد جوزه الجمهور ومنع منه ابن تيمية واتباعه زعما منهم انه لم يذكر احد من العلماء انه يشرع التوسل والاستسقاء بالنبى والصالح بعد موته ولا في مغيبه كما فى رسالته زيارة القبور والعجب منه انه نفسه قد ذكر فى رسالته المذكورة قول المجوزين ودليلهم بما نصه قالوا وليس فى التوسل دعاء المخلوقين ولا استغاثة بالمخلوق لكن فيه سوال بجاهه كما فى سنن ابن ماجه بحق السائلين عليک وبحق ممشای هذا والله تعالى قد جعل على نفسه حقا الى اخر ماقال واطال وسرد الايات والاحاديث ولم يجب عن هذه الدلائل لكن مع هذا ثبت على المنع وحقيقة هذا المعنى الثالث اللهم ان العبد الفلانى اوالعمل الفلانى لنا اولفلان مقبول ومرضى عندک ولنا تلبس وتعلق به اما مباشرة له فى العمل واما محبة له فى العبد اوعمله وانت وعدت الرحمة بمن له هذا التلبس فنسئلک هذه الرحمة فياليت شعرى اى محذورفيه نقلا اوعقلا نعم لو منع عنه لمصلحة العوام لما خالفناه لكن الكلام فى تحقيق المسئلة فالحق فيه معنا ان شاء الله تعالى

فاغتنم هذا التحریر الکاشف لحقیقة التوسل وحقیقة الشرک اللتین یتحیر فیهما کثیر من الفضلاء والعقلاء.

حدیث: مصعب بن سعد کی حدیث وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ ان کو یہ خیال ہوگیا کہ مجھ کو دوسرے صحابہ پر (بوجہ ریاست کے) کچھ فوقیت ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جو نصرت اس امت کے ساتھ ہے وہ بدولت اس کے عاجزوں کے اور ان کی دعا و اخلاص ہی کے ہے (تو رؤساء ان کے محتاج ہوئے نہ کہ برعکس) روایت کیا اس کو نسائی نے اور یہ حدیث بخاری کے نزدیک ان الفاظ سے ہے۔ تمہاری جو نصرت کی جاتی ہے اور تم کو جو رزق ملتا ہے یہ صرف تمہارے عاجزوں کی بدولت ہے۔

ف: یہ حدیث دو امر پر دال ہے ایک تو عاجزوں کی فضیلت اور اسی وجہ سے تم اہل اللہ کو دیکھتے ہو کہ عاجزوں کو رؤسا پر مقدم رکھتے ہیں اور دوسرا مقبولین سے توسل کا ثبوت ان کی ذات سے بھی اور ان کے اعمال ظاہرہ و باطنہ کے ساتھ بھی چنانچہ اس مجموعہ پر یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ بدولت اس کے عاجزوں کے اور ان کی دعا و اخلاص کے (لفظ عاجز ذات پر دال ہے اور دعا عمل ظاہر پر اور اخلاص عمل باطن پر) اور اس مسئلہ میں تفصیل یہ ہے کہ توسل بالمخلوق کی تین تفسیریں ہیں ایک مخلوق سے دعا کرنا اور اس سے التجا کرنا جیسا مشرکین کا طریقہ ہے اور یہ بالاجماع حرام ہے باقی یہ کہ یہ شرک جلی بھی ہے یا نہیں سو اس کا معیار (حاصل اس اعتقاد تاثیر و عدم اعتقاد تاثیر کے معیار فرق کا یہ ہے کہ بعض کا تو یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی خاص مخلوق کو جو اس کا مقرب ہے کچھ قدرت مستقلہ نفع و ضرر کی اس طرح سے عطا فرما دی ہے کہ اس کا اپنے معتقد و مخالف کو نفع و ضرر پہنچانا مشیت جزئیہ حق پر موقوف نہیں گو اگر وہ روکنا چاہے پھر قدرت حق ہی غالب ہے جیسے سلاطین اپنے نائبین و حکام کو خاص اختیارات اس طرح دیتے ہیں کہ ان کا اجرا اس وقت سلطان اعظم کی منظوری پر موقوف نہیں ہوتا

کو روکنا چاہے تو سلطان ہی کا حکم غالب رہے گا۔

سو یہ عقیدہ تو اعتقاد تاثیر ہے اور مشرکین عرب کا اپنے الٰہ باطلہ کے ساتھ یہی اعتقاد تھا اور بعض کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ایسی قدرت مستقلہ تو کسی مخلوق میں نہیں مگر بعض مخلوق کو قرب وقبول کا ایسا درجہ عطا ہوتا ہے کہ وہ اپنے متوسلین کے لئے سفارش کرتے ہیں پھر اس سفارش کے بعد قبول میں تخلف کبھی نہیں ہوتا اور اس سفارش کی تحصیل کے لئے اس کے ساتھ بلاواسطہ یا بواسطہ معاملہ مشابہ عبادت کرتے ہیں یہ عقیدہ اعتقاد تاثیر نہیں ہے لیکن بلا دلیل شرعی بلکہ خلاف دلیل شرعی ایسا عقیدہ رکھنا معصیت اعتقادیہ ہے اور مشابہ عبادت معاملہ کرنا معصیت عملیہ ہے اور اسی مشابہت کے سبب اطلاقات شرعیہ میں اس کو مشرک کہہ دیا جاتا ہے۔ ہذا ما سنح لی واللہ اعلم"

تتميم لزيادة التفهيم

تقریر مذکور فارق بین الشرکین جو کہ ماخوذ ہے کلیات شرعیہ سے اپنے دونوں دعوؤں کے اعتبار ہے ایک یہ کہ مشرکین اس تصرف غیر مقید بالاذن کے قائل تھے دوسرے یہ کہ تصرف مقید بالاذن کا قائل ہونا شرک اکبر نہیں زیادت امتناع میں محتاج تھی ادلہ جزئیہ کی جن سے ایک مدت تک باوجود فکر ذہن خالی رہا الحمد للہ کہ پرسوں اور کل میں علی التعاقب تین دلیلیں ذہن اور نظر میں گزریں جن کا مجموعہ دونوں دعوؤں میں تردد کیلئے نافی ہے۔

دلیل اوّل عقلی

براصول میزائیین جو اپنی جزئیت کے سبب کلیات سے زیادہ کافی ہے وہ یہ ہے کہ مسئلہ توحید الٰہی واجب عقلی ہے خواہ بدیہی ہو یا نظری یہ دوسری بحث ہے اور کسی حکم کا وجوب عقلی مستلزم ہوتا ہے اس کی نقیض کے امتناع عقلی کو پس نقیض توحید کا حکم ممتنع ہوگا اور اس نقیض کی دو قسمیں ہیں ایک نفی الٰہ کہ کفر ہے دوسری تشریک الٰہ آخر معہ کہ شرک ہے اور ہر مقسم کا امتناع مستلزم ہوتا ہے اس کے سب اقسام کے امتناع کو پس شرک کے لئے لازم ہوا کہ وہ کسی امر ممتنع کا اعتقاد ہوگا اور اس امتناع واستحالہ کی طرف نصوص بھی مشیر ہیں۔

کقوله تعالٰی لوکان فیهما الهة الا الله لفسدتا و قوله تعالٰی لوکان معه الهة کما یقولون اذا لابتغوا الیٰ ذی العرش سبیلا وقوله تعالٰی ما اتخذ الله من ولد وماکان معه من اله اذا لذهب کل اله بما خلق ولعلٰی بعضهم علٰی بعض وقوله تعالٰی لواراد الله ان یتخذ ولدا لاصطفٰے مما یخلق مایشاء سبحانه. ونحوها من الأیات علٰے مافسرت فی بیان القرآن اور تصرف مقید بالاذن عقلاً ممتنع نہیں پس وہ شرک نہ ہوگا گوکسی تصرف منفی بالنص کا اعتقاد بوجہ مخالفت نص کے معصیت یا کفر یا بدعت ہو علی اختلاف مراتب النص ومراتب المخالفۃ مگر شرک کسی حال میں نہ ہوگا اور جاہلان عرب کا مشرک ہونا نص سے ثابت ہے پس لامحالہ وہ تصرف غیر مقید بالاذن کے قائل تھے۔ اس سے بحمد اللہ دونوں دعوے ثابت ہو گئے۔

دلیل ثانی نقلی

من الاقوال المنقوله عن العلماء الربانیین جو بوجہ صراحت موافقت اکابر کے دلیل عقلی سے زیادہ شافی ہے قال القاضی محمد اعلٰے التهانوی فی کتابه کشاف اصطلاحات الفنون الشرک علٰے اربعة انحاء الی ان قال منهم من یقول ان الله سبحانه خلق هذه الکواکب وفوض تدبیر العالم السفلی الیها وقال بعد ورقة ان القوم یعتقدون ان الله فوض تدبیر کل من الاقالیم الٰی ملک معین وفوض تدبیر کل قسم من اقسام العالم الی روح سماوی بعینه (ص۷۷۱،۷۷۲) وقال ابن القیم فی اغاثة اللهفان ماحاصله انه تعالٰے قال ام اتخذوا من دون الله شفعاء قل اولو کانوا لایملکون شیئا ولا یعقلون قل لله الشفاعة جمیعاله ملک السمٰوٰت والارض اخبران الشفاعة لمن له ملک السمٰوٰت، والارض وهوالله وحده فهو الذی یشفع بنفسه الی نفسه فیرحم عبده فیاذن

هو لمن يشاء ان يشفع فيه فصارت الشفاعة في الحقيقة انما هي له والذي يشفع عنده انما يشفع باذنه له وامره بعد شفاعته سبحانه تعالیٰ وهي ارادته من نفسه ان يرحم عبده وهذا ضد الشفاعة الشركية التي البتها هؤلاء المشركون ومن وافقهم وهي التي ابطلها سبحانه وتعالیٰ في كتابه بقوله ليس لهم من دونه ولي ولا شفيع فاخبر سبحانه انه ليس للعباد شفيع من دونه بل اذا اراد الله تعالیٰ رحمة عبده اذن هو لمن يشفع فيه بشفاعة باذنه وليست بشفاعة من دونه والفرق بين الشفيعين كالفرق بين الشريک والعبد المامور الى ان قال فالرب تعالیٰ هو الذي يحرک شفيع حتى يشفع والشفيع عند المخلوق هو الذي يحرک المشفوع اليه حتى يفعل (ص ۱۱۵ الیٰ ۱۱۸)

ان اقوال سے دعویٰ اولیٰ منطوقاً اور دعوے ثانیہ مفہوماً ثابت ہے۔

دلیل ثالث نقلی

من آیات رب العلمین جو عالم السرائر والضمائر کی شہادت ہونے کے سبب حجیت میں سب سے زیادہ وافی ہے وهو قوله تعالیٰ قل ادعوا الذين زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر عنكم ولا تحويلا وقوله تعالیٰ ولا يملک الذين يدعون من دونه الشفاعة الا من اذن. وامثالهما من الأيات التي تفوت الحصر وجہ دلالت دعویٰ اولے پر یہ ہے کہ ان نصوص میں ملک تصرفات کی نفی کی گئی ہے اور ملک من حیث الملک کا مقتضا بلکہ حقیقت تصرف غیر مقید بالاذن ہے اور سیاق سے مقصود مزعومات مشرکین کا ابطال ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ ایسے اختیارات وتصرفات کے قائل تھے جو کہ مقید بالاذن نہ ہوں پس دعویٰ اولے ثابت ہوگیا اور محل ذم کی قیود میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے اس سے دعویٰ ثانیہ پر بھی دلالت ہوگئی والحمد لله علےٰ تمام النعم والهام الحكم۔ (سلخ ج ۲۔

۱۳۴۴ھ ۱۲ منہ) یہ ہے کہ اگر یہ شخص اس مخلوق کے موثر مستقل ہونے کا معتقد ہے تب تو یہ شرک کفری ہے جیسا کسی مخلوق کے لئے نماز وروزہ ایسی عبادت کرنا جو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ عملاً ومعاملۃً شرک کفری ہے نہ کہ سجدہ تحیت گو معصیت ہے، باستثناء اس فعل کے جو شعار کفر ہو جیسے سجدہ صنم شدز نار ورنہ نہیں (صرف معصیت ہے) اور مستقل بالتاثیر ہونے کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام اس کے سپرد ایسے طور پر کردیئے ہیں کہ وہ ان کے نافذ کرنے میں حق تعالیٰ کی مشیت خاصہ کا محتاج نہیں ہے گو اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت ہے کہ اس کو اس تفویض (واختیارات) سے معزول کردے۔

اور دوسری تفسیر یہ کہ مخلوق سے دعا کی درخواست کرنا اور یہ ایسے شخص کے حق میں جائز ہے جس سے دعا کی درخواست ممکن ہے اور یہ امکان میت میں کسی دلیل سے ثابت نہیں پس یہ معنی (توسل کے) زندہ کے ساتھ خاص ہوں گے اور تیسری تفسیر یہ کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اس مقبول مخلوق کی برکت سے اور اس کو جمہور نے جائز رکھا ہے اور ابن تیمیہ نے اور ان کے اتباع نے منع کیا ہے اس خیال سے کہ کسی نے علماء میں سے اس کو ذکر نہیں کیا کہ توسل یا استقاء کسی نبی یا صالح کے وسیلہ سے ان کی وفات یا غیر حاضری کی حالت میں مشروع ہے جیسا کہ ان کے رسالہ زیارۃ القبور میں یہ تقریر مذکور ہے اور ان سے تعجب ہے کہ خود انہوں نے اپنے رسالہ مذکورہ میں مجوزین کا قول اور ان کی دلیل بھی اس عبارت سے ذکر کی ہے کہ وہ مجوز لوگ کہتے ہیں کہ توسل میں نہ مخلوق سے دعا ہے اور نہ ان سے التجا ہے لیکن اس میں صرف اس کی جاہ (و مقبولیت) کے ذریعۂ سے (حق تعالیٰ سے) سوال ہے۔

جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں آیا ہے کہ میں ان لوگوں کے حق سے سوال کرتا ہوں جو آپ سے سوال کرتے ہیں اور اپنے اس چلنے کے حق سے سوال کرتا ہوں (جو محض اخلاص کے ساتھ واقع ہوا ہے) اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر (مقبولین کا) حق قرار دیا ہے اپنے قول کے ختم تک اور دور تک کہتے چلے گئے اور (اس حق کے اثبات کے

لئے) آیات واحادیث بیان کی ہیں (غرض مجوزین کے دلائل خود ذکر کئے ہیں) اور ان دلائل کا کچھ جواب نہیں دیا لیکن باوجوداس (جواب نہ دینے کے) اس کے منع ہی پر جمے رہے اوراس معنی ثالث کی حقیقت یہ ہے کہ اے اللہ فلاں بندہ یا فلاں عمل ہمارا یا فلاں بندہ کا عمل آپ کے نزدیک مقبول و پسند ہے اور ہم کو اس (بندہ یا عمل) سے تلبس اور تعلق ہے خواہ تو اس عمل میں ارتکاب کا اور خواہ اس بندہ یا اس کے عمل میں اس سے محبت رکھنے کا اور آپ نے ایسے شخص پر رحمت فرمانے کا وعدہ کیا ہے جس کو یہ تلبس (وتعلق) ہو پس ہم اس رحمت (موعودہ) کا آپ سے سوال کرتے ہیں (یہ حقیقت ہے اس توسل کی) پس کاش مجھ کو کوئی یہ بتلادے کہ اس (معنے) میں کونسی خرابی نقلی یا عقلی ہے البتہ اگر عوام کی (دینی) مصلحت کے لئے اس سے منع کیا جاوے تو ہم بھی ابن تیمیہ کی مخالفت نہ کریں گے۔ لیکن کلام مسئلہ کی تحقیق میں ہے۔

سواس میں حق (اس تحریر کے بعد ایک تحقیق علامہ شوکانی کی جواز توسل کے باب میں نظر سے گزری چونکہ ابن تیمیہؒ کے معتقدین شوکانی کو بھی حجت کہتے ہیں اس لئے اس کو نقل کرنا نافع معلوم ہوا و ھو ھذا (از العدل ۲۹ جون ۲۷ء)

قاضی شوکانی کا بیان

رہی یہ بات کہ انسان اپنے مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں کسی شخص کو بطور وسیلہ پیش کرے تو اس میں شیخ عزالدین عبدالسلام فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں بطور وسیلہ پیش کرنا جائز نہیں ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا جائز ہوگا۔ لیکن بشرطیکہ وہ حدیث صحیح ہو جو توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات میں پیش کی جاتی ہے۔ شاید حدیث توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شیخ عزالدین کی مراد وہ حدیث ہو جو نسائی نے اپنے سنن اور ترمذی نے اپنی صحیح اور ابن ماجہ وغیرہ محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں باسند نقل کی ہے کہ ایک اندھا دربار نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا

کہ یا رسول اللہ میں اندھا ہوگیا ہوں میرے لئے خدا سے دعا کرو کہ میں بینا ہو جاؤں۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو۔ پھر یہ دعا پڑھو:

اے اللہ میں تیرے نبی کے طفیل تجھ سے درخواست کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں یا محمد میں اپنی بینائی واپس کرانے میں تجھے (خدا کے دربار میں) سفارشی پیش کرتا ہوں اے اللہ میرے حق میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول فرما پھر نبی کریم نے ارشاد فرمایا کہ ازیں بعد بھی اگر تمہیں کبھی کوئی ضرورت پیش آئے تو اسی طرح مجھے وسیلہ بناؤ (اس شخص نے نبی کریم کو وسیلہ بنایا اور آنکھوں کے لئے دعا کی) تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بینا کر دیا علماء حدیث مذکورہ بالا حدیث کا مطلب دو طرح بیان کرتے ہیں ایک تو یہ کہ اس حدیث میں توسل کا مطلب وہی ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ اے اللہ جب قحط پڑ جاتا تھا تو ہم تیرے نبی کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کیا کرتے تھے پس تو ہم پر بارش کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کرتے ہیں یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح بخاری وغیرہ کتب میں موجود ہے۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بارش کی دعا کے وقت صحابہ کرام آپ کو وسیلہ بنایا کرتے تھے پھر آنحضرت کی رحلت کے بعد آپ کے چچا عباس کو وسیلہ بنایا جاتا تھا تو صحابہ کے توسل بالنبی کا یہ مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح طلب باراں کیا کرتے تھے کہ نبی کریم دعا فرماتے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ دعا کرتے تو اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے لئے خدا کے دربار میں وسیلہ ہوتے کہ سفارشی بھی ہوتے اور ان کے لئے دعا بھی فرماتے اور دوسرا مطلب حدیث توسل بالنبی کا یہ ہے (جو قاضی شوکانی کا مذہب ہے) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجات میں وسیلہ بنانا صرف زندگی کی حالت سے مخصوص نہ تھا بلکہ جس طرح زندگی میں آپ کو وسیلہ بنایا جاتا تھا اسی طرح انتقال کے

بعد بھی آپ کو وسیلہ بنانا جائز ہے اور جس طرح آپ کی موجودگی میں آپ سے توسل جائز تھا اسی طرح عدم موجودگی میں بھی جائز ہے یہ بالکل واضح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی زندگی میں وسیلہ بنانا اور آپ کے انتقال کے بعد دوسرے بزرگوں کو وسیلہ بنانا صحابہ کرام کے اِجماع سکوتی سے ثابت ہے کیونکہ جب حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس کو وسیلہ بنایا تو کسی صحابی نے بھی اس کے خلاف نہیں کیا، میرے خیال میں جواز توسل کو نبی کریم سے مخصوص کر دینا۔

جیسا کہ عزالدین کو وہم ہوا ہے اس کی کوئی وجہ نہیں اس عدم تخصیص کی دو دلیلیں ہیں پہلی تو وہی صحابہ کا اجماع جس سے ہم مطلع کر چکے ہیں اور دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ارباب فضل اور کمال کو بطور وسیلہ پیش کرنے کا دراصل یہ مطلب ہے کہ ان کے اعمال صالحہ اور کمالات کو وسیلہ بنایا جاتا ہے کیونکہ کوئی شخص وسیلہ بننے کے قابل ہی تب ہوتا ہے جبکہ وہ اعمال صالحہ کرے تو گویا جب کوئی شخص یوں کہے کہ اے اللہ میں فلاں صاحب کمال کو تیرے دربار میں وسیلہ پیش کرتا ہوں تو اس کا وسیلہ بننا بلحاظ کمال کے ہوگا۔ اور نیک عمل کو وسیلہ بنانا حدیث سے ثابت ہے جیسا مسلم و بخاری وغیرہ میں موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین شخصوں کا قصہ بیان کیا جو غار میں تھے اور غار کے منہ پر پتھر آ گیا تھا ان میں سے ہر ایک نے اپنے بڑے عمل کو وسیلہ بنایا اور پتھر غار سے ہٹ گیا تو اگر اعمال صالحہ سے توسل ناجائز ہوتا یا شرک ہوتا جس طرح عزالدین وغیرہ سخت گیر لوگ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان تین آدمیوں کی دعا قبول نہ کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا قصہ بیان کرنے کے بعد ان کے فعل توسل کو ضرور ناجائز قرار دیتے (قاضی مرحوم توسل کو ثابت کر کے اب منکرین توسل کے دلائل کا جواب دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب یہ واضح ہو گیا کہ توسل جائز ہے تو) اب معلوم ہو گیا کہ جو دلائل منکرین توسل پیش کرتے ہیں۔

مثلاً مانعبدهم الا لیقر بونا الی اللہ زلفیٰ) اور فلاتدعوا مع اللہ

احدا اور له دعوة الحق والذين يدعون من دونه لايستجيبون لهم بشیء) ہمارے دعوے جواز توسل بالنبی والصالحین کے لئے مضر نہیں بلکہ اگر ان آیات کو امتناع توسل کے لئے پیش کیا جائے گا تو یوں کہا جائے گا کہ محل نزاع اور امتناع توسل سے یہ دلائل بالکل اجنبی ہیں کیونکہ مشرکوں کے اس قول سے (کہ مانعبدهم الا الخ) صاف یہ واضح ہے کہ مشرک قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے جو شخص کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے وہ اس کی عبادت نہیں کرتا بلکہ یہ سمجھ کر خدا کے دربار میں اس کی عزت ہے اس کو وسیلہ بناتا ہے۔

اسی طرح یہ آیت (فلاتدعوا مع الله الخ) جواز توسل کے خلاف نہیں کیونکہ اس میں تو صرف یوں کہا گیا ہے کہ خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو اور یوں نہ کہو یا اللہ یا فلاں اور جو کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے وہ تو صرف اللہ کو پکارتا ہے ہاں اللہ کے کسی نیک آدمی کو بوجہ کمال وسیلہ بناتا ہے جس طرح ان غار والے تین اشخاص نے اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنایا تھا اور اسی طرح آیت والذين يدعون من دونه الخ جواز توسل کے خلاف نہیں کیونکہ مشرک تو ان کو بلاتے تھے جو ان کی سنتے نہیں تھے۔ اور خدا کو جو ان کی سنتا ہے اس کو نہیں بلاتے لیکن کسی بزرگ کو وسیلہ بنانے والا تو صرف اللہ کو بلاتا ہے۔ کسی دوسرے کو نہیں بلاتا۔

ہمارے کلام سابق سے منکرین توسل کے تمام دلائل کی بھی قلعی کھل جاتی ہے اور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان دلائل کو منع توسل سے دور کا بھی واسطہ نہیں مثلاً ان کا یہ استدلال کہ يوم لاتملك نفس لنفس شيئا والامر يومئذ لله الخ) جواز توسل کے منافی نہیں کیونکہ اس آیت میں صرف یہ بیان ہو رہا ہے کہ قیامت کو سب اختیارات اللہ کو ہوں گے اور کسی دوسرے کو کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

لیکن جو شخص کسی بزرگ کو وسیلہ بناتا ہے اس کا تو کبھی یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ یہ بزرگ اختیارات اخروی میں خدا کا شریک ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ غیر اللہ کو امر

آخرت میں کچھ اختیار ہے اس کو تو ہم بھی گمراہ سمجھتے ہیں لیکن متوسل کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہوتا اسی طرح منکرین توسل کا آیت **لیس لک من الامر شیٌ** وآیہ **قل لا املک لنفسی نفعًا و لا ضرًا** سے استدلال کرنا غلط ہے کیونکہ ان آیتوں میں تو اس کی تصریح ہو رہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امر اللہ میں کوئی دخل نہ ہوگا اور یہ کہ نبی کریم جب اپنے نفع نقصان کے مالک نہیں تو دوسرے کے نفع نقصان کے کس طرح مالک ہو سکتے ہیں لیکن کسی نبی یا ولی یا عالم کے توسل کے عدم جواز میں ان آیتوں کو کیا دخل متوسل کا تو یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ غیر اللہ کو امر آخرت یا نفع و نقصان میں کوئی اختیار ہے توسل کا انکار نبی کریم کی شفاعت کا انکار ہے اور شفاعت کا انکار قرآن کا انکار ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود یعنی مقام شفاعت عظمٰی کے اعزاز سے مشرف فرمایا ہے اور مخلوق کو یہ ہدایت کی ہے کہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ سے اس شرف عظیم کی درخواست کیا کریں اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کو فرمایا ہے کہ مقام محمود کی درخواست کیا کرو۔ آپ کو دیا جائے گا اور اُمت کی سفارش کرو۔ تمہاری سفارش مقبول ہوگی۔ ہاں شفاعت کا حق اللہ کی اجازت سے ہوگا۔ پھر خاص اس کو جس کو اللہ پسند فرمائیں اسی طرح منکرین توسل کہ نبی کریم کے اس ارشاد کو کہ اے فلاں بن فلاں میں اللہ کی طرف سے تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں پیش کرتا۔ جواز توسل کے خلاف نہیں کیونکہ اس کا تو صرف یہ مطلب ہے کہ جب کسی کو اللہ نفع یا نقصان پہنچانا چاہے، تو میں اس کے خلاف نہیں ہو سکتا اور یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے۔ لیکن یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ توسل ناجائز ہے کیونکہ متوسل کا یہ عقیدہ تو نہیں ہوتا کہ وسیلہ امر اللہ میں دخیل ہے بلکہ اس کا تو یہ مطلب ہوتا ہے کہ اختیار کلی صرف اللہ کو ہے اور میں اسی سے درخواست کرتا ہوں۔ ہاں کسی ایسے بزرگ کو جس کے طفیل دعا مقبول ہو سفارشی بناتا ہوں اور وسیلہ پیش کرتا ہوں۔

(ترجمہ در تفسیر مصنفہ قاضی شوکانی)

حاشیۃ الحاشیہ

حاشیہ بالا کے شروع ہی میں جس حدیث کا نسائی وترمذی وابن ماجہ وغیرہم محدثین کے حوالہ سے ذکر ہے میں نے اس کی دعا کو تتمہ قربات معروف بمناجات مقبول میں وارد کیا ہے اور حفاظت عوام کے لئے صیغۂ ندا کو اس سے مختصر کر کے ایک حاشیہ لکھ دیا ہے۔

(اختصرته لان النداء الوارد فيه لادليل على القائه بعد حياته عليه السلام)

اس پر امرتسر سے بطور طعن کے جو کہ ادب اہل علم کے خلاف ہے ایک سوال آیا کہ آپ نے اندھے کی روایت میں۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ترمیم کر دیا ہے شاید قعدہ میں بھی آپ۔ السلام علی النبی کی تلقین کرتے ہوں گے۔ اذکار ماثورہ میں ترمیم وتنسیخ کا اختیار غالباً نہیں ہے۔ اھ

اس کا جواب جو یہاں لکھا گیا (جو بتامہ النور ماہ ربیع الاول ۴۶ھ میں شائع ہوا ہے اور قابل ملاحظہ ہے) اس کا نہایت مختصر ملخص اس مقام پر نقل کرنا اس لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ تحقیق بالا سے جس طرح مسئلہ توسل میں افراط کی اصلاح کی گئی ہے کہ توسل کو استغاثہ میں داخل کر کے ناجائز نہ سمجھیں اسی طرح اس جواب سے مسئلہ مذکورہ میں تفریط کا انسداد ہو جاوے کہ استغاثہ کو توسل میں داخل کر کے جائز نہ سمجھ لیں۔

جیسا کہ اس مصلحت کا قابل رعایت ہونا متن رسالہ کے ختم کے قریب عبارت نعم لو منع عنه لمصلحة العوام میں مذکور ہوا ہے وہ ملخص یہ ہے میں تو تشہد میں السلام علی النبی کی تلقین نہیں کرتا مگر بعض اجلہ صحابہ نے یہ بھی کیا ہے رواہ البخاری فی کتاب الاستیذان ان باب الاخذ بالیدین من قول ابن مسعودؓ اور عامہ ائمہ کا ایسا نہ کرنا اس بناء پر ہے کہ یہ خطاب بوجہ اقتران بالسلام کے بواسطہ ملائکہ کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا جاتا ہے اس کو اس میں کسی مفسدہ کا احتمال نہیں بخلاف قصہ اعمیٰ

کے وہاں نہ کوئی دلیل بلاغ ہے اور واقعہ میں خود حضور اقدس سامنے تشریف رکھتے تھے اور بعد میں اس وقت کے عوام خوش عقیدہ تھے اس کو حکایت پر محمول کر لیتے تھے بخلاف اس وقت کے اکثر عوام کے کہ فساد عقیدہ ان کا مشاہدہ ہے۔ البتہ اگر کسی عامی کا عقیدہ یقیناً صحیح ہو اس کے لئے اب بھی منقول کا اتباع اولیٰ ہے اھ **تمت الرسالة مع تحقيقاتها وتعليقاتها والحمدلله على مواهبه من العلوم وتدقيقاتها۔**

کتبہ: اشرف علی تھانوی (۵ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ)

ہمارے ساتھ ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پس اس تحریر کو غنیمت سمجھو جس سے حقیقت توسل کی اور حقیقت شرک کی مکشوف ہوگئی جن میں بہت فضلاء وعقلاء متحیر رہتے ہیں۔

تنبیہ۔ مسئلہ توسل کی ضروری تحقیق مع احادیث رسالہ نشر الطیب کی اڑتیسویں فصل میں بھی قابل ملاحظہ ہے۔ فقط۔

خاتمہ مصعب بن سعد کی حدیث جو بشکل رسالہ مستقلہ ہے ختم ہوئی۔

تجوید القرآن

مع رسالہ

تعلیم الوقف و یادگار حق القرآن

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ، واقف الاسرار الفرقانیۃ،
راس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاسرار الخفی منھا والجلی اعنی بہ

مولانا محمد اشرف علی التھانوی

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا یہ رسالہ اصل میں دو رسائل کا مجموعہ ہے۔ تجوید القرآن میں مسائل تجوید کو بچوں کی سہولت اور تفریح طبع کیلئے نظم فرمایا گیا ہے جبکہ یادگار حق القرآن میں قرآن مجید کے آداب اور مسائل تجوید کا بیان ہے۔ یہ رسالہ تجوید القرآن کا اختصار ہے بعض اضافہ جات کے ساتھ۔ اسے تجوید القرآن کا ضمیمہ بنا دیا گیا ہے اور اُسی کے ساتھ طبع ہوا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تجویدُ القرآن مع رسالہ تعلیم الوقف و یادگار حق القرآن

و نیز رسالہ تعلیم الوقف کے اخیر میں ''آداب معلم و متعلم قرآن'' بھی درج ہیں

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَ هُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ

التماس

ارباب علم اور علم دوست حضرات پر یہ اَمر مخفی نہیں۔ کہ اس وقت ہند و پاک میں عموماً تمام اسلامی اور قومی مدارس اور مکتبوں میں فن تجوید کی طرف جو واقعی بہت بڑا اور مہتم بالشان اَمر ہے اور جس کی نسبت وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً حکم ہو چکا ہے بڑی بے اعتنائی ہو رہی ہے بزرگانِ قوم اور علمائے اُمت کا اس وقت یہ فرض ہے کہ اس کمی کو پورا کرنے کا مدارس میں بہت جلد انتظام فرماویں۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ میں اس کی تکمیل اور تعلیم کا جو انتظام خصوصیت کے ساتھ کیا گیا ہے گو وہ اب تک اعلیٰ درجہ تک نہیں پہنچا۔ مگر تاہم مجھے اس بات کے دیکھنے سے نہایت خوشی ہوئی ہے کہ مدرسۂ مذکور کے تعلیم یافتہ طالب علموں کی قدر و منزلت ملک میں کما حقہ ہوئی ہے اور ہند و پاک کے اکثر اسلامی مدارس نے اس بات کی خواہش ظاہر کی ہے کہ اس فن کے ماہر اُستادوں کی خدمات ان کو دی جاویں۔ یہ رسالہ جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ میرے واجب الاحترام دوست مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی نے قیام مکہ معظمہ زادھا اللہ شرفا کے ایام میں مدرسۂ صولتیہ کے طالب علموں کے واسطے نظم فرمایا تھا جو اس وقت سے مدرسۂ مذکور کے نصاب میں داخل ہے عام فہم اور اُردو ہونے کی وجہ سے یہ رسالہ مبتدی طلبہ اور کم عمر بچوں کے لئے نہایت کارآمد اور مفید ہے اور مجھے پوری اُمید ہے کہ شائقین علم اس رسالہ کی قدر کریں گے۔ اور ہند و پاک کے حفاظ سے الزام کو دُور کریں گے:

''کہ ہندی قرآن غلط پڑھتے ہیں''۔ (محمد سعید کیرانوی مہتمم مدرسۂ صولتیہ مکہ معظمہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رسالہ تعلیم الوقف

قاعدہ: جاننا چاہئے کہ وقف نہیں ہوتا مگر سکون پر برابر ہے کہ سکون اصلی ہو جس طرح مِنْكُمْ عَنْكُمْ یا بسبب وقف کیا جاوے جس طرح يَعْلَمُوْنَ یہی سمجھا جاتا ہے معنیٰ وقف کے قرّاء کے نزدیک یہ ہیں قَطْعُ الصَّوْتِ مَعَ النَّفَسِ وَاِسْكَانُ الْمُتَحَرِّكِ اِنْ كَانَ مُتَحَرِّكًا یعنی قطع آواز کا اور نفس کا اور ساکن کرنا حرف کا اگر متحرک ہو۔ وقف کرنا تین طرح پر جائز ہے ایک سکون محض اور یہی اصل اور حق ہے جیسے فرمایا امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ؂

وَالْاِسْكَانُ اَصْلُ الْوَقْفِ وَهُوَ اشْتِقَاقُهٗ مِنَ الْوَقْفِ عَنْ تَحْرِيْكِ حَرْفٍ تَعَزَّلَا

دوسرا روم کہ کسرہ اور ضمہ میں جائز ہے معنے روم کے یہ ہیں کہ ادا کرنا تیسرا حصہ حرکت کا جو کان رکھتا ہے۔ سنتا ہے۔ اور سمجھتا ہے بخلاف بہرے کے تیسرا اشمام کہ فقط ضمہ اور رفع میں جائز ہے۔ معنیٰ اشمام کے یہ ہیں کہ اشارہ کرنا طرف ضمہ کے ہونٹوں سے۔ بغیر ملائے ہونٹوں کے بغیر صَوْت کے بغیر سکون کے (یعنی فوراً بلا تاخیر کے۔ ۱۲ ط) جو دیکھتا ہے سمجھتا ہے بخلاف نابینا کے۔ پھر حرف موقوف علیہ جو ساکن کیا گیا ہے۔ بسبب وقف کے، سکون اس کا ضمہ سے ہوگا۔ یا رفع سے یا فتح سے یا نصب سے یا کسرہ سے یا جر سے اور حرف موقوف علیہ خود یا تو حرف صحیح ہوگا یا حرف علت مشدد ہوگا یا مخفف مُنَوَّنْ ہوگا یا غیر مُنَوَّنْ۔ اگر تنوین بالفتح ہوگی۔ تو حالتِ وقف میں الف ہو جاوے گی اور حرف موقوف علیہ الف کیا جاوے گا۔ پھر حرف موقوف علیہ اگر حرف صحیح ہو۔ تو اس کی کئی صورتیں ہیں یا تو ہمزہ ہوگا یا تا تانیث کی۔

فائدہ: جاننا چاہئے کہ تاء تانیث کی کبھی مربوط یعنی گول مرسوم ہوتی ہے اور کہیں دراز جو گول لکھی جاتی ہے وہ حالتِ وقف میں ہاء ہو جاتی ہے اور روم اور اشمام

اُس میں جائز نہیں اور ایسا ہی حرکتِ عارضی میں جیسے وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ. مَنْ يَّشَاءِ اللّٰهُ یا ہاءِ ضمیر مذکر کی ہوگی یا غیر اس کا فائدہ جاننا چاہئے کہ ہائے ضمیر مذکر میں دو قول ہیں بعضے کہتے ہیں کہ جب ہائے ضمیر مذکر کے ماقبل ضمہ ہو یا کسرہ یا ماقبل اس کے واؤ یا یائے مدہ ہو جس طرح يَعْلَمُهٗ بِمُزَحْزِحِهٖ عَقَلُوْهُ. وَفِيْهِ ۔ تو ان صورتوں میں روم واشمام نہیں کیا جاوے گا۔ اور بعضوں کا قول ہے کہ ہر حالت میں کیا جاوے گا۔

اور یہی وجہ مروّج ہے اور ماقابل حرف موقوف علیہ کے یا تو حرف متحرک ہوگا یا ساکن پھر یا تو حرف صحیح ہوگا۔ یا غیر صحیح پھر غیر صحیح بھی حرف مدہ ہوگا۔ یا حرفِ لین پس وقف کرنا ان مذکورہ صورتوں میں کئی وجہوں کے ساتھ جائز ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ حرفِ موقوف علیہ اگر حرفِ علت متحرک مخفف ہو اور ماقبل حرکت موافق ہو تو وقف کیا جاوے گا۔ مد طبعی کے ساتھ۔ جس طرح اُوْحِيَ تَتْلُوْ نَسِيَ وَلِيِّ ئِے رَضِيَ اور اگر حرفِ موقوف علیہ مشدد ہو خواہ حرف علت ہو یا حرفِ صحیح تشدید پر وقف کیا جاوے گا تشدید میں کسی قسم کا نقصان نہ ہوگا پس اگر مفتوح ہے تو سکون محض ہوگا جس طرح تَبَّ فَاَتَمَّهُنَّ اِلَیَّ صَوَآفَّ اور اگر مکسور ہو تو روم بھی ہوگا جس طرح لُجِّيٍّ، بِالْمَنِّ اور اگر مضموم ہو تو اشمام بھی ہوگا جس طرح دُرِّيٌّ مُسْتَمِرٌّ مُسْتَقَرٌّ جَآنٌّ۔

فائدہ:۔ جاننا چاہئے کہ تنوین حالتِ روم میں بھی حذف کی جاتی ہے۔

اور ماقبل حرف صحیح ساکن ہو تو اس میں سکون محض ہوگا جس طرح وَقَالَ الَّذِيْ اشْتَرٰهُ مِنْ مِّصْرَ اگر مکسور ہو تو روم بھی ہوگا جس طرح وَالْفَجْرِ : بِالْوَحْيِ اور اگر مضموم ہو تو اشمام بھی ہوگا جیسے قَبْلُ بَعْدُ فَاَهْلَكْتُهُ پھر اگر حرف موقوف علیہ کوئی حرف ہو سوائے ہمزہ کے اور ماقبل اُس کے حرف مدّہ ہو جس طرح يَعْلَمُوْنَ. وَالصَّلٰوةَ. وَاِيَّایَ۔ پس اگر مفتوح ہے تو اس میں تین وجہیں ہوں گی۔ سکون محض کے ساتھ طول چھ (۶) حرکت کا۔ اور توسط چار (۴) حرکت کا۔ اور قصر دو (۲) حرکت کا مدودِ ثلاثہ (۳) ان ہی کو کہتے ہیں۔ اور اگر مکسور ہو جس طرح الرَّحِيْمِ. الصَّلٰوةِ.

فَازْهُوْنِ . مُسْلِمَاتِ تو اس میں چار وجہیں ہوں گی۔
(۱ تا ۳) مدودِ ثلاثہ مع السکون المحض اور ۴ روم قصر کے ساتھ۔

فائدہ: جاننا چاہئے کہ روم حکم میں وصل کے ہے اسی واسطے مدّ اصلی کے ساتھ ہوتا ہے اور اگر مضموم ہو جس طرح نَسْتَعِيْنُ عَقَلُوْهُ تو اس میں سات (۷) وجہیں ہوں گی۔؟ (۱ تا ۳) مدودِ ثلاثہ مع السکون الخالص ۴ تا ۶ اور مدودِ ثلاثہ مع الاشمام اور ۷ روم قصر کے ساتھ۔ اور اگر حرف موقوف علیہ کوئی حرف ہو ہمزہ یا غیر ہمزہ اور ماقبل اس کے حرف لین ہو جس طرح خَوْفٌ بَيْتٌ عَلَيْهِ .شَيْءٌ تو اس کا بھی یہی حکم ہے مگر قصر مقدم ہوگا یوں کہا جاوے گا قصر توسط طول اور اگر حرف موقوف علیہ ہمزۂ مفتوح ہو اور ماقبل حرف مدہ جس طرح جَآءَ شَآءَ تو اس میں تین وجہیں ہوں گی۔ مد چار حرکت کا۔ توسط پانچ حرکت کا۔ طول چھ حرکت کا اور اگر مکسور ہو جس طرح مِنَ السَّمَآءِ تو اس میں پانچ وجہیں ہوں گی (۱ تا ۳) مدودِ ثلاثہ مع السکون الخالص (۴، ۵) اور روم مد اور توسط کے ساتھ اور اگر مضموم ہو تو اس میں آٹھ وجہیں ہیں۔
(۱ تا ۳) مدودِ ثلاثہ مع السکون الخالص ۴ تا ۶ اور اشمام مدودِ ثلاثہ کے ساتھ اور (۷، ۸) روم مد اور توسط کے ساتھ۔ فائدہ۔ جاننا چاہئے کہ حفص رحمہ اللہ سات کلموں پر وقف کرتے ہیں الف کے ساتھ اور وصل میں بدون الف کے ایک اَنَا دوسرا لٰكِنَّا تیسرا الظُّنُوْنَا چوتھا اَلرَّسُوْلَا۔ پانچواں السَّبِيْلَا۔ چھٹا قَوَارِيْرَا اوّل ساتواں سَلٰسِلَا اور ساتویں کلمہ پر بغیر الف کے بھی وقف کرنا درست ہے۔

فائدہ: سات کلموں کے آخر میں ہائے سکتہ بھی وصل میں اور وقف میں ساکن رہتی ہے ایک لَمْ يَتَسَنَّهْ دوسرا فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ تیسرا كِتٰبِيَهْ۔ چوتھا حِسَابِيَهْ۔ پانچواں مَالِيَهْ ۔ چھٹا سُلْطٰنِيَهْ۔ ساتواں وَمَآ اَدْرٰكَ مَا هِيَهْ۔ فائدہ۔ جاننا چاہئے کہ لفظ یَآيُّهَا کا تمام قرآن شریف میں الف کے ساتھ مرسوم ہے اور وقف بھی الف کے ساتھ کیا جاوے گا مگر تین جگہ پر ایک سورۂ نور میں اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔

دوسرا سورۂ زخرف میں یٰاَیُّہَ السّٰحِرُ تیسرا سورۂ رحمٰن میں اَیُّہَ الثَّقَلٰنِ تو وقف بھی بغیر الف کیا جاوے گا فائدہ جاننا چاہیے کہ ہائے ضمیر مذکر کی کبھی مکسور پڑھی جاتی ہے اور کہیں پر مضموم مکسور اُس وقت پڑھی جاتی ہے جبکہ ماقبل ہائے ضمیر کے کسرہ ہو۔ یا یائے ساکنہ ہو جس طرح بِہٖ فِیْہِ. عَلَیْہِ مگر دو جگہ ایک سورۂ کہف میں اَنْسٰنِیْہُ اور دوسرے سورۂ فتح میں عَلَیْہُ اللّٰہَ اور باقی صورتوں میں مضموم پڑھی جاتی ہے صِلہ کے ساتھ جس طرح رَبُّہٗ مگر ایک جگہ سورۂ زمر میں یَرْضَہُ اور اگر ساکن ہو تو صلہ نہیں کرتے مگر ایک جگہ سورۂ فرقان میں یعنی فِیْہٖ مُھَانًا۔ فائدہ۔ حفص رحمہ اللہ کہیں امالہ نہیں کرتے مگر ایک جگہ لفظ مَجْرٖھَا پر کہ سورۂ ھود میں ہے اور تسہیل بھی نہیں کرتے مگر ایک جگہ لفظ ءَ اَعْجَمِیٌّ پر جو سورۂ فصلت میں ہے۔ فائدہ: جاننا چاہیے کہ چھ کلموں میں ابدال اور تسہیل دونوں جائز ہیں مگر ابدال افضل اور مختار ہے وہ چھ کلمے یہ ہیں آٰلذّٰکَرَیْنِ دو (۲) جگہ، سورۃ انعام میں آٰلْئٰنَ دو جگہ، سورۂ یونس میں آٰللّٰہُ دو (۲) جگہ ایک جگہ سورۂ یونس میں دوسرا سورۂ نمل میں۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ لَا تَاْمَنَّا جو سورۂ یوسف میں ہے اُس میں نہ کوئی اظہارِ محض پڑھتا ہے۔ یعنی لَا تَاْمَنُنَا۔ اور نہ کوئی ادغام محض پڑھتا ہے یعنی صرف دو (۲) وجہ جائز ہیں۔ (۱) ادغام مع الاشمام اور (۲) روم۔ فقط۔ تَمَّتْ

آدابِ معلّم و متعلّم آداب معلّم کے یہ ہیں

(۱) مسلمان ہو۔ (۲) عاقل ہو۔ (۳) بالغ ہو۔ (۴) دین دار ہو۔

(۵) یا خوب ہو۔ (۶) فسق و بد نیتی سے منزّہ ہو۔ (۷) جس طرح اُستاد سے پڑھا ہے اسی طرح پڑھاوے۔ (۸) نیت خالص رکھے کوئی دنیوی غرض یا شہرت یا وجاہت یا مال مقصود نہ ہو۔ (۹) اگر کوئی خدمت کرے بہ نیت اعانت لیوے اُجرت کا قصد نہ ہو۔ (۱۰) خوش خلق ہو۔ (۱۱) دنیا کی طمع نہ رکھے۔ (۱۲) سخی و حلیم ہو۔

(۱۳) کشادہ رو ہو۔ (۱۴) سکون و وقار و تواضع اختیار کرے۔

(۱۵) حیثیت لباس وغیرہ درست رکھے۔ (۱۶) ممنوع لباس نہ پہنے۔
(۱۷) ہیئت تکبر سے نہ بیٹھے۔ (۱۸) حتی الامکان قبلہ رُو بیٹھے۔ (۱۹) باوضو ہو۔
(۲۰) خوشبو لگائے اگر ممکن ہو۔ (۲۱) داڑھی یا کپڑے وغیرہ سے نہ کھیلے۔
(۲۲) جب متعلم بھولے تو آہستہ سے اس کو ٹوکے اگر خود نکال لے فبہا ورنہ آہستہ سے بتلاوے۔ (۲۳) ریا۔ حسد۔ کینہ غیبت دوسرے کی تحقیر اور عجب سے بچے۔
(۲۴) کشادہ مکان میں بیٹھے تاکہ طالبین فراغت سے بیٹھ سکیں۔
(۲۵) شاگردوں کی علیٰ قدر مراتب خاطر داشت کرے۔
(۲۶) اگر حاجت ہو۔ راہ میں بھی پڑھاوے۔

آداب متعلم کے یہ ہیں

(۱) نیت خالص رکھے۔ (۲) علائق وموانع کو حتی الامکان کم کردے۔
(۳) وقت کو غنیمت سمجھے۔ (۴) دوسرے وقت پر نہ ٹالے۔
(۵) سیکھنے پر عار نہ کرے۔ (۶) شیخ کامل کو تلاش کرے۔
(۷) جب اُس کے پاس جاوے تو کپڑے صاف ہوں۔
(۸) ادب سے پیش آوے۔ (۹) نگاہِ حرمت سے اس پر نظر کرے۔
(۱۰) جو بتلادے اُس کو توجہ سے سُنے اور یاد رکھے۔
(۱۱) اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آوے اپنا قصور سمجھے۔
(۱۲) اس کے رُوبرو کسی اور کا قول مخالف ذکر نہ کرے۔
(۱۳) اگر کوئی اس کے استاد کو بُرا کہے۔ حتی الوسع اس کا دفعیہ کرے ورنہ وہاں سے اُٹھ کھڑا ہو۔ (۱۴) جب حلقے کے قریب پہنچے سب حاضرین کو سلام کرے پھر شیخ کو خصوصاً سلام کرے۔ (۱۵) لوگوں کو پھاندتا ہوا نہ جاوے جہاں جگہ مل جاوے بیٹھ جاوے لیکن اگر شیخ کا اذن ہو۔ تو مضائقہ نہیں۔
(۱۶) کسی کو اُٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔

(۱۷) دو شخصوں کے درمیان میں بدوں ان کے اذن کے نہ بیٹھے۔

(۱۸) بیٹھنے میں جگہ تنگ نہ کرے۔ (۱۹) اپنے رفقاء سے نرمی برتے۔

(۲۰) غل نہ مچاوے۔ (۲۱) بے ضرورت نہ ہنسے۔ (۲۲) بہت باتیں نہ کرے۔

(۲۳) اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ بلکہ شیخ کی طرف متوجہ رہے۔

(۲۴) شیخ کی بدخلقی کی سہار کرے۔

(۲۵) اس کی تندخوئی سے اس کے پاس جانا نہ چھوڑے نہ اس کے کمال سے بداعتقاد ہو۔ بلکہ اس کے افعال واقوال کی تاویل کرے۔

(۲۶) جب شیخ کسی کام میں لگا ہو۔ یا ملول ومغموم یا بھوکا پیاسا ہو یا اُونگھتا ہو یا اور کوئی عذر ہو جس سے تعلیم شاق ہو یا حضورِ قلب سے نہ ہو ایسے وقت میں نہ پڑھے۔

(۲۷) جب پڑھنے کا اِرادہ ہو۔ تو اوّل مسواک کرے۔

(۲۸) اگر پڑھنے میں اُستاد یا کوئی دوسرا بزرگ آوے۔ قراءت قطع کرکے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے۔

(تمت...... رسالہ تعلیم الوقف تمام ہوا۔)

رسالہ تجویدُ القرآن (نظم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد کے لائق ہے اوّل ذوالجلال ملک جس کا ہیگا دائم بے زوال
نعت کے قابل ہیں پھر خیر البشر خُلُق ہے قرآن جن کا سربسر
ہوں خدا کے سو(۱۰۰) درود اور سو سلام ان پہ اور آل و صحابہ پر تمام
سُن تو مجھ سے چند حرف قاریاں اپنے پڑھنے کے لئے اے خوش بیاں
کیونکہ واجب تر ہوا علمِ ادا نام ہے تجوید جس کا اے فتا
وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا سُو اس وجوبی اَمر سے غافل نہ ہو
جو کہ بے تجوید پڑھتا ہے غبی رُبَّ ① تَالٍ اس کو کہتے ہیں نبیؐ
کیا ہے وہ تجوید اور علم ادا؟ حق ادا کرنا ہے ہر یک حرف کا
یعنی مخرج اور صفت کا ہو خیال تیسرے زینت ہے اے نیکو خصال
یعنی پڑھنا بے تکلّف ہو تمام لہجۂ مصری ہوا ہے جس کا نام
اس کے عامل کی ہے ورزش ② گہ دہاں اس کا تارک ہے گنہگارِ جہاں
مختصر احکام ہائے چند کو تجھ سے کہتا ہوں کہ لے تو پند کو
کیونکہ پندِ دوستاں میں ہے صفا ③ دِیْنُ نُصْحٌ ہے گا قول مصطفےٰ
ہے خدا سے اَجر کی اُمید و بس ساتھ ہی اس کے قبولِ جملہ کس
اے خدا سب کا مُعین ہو فضل سے جس نے لکھی جو کوئی دیکھے پڑھے

① پوری حدیث یہ ہے رُبَّ تَالٍ لِلْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُہٗ یعنی بعض لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن اُن پر لعنت کرتا ہے مراد اس سے جو غلط پڑھے یا عمل نہ کرے یا اپنی رائے سے تحریف کرے۔ (۱۲)

② وہ جگہ جہاں ریاضت و محنت کی جائے۔ ③ معنی حدیث یعنی دین خیر خواہی ہے ۱۲ منہ

پہلا باب مخارج حروف میں

اَوّلاً سن تو مخارج جہائے حرف   سترہ (۱۷) سب ہیں تو کن اے نیک ظرف
واو الف اور یا کا ہے جوفِ دہان ❶   نام ان کا حرفِ مد ہے اے جوان
منتہائے حلق ہے ہمزہ و ہا   وسط میں دو حرفِ مہمل عین و حا
غین و خائے معجمہ ادنائے حلق   حلق ❷ میں ہیں تین مخرج نزدِ خلق
قاف کا مخرج ہے اقصائے زبان   کاف اُس سے اسفل اس کو خوب جان
جیم و شین و یا یہ حرف اے مقتدا   ہوتے ہیں وسطِ زباں سے بس ادا
ضاد کا مخرج ہوا حافۂ لسان   جبکہ ہو اضراس (داڑھ) سے وہ ہمعنان
خواہ ایمن سے ہو یا ہو از یسار   لیک ایسر سے تو آساں کر شمار
ضاد سے ہے لام ادنیٰ کی طرف   اُس سے نیچے نون اے صاحب شرف
راہے اس کے پاس سے بے گفتگو   لیک ہے پشتِ زبان کی طرف کو
اور زبان کی طرف سے تا طا و دال   اور ثنایا ہائے علوی سے نکال
فوق سے سفلی ثنایا کے زبان   صاد و زاء و سین میں کر اقتران
طرف علیا کو زبان کی طرف سے   گر ملادیں نکلیں ذال و ظا و ثے
باطنِ لب سے ادا کر حرفِ فا   اور ثنایا کی طرف سے دے ملا
باؤ واو و میم دو لب سے نکال   غنہ کا خیشوم مخرج رکھ خیال

❶ (یعنی درصورت سکون ومدیت ۱۲ منہ) ❷ (اصل میں تغیر کیا ہے۔۱۲۔ط)

دوسرا باب صفاتِ حروف کے بیان میں

جہر و رخو و مستفل اے نیک ذات   منفتح و مصمت ہیں حرفوں کی صفات
اب سمجھ لے ان کے تو اضداد کو   کیونکہ شے اضداد سے معلوم ہو

کہہ فَحَثَّهٗ بعدهٗ شَخصٌ سَکَتْ ❶ — دس حروفِ ہمس ہیں اے خوش صفت
ہے اَجِدُ قَطِ اور بَکَتْ ❷ حرفِ شدید — لِنْ عُمَرْ ❸ نے رخو ہیں اور نے شدید
خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ❹ بہ نزد قاریاں — سبع علوی نام ان کا ہے عیاں
مطبقہ ہے صاد و ضاد و طا و ظا — فَرَّمِنْ لُبّ ❺ مذلقہ ہے قاریا
صاد و سین و زای ہیں حرفِ صفیر — قَطِ بَجَدْ ❻ کو قلقلہ کہہ اے خبیر
واوَ و یائی ساکنہ ہیں حرفِ لین — قبل اس کے فتح ہو گر اے امین
لام و را کے واسطے ہے انحراف — رای میں تکریر بھی ہے بے خلاف
شین معجم میں تفشی ہے تو جان — ضاد میں ہے استطالت اس کو مان
معتبر جب ہے کہ ساری کیفیت — قاریوں کے مُنہ سے سُن لے اور صفت
اور رسالوں اور کتابوں سے کہیں — ہوتا ہے حاصل یہ فن اے مرد دیں
ضبط کے ہیں واسطے یہ سب متون — سیکھ لے اس فن کو از اہلِ فنون
لہجۂ اہلِ عرب میں پڑھ قرآں — ہے یہی ارشاد ختمِ مرسلاں
اعجمیت کا بہانہ جو کرے — جاہل اس کو بالیقیں تو جان لے
بعد کوشش کے نہ ہووے گر حصول — عذر اس کا شرع میں جب ہے قبول
ورنہ ❼ اہلِ فقہ نے لکھا صریح — جب تلک قرآن نہ سیکھے گا صحیح
ہوں نمازیں اس کی سب برباد و خام — ہاں مگر جب یاس ہو جاوے تمام
پھر خدا سے مانگ توفیقِ رفیق — مثل اُس کے جو چلے راہِ عمیق

❶ (ف ح ث ہ ش خ ص س ک ت۔۱۲ منہ)
❷ (ء ج د ق ط ب ک ت۔۱۲ منہ) ❸ (ل ن ع م ر۔۱۲ منہ)
❹ (خ ص ض غ ط ق ظ۔۱۲۔منہ) ❺ (ف ر م ن ل ب ۱۲ منہ۔)
❻ (ق ط ب ج د۔۱۲ منہ) ❼ یہ دو شعر اصل سے زائد ہیں۔

تیسرا باب بیان میں احکامِ نون ساکن وتنوین کے اوراس میں پانچ فصل ہیں

فصلِ اَوّل اظہار میں

حکم نون ساکن و تنوین کے چار ہیں اظہار ① حلقی ایک ہے
جب یہ ہوویں پہلے حرفِ حلق سے اب حروف حلق سن اے نیک پے
ہمزہ ہاؤ عین و حائے مہملہ غین و خا اب سُن تو مجھ سے امثلہ
جیسے یَنْئَوْنَ وَیَنْعِقُ مِنْهُمَا اور وَانْحَرْ اور مِنْ غَمٍّ ہوا
مِنْ خَبِیْرٍ خا کی تم سمجھو مثال امثلہ تنوین کے کر لو خیال

① آگے ایک اظہار شفوی آتا ہے ۱۲ منہ۔

دوسری فصل ادغام میں

دوسرا ادغام ہے چھ حرف میں یَرْمَلُوْنَ ① سے کر حساب اے نورِعین
لیک اس کی ہیں دو قسمیں اے پسر ایک باغنہ ہے یَنْمُوْ ② یاد رکھ
مَنْ یَّقُوْلُ اَنْ نَّمُنَّ مِمَّنْ مَّنَعُ مِنْ وَّلِیٍّ مِنْ وَّرَا کر مجتمع
لیک دو کلمے میں ہونا شرط جان ایک کلمہ ہو تو پس اظہار مان
جیسے دُنْیَا اور قِنْوَانٌ سنو اس کا نام اظہار مطلق تم کہو
لام و رابے غنہ ہے قسمِ دگر مِنْ لَّدُنْ مِنْ رَّبِّهِمْ کو یاد کر

① (ی رم ل و ن۔ ۱۲ منہ) ② (ی ن م و ۱۲ منہ)

تیسری فصل اقلاب میں

باجو آوے بعد نون تنوین کے جیسے اَنْبِئْهُمْ تو بدلو میم سے

چوتھی فصل اخفاء میں

پندرہ حرفوں میں تم اخفا کرو　　مجھ سے سُن لو ان کی تم تفصیل کو
ضا دو ثاؤ ذال وجیم وشین و قاف　　سین و فاؤ طای مہمل دال و کاف
ظا ؤ صاد و تاو زا ہیں پندرا　　اس کو اخفائے حقیقی ❶ ہے لکھا

❶ آگے ایک اخفائے شفوی آتا ہے۔۱۲منہ

پانچویں فصل حروف غنہ میں

غنہ کر جب ہو مشدد میم ونون　　حرف غنہ ہیں یہ نزد ذوفنون

چوتھا باب بیان احکام میم ساکن وغیرہ میں اوراس میں دو فصل ہیں

فصل اوّل اَحکامِ میم میں

میم ❶ ☆ سب حرفوں سے پہلے آئی ہے　　ہے الف ❷ خارج مگر اس حکم سے
تین حکم اُس کے ہیں اخفاء اوّلین　　اور دو ادغام و اظہار اے امین
حکم اخفا ہے جہاں آتی ہے با　　یَعْتَصِمْ بِاللہ مثال اے دلربا
اس کا بس اخفائے شفوی نام ہے　　اور جو پیچھے میم ہوا دغام ہے
ہے مگر شرط اس کی ادغامِ ❸ صغیر　　جیسے مِنْهُمْ مَّنْ مثال اے دل پذیر
دوسرے حرفوں کے ساتھ اظہار کر　　کہہ اسے اظہار شفوی اے پسر
واو ❹ فا میں کچھ نہیں ہے اعتبار　　اتحاد و قرب کا اے ہوشیار

❶ (یعنی میم ساکن ۱۲منہ) ❷ (کیونکہ اجتماعِ ساکنین محال ہے۔۱۲منہ)
❸ (یعنی جس جگہ میم اوّل ساکن ہو)
❹ (یعنی واو فا میں اگرچہ میم سے مخرج میں قرب واتحاد ہے مگر ادغام نہیں ہوتا۔۱۲منہ)

دُوسری فصل لام اَلْ یعنی لام تعریفی اور لام فعل میں

لامِ اَلْ کی ہیں دو حالت قبل حرف اَوّلاً اظہار اے مردِ شرف ❶
چودہ حرفوں سے ملے جب بے سخن وَابْغِ ❷ حَجَّکَ خَفْ عَقِیمَہٗ رحمٰن
دوسرے چودہ میں تو ادغام کر رمز سے اب یاد ان کے نام کر
طِبْ ❸ ثِقْ ❹ ضِفْ ذَانِعَمْ صُمْ ثُمَّ رُمْ زُرْشَرِیْفًا سُوْءَ ظَنٍّ دَعْ لَهُمْ
لام اول کا ہوا قمریہ نام دوسرے کا ہے لقب شمسی مدام
لامِ فعلی مطلقاً اظہار کر اور قُلْنَا قُلْ نَعَمْ پر کر نظر

❶ (اس مجموعہ میں سے ہر لفظ کا ابتدائی حرف لے لیا ہے معنی اس شعر کے یہ ہیں خوش رہ مراد کو پہنچے گا تو مہمان ہو صاحب نعمت کا روزہ رکھ پھر قصد کر زیارت کر شریف کی بدگمانی کو چھوڑ ان کے لئے ۱۲۔ منہ) ❷ (وء ب غ ح ج ک ح ف ع ق ی م ہ ۔۱۲ منہ)
❸ (ط ث ض ذ ن ص ث ر ز ش س ظ د ل ۔۱۲ منہ) ❹ (نیک .... بزرگ ۱۲۔ ط)

پانچواں باب اقسام مَد میں اور اس میں چار فصل ہیں

فصلِ اَوّل مدّ اصلی وفرعی میں

مدّ ہیں دو قسم ایک کا اصلی ہے نام دوسرا ہے اس کا فرعی لا کلام
گر نہ ہو موقوف بروجہِ سبب اس کا اصلی اور طبیعی ہے لقب
یعنی ❶ اُس کے بعد میں ہمزہ نہ ہو اور نہ ہو ساکن بھی اے مردِ نکو
اور جو ہمزہ بعد میں ہو یا سکون ہیں یہی اسباب جیسے قَآئِمُوْنَ
اور سکون جیسے کہ لام و میم و کاف فرعی اس کا نام ہے بے اختلاف
حرفِ مدّ ہیں تین واو و یا الف جب نہ ہووے قبل حرکت مختلف

❶ (یہ تفصیل ہے اسباب کی ۱۲ منہ)

دوسری فصل بیان میں احکام مدِ متصل و منفصل وبدل ولازم کے

تین ہیں احکامِ مد اے ذی علوم — یعنی واجب اور جائز اور لزوم
ہے وہ واجب جس میں بعدِ حرف مد — ایک کلمے میں ہو ہمزہ اے سند
جیسے جَاءَ تَ نام اس کا متصل — دوسرا جائز کہ ہے وہ منفصل
یعنی حرفِ مد یک کلمے میں ہو — دوسرے میں ہمزہ جیسے مَآ اٰتَوْا
بعض کے نزدیک اس میں قصر ہے — نام جائز ہوگیا اس واسطے
وقف میں مد پر جو عارض ہو سکون — قصر ① و مد پر ہے توسط واں فزوں
ہو جو ہمزہ سے مؤخر حرفِ مد — نام اُس کا ہے بدل اے معتمد
بعد مد کے ہو سکون اصلی اگر — ہے وہ لازم اور اُس میں طول کر

① (یعنی تین وجہ جائز ہیں قصر، توسط، طول۔۱۲ منہ)

تیسری فصل بیان اقسام مدّ لازم میں

مدّ لازم کی ہیں اوّل قسم دو (۲) — ایک کلمی دُوسرا حرفی سُنو
پھر ہر اِک میں ہے مخفف اور ثقیل — چار قسمیں کُل ہوئیں بے قال و قیل
حرفِ مد کے بعد گر ساکن پڑا — ایک کلمہ میں تو وہ کلمی ہوا
وسط میں ہو گر ثلاثی حرف کے — حرفِ مدّہ اس کو حرفی جان لے
ہو اگر ادغام ہیں دونوں ثقیل — ورنہ ہیں دونوں مخفف اے جلیل
کرلے چاروں کی مثالیں دل سے یاد — دَآبَّۃ اور آٰلْئٰنَ لَآمْ وَصَآد
لازمِ حرفی ہے آیا آٹھ جا — اس کا موقع ہے سُوَر کی ابتداء
ان کا مجموعہ ہے کَمْ عَسَلٍ نَّقَصْ ② — عین ③ کی دو وجہ میں ہے طول اخص
ما سوا حرفِ ثلاثی جز اَلف — مد طبیعی اس میں ہے بے مختلف

اس کی جا بھی ہے سُور کی ابتدا حَیٌّ طَاہِرٌ۝ اس کا مجموعہ ہوا
مختصر مذکور چودہ(۱۴) حرف کا نُصُحُ طُرُقِیْ مِسْکُہٗ غَالٍ۝ ہوا

❷ (ک م ع س ل ن ق ص ۱۲ منہ) ❸ (یعنی بعض کے نزدیک اس میں طول ہے اور بعض کے نزدیک توسط مگر طول مختار ہے۔۱۲ منہ۔)
❹ (ح ی ط ا ہ ر) ❺ (ن ص ح ط ر ق ی م س ک ہ ع ا ل۔۱۲ منہ)

چوتھی فصل مقدار مدّات میں

متصل اور منفصل ہے اے اخی قدر حرکت چار کی یا پانچ کی
متصل میں وقف گر اُس پر کیا چھ برابر طول بھی جائز ہوا
وقف گر عارض طبیعی پر ہوا تین مدّیں اس میں ہیں بے شک روا
یا طبیعی دو(۲) برابر اے اخی یا توسط ہو برابر چار(۴) کی
یا برابر چھ(۶) کے پڑھ اس کو طویل یاد ان وجھوں کو کر بے قال و قیل
مدّ لازم چھ سے کم ہوتا نہیں حکم مدّوں ❶ کے ہوئے ختم اے امین
گر اَلف سے تو کیا چاہے شمار کرلے دوحرکت کو اک اے مرد کار

❶ (اس مصرع کا مضمون اصل سے متغیر کیا گیا۔۱۲ منہ)۔

چھٹا باب بیان میں ترقیق وتفخیم حرفوں کے

حرف ہائے ❶ مستفل اے مقتدا ہیں مرقق اور اَلف وقتِ ادا
پہلے ❷ اس سے ہو جو حرف مستفل ورنہ کر تفخیم اے آئینہ دِل
ہمزۂ اَلْحَمْدُ وَاَعُوْذُ اِھْدِنَا ہمزہ اَللّٰہُ اور لامِ لَنَا
لامِ یَتَلَطَّفُ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کو لامِ لِلّٰہِ کو مرقق تم پڑھو
مَخْمَصَۃُ مَرْیَمَ مَرَضٌ کی میم کو کر ادا ترقیق سے اے نیک خو

بَابِہِمْ اور بَرْقٌ اور بَاطِلٌم بِلذِیْ ہے مرقق مثل ذال الَّذِیْ
جیم و با کی جہر و شدت میں ہے اجر درمیان حُبّ و صَبْر و حَجّ و فَجْر
کر سکوں کے وقت ظاہر قلقلہ خوب ظاہر وقف میں ہاولولہ
خَصْحَصَ الْحَقُّ وَاَحَطتُّ اور خَصَاصٌ کر مرقق سب کی حا اے با مراد
سین یَسْقُوْ سین یَسْطُوْ مُسْتَقِیْم مثل سابق کر مرقق اے سلیم
لام اور را میں کبھی تفخیم ہے اور کبھی ترقیق ہے اے نیک پے
راجو ہو مکسور جیسے سَارِعُوْا یا ہو ساکن بعد کسر اے نیک خو

① (چونکہ اکثر قراء ان کلمات میں بے احتیاطی سے غلطی کرتے ہیں اس لئے تنبیہ کی گئی۔۱۲ منہ) ② (اس شعر کا مضمون اصل سے زائد ہے۔۱۲)

جیسے فِرْعَوْنَ مِرْفَقًا ترقیق کر حرف علوی بعد اس کے ہو نہ گر
ورنہ پھر تفخیم کر اُس جا پہ تو جیسے قِرْطَاسٍ اور مِرْصَادُ اے عمو ①
عارضی کسرہ اگر ہو قبل را جیسے اِرْتَبْتُمْ مفخم کر ولا
ہے مرقق یا مفخم رائے فِرْقٌ اختلاف اس میں ہوا اے نیک عرق
بعد یا ساکن کے گر موقوف ہو تب بھی را ترقیق سے موصوف ہو
یا کہ ہووے درمیانِ کسر و را حرف ساکن غیر علوی اے فتا
اس کی بھی ترقیق کر اب سن مثال جیسے سِحْرٍ اور خَبِیْرٍ کر خیال
لام اَللّٰہ کا مفخم ہے مدام بعد فتح و ضمہ اے عالی مقام
سین عَسٰے کا ذال کو مَحْذُوْر کی انفتاح ان دو کا کرنا اے ذکی
تا عَصٰے سے ہو نہ اس کا اشتباہ اور مَحْظُوْرًا کے ساتھ اے مردِ راہ
کاف و تا کی کر تو شدت کا خیال شِرْکِکُمْ اور فِتْنَۃٍ میں بے جدال
جب بَسَطْتَّ اور فَرَّطْتُّمْ پڑھے قلقلہ مت کر مگر اطباق ② ہے
قاف نَخْلُقْکُّمْ میں ہیگا اختلاف نا تمام ادغام ہے یا ہیگا ③ صاف

صورتِ اُولیٰ میں ظاہر ہوگا وصف — صورتِ اخریٰ میں بالکل ہوگا حذف
کر جَعَلْنَا اور ظَلَلْنَا کا سکون — اہتمام خاص سے اے ذوالفنون
ایسے اَنْعَمْتَ وَالْمَغْضُوْبِ میں — لام و نون ظاہر کرو اے نور عین
یوں ہی ہر کلمے کو کرلو تم قیاس — اور پڑھو تحقیق سے اے حق شناس

❶ (عَمُوْ۔ (مشدد سے مخفف ضرورۃً) چاچا۔ (۱۲۔ط) ❷ (کیونکہ ان میں ادغام ناقص ہے کہ اندراجِ ذات ہے بدون صفت ۱۲منہ) ❸ (اور ادغام محض اصح ہے۔۱۲منہ)

ساتواں باب بیان میں کیفیت استعمال حروف قراءت کے

(اس کا مضمون اصل سے متغیر کیا گیا۔۱۲منہ)

پہلی فصل بیان کیفیت میں

اب سنو تم کیفیت کا اہتمام — تا نہ ہو پڑھنا تمہارا سب حرام
جب ہو استعمال حرف اے نیک نام — اس کا مخرج جان کرلو اس سے کام
ہمزۂ مفتوح کو اوّل میں لا — کر کے ساکن حرف کو اس سے ملا
جیسے اَبْ اَثْ اَثْ وَاَجْ آخر تلک — مشق کر ہر حرف کی کر دفع شک
ضاد ساکن میں نہ کر تو قلقلہ — تائے ساکن میں بھی اے پُر حوصلہ
کھینچ مت حرفوں کو سختی سے دلا — ہر جگہ مت کر توقف سکتہ سا
وقف ساکن پر ہی ہوتا ہے سلام — گر نہ ہو ساکن تو ساکن کر تمام
پھر اگر ہے تام ❶ یا احسن حسن — یا ہے اکفیٰ یا ہے کافی جان من
یا ہوا جائز و یا مطلع ❷ ہوا — وقف ایسی جائے پر برحق ہوا
گر نہ ہو ایسا تو پھر پہلے سے لے — اور ملا ما بعد سے یہ خوب ہے
وقف سے دو قسم نزد اہل فن — اختیاری اضطراری بے سخن
اختیاری وقف کے موقع پہ آئے — اضطراری جس جگہ دم ٹوٹ جائے
از سر نو اضطراری میں پڑھو — اور اس تکریر سے خائف نہ ہو

بلکہ حرکت پر شکستہ کرنا دم — ہے بُرا تجھ کو نہیں کچھ اس کا غم
منطقی کو گر نہ یہ تمیز ہے — اس کی منطق ہیچ ہے نا چیز ہے
ہمزۂ ساکن سے گر ہو ابتداء — کب وہ ہمزۂ وصل سے ہووے جدا
حرفِ مد سے ہوگا وہ ہمزہ بدل — قاعدہ یہ صَرف کا ہے بے خلل
اُوْتُمِنَ اِیْتُوْا وَاِیْتُوْ ہے مثال — تینوں کا قرآن میں کرلو خیال
اور جو ہو موصول (۳) پھر وہ ہمزہ ہو — جیسے ثُمَّ ائْتُوا کہ ہمزہ سے پڑھو
ہمزۂ وصلی سے گر ہو ابتدا — مجھ سے سُن حکم اس کی تو تحریک کا
حرفِ ثالث پر نظر اپنی کرو — ضمہ ہو یا فتحہ ہو یا کسرہ ہو
گر ہو ضمہ دے دو ضمہ ہمزہ کو — ورنہ دونوں حال میں مکسور ہو
تھا یہ حکمِ فعل جو لکھا گیا — اسم میں دائم اُسے مکسور (۴) لا

(۱) (موقع وقف کو مابعد کے ساتھ اگر کچھ تعلق نہ ہو نہ لفظاً نہ معنیً وہ وقف تام ہے اور اگر صرف تعلق معنوی ہے وہ کافی ہے اور اگر تعلق لفظی بھی ہو حسن ہے اصل یہ تین قسم ہیں باقی اس کے فروع ہیں ان کے بیان میں تطویل ہے۔۱۲ منہ) (۲) (یعنی راُس آیت۔ واللہ اعلم۔۱۲ ط) (۳) (یعنی حالتِ وصل میں وہ حرف مدہ پھر ہمزہ ہو جاوے گا۔۱۲ منہ)
(۴) (مگر ہمزہ جو لامِ تعریف سے ملتا ہے وہ مستثنیٰ ہے باستثنائے منفصل ۱۲ منہ)

دوسری فصل سکتہ وغیرہ میں

حفصؒ کے نزدیک کل سکتے ہیں چار — اب مواقع اس کے کرلو تم شمار
کہف میں عِوَجًا پہ اور یٰسٓ میں — لفظ مَرْقَدِنَا پہ قرا کہتے ہیں
مَنْ پہ ہے ثالث قیامہ میں عزیز — بَلْ پہ کر تطفیف میں رابع تمیز
فصلت میں جو ہے کلمہ اَعْجَمِیّ — دوسرا ہمزہ مُسَہَّلْ اے اخی
درمیان فتح و ہمزہ کر شعور — قاریوں کے منہ سے سُن اُس کو ضرور

تیسری فصل بیان مثلین و متقاربین و متجانسین میں

ہو جو دو حرفوں کا مخرج اور صفت　　متفق مثلین ہیں اے یک جہت
اور اگر مخرج میں ہوں دونوں قریب　　اور صفت میں مختلف ہوں اے لبیب
نام اس حالت میں ہے متقاربین　　اب سنو تم تیسرا متجانسین
یعنی مخرج میں تو ہووے اتفاق　　اور صفت ہو مختلف اے خوش مذاق
پھر اگر ساکن ہو حرفِ اوّلین　　کہہ صغیر ان تینوں کو اے مرد دین
اور جو دونوں میں ہو حرکت اے بصیر　　تینوں حالت میں کہو اس کو کبیر
لیک ہے ادغام مثلین صغیر　　اتفاقاً حتم و لازم نے کبیر
وصل میں یَلْھَثْ کی ثا ادغام کر　　ایسے ہی اِرْکَبْ کی با اے خوش سیر
اِتَّخَذْتُمْ میں تو کر اظہارِ ذال　　لَا تُزِغْ اور مَنْ یُّرِدْ کی غین و دال
صاد مریم نونؔ قلم یٰسؔ کا سینؔ　　ثاء لَبِثْتَ سب ظاہر اے امین

چوتھی فصل ذال و دال و تائے تانیث و لام ساکن کے بیان میں

ذال اِذْ مدغم ہے ظاو ذال میں　　دالِ قَدْ مدغم ہے تاو دال میں
تا مؤنث ہے مدغم اے شگرف ❶　　دال و تاوٗ طا میں ہیں یہ تین حرف
لام کو ادغام لام و را میں کر　　اور باقی میں ہے اظہار اے پسر

❶ (نیک، بزرگ، خوبصورت، عمدہ ۱۲۔ طہ)

پانچویں فصل روم اور اشمام میں

روم اک ہلکی سی ہوتی ہے صدا　　جس کو سُن سکتا ہو یعنی پاس کا
یعنی دے موقوف کو حرکت ذرا　　پڑھنے میں مطلب ہوا یہ روم کا

ضمہ و کسرہ میں ہوتا ہے یہ روم فتحہ میں ممنوع ہے نزدیک قوم
وقف مدِّ عارضی پر گر ہوا روم حالِ قصر میں ہیگا روا
اور اگر ہووے توسط یا کہ طول روم ہے ممنوع اس میں اور فضول
اور جو مدِّ متصل پر ہووے وقف روم ❶ کو کر مدِّشش حرکت میں حذف
اب سمجھ اشمام تحریکِ دولب قصد گویا ضم کا ہے اے با ادب
صرف بس ضمہ میں یہ اشمام ہے فتح و کسرہ میں نہ اس کا نام ہے
سب مدوں میں یکساں وہ آئی ہے ہوتا ہے ادراک اس کا آنکھ سے
غیرمَد پر وقف گر ہو جیسے بَرْقٌ وہاں بھی ہے اشمام کر اس میں نہ فرق

❶ (لیکن حکم خلافِ تحقیق ہے اور صواب یہ ہے کہ مد متصل وقفی میں روم بلاشبہ صحیح ہے۔۱۲ محمد طاہر)

چھٹی فصل متفرقات میں

ہاؔ و یاؔ اور لامِ اَلْ کر متصل وقت پڑھنے کے نہ ہو یہ منفصل
لے تو تینوں کی مثالیں اے فہیم ھٰؤُلَاءِ یٰاَیُّھَا وَالرَّحِیْمُ
کہف و فرقان و معارج اور نساء ان میں جو ہے لفظِ مَالِ اے پارسا
لکھنے میں ما بعد سے مفصول ہے مصحفِ عثماں سے یہ منقول ہے
وقف بھی جائز ہے حرف لام پر اختیار و قصد سے اے با ہنر
لَاتَ حِیْنَ کے وصل میں ہے اختلاف فصل افضل ہے مگر سن حکم صاف
تین جا پر بے اَلف لکھ اَیُّھَا نور و زخرف اور رحمٰن تیسرا
اختیاری وقف میں اَیُّہْ پڑھو تھے اگر ماہر تو ماہر تر بنو
لفظِ قرآنی اگر ہو بے محل خوف ہے آوے نمازوں میں خلل
پیشوا کو سخت مشکل ہے حساب فہم کر واللہ اعلم بالصواب

یادگارِ حق القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حمد نذرِ خالقِ کون و مکان — جس نے احمد پر کیا نازل قرآن
پھر دیا فرمان ہمیں ترتیل کا — نام ہے تجوید جس کا اے فتا
بعد اس کے سُن کہ امداد العلوم — مدرسہ دینی ہے یاں اے ذیفہوم
اس کا ایک شعبہ ہے تعلیمِ قرآن — حق قرآن نام ہے اس کا عیاں
جی میں آیا اس کے بچوں کے لئے — نظم ہو جاویں ضروری قاعدے
تاکہ وہ اور بھی ہوں مستفید — سب کے حق میں ہو الٰہی یہ مفید

بیان مخارج حروف

اوّلاً سن تو مخارج ہائے حرف — سترہ (۱۷) سب ہیں تو گن اے نیک ظرف
واؤ الف اور یا کا ہے جوف دہاں — نام ان کا حرف مد ہے اے جوان
منتہائے حلق ہے ہمزہ و ہا — وسط میں دو حرف مہمل عین و حا
غین و خائے معجمہ ادنائے حلق — حلق میں ہیں تین مخرج نزدِ خلق
قاف کا مخرج ہے اقصائے زبان — کاف اس سے اسفل اِس کو خوب جان
جیم و شین و یا① یہ حرف اے مقتدا — ہوتے ہیں وسطِ زباں سے بس ادا
ضاد کا مخرج ہوا حافۂ لسان — جبکہ ہوا ضراس سے وہ ہمعناں
خواہ ایمن سے ہو یا ہواز یسار — لیک ایسر سے تو کر آسان شمار

ضاد سے ہے لام ادنی کی طرف — اس سے نیچے نون اے صاحب شرف
را ہے اس کے پاس سے بے گفتگو — لیک ہے پشتِ زباں کی طرف کو
اور زبان کی طرف سے تا طا و دال — اور ثنایا ② ہائے علوی سے نکال
فوق سے سفلی ثنایا کے زبان — صاد و زاوَ سین میں کر اقتران
طرف علیا کو زبان کی طرف سے — گر ملاوے نکلیں ذال و ظاوَ ثے
باطنِ لب سے ادا کر حرفِ فا — اور ثنایا کی طرف سے دے ملا
باوَ واوَ میم ③ دولب سے نکال — غنہ کا خیشوم مخرج کر خیال

① (یائے متحرک ولین۔۱۲) ② (سامنے کے دو دانت اُوپر نیچے کے ثنایا کہلاتے ہیں اور ان کے پاس ایک ایک رباعیہ اور ان کے پاس ایک ایک ناب اور ان کے پاس ایک ایک ضواحک۔ اور ان کے پاس تین تین طواحن اور ان کے پاس کا ایک ایک نواجذ ۱۲ اف یعنی نون اپنے مخرج سے صاف ادا ہو۔ اور غنہ نہ ہو۔۱۲)
③ (میم کے اظہار و اخفاء کو شفوی کہتے ہیں۔۱۲)

بیانِ اظہارِ نون

حکم نون ① ساکن و تنوین کے — چار ہیں اظہار حلقی ایک ہے
جب یہ ہوں قبل ان حروفِ حلق کے — ہمزہ ہاوَ عین و غین و حے و خے

① (مثالیں یَنْئَوْنَ ، مِنْهُمْ یَنْعِقُ مِنْ غَمٍّ وَانْحَرْ مِنْ خَیْرٍ ۔ ۱۲)

ادغامِ نون

دوسرا ادغام ہے چھ حرف میں — یَرْمَلُوْنَ سے کر حساب اے نورِ عین
لیک اس کی ہیں دو قسمیں اے پسر — ایک باغنہ ہے یَنْمُوْ ① یاد کر
دوسری بے غنہ ہے لام ② اور رے — لیک دو کلمے میں ہونا شرط ہے
ایک ③ کلمہ ہو تو بس اظہار مان — اس کو کہہ اظہار مطلق اے جوان

❶ (مَنْ یَّقُوْلُ . اَنْ نُّمُنَّ . مِمَّنْ مَّنَعَ مِنْ وَّلِیٍّ. مِنْ وَّرَآئِهِمْ. ۱۲)

❷ (مِنْ لَّدُنْ . مِنْ رَّبِّهِمْ.) ❸ (دُنْیَا . قِنْوَانٌ صِنْوَانٌ. بُنْیَانٌ. ۱۲)

اقلابِ نون

نون وتنوین کے اگر بعد آئے بے جیسے اَنْ ۢبِئْهُمْ تو بدلو میم سے

اخفاءِ نون

یعنی نون ساکن کو اس کے مخرج سے لے جا کر دماغ میں چھپا دیں اس طرح کہ نہ ادغام ہو اور نہ اظہار بلکہ ان دونوں کے درمیان ایک حالت ہے اور نون مخفی میں زبان کو بالکل دخل نہیں جیسے رنگ اور آہنگ ۱۲ (یہ حکم تحقیقی نہیں ۱۲)۔

پندرہ حرفوں میں تم اخفا کرو مجھ سے سُن لو اُن کی تم تفصیل کو

تاؤ ❶ ثاؤ جیم و دال و ذال و زا سین وشین و صاد و ضاد و طاوظا

فاؤ قاف و کاف ہیں یہ پندرہ اس کو اخفائے حقیقی ہے لکھا

❶ (ظَنَنْتُمْ. اُنْثٰی فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ . جُنْدٌ .مَنْ ذَاالَّذِیْ. تَنْزِیلٌ. مِنْ سُلٰلَةٍ. یَنْشُرُ. وَلَمَنْ صَبَرَ مَنْضُوْدٍ. فَاِنْ طِبْنَ . فَانْظُرْ اَنْفُسُهُمْ. مَنْ قَالَ. رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ. ۱۲)

نون قطنی

بعد تنوین ❶ کے جو ساکن حرف ہو نون کو تنوین کے تم زیر دو

❶ (نُوْحُ نِ ابْنَهٗ ۱۲)

ابدال تنوین بالف

دو زبر پر گر کسی جا وقف ہو دے اَلف سے تو بدل تنوین ❶ کو

❶ (وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ط ۱۲)

احکام میم

تین حکم اس کے ہیں اخفاء اوّلین — اور دو اَدغام و اظہار اے امین
حکم اخفا ہے جہاں آئی ہے با — یَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ مثال اے دلربا
اس کا بس اخفائے شفوی نام ہے — اورجو پیچھے میم ہو ادغام① ہے
دوسرے حرفوں کے ② ساتھ اظہار کر — کہہ اسے اے اظہارشفوی اے پسر

①(وَبَدَالَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۱۲) ②(اَنْعَمْتَ ۱۲)

حروف غنہ

غنہ کر جب ہو مشدد① میم و نون — حرف غنہ ہیں یہ نزد ذوفنون

①(حَمَّالَةَ. اِنَّ ۱۲)

حروف قلقلہ

باؔ ① جیم و دال و طا و قاف کو — جب ہوں ساکن قلقلہ کر کے پڑھو

①(ضَبْحًا . فَجْرٌ . قَدْحًا . فَوَسَطْنَ نَقْعًا)

تفخیم وترقیق

ان کا پر کرنا نہیں ہوتا معاف — صاد و ضاد و طا و ظا خا غین و قاف
لام و رَا گاہے ہیں پُر گاہے نہیں — مجھ سے اب تفصیل سُن اے پاک دیں
قبلِ لام① اللہ جو فتح و ضمہ ہو — پُر ہے اور باریک ہے جو کسرہ ہو
رے ہے پُر گراس② پہ ضمہ فتحہ ہو — اور جو اُس پر کسرہ ہو پُر مت پڑھو
اور جو ساکن ہو تو دیکھو قبل کو — فتحہ ③ ضمہ ہو تو اُس کو پُر پڑھو
اور جو کسرہ ہو تو ہے باریک رے — لیک اُس سے دو محل خارج ہوئے

جب ❶ ہو را کے قبل کسرۂ عارضی　یا ہورا کے بعد پُر حرف اے اخی
اور اگر ما قبل بھی ❺ ساکن ہوا　گر وہ ساکن یا ہے ہو باریک را
اور جو کوئی دوسرا حرف آوے واں　پس نظر کر اس کے ماقبل اے جواں
گر ہو فتحہ یا کہ ضمہ پُر پڑھو　لیک لفظ یَسُرْ کو خارج کہو
اور جو کسرہ ہو تو پڑھ باریک را　لیک لفظِ مِصْرُ مستثنیٰ ہوا

❶ (اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْہِ، نَصْرُ اللّٰہِ اَللّٰہُ. لِلّٰہِ ۱۲)

❷ (رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. رُبَمَا. وَالْفَجْرِ ۱۲)

❸ (ءَ اَنْذَرْتَھُمْ .یُرْسِلُ لَمْ تُنْذِرْھُمْ ۱۲) ❹ (اَمِ ارْتَابُوْا قِرْطَاسٍ ۱۲)

❺ (خَیْرٌ. لَیْلَۃُ الْقَدْرِ لَفِیْ خُسْرٍ، لِذِیْ حِجْرٍ)

مد

(جَآءَ. سُوْٓءِ. جِآیْءَ، دَآبَّۃٍ آٰلْئٰنَ ۱۲)

گر اَلف ساکن سے پہلے فتحہ ہو　یا کہ قبل واو ساکن ضمہ ہو
یا کہ قبلِ یائ ساکن کسرہ ہو　اور ان تینوں سے پیچھے ہمزہ ہو
یا مشدد یا کہ ساکن حرف ہو　سب مقاموں میں بڑھا کر مد پڑھو ❶

❶ (لیکن مدعارضی پر وقف ہوتو قصر میں روم جائز ہے۔اور توسط اور طول میں ممنوع ۱۲)

رَوم واشمام

(تین مقام پر نہ روم جائز ہے نہ اشمام۔ جہاں تائے تانیث پر وقف ہو۔جیسے قِیٰمَۃُ یا میم جمع پر جیسے عَلَیْھِمْ ۔ اِلَیْھِمْ یا حرکت عارضی ہو جیسے لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔۱۲)

روم اک ہلکی سی ہوتی ہے صدا　جس کو سن سکتا ہے یعنے پاس کا
یعنی دے موقوف کو حرکت ذرا　پڑھنے میں مطلب ہوا یہ روم کا
ضمہ و کسرہ میں ہوتا ہے یہ روم　فتحہ میں ممنوع ہے نزدیکِ قوم

اب سمجھ اشمام تحریکِ دو لب قصد گویا ضم کا ہے اے با ادب
صرف بس ضمہ میں یہ اشمام ❶ ہے فتح و کسرہ میں نہ اس کا نام ہے

❶ (اور یہ مد عارضی کے ساتھ بھی جائز ہے۔۱۲۔)

متفرق ضروریات

چند موقع یاد رکھ قرآن کے صاف جس میں اکثر لوگ پڑھتے ہیں خلاف
سورۂ یوسف کے تَاْمَنَّا میں قوم کرتی ہے اشمام واجب یا کہ روم
کہف کا لٰکِنَّا پڑھ تو بے اَلف بِئْسَ الْاِسْمُ سے جدا کر دے اَلف
ءَاَعْجَمِیٌّ میں پڑھو تسہیل کو اور نَخْلُقْکُّمْ میں صاف ادغام ہو
لفظ مَجْرٖ ھَا امالہ سے پڑھو یہ ضروری قاعدے ازبر کرو

تَمَّتْ

(الراقم: اشرف علی تھانوی عفی عنہ ۱۱ رصفر المظفر ۱۳۱۹ھ ہجری)

اَلتَّدْقِیْقُ الْجَلِیّ
فِیْ تَحْقِیْقِ النُّوْنِ الْخَفِیّ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ واقف الاسرار الفرقانیۃ، راس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاسرار الخفی منہا والجلی اعنی بہ

مَوْلَانَا مُحَمَّدْ اَشْرَفْ عَلِی التَّھَانَوِیْ

نور اللہ مرقدہ وجعل الجنۃ مثواہ

نون مخفی کی اداء میں کتابوں سے جہاں تک پتہ چلتا ہے تقریباً نصف صدی سے اب تک قراء حضرات اس طرح لکھتے اور ادا کرتے چلے آرہے ہیں کہ نون کا مخرج بالکل ادا نہ ہو، صرف غنی مابعد کے مخرج سے ممزوج ہو کر نکلے، اور یہ درست نہیں ہے، بلکہ اس طرح ہونی چاہیے نوکِ زبان نون ہی کے مخرج میں نہایت ضعف کے ساتھ لگے، یعنی اِتصال جس میں نہایت ضعیف ہو۔ اس رسالہ میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس صحیح صورت کو دلائل سے ثابت فرمایا ہے۔

اَلتَّدْقِیْقُ الْجَلِّی
فِی تَحْقِیْقِ النُّوْنِ الْخَفِی

سوال: ''الحمدللّٰہ الذی ھو نعم الوکیل والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ النبی الجلیل والہ وصحبہ الذین ھم اولو البر والصبر الجمیل''

امابعد! نون مخفی کی ادامیں کتابوں سے جہاں تک پتہ چلتا ہے تقریباً نصف صدی سے اب تک قراء اس طرح سے ادا کرتے ہیں اور لکھتے چلے آ رہے ہیں کہ نون کا مخرج بالکل ادا نہ ہو صرف غنہ مابعد کے حرف سے ممزوج ہو کر نکلے۔ جیسے اُردو میں پنکھا جنگ وسنگ اور یہ ادا اتنی شائع ذائع ہوئی کہ عرب وعجم مہرہ وغیرمہرہ سب اس میں مبتلا ہو گئے حالانکہ اس ادائیگی میں اور ادغام ناقص کی ادامیں مثل ''من یقول من وال'' کے کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ مجھے اس اداء اخفاء میں تحصیل تجوید کے ایام ہی سے برابر اشکال رہا۔ لیکن اللہ کریم کا صد لاکھ شکر کہ امام العصر وحید الدہر رئیس القراءٔ اُستاذ الاساتذہ الحضرت شیخی وسیدی مولانا الحاج الحافظ المقری عبدالرحمٰن المکی الہ آبادی مدظلہم العالی کو نہ معلوم کیسے توجہ ہوئی کہ یکا یک ایک مضمون ارقام فرمایا کہ جس میں یہ ثابت کیا گیا کہ اداء اخفاء مروجہ (جو اس طرح ہوتی ہے کہ زبان کو ذرّہ بھر دخل نہیں ہوتا۔ صرف صوت خیشومی مابعد کے حرف سے مل کر ادا ہوتی ہے) صحیح نہیں بلکہ اس طرح ہونی چاہیے کہ نوک زبان نون ہی کے مخرج میں نہایت ضعف کے ساتھ لگے یعنی اتصال جس میں نہایت ہی ضعیف ہو۔ چنانچہ اس کا اثبات مع دلائل وعلل فرما کر اس مضمون عالی کو اپنے

اس ناچیز خادم کے پاس بھی ارسال فرمایا۔ وہ مضمون عالی بتمامہٖ نہایت ہی معمولی توضیح و تشریح اور مختصر تغیر لفظی کے ساتھ اور وہ بھی ملتقطاً حسب ذیل ہے۔

لایقال لابد من عمل اللسان فی النون والشفتین فی المیم مطلقًا حتی فی حالة الاخفاء والادغام بغنة و کذا للخیشوم عمل حتی فی حالة التحریک والاظهار فلم هٰذا التخصیص لانهم نظر و للاغلب فحکمو اله بانه المخرج فلما کان الاغلب فی حالة اخفائهما او ادغامهما بغنة عمل الخیشوم جعلوا مخرجهما حینئذ وان عمل اللسان والشفتان ایضا ولما کان الأغلب فی حالة التحریک والاظهار عمل اللسان والشفتان جعلوا هما المخرج وان عمل الخیشوم حینئذ ایضا کما أفاده البعض عن العلامة الشبرا ملسی.

اور ان کے ارشد تلامذہ علامہ احمد دمیاطی اپنی کتاب اتحاف فی القرآت الاربعۃ عشر میں لکھتے ہیں "یجب علی القاری ان یحترز من المد عند اخفاء النون فی نحوان کنتم وعند الاتیان بالغنة فی النون والمیم فی نحوان الذین واما فداء وهو خطاء قبیح و تحریف ولیتحرز ایضا من الصاق اللسان فوق الثنایا العلیا عند اخفاء النون فهو خطاء وطریق الخلاص منه ان تتجافی اللسان قلیلا من ذلک الخ مع الاختصار" اور نہایۃ القول المفید میں ہے "قال فی المرعشی یجب علی ان یحترز فی حالة اخفاء النون من ان یشبع الضمة والفتحة والکسرة ولیحترز ایضا من المد عند الاتیان بالغنة فی النون والمیم فی نحوان واما فان ذلک خطأ صریح و زیادة فی کلام اللّٰه تعالٰی ولیحترز ایضًا من الصاق اللسان فوق الثنایا العلیا عند اخفاء النون فهو خطأ ایضًا و طریق الخلاص منه ان یجا فی اللسان قلیلا من ذلک انتهی مع الاختصار" اور امام جزری نشر فی

القرأت العشر میں لکھتے ہیں: "المخرج السابع عشر وهو الغنة وهى تكون فى النون والميم الساكنين حالة الاخفاء او ما فى خفا حكمه من الادغام بالغنة فان مخرج هذين الحرفين يتحول فى هذه الحالة عن مخرجها الا صلى على القول الصحيح كما يتحول مخرج حروف المدمن مخرجها الى الجوف على الصواب" پھر آگے احکام النون الساکنہ والتنوین کی تنبیہات میں لکھتے ہیں: "الاوّل مخرج النون والتنوين مع حروف الاخفاء الخمسة عشر من الخيشوم فقط ولا حظاهما معهن فى الفم لانه لا عمل لللسان فيهما كعمله فيهما مع ما يظهر ان او يدغمان لغنة"

اور ملا علی قاری منح الفکریہ میں لکھتے ہیں:

"وان النون المخفاة مركبة من مخرج الذات ومن تحقق الصفة"

اور امام مکی کتاب الرعایہ میں لکھتے ہیں: "الاخفاء انما هو ان تخفى الحروف فى نفسه لا فى غيره والادغام انما هو ان تدغم الحروف فى غيره لا فى نفسه فتقول خفيف النون عند السين واخفيت النون عند السين ولا تقول خفيت فى السين ولا اخفيتها فى السين و تقول ادغمت النون فى الواو ولا تقول ادغمتها عند الواو"۔

امام شبرا ملسی، احمد دمیاطی، مرعشی، امام جزری، ملا علی قاری، امام محمد مکی ان سب ائمہ کے اقوال سے ثابت ہوگیا کہ نون مخفی میں اصلی مخرج کو دخل ہے لیکن ضعیف اعتماد کے ساتھ جس کو کہ ہر ایک نے مختلف عنوان سے تعبیر کیا ہے۔ مثلاً شبرا ملسی نے مقلوب سے دمیاطی اور مرعشی نے تجا فی قلیل سے اور جزری نے کعمله کی قید سے اور پہلے قول میں یتحول کے لفظ سے اور محمد مکی نے فی نفسہ لا فی غیرہ سے اور ملا علی قاری نے مرکبۃ من مخرج الذات سے۔ اب جبکہ کلام ائمہ کے سیاق وسباق سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ صوت خیشومی بدون اعتماد محقق بایں قدر کہ پیدا نہیں ہوسکتی اور

پہلے یہ لوگ یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ نون مخفی اپنے اصلی مخرج سے خیشوم کی طرف متحول ہو جاتا ہے اور ذات نون باطل ہو جاتی ہے اور الصاق لسان سے بھی احتراز کا حکم ہے۔ تو لامحالہ اس سے تولید حرف مد لازم آوے گی کیونکہ جب نہ تو ذات نون باقی اور نہ زبان کا کسی مقام پر الصاق تو صوت خیشومی محض جوف سے ادا ہوئی اور یہی تولید مدہ ہے جو کہ محذور اور ممنوع ہے اور زیادۃ فی کلام اللہ ہے۔

تو پھر اس سے خلاص کا طریقہ اور چھٹکارا کہ نون خفی بھی ادا ہو جاوے اور تولید حرف مدّہ بھی نہ ہو اور الصاق لسان بھی نہ ہو یہی ہے کہ اعتماد اپنے مخرج اصلی پر ضعیف ہو جس کو ہر ایک نے مختلف عنوان سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ اوپر گزرا۔

اب تعارض بین الاقوال بھی نہ رہا اور اختلاف حقیقی کی صورت بھی رفع ہو گئی۔ صرف نزاع لفظی کی صورت ہو گئی۔ اب جبکہ یہ امر ثابت ہو گیا کہ نون مخفی میں مخرج اصلی کو دخل ہے اور اس پر اعتماد ضعیف ہوتا ہے تو نون خفی کے ادا کرتے وقت مابعد کے حرف کے مخرج پر اعتماد کرنا مثل سنگ و جنگ وغیرہ کے بالکل باطل ہو گیا اور اس کی کوئی اصل نہیں۔ حالانکہ ہم لوگ عموماً و خصوصاً اس میں مبتلا ہیں۔

ثانیاً یہ کہ اگر اعتماد مابعد کی کچھ اصل ہوتی تو تحول الی الخیشوم لکھنے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ تحول الی مخرج مابعد الحرف لکھتے۔ علاوہ بریں نون مخفی کے عند الجمہور پندرہ حرف ہیں اور امام جعفر رحمہ اللہ کے نزدیک سترہ ہیں تو تعجب ہے کہ اہل فن ذرّہ ذرّہ تجوید کے دقائق اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں مگر اتنے مخارج والے حرف کو چھوڑ دیتے اور کہیں اشارتاً بھی اعتماد مابعد الحروف کو ذکر نہ کرتے۔

ثالثاً یہ کہ چونکہ نون مخفی کی اداء میں تولید حرف مدّہ کا مظنہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر لسان کو یعنی مخرج اصلی کو کچھ دخل نہ ہو تو حرف مدّہ پیدا ہونا چاہیے۔ جیسے کہ ماسبق کی عبارات سے واضح ہوتا ہے۔ حالانکہ اعتماد مخرج مابعد سے اس کا مظنہ بھی نہیں ہوتا۔ پس مظنہ تولید مدہ سے معلوم ہوا کہ اعتماد مابعد الحرف پر صحیح نہیں ہے۔

سوال: اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ تولید حرف مدہ تو مبالغہ فی الغنہ کے لیے ہوتی ہے۔ جیسا کہ لکھتے ہیں: ”ویبالغ فی الغنہ“

جواب: اس کا یہ ہے کہ حرف مدہ سے غنہ کی تقویت نہیں ہوتی بلکہ اور مانع عن الغنہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اکثر غیر مشاق سے ”اتحاجونی“ وغیرہ میں غنہ ادا نہیں ہوتا۔ اگر مدّہ کا مؤید ہوتا تو یہ دقت نہ ہوتی تو عبارت مذکور کا مطلب یہ ہے کہ ”ان یبالغ الغنہ ای فی اخراج حرف الغنہ من الخیشوم“

رابعاً: یہ کہ جہد المقل میں ہے۔ ”فلیحذر القاری عن اطباق أقصی اللسان الی الحنک عند التلفظ بالغنة قبل القاف والکاف“ اس تحذیر سے صاف ظاہر ہوگیا کہ غنہ یعنی نون مخفی قبل القاف والکاف کے ادا کرتے وقت اقصیٰ لسان کا حنک اعلیٰ سے اطباق نہ ہونا چاہیے۔ جیسا کہ اُردو میں پنکھا اور سنگ وغیرہ میں ہم لوگ کرتے ہیں۔

خامساً یہ کہ امام جعفر کے یہاں خاء اور غین میں بھی اخفاء ہوتا ہے اور یہاں اعتماد مخرج مابعد کی کوئی صورت نہیں۔ سوائے اس کے کہ ادنیٰ حلق سے صوت خیشومی مفخم نہایت دقت سے ادا ہو بلکہ اس میں غین و خاء کی کچھ بو و شائبہ بھی مسموع ہو اسی کی کیا خصوصیت ہے بلکہ اکثر حروف میں نون مخفی کے ادا کرتے وقت آئندہ والے حرف کا شائبہ ہوتا ہے۔ خصوصاً حروف مستعلیہ میں غنہ ”مفخم“ ادا ہوتا ہے اور ممنوع و منہی عنہ ہے۔ جیسا کہ نہایۃ القول میں حروف فرعیہ کے بیان میں ہے ”قال الحلبی و زاد القاضی اللّام والنون المخفاة وهو وهم اذ لیس فیهما شائبة حرف آخر ولم یقعا بین مخرجین“ اور ملا علی قاری شرح شاطبی میں لکھتے ہیں ”وان النون المخفاة لیس فیها شائبة حرف آخر ولم تقع بین مخرجین و کونها ذات مخرجین لایلزم بینیتها“

حلبی اور ملا علی قاری نے تصریح کردی کہ نون خفی میں شائبہ دوسرے حرف کا نہیں

ہوتا اور نہ دو مخرج سے ادا ہوتا ہے کیونکہ مخرج تو خیشوم قرار دیا گیا ہے اور مخرج اصلی بوجہ اعتماد ضعیف اور تجافی قلیل کے کالعدم سمجھا گیا تو اب دوسرا مخرج کہاں جو نون خفی کو حرف فرعی کہا جاوے اور اگر اعتماد مابعد کے حرف پر صحیح ہوتا تو "لم یقع بین مخرجین" نہ لکھتے بلکہ "وقع بین مخرجین" لکھتے اور نون کو حرف فرعیہ میں داخل کرتے کیونکہ نون خفی کے لیے ایک مخرج تو خیشوم تھا ہی۔ دوسرا حرف مابعد کا مخرج ہو جاتا۔ پس حرف فرعی کی تعریف ماتردد بین المخرجین صادق ہو جاتی۔

سوال: چونکہ یہ ثابت ہو گیا کہ نون خفی کا مخرج خیشوم ہے اور زبان کو بھی دخل ہے تو حرف فرعی کی تعریف ماتردد بین المخرجین تو صادق آ گئی تو پھر حلبی اور ملا علی قاری نے "لم یقع بین مخرجین" کیوں لکھا؟

جواب یہ ہے کہ یہاں صفت محذوف ہے یعنی "لم یقع بین مخرجین" متغائرین حرفا ہما اور حرف مابعد کے اعتماد یعنی مثل سنگ کی ادائیگی پر صادق آوے گا وقع بین مخرجین متغائرین حرفا ہما اور وقوع بین مخرجین متغائرین حرفا ہما کو لازم ہے تردد بین المخرجین جیسا کہ الف ممالہ، صاد مشمہ، ہمزۂ مسہلہ ہوتا ہے حالانکہ یہ معلوم ہو چکا کہ نون خفی میں دوسرے حرف کا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ پس اسی واسطے حلبی نے اس کی فرعیت سے انکار کر دیا لیکن چونکہ ملا علی قاری نے حرف فرعی کی تعریف ہی دوسری لکھی ہے۔ یعنی "ما عدل عن مخرجه الأصلی او الصفة الذاتیة" لہٰذا اس تعریف کے بموجب نون خفی ولام "مفخم" بھی فرعی ہی رہے گا۔

سادساً یہ کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی درۃ الفرید میں اخفاء کی تعریف وغیرہ کے بعد لکھتے ہیں کہ "ولا یخفی ما فیه من اللطف والدقة" اگر یہی اعتماد مابعد الحرف معتبر ہوتا یعنی مثل پنکھا وغیرہ کی ادا کے تو دقت کیا تھی دقت اس میں ہے کہ اظہار والا بھی اعتماد نہ ہو اور ادغام والا بھی اعتماد نہ ہو۔ علاوہ بریں شیخ کو اخفاء ہی کے لیے یہ کہنے کی کیا خصوصیت تھی جبکہ ادغام ناقص اور اخفاء میں کوئی فرق نہیں تھا۔

سابعاً یہ کہ جمیع اہل فن سلفاء وخلفاء یہ لکھتے ہیں کہ مخفی میں تشدید نہیں ہوتی اور مدغم میں تشدید ہوتی ہے۔ یہ فرق سب لکھتے ہیں اور تشدید کی یہ تعریف کرتے ہیں "هو شدة اتصال الحرفين مع امتزاجهما في السمع بحيث يرتفع اللسان ارتفاعاً واحداً" اب ہم لوگ جو مابعد کے حرف پر زور دے کر اخفاء ادا کرتے ہیں اس میں تشدید پیدا ہو جاتی ہے اور تعریف مذکور صادق آ جاتی ہے۔ مگر تشدید ناقص جیسا کہ احطت اور بسطت کے ادغام میں تشدید ناقص ہوتی ہے۔

ثامناً یہ کہ مرعشی وغیرہ لکھتے ہیں کہ جو حروف اخفاء نون سے بعید المخرج ہیں ان میں نون اقرب الی الاظہار ہوگا اور اقرب الی الاظہار جب ہی ادا ہوگا جب نون کو اپنے اصلی مخرج سے تعلق ہو اور اعتماد زیادہ ہو حالانکہ اخفاء کی مروجہ ادا میں حرف فا، وقاف و کاف میں مخرج اصلی کو کچھ ذرّہ بھر بھی دخل نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان تمام ادلہ اور نقول سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ اعتماد مابعد الحرف اور اداء مروجہ باطل اور بے اصل ہے اور اس کے رواج کی وجہ محض مہرہ تجوید کی بے توجہی اور قلت ہے۔

دوسرے یہ کہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ اصعب میں اسہل جذب ہو جاتا ہے کیونکہ طبیعت کا اہتمام اصعب کی طرف ہوتا ہے جس سے اسہل میں خرابی آ جاتی ہے تو چونکہ نون ساکن قبل حروف اخفاء ثقیل علی اللسان ہے۔ اس واسطے نون ساکن مابعد کے حرف میں جو سہل الخروج ہے جذب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہ اعتماد مابعد الحرف مروج ہو گیا۔

سوال: اگر یہ شبہ کیا جاوے کہ اخفاء کی تعریف ہے "حالة بين الاظهار والادغام عار من التشديد" اور "بينية" جب ہی ہوگی جب مابعد سے بھی لگاؤ ہو؟

جواب یہ ہے کہ "عار من التشديد" بمنزلہٗ فصل کے ہے اور اس لگاؤ یعنی اعتماد سے مثل ادغام ناقص کے ہو جاوے گا جس میں کہ تشدید بھی ناقص ہوتی ہے۔ حالانکہ اخفاء میں کسی قسم کی تشدید بھی نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ نون مخفی ونون مدغم وغیرہ قسم ہیں نون مطلق کی اور مقسم کی قسموں میں تباین ہوتا ہے اور اس اعتماد سے

مخفی و مدغم یا ادغام ناقص میں مثل ”من یقول“ کے کچھ تھوڑا ہی سا فرق ہوتا ہے جس سے ادغام کی تعریف صادق آ جاتی ہے۔

حالت بین الاظہار والادغام کے معنی یہ لکھتے ہیں ”لا اظهار فیه ولا ادغام“ اظہار کے معنی ہیں اپنے مخرج اصلی اور صفات اصلیہ کے ساتھ ادا کرنا اور ادغام کے معنی ہیں ”خلط حرف بحرف بحیث یرتفع اللسان ارتفاعًا واحدًا مع شدة الاتصال فیهما“ اور خلط کی تین صورتیں ہیں یا تو خلط ساتھ قلب ذات مع جمیع صفات کے ہوتا ہے جیسے ”قل رب“ میں ہے یا قلب ذات مع بقاء صفت غنہ کے جیسے ”من یقول و من وال“ میں ہے یا خلط مع شدة الاتصال ساتھ انعدام بعض صفت کے جیسے ”احطت“ میں ہوتا ہے۔ اب تعریف مذکور کا مطلب سمجھ لیجئے۔

اخفاء میں ذات نون کامل طور پر اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتی اس لیے اظہار نہ ہوا اور چونکہ کچھ مخرج کو بھی دخل ہے اور صفت غنہ بھی باقی ہے۔ لہٰذا کچھ اظہار بھی ہوا اور ادغام میں ستر ذات یا صفت کا ہوتا ہے اور یہ ستر اخفاء میں بھی ہے مگر ادغام خلط اور شدة الاتصال کے ساتھ ہوتا ہے اور اخفاء میں یہ بات نہ ہونی چاہیے۔ لہٰذا اب اخفاء کی تعریف بین الاظہار والادغام بھی صادق آ گئی اور لا اظہار ولا ادغام بھی صادق آ گیا۔ اسی واسطے تو محققین نے ادغام اخفاء کی یوں تفریق بیان کی ہے۔ ”الاخفاء اخفاء حرف فی نفسه عند غیره لا فی غیره فی نفسه“ کے معنی اے فی مخرجہ اور عند غیرہ کے معنی اے عند حروف الاخفاء لا غیر۔ لا فی غیرہ کے معنی اے لا فی مخرج غیرہ اور ادغام میں لکھتے ہیں ”هو اخفاء حرف فی غیره ای فی مخرج غیره“ اس تفریق کے بعد معلوم ہو گیا کہ اعتماد مابعد سے لازم آوے گا ”اخفاء الحرف فی غیره و هذا خلاف ما صرحوا به“

سوال: دیگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام سخاوی و امام دانی نے یا اور واؤ میں ادغام ناقص کو لکھا ہے کہ حقیقت ادغام نہیں بلکہ وہ اخفاء ہے؟

جواب یہ ہے کہ ان حضرات نے مطلقاً ادغام کی کہیں نفی نہیں کی بلکہ تمام کی نفی کی ہے کیونکہ تیسیر میں لکھتے ہیں "**والباقون یدغمون فیھما ای فی الواو والیاء لکن القلب الصحیح ممتنع فیھما**" اس آخری جملہ سے معلوم ہوگیا کہ نفی قلب کامل کی ہے باقی ادغام ناقص کو اخفاء لکھنا اس کا یہ منشاء ہے کہ اخفاء کی تعریف ہے حالۃ بین الاظہار والادغام اس تعریف سے اخفاء اور ادغام میں جو کہ باہم قسیم ہیں چونکہ قدر مشترک ثابت ہوتی ہے لہٰذا ایک کا دوسرے پر اطلاق کر دیا گیا ورنہ حقیقتاً دونوں جدا جدا مستقل ہیں اور متبائن کیونکہ اتنی عبارت بین الاظہار والادغام تو بمنزلہ جنس کے ہے اور اس سے آگے کی عبارت "**عار من التشدید**" بطور قید کے جس کی دانی وسخاوی نے بھی تصریح کی ہے یہ بمنزلہ فصل کے ہے اس قید سے اخفاء ادغام سے نکل جاتا ہے بلکہ اخفاء اور ادغام کی تعریف جو اوپر بیان کی گئی ہے اس سے تو اخفاء کو ادغام سے چاہے ناقص ہی کیوں نہ ہو، کچھ مناسبت ہی نہیں ہے، صرف لغوی معنی میں اشتراک ہے۔ یعنی محض مطلقاً استتار اسی واسطے امام جزری اور ملا علی قاری وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ اطلاق دانی وسخاوی کا ادغام ناقص کو اخفاء لکھنا صحیح نہیں ہے یا یہ کہا جاوے کہ ان حضرات کی اصطلاح ہی جدا ہے۔ جیسا کہ لکھتے ہیں "**الاخفاء مابقیت معه الغنة**" اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ پہلے حرف کا جہاں کچھ اثر باقی رہے وہ اخفاء ہے مگر پھر تفصیل بھی ان ہی کے اقوال سے ثابت ہوتی ہے کہ اخفاء کے اقسام میں کہیں بلا قلب وخلط وبلا تشدید جیسا کہ حروف اخفاء میں ہوتا ہے اور کہیں مع القلب والخلط والتشدید مع الغنہ جیسا کہ "**من یقول**" اور "**من وال**" میں ہوتا ہے اور کہیں خلط بلا قلب مع التشدید جیسا کہ "احطت" میں ہوتا ہے۔ اب ان ہی کی تفصیل سے واضح ہوگیا کہ ادغام ناقص اور اخفاء دونوں غیر ہیں اور وہ اطلاق محض اصطلاحی ہے۔

حاصل ساری تحریر کا یہ ہے کہ نون مخفاۃ نون مظہر کے مخرج سے ساتھ قراءت ضعیف کے ادا کیا جائے اور مابعد کے حرف کا اس میں شائبہ بھی نہ ہو نہ اس کے مخرج پر اعتماد ہو۔

واخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين. فقط

ضِیَاءُ الشَّمْسِ فِی اَدَاءِ الْهَمْسِ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ، واقف الاسرار الفرقانیۃ،
رأس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاسرار الخفی منہا والجلی اعنی بہ

مَوْلَانَا مُحَمَّدْ اَشْرَفْ عَلِی التَّھَانَوِی

نور اللہ مرقدہ وجعل الجنۃ مثواہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس رسالہ میں تجوید کے متعلق
ایک دقیق مسئلہ کے متعلق تحقیقی جواب تحریر فرمایا ہے

ضِیَاءُ الشَّمْسِ فِیْ اَدَاءِ الْھَمْسِ

از قاری محمد یامین صاحب مدرس تجویدیہ امداد العلوم تھانہ بھون

السوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وقراء قرآن مبین اس مسئلہ میں کہ حرف کاف وتا جو حروف مہموسہ ہیں ان کی صفت ہمس کے کیا معنی اور کس طرح ادا کی جاتی ہے۔ایک صاحب فرماتے ہیں کہ کاف وتاء کی صفت ہمس کسی کو ادا کرنا نہیں آتی اور وہ خود اس طرح ادا کرتے ہیں کہ کاف وتاء ساکن ومتحرک ہیں ہاء ہوز کی آواز سنائی دیتی ہے آیا یہ ادا صحیح ہے یا نہیں۔نیز وہ صاحب اپنی کیفیت اداء کی تائید میں کتاب جہد المقل کی عبارت ذیل پیش کرتے ہیں۔واما الشدید المھموس فھی حرفان الکاف والتاء المثناة الفوقیة فلشد تھما یحتبس صوتھما بالکلیة بل نفسھا ایضًا حین اختباس صوتھما لان احتباس الصوت بالکلیة لا یکون الا باحتباس النفس با لکلیة لان حقیقة الصوت ھی النفس ثم ینفتح مخرجاھما و یجری فیھما نفس کثیر مع صوت ضعیف لیحصل الھمس. آیا اس عبارت سے اُن صاحب کے اداء کی تائید ہوتی ہے یا نہیں اگر ہوتی ہے تو یہ قول قابل عمل ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا۔

الجواب: ہمس مقابل ہے جہر کا جہر لغت میں آواز قوی و بلند کو کہتے ہیں اور ہمس آواز ضعیف وخفی کو کہتے ہیں اور اصطلاح قراء میں یہ دس حروف جن کا مجموعہ فحثہ شخص سکت ہے حروف ہمس اور مہموسہ کہلاتے ہیں کیونکہ ان حروف کے

ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرتی ہے کہ سانس جاری رہتا ہے اور آواز ضعیف و خفی ہوتی ہے (اسی سے جہر کی تعریف اور حروف بھی مقابلۃً معلوم ہو گئے۔ کما قال العلامة علی القاری الهمس فی اللغة الخفا و سميت حروفه مهموسة لجريان النفس معها لضعفها ولضعف الاعتماد عليها عند خروجها وضدها المجهورة منح الفكرية على متن الجزرية مطبوعہ مصر ص ۲۰ اور حروف مہموسہ میں سے دو حرف کاف و تا شدیدہ ہیں اور باقی رخوہ شدۃ کے معنی لغۃً قوۃ و سختی کے ہیں اور اصطلاحاً یہ آٹھ حروف جن کا مجموعہ اجدک قطبت ہے حروف شدۃ اور شدیدۃ کہلاتے ہیں کیونکہ ان کی ادا کے وقت آواز ان کے مخرج پر ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرتی ہے کہ بند ہو جاتی ہے اور آواز میں قوۃ و سختی پیدا ہوتی ہے چونکہ شدۃ مقابل ہے رخوۃ کے لہٰذا شدۃ کے معنی لغوی و عرفی سے۔ مقابلۃً رخوہ کے معنی بھی معلوم ہو گئے اور علاوہ آٹھ حروف شدیدہ مذکورہ اور پانچ حروف متوسطہ لن عمر کے باقی سولہ حروف رخوہ کہلاتے ہیں۔

پس تمہید مذکور سے معلوم ہوا کہ کاف و تاء مہموسہ بھی ہیں اور شدیدہ بھی ہیں لیکن بنابر تعریف مذکور ہمس و شدۃ کے اجتماع میں بظاہر اشکال وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ ہمس کی تعریف میں ضعف اعتماد و صوت اور جریان نفس مذکور ہے اور شدۃ کی تعریف میں قوۃ اعتماد و صوت اور احتباس صوت ماخوذ ہے حالانکہ یہ اُمور ایک دوسرے کے مخالف وضد ہیں لیکن درحقیقت کچھ اشکال نہیں اس لیے ہمس و جہر و شدۃ و رخوہ کی تعریف میں جو قوۃ وضعف اعتماد و صوت اور جریان و احتباس نفس وصوت کہا جاتا ہے یہ امور اضافی و اعتباری ہیں یعنی ہر ایک صفت میں اس کے مقابل صفت کی نسبت سے قوۃ وضعف و جریان و احتباس پایا جاتا ہے۔ پس کاف و تاء میں من حیث الہمس جو ضعف اعتماد و صوت اور جریان نفس ہے، وہ باعتبار حروف مجہورہ کے ہے اور من حیث الشدۃ جو قوۃ

اعتماد وصوت اور احتباس صوت ہے، وہ حروف رخوہ کی نسبت سے ہے فارتفع الاشکال۔ نیز ہر ایک صفت کے حروف میں باہم بھی قوۃ وضعف وجریان واحتباس نفس وصوت کا تفاوت پایا جاتا ہے بوجہ دیگر صفات قویہ یا ضعیفہ کی آمیزش کے پس کاف وتاء بہ نسبت صاد ضعیف ہیں کیونکہ صاد میں تین صفت قوی اطباق واستعلاء وصفیر موجود ہیں اور بہ نسبت ثاء وحاء وخاوسین وشین وفا وہا قوی ہیں اور بہ نسبت دیگر حروف شدیدہ ضعیف وخفی الصوت ہیں مگر صفت شدۃ کی وجہ سے ان میں جریان نفس کمتر ہے بہ نسبت دیگر حروف مہموسہ کے۔(لا نہ فی الشدۃ یو جد احتباس الصوت و احتباس الصوت یستلزم احتباس النفس کما فی جھد المقل)

پس تقریر مذکور سے ثابت ہو گیا کہ کاف وتاء میں ہمس حقیقی یعنی ضعف وخفاء صوت تو بہر حیثیت پایا جاتا ہے مگر جریان نفس بخوبی نہیں ہوتا اور چونکہ بہ نسبت دیگر حروف مہموسہ ان میں جریان نفس بہت کم ہوتا ہے اسی وجہ سے بعض علماء نے ان کے مہموسہ ہونے میں خلاف کیا ہے اور ان کو مجہورہ کہا ہے کیونکہ ایسے جریان نفس قلیل سے تو حروف مجہورہ بھی خالی نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس خلاف کو منح الفکریہ شرح جزریہ میں شافیہ ابن حاجب سے نقل کیا ہے۔

نیز دیگر محققین فن تجوید وقراءۃ کے اقوال سے بھی یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ کاف وتاء میں جریان نفس بخوبی نہیں ہوتا۔ یا کم ہوتا ہے دیگر حروف مہموسہ سے چنانچہ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی تحریر فرماتے ہیں لیکن جریان نفس ''در کاف وتاء خوب معلوم نمی شود گو ضعف صوت ہست'' لہٰذا بعض علما در مہموسہ بودن اینہا خلاف کردہ اند تحفہ نذریہ مطبوعہ بلالی پریس ساڈھورہ صفحہ ۱۹ اور حضرت قاری محمد علی خان صاحب جلال آبادی تحریر فرماتے ہیں ''اما جریان نفس در کاف وتاء کمتر ست و در بواقی اکمل آہ حجۃ القاری مطبوعہ محمود المطابع کان پور ص ۱۶ نیز یہ بھی واضح ہو کہ قوۃ اعتماد یا

ضعف اعتماد اور جہری الصوت یا خفی الصوت ہونا تو حروف میں ہر حال میں پایا جائے گا خواہ متحرک ہوں یا ساکن کیونکہ یہ امور صفات حروف کی تعریف میں منجملہ ذاتیات کے ہیں لیکن جریان یا احتباس نفس یا جریان یا احتباس صوت یہ امور منجملہ عرضیات کے ہیں کہ حالات سکون میں ان کا ظہور ہوتا ہے اور جب حروف متحرک ہوں تو جریان و احتباس نفس وصوت غایت درجہ خفا میں ہوتا ہے **کما قال صاحب الزعایة ان جری النفس فے الھمس وحبس النفس فی الجھرفی الساکن زائد من المتحرک وفی الوقف ازید من الساکن اه ھکذا اقال الجاربردی و ذکر الجاربردی ان جریان الصوت و عدم جریه عند اسکان الحرف ابین منھما عند تحریکه الخ** پس کاف وتاء اگر متحرک ہونگے تو چونکہ حرف متحرک کی ادائیگی انفتاح مخرج کے ساتھ ہوتی ہے۔

لہٰذا انفتاح مخرج کی وجہ سے فی الجملہ صوت کا جریان ضرور ہوگا جب جریان صوت ہوگا اس کے ساتھ جریان نفس بھی ضرور ہوگا۔ بموجب قاعدہ مسلمہ **جریان الصوت یستلزم جریان النفس کذا فی الجھد**۔ مگر یہ جریان نفس اول تو بوجہ تحریک حرف کے دوسرے بوجہ صفت شدت قوی کے غایت درجہ خفا میں ہوتا ہے کہ خود قاری کو بھی اُس کا پتہ نہیں لگتا بلکہ معدوم کہنا چاہیے۔

جیسا کہ بقول بعض حروف قلقلہ سے بحالت حرکت بھی صفت قلقلہ منفک نہیں ہوتی اور نون ومیم متحرک بھی صفت غنہ سے خالی نہیں مگر بوجہ عدم ظہور وغیرہ محسوس ہونے کے قلقلہ وغنہ کالعدم ہوتے ہیں۔ اسی طرح کاف وتاء متحرک میں بھی گو جریان نفس ہوتا ہے مگر بوجہ عدم ظہور وغیر محسوس ہونے کے **لا یعباء به** ہے۔ یہ تفصیل تو کاف وتاء متحرک کے متعلق تھی اور اگر کاف وتاء ساکن ہوں تو چونکہ حرف ساکن کی ادائیگی استقراء صوت والتصادق مخرج کے ساتھ ہوتی ہے بالخصوص حروف شدیدہ میں کہ ان

میں تصادم جس میں بالقوۃ ہوتا ہے لہٰذا شدۃ اتصال کی وجہ سے جب صوت محتبس ہوگی تو نفس بھی ضرور محتبس ہوگا۔ (کما ذکرہ صاحب الجھد).

پس جب صوت و نفس دونوں بند ہو گئے تو جب تک مخرج کو جنبش نہ ہو تب تک کوئی حرف سنائی نہیں دے سکتا اسی لیے حروف شدیدہ میں سے حروف قطب جد میں بوجہ صفت جہر قوی کے بحالت سکون صفت قلقلہ یعنی مخرج میں جنبش قوۃ کے ساتھ رکھی گئی تا کہ آواز میں قوۃ وجہر پیدا ہو اس قدر کہ سامع قریب بھی محسوس کر کے لان ادنی الجھر اسماع الغیر، مگر ہمزہ کو اکثر نے قلقلہ سے خارج کیا ہے و توجیھہ مذکور فی المطولات اور دو حرف کاف و تاء ساکن میں بوجہ صفت ہمس کے جنبش نہایت ضعف و نرمی کے ساتھ رکھی گئی تا کہ آواز میں ضعف و خفا قائم رہے اس قدر کہ خود قاری اُس کو محسوس کر سکے لان ادنی المخافة اسماع نفسه مگر اس جنبش ضعیف سے (کہ صفت ہمس کے ادا کی غرض سے کی جاتی ہے) جو نفس جاری ہوتا ہے اُس کے ساتھ کسی قسم کی صوت جاری نہ ہونا چاہیے کیونکہ ہمس کی تعریف میں جریان نفس ماخوذ ہے نہ کہ جریان صوت اور نفس اور صوت میں یہی فرق ہے کہ ہوا خارج از داخل انسان اگر مسموع ہو تو صوت ہے اور اگر غیر مسموع ہو تو نفس ہے کما قال صاحب الجھد المقل اعلم ان النفس الذی ھو الھواء الخارج من داخل الانسان ان کان مسموعا فھو صوت والافلا انتھی ص ۲۷ وقال مولف حقیقة التجوید فی رسالته المذکورة فالتنفس یوجد فی کل صوت ولا یوجد صوت فی کل تنفس بل بعضه مع الارادة واذا خرج الحرف من فم الانسان بغیر ارادة فلا یطلق علیه الحرف ولا یراد منه المعنی فالصوت علی قسمین جھری و خفی و الجھری ما یسمعه الغیر و الخفی ما یسمعه النفس کما قال الفقھاء وادفی

الجهرما يسمعه الغير ادنى المخافة ما يسمعه النفس فى القراءة و الطلاق و العتاق والبيع والا ستثناء والتسمية على الذبح ووجوب السجدة بتلاوة آية السجدة وغيرها والموار من الادنى حد الجهر و الخفى ص ۱۲ پس خلاصہ تقریر مذکور کا یہ ہوا کہ اوّل تو کاف وتا' میں مطلقاً خواہ متحرک ہوں خواہ ساکن جریان نفس بخوبی نہیں ہوتا اور دیگر حرف مہموسہ سے بہت کم ہوتا ہے اور بالخصوص متحرک میں ساکن سے بھی کم ہوتا ہے۔

جیسا کہ دلائل وشواہد اقوال محققین سے ثابت کیا گیا۔ دوسرے صفت ہمس کے ادا کی غرض سے کاف وتاء متحرک میں انفتاح مخرج کے ساتھ اور ساکن میں جنبش ضعیف وخفی کے ساتھ جو کچھ نفس کا جریان ہوتا بھی ہے اُس کے ساتھ صوت کا جاری ہونا ضروری بھی نہیں کیونکہ نفس عام ہے اور صوت خاص اور عام کے تحقق کے ساتھ خاص کا تحقق لازم نہیں۔ نیز صوت کا جاری کرنا درست بھی نہیں نہ عقلاً نہ نقلاً عقلاً اس وجہ سے کہ اگر صوت جاری کی جاویگی تو کاف وتاء شدیدہ نہ رہیں گے بلکہ رخوہ ہو جائیں گی کیونکہ جریان صوت رخوہ میں ہوتا ہے نہ کہ شدیدہ میں اور یہ بات ادنی تامل سے ظاہر ہوتی ہے کہ جو شدت باری اور جاری کے با اور جیم میں ہے وہ بھاری جھاری کے باء اور جیم میں نہیں ہوسکتی۔ اسی قیاس پر جو شدت کانا اور تانا کے کاف وتاء میں ہے وہ کھانا اور تھانا کے کاف وتاء میں نہیں پائی جاتی تو ایک صفت ہمس جو مختلف فیہ ہے اُس کے ادا کرنے کی وجہ سے صفت شدت جو کہ متفق علیہ ہے مفقود ہو جاویگی اور یہ جائز نہیں۔ اور نقلاً اس وجہ سے کہ امام جزریؒ سے کتاب النشر فی القراءت العشر میں اور ملا علی قاری سے منح الفکریہ علی متن الجزریہ میں اس کا عدم جواز وغلط ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ کتاب النشر فی القراءت العشر میں ہے والتاء يتحفظ بما فيها من الشدة والهمس لئلا تصير رخوة كما ينطق بعض الناس و الكاف

فيحسن بما فيها من الشدة والهمس لئلا يذهب الى الكاف الصماء الناشئة فى بعض لغات العجم فان ذلك غير جائز فى لغات العرب وليحذر من اجراء الصوت معها كما يفعله بعض الاعاجم۔

اس سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ اجراء صوت اداء اعاجم ہے جو کہ ممنوع و قابل احتراز ہے۔ نیز ملا علی قاری منح الفکریہ علی متن الجزریہ صفحہ ۲۰ میں فرماتے ہیں ثم ان النفس الخارج الذی هو صفة حرف ان تكيف كله بكيفية الصوت حتى يحصل صوت قوى كان الحرف مجهورا وان بقى بعضه بلا صوت يجرى مع الحرف كان الحرف مهموسا وايضاً وان انحصر الصوت فى مخرجه انحصارا تاما فلا يجرى جريا تا سهلا يسمى شديدا و اما اذا اجرى جريانا تاما ولا ينحصر اصلايسمى رخوة. اس عبارت سے بھی ثابت ہو گیا کہ مہموس من حیث ہو مہموس میں نفس بلا صوت یعنی غیر مسموع کا جریان ہوتا ہے اور فلا یجری جریانا سهلا سے شدیدہ میں جریان صوت ضعیف کی بھی نفی ہوگئی پس چونکہ جہد المقل کی عبارت مذکورہ فی السوال کا مفہوم بظاہر معارض ہے کتاب النشر فی القراء العشر اور منح الفکریہ کی عبارات مذکورہ کے لہٰذا امام جزری اور ملا علی قاریؒ کے مقابل صاحب جہد المقل کے قول کا اعتبار نہ کیا جاویگا۔

علاوہ ازیں جہد المقل کی عبارت میں کاف وتاء متحرک مراد ہے یا ساکن یا مطلقاً متحرک تو مراد ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اوّل تو خود جہد المقل کی عبارت ص ۶۰ میں حاصله انهما ناقصان عند تحريك الحرف اس کے معارض ہے دوسرے یہ کہ حرکت خود انفتاح مخرج سے پیدا ہوتی ہے پھر ثم ينفتح کے کوئی معنی نہیں بنتے اور اسی سے مطلق کی بھی نفی ہوگئی کیونکہ وہ متحرک کو بھی شامل ہے۔

پس لامحالہ مراد جہد المقل کی عبارت مذکورہ میں کاف وتا ساکن ہے پس اگر جہد

المقل کی عبارت کے موافق تلفظ کیا جاوے تو کاف وتاء ساکن کے بعد صوت جاری رکھنا چاہیے کیونکہ حرف ثم تعقیب وتراخی کے لیے ہے اب اگر یہ صوت کسی حرف کی ہے تو زیادتی فی القرآن لازم آئیگی اور اگر صوت مسموع غیر حرفی ہے تو اس کا عدم جواز واداء عاجم ہونا نشر ومنح سے ثابت ہوگیا۔ پس حکم یہ ہے کہ اگر صوت حرفی پیدا ہو تو لحن جلی ہوگا۔ اور اگر غیر حرفی ہو تو لحن خفی ہوگا اور اگر جری صوت کا وہم وشبہ ہو تو یہ ادا مطابق ادا محققین کے ہے اور یہی ہونا چاہیے اور غالباً مراد جہد المقل کی یہی ہے۔

لہٰذا اکثر جگہ ان کے کلام کی تاویل کرنا پڑے گی اور یا یہ کہا جاوے کہ اُن پر عجمیت غالب تھی اور اس مقام پر اور نیز دیگر مقامات پر جہاں کہیں جریان نفس کثیر وصوت ضعیف کہا ہے یہ توجیہ ہوسکتی ہے کہ مراد جہد المقل کی جریان النفس کثیر سے کثیر بہ نسبت حروف مجہورہ کے ہے گو دیگر حروف مہموسہ کے اعتبار سے قلیل ہو اور مراد صوت ضعیف سے صوت خفی غیر مسموع ہے لان ادنی المخافة هو اسماع نفسه تو اس توجیہ پر جہد المقل کی عبارت سے یہ صوت مخصوص یعنی کاف وتاء مخلوط بہاء ہوز بھی ثابت نہ ہوئی پس کاف وتاء کے جریان نفس میں اس قدر مبالغہ کرنا جس سے ہاء ہوز کی یا کسی اور حرف کی آواز پیدا ہو (جیسا کہ بعض سین مہملہ کی اور بعض تاء مثلثہ کی آواز نکالتے ہیں) اور حروف عربی مخلوط التلفظ حروف عجمی ہو جاویں کانا کو کھانا اور ابتر کو ابتھر پڑھنا ثلقت کو ثقلتھ اور ذکرک کو ذکرکھ پڑھنا۔

اس طرح کی صفت ہمس ادا کرنا بالکل غلط وبے اصل ہے نہ کسی ماہر ومحقق قاری سے سنا گیا نہ محققین کی کتب معتبرہ میں اس کا ذکر ہے البتہ بعض اعاجم مثل خراسان وترکستان وایران یا بعض اعراب عرب مثل اہل نجدہ یمن وغیرہ سے اس قسم کی ادا سنی ہے اور کتب آئمہ فن مثل شیخ جزری وملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما سے اس قسم کی ادا کی تغلیط ثابت ہوتی ہے کما ذکر اس قسم کی ادا مخترع وبے اصل ہے تو ان بعض علما کے قول

پر عمل کرنا بہتر ہے جو کہ کاف وتاء کو مجہورہ کہتے ہیں۔

نیز دیگر محققین قراء کے اقوال سے بھی اس قسم کی ادا کا غلط ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی تحفہ نذریہ میں تحریر فرماتے ہیں وپیدا باد کہ درمقدمہ صفات حروف چناں فساد برپا کردہ کہ اگر بطور قواعد مخترعہ او کلام اللہ خواندہ شود ضروراست کہ کلام اللہ محرف گردد چہ می گوید کہ در وقف مہموسہ بعد سکون تاء و کاف آواز دیگر پیدا شود چوں معنی ایں قول از تلامذہ او پرسیدم گفتند کہ در لفظ خلقت خلقتس باید گفت یعنی بعد سکون تاء آواز سین ساکن باید برآورد گو اجتماع ساکنین شود بدون آں صفت ہمس حاصل نمی شود ہمچنیں در کاف ساکن در وقف بعد سکون کاف یک سین ساکن بآوار خفیف باید گفت وہمچنیں در حروف قلقلہ و دیگر صفات فساد ہا اختراع کردہ تعلیم مردم ساختہ سبحان اللہ در عبارات کتب قراءت چہ غلط فہمی کردو کدام علم شریف را بجہل مرکب خود ساختہ۔ انتہی بقدر الحاجۃ صفحہ ۸ تحفہ نذریہ مطبوعہ بلالی پریس ساڈھورہ۔ نیز رسالہ مذکور میں دوسرے مقام پر صفحہ ۳۲ میں فرماتے ہیں۔

کاف را احتیاط کند تا کاف فارسی کہ آنرا کاف صماء گویند نگردد خصوصاً وقتیکہ مکرر باشد مانند بشر ککم وماقبل مہموسہ درآید مانند تستکثر وبسیار احتیاط کند کہ صوت دراں جاری نہ شود چنانچہ لغت بعضے عجمیان است اھ۔ حضرت قاری محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جلال آبادی حجۃ القاری مطبوعہ محمود المطابع کانپور صفحہ ۲۵ میں فرماتے ہیں کاف با کاف فارسی نیامیزد وہا، ہوز ہم درو پیدا نہ شود خاصۃً وقتیکہ پیش از حرف مہموسہ و آید نحو تستکثر و ہمچنیں اگر مکرر ہا باشد نحو بشر ککم اھ وقال العلامۃ الجزری فی مقدمہ وراع شدۃ بکاف وبتا کشر ککم و تتوفی فقط واللہ تعالٰی اعلم و علمہ اتم واحکم کتبہ العبد المسکین محمد یامین عفا عنہ رب العلمین معلم التجوید فی مدرسۃ امداد العلوم تھانہ

بھون (اوائل صفر ۱۳۳۸ھ) جواب نہایت صحیح و مدلل اور متقدمین و متاخرین کی کتب و ادا کے مطابق ہے۔ عبدالرحمٰن المکی ثم الالہ آبادی عفی عنہ۔

حضرت مولانا مرشدنا تھانوی افاض اللہ تعالیٰ علی برکاتہم نے احقر کو یہ فتویٰ دکھلایا احقر حرف بحرف اس جواب سے متفق ہے۔ احقر سے اکثر لوگوں نے اس قسم کے سوالات کیے تھے جن کے مختلف طور سے جوابات دیئے گئے جو بفضلہٖ تعالیٰ اس جواب میں مع شئی زائد سب مضامین موجود ہیں۔

احقر بوجہ عدم فرصتی و بے سامانی اس حد تک نہیں کر سکا اس تکمیل سے نہایت مسرت ہے۔ کمترین خلائق عبدالوحید الہ آبادی عفا اللہ عنہ خادم درجہ قراءت مدرسہ عالیہ دیوبند ضلع سہارنپور میں مدت سے ایسی تحقیق کا شائق تھا۔ اس رسالہ کو دیکھ کر جوش مسرت میں یہ شعر بے ساختہ قلب میں آیا:

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر مے خواست
آمد آخر زپس پردہ تقریر پدید

جزی اللہ تعالیٰ مؤلفها خیر الجزاء

اشرف علی　　ربیع الاول ۱۳۳۸ھ

تفصیل البیان پر تنقید

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ واقف الاسرار الفرقانیۃ،
راس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاسرار الخفی منہا والجلی اعنی بہ

مولانا محمد اشرف علی التھانوی

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

تفصیل البیان پر تنقید

سوال: تحریر بعض احباب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً اما بعد: میں نے کتاب تفصیل البیان فی مقاصد القرآن کا دیباچہ اور مصنف صاحب کا وہ خط جو کتاب کے ہمراہ تھا مطالعہ کیا، اور اس غرض و غایت پر مطلع ہوا جو مصنف صاحب نے اس کتاب کی تصنیف میں مدنظر رکھی ہے۔

نیز میں نے کتاب کے بعض مقامات کو بھی دیکھا ان سب کے دیکھنے سے میں یہ سمجھا ہوں (اور اس سمجھنے میں معذور ہوں) کہ مصنف صاحب اس کتاب کی تصنیف میں صرف "وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا کے مصداق ہیں اور فی نفسہ نہ ان کا مقصد صحیح ہے اور نہ جو کام انہوں نے کیا ہے وہی درست ہے، ہم یہ مان سکتے ہیں کہ مصنف صاحب نے جو کچھ کیا وہ نیک نیتی سے کیا، لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو کام نیک نیتی سے کیا جاوے وہ درست بھی ہو یا کم از کم اس کے کرنے والے کو معذور سمجھا جاوے کیونکہ هم يحسبون انهم يحسنون صنعا اس پر شاہد ہے کہ اشخاص معہودین (جو آیت کے مورد ہیں) اپنے کام کو اچھا سمجھ کر کرتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی ان کو معذور نہیں قرار دیا گیا بلکہ ضل سعيهم في الحيوة الدنيا۔ فرمایا گیا پس ثابت ہوا کہ محض نیک نیتی ہر حالت میں عذر نہیں ہو سکتی۔

اب رہی یہ بات کہ مصنف صاحب کا مصداق فی نفسہ صحیح نہیں، سو اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاں تک میں مصنف صاحب کے بیان سے سمجھ سکا ہوں، ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ اس طریق سے قوم کے لئے ایک مجموعہ آداب ملی مرتب کرنا چاہتے ہیں، لیکن نہ اس غرض سے کہ مسلمان تصحیح عقائد اصلاح و اعمال اخلاق سے حق تعالیٰ کی

خوشنودی حاصل کرسکیں، محض اس لئے کہ ان میں قومی اتحاد پیدا ہو اور اس سے ان کو سیاسیات میں نفع پہنچے، اور اس بناء پر میں نہایت بجا طور پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ اپنے اس دنیاوی مقصود میں بین طور پر **ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا** کے مصداق ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ جو کام انہوں نے کیا ہے وہ بھی درست نہیں۔ سو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے خدا کے کلام بلیغ اور معجزہ کو پارہ پارہ کر کے لوگوں کے سامنے ایسی شکل میں پیش کیا ہے کہ جس سے بجائے اس کے کہ لوگوں کو اس کی طرف رغبت ہو الٹی وحشت ہوگی، کیوں کہ جب وہ ناتمام فقرے اور غیر مربوط جملے دیکھیں گے تو ظاہر ہے کہ ان کو کوئی دلچسپی نہیں ہوسکتی، آپ اس کو اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ایک شاعر کا اعلیٰ درجہ کا شعر لے لیجئے، پھر اس کے مختلف اور غیر مرتب فقرے بنا کر اس کو پڑھیئے۔ پھر دیکھئے کہ اس کے ہر فقرے اور ہر ٹکڑے میں کیا وہ لطافت اور دل کشی باقی ہے جو اس شعر میں تھی، ہر مذاق صحیح یہ ہی بتلادے گا کہ ان میں ہرگز وہ لطافت اور پاکیزگی نہیں ہے پس ایسی حالت میں ایک کلام معجز اور بلیغ کو ایسے ٹکڑوں میں تقسیم کرنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے دوسرے کلام الٰہی کے اس طرح پارہ پارہ کرنے میں علاوہ اس کی بلاغت و لطافت اور اعجاز کو صدمہ پہنچانے کے تحریف معنوی بھی ہے کیونکہ اس کا ایک فقرہ جب اپنے محل پر تھا تو وہ علاوہ لغوی معنی کے ایک دوسرے معنی بھی ادا کرتا تھا جس کو ترکیبی معنی کہا جاسکتا ہے اور جبکہ اس کو اس کی جگہ سے ہٹا دیا جاوے گا تو صرف لغوی معنی رہ جائیں گے اور ترکیبی معنی فوت ہوجائیں گے۔

مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ حق تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل فرماتے ہیں **ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم** اب اگر اس میں **انک انت العزیز الحکیم** کاٹ کر الگ جملہ بنا دیا جاوے تو اس کے وہ معنی ہرگز نہیں رہ سکتے جو اس جگہ مقصود ہیں، کیوں کہ اس کے معنی ہیں **ان تغفرلھم فلا مانع لک لانک انت العزیز ولا اعتراض علیک لانک انت الحکیم** اور یہ معنی مستقل جملہ سے مفہوم نہیں ہوسکتے اس لئے یہ فعل

مسخ کلام الٰہی اوراس کی تحریف ہوگا جوکہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہوسکتا۔

تیسرے اس طرز عمل سے خطرہ ہے کہ کہیں جاہل اور نادان مسلمان اس سے دھوکہ کھا کر قرآن منظم ومرتب کو ہاتھ سے نہ کھوبیٹھیں، اوراس غیر مرتب اور محرف کتاب کوکافی سمجھ کراس پر قناعت نہ کربیٹھیں یااس میں اور ردوبدل کر کے قرآن کو توریت وانجیل کی طرح بالکل مسخ اور محرف کردیں اس لئے یہ طرز عمل اپنے نتیجے کے لحاظ سے نہایت خطرناک ہے۔ چوتھے اس طرز عمل میں گویا حق تعالیٰ کواصلاح دینا ہے کہ اس نے جس صورت میں قرآن کونازل فرمایا ہے وہ ہماری ضرورت کے لئے ناکافی ہے اوراس میں ردوبدل کی ضرورت ہے۔

پانچویں مضامین قرآن کی جوسرخیاں قائم کی گئی ہیں ان میں تحریف معنوی کا پہلونمایاں ہے مثلاً سرخی قائم کی گئی ہے ''اعضائے انسانی کی نسبت باری تعالیٰ کی طرف'' اوراس کے تحت میں آیات وجہ ویدوغیرہ درج کی گئی ہیں۔

پس سرخی پر نظر کر کے اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ آیات میں منہ سے مراد انسانی منہ اور ہاتھ سے مرادانسانی ہاتھ ہے وغیرہ وغیرہ اوراس کا تحریف ہونا ظاہر ہے نیز ایک عنوان قائم کیا گیا ہے۔ ''جنت میں لذائذ روحانی'' اوراس کے تحت میں وہ آیتیں درج کی گئی ہیں جن میں نہروں اور کھانوں وغیرہ کا ذکر ہے اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ چیزیں حسی نہیں بلکہ معنوی ہیں اور یہ تحریف ہے۔

نیز مصنف صاحب کہتے ہیں کہ جن آیات میں لوگوں کو جہاد کے لئے ابھارا گیا ہے، وہاں انہیں اس بات کی غیرت دلائی ہے کہ تم ان لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے تمہیں تمہارے ملک اور تمہارے گھروں سے نکالا ہے، اس قسم کی آیات کے لئے میں نے جہاد کے علاوہ حب وطن کا عنوان بھی تجویز کیا ہے اھ لیکن یہ حب وطن کا عنوان کسی طرح آیات کا مدلول نہیں، اس لئے یہ سراسر تحریف ہے، نیز وہ کہتے ہیں کہ جن آیات میں سیم وزر کے جمع کرنے اوراسے سینت سینت کر رکھنے کی مذمت بیان کی گئی ہے میں نے ان آیات کو سرمایہ داری کے تحت میں بھی لیا ہے لیکن یہ کھلی ہوئی تحریف ہے سرمایہ داری متعارف جس کو بالشویک خیال کے لوگ برا سمجھتے ہیں اس

کو آیات مذکور سے کوئی لگاؤ نہیں، اسی طرح انہوں نے ایک عنوان قائم کیا ہے کہ جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دے سکتے ہیں، ان میں مال دار لوگوں کو روزہ سے سبک دوش کر دینا ہے جو کہ بالکل غلط ہے ان وجوہ سے مسلمانوں کے لئے یہ کتاب نہایت خطرناک اور گمراہ کن ہے، مصنف صاحب کا فرض ہے کہ وہ اس کی اشاعت کو بند کریں، ورنہ جس قدر گمراہی اس سے پھیلے گی اور جو مفاسد اس پر مرتب ہوں گے خدا کے یہاں وہ ان کے ذمہ دار ہوں گے، مصنف صاحب عنقریب خدا کے پاس جانے والے ہیں، ان کو اس کا ضرور خیال کرنا چاہئے بالخصوص ایسی حالت میں کہ مصنف صاحب کا جو اس سے مقصود ہے یعنی مسلمانوں میں قومی اتحاد پیدا کرنا اور ان کو سیاسی نفع پہنچانا وہ بھی اس سے حاصل نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ کتاب ان مناشی کے دور کرنے کے لئے کافی نہیں ہے جو اس تشتت اور افتراق کا منشاء ہیں پھر اس درد سری اور کوشش لایعنی کا بجز ناکامی دنیا و آخرت کے کیا نتیجہ **وما علینا الا البلاغ**۔

رہا مصنف صاحب کا یہ خیال کہ جو کام میں نے انجام دیا ہے وہ ایسا نہ تھا جس کی ضرورت سب سے پہلے مجھے ہی محسوس ہوئی ہو نہیں مجھ سے پہلے کئی بزرگ خادمان دین نے اس راہ میں قدم رکھا، سو اس کا جواب خود مصنف صاحب ہی کے کلام میں موجود ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں گو مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے بالکل اسی نوع کی خدمت قرآن کی کی ہو، جیسے میں نے کی ہے، لیکن یہ بزرگ کچھ نہ کچھ ضرور کر گئے ہیں۔

مصنف صاحب کا یہ اقرار خود بتلا رہا ہے کہ بزرگان پیشین اور مصنف صاحب کے کام میں بہت فرق ہے، اس لئے ان کا فعل مصنف صاحب کے لئے حجت نہیں ہوسکتا، افسوس ہے کہ جن کتابوں کا مصنف نے ذکر کیا ہے جیسے جواہر القرآن، غزالی وغیرہ اس وقت ہمارے سامنے نہیں ہیں ورنہ ہم دونوں کے طرزوں کا فرق واضح طور پر دکھلاتے، لیکن جب کہ مصنف صاحب کو فرق خود تسلیم ہے تو اس کی ضرورت نہیں رہتی۔ واللہ اعلم۔ تمام شد رسالہ الهادی للحیران.

(النور ص: ۷، صفر ۱۳۵۱ھ)

اَلْهَادِیُ لِلْحَیْرَانِ

فِیْ وَادِیْ تَفْصِیْلِ الْبَیَانِ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ واقف الاسرار الفرقانیۃ،
رأس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاسرار الخفی منہاد الجلی اعنی بہ
مَوْلَانَا مُحَمَّدْ اَشْرَفْ عَلِی التَّھَانْوِیْ
نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

کتاب ”تفصیل البیان فی مقاصد القرآن“ کے مصنف نے اپنی کتاب حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیج کر تقریظ لکھنے کی درخواست کی۔

حضرت رحمہ اللہ نے اُن کی کتاب اور درخواست میں جو نقائص شرعی ملاحظہ فرمائے اُن کو اِس رسالہ میں قلمبند فرمائے ہیں۔

اَلْهَادِیْ لِلْحَیْرَانِ فِیْ وَادِیْ تَفْصِیْلِ الْبَیَانِ

بعد الحمد والصلوٰۃ ایک کتاب تفصیل البیان فی مقاصد القرآن کی (جس میں مضامین مختلفہ کے اعتبار سے قرآن مجید کی تبویب کی ہے) ناتمام جلدی اظہار رائے بصورت تقریظ کی غرض سے آئیں اس پر میں نے بھی کچھ لکھا اور میرے ایک دوست (المراد بہ المولوی حبیب احمد الکیرانوی ۱۲) نے بھی لکھا، اور مصنف صاحب کے پاس بھیج دیا، مفید ہونے کی وجہ سے اس مجموعہ کی مع خط مصنف صاحب نقل بھی رکھ لی اور اس کا ایک لقب بھی رکھ دیا یعنی (الهادی للحیران فی وادی تفصیل البیان).

آگے اس خط کو ملاحظہ فرمایئے۔

اشرف علی.....۲۱ رجب ۱۳۵۰ھ

خط مصنف صاحب

مکرمی معظمی جناب مولانا صاحب دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس عریضہ کے ساتھ ایک جلد تفصیل البیان فی مقاصد القرآن ہر چہار حصہ خدمت والا میں ارسال کر رہا ہوں قرآن کریم کی کوئی آیات مطلوبہ نکالنے کے لئے عربی میں متعدد کتابیں موجود ہیں لیکن جہاں تک مجھے علم ہے کلام الٰہی کے مطالب و معانی کے اعتبار سے کوئی ایسی جامع کتاب اب تک تیار نہیں کی گئی جس سے علماء واعظین وعام قارئین کو بلا دقت ہر مسئلہ کے متعلق قرآن کریم کی جملہ آیات ایک جگہ مل جائیں اور ورق گردانی اور دیدہ ریزی کی ضرورت نہ رہے۔ مدت گزری مجھے اس

قسم کی خدمت کا خیال پیدا ہوا۔ مگر کام کی عظمت اور محنت طلبی بار بار ہمت توڑ دیتی تھی۔ آخر اللہ کا نام لے کر میں نے اس کام کو جس کی تکمیل کسی تنہا انسان سے بے حد دشوار تھی السعی منی والاتمام من اللہ کے بھروسہ پر شروع کر دیا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنے کلام مقدس کی خدمت کی توفیق دی۔ اس کہن سالی اور ضعیفی کے عالم میں اپنے فضل سے مجھے جوانوں کی سی ہمت عطا فرمائی اور میں نے اپنی بساط اور قابلیت کے مطابق اس کام کو انجام تک پہنچایا۔ فالحمد للہ.

آپ کتاب کو ملاحظہ فرمائیں گے تو آپ پر روشن ہو جائے گا کہ استدلالات اور امر و نواہی، قصص و حکایات، بصائر و عبر، غرض کلام الٰہی کے ہر پہلو کے متعلق آیات ایک ایک جگہ جمع کر دی گئی ہیں۔ اور مطالب کی فہرست میں حتی الوسع جامعیت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں یہ عرض کر دوں کہ جو کتاب آپ کی خدمت میں ارسال کی جا رہی ہے آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے دو جلدیں ابھی زیر طبع ہیں اور دو زیر تحریر ہیں اس لئے جو مطالب آپ کو ان طبع شدہ دو جلدوں میں نظر نہ آئیں ان کی مجھے اطلاع دیجئے یقین رکھئے وہ ان شاء اللہ بقیہ جلدوں میں فراہم کر دیئے جائیں گے۔ اس مختصر عریضہ میں زیادہ تفصیل کے ساتھ اس کتاب کی افادی حیثیت کو بیان کرنا مشکل بھی ہے اور غیر ضروری بھی۔ کتاب آپ کے سامنے ہے آپ جیسے ارباب علم و بصیرت خود اس کے حسن و قبح کا اندازہ فرما سکتے ہیں۔ اس عریضہ کے ارسال سے مدعا یہ ہے کہ آپ ازراہِ عنایت جلد سے جلد اپنی پہلی فرصت میں اس مخلصانہ دینی خدمت پر تقریظ لکھ کر مجھ پر احسان فرمائیں مجھے اس کتاب سے جلبِ منفعت کا خیال نہیں بلکہ صرف کلام الٰہی کی خدمت اور اپنی مغفرت کا خیال اس ترتیب و اشاعت کا محرک ہوا ہے۔

غرض نقشے است کز ما یاد ماند ‏ ‏ ‏ ‏ که ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے بہ ہمت ‏ ‏ ‏ ‏ کند در کارِ این مسکین دعائے

مجھے اُمید ہے کہ آپ اس کو ملاحظہ فرما کر اس کی رسید ہی میں مختصراً اپنی رائے

بھیجیں گے تا کہ مسلمانوں کو اس سے خریدنے کی ترغیب ہو اور قرآن حکیم کے پڑھنے اور سمجھنے کا فرق عام ہو جائے۔ (۱۷ نومبر ۱۹۳۱ء)

الجواب: احقر از اشرف علی عفی عنہ بخدمت مکرمی محترمی دامت الطافہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

نامہ نامی وہدیہ گرامی بصورتِ تفصیل البیان باعث منت متضاعفہ ہوا۔ میں کئی وجہ سے خجل ہوں اول اس لئے کہ جو خدمت میرے سپرد فرمائی گئی ہے میں اس کا اہل نہیں۔ اسی لئے اس زمانہ میں ہزاروں تصانیف جدیدہ شائع ہو رہی ہیں میں نے ابتداءً کسی کے متعلق اظہار رائے کی جرأت نہیں کی لیکن بعد امر کے امتثال نہ کرنا اس سے زیادہ خجلت کا موجب تھا۔ اس لئے اس خجلت کو گوارا کیا۔

دوسرے اس لئے کہ اس خدمت کی بجا آوری میں دیر ہوئی جس کا سبب علاوہ عدم اہلیت کے فرصت کا فقدان ہے جس کا تعلق مشاہدہ سے ہے۔ تیسرے اس لئے (اور یہ سب خجلتوں سے اشد ہے) کہ وہ خدمت حسب مرضی عالی نہ کر سکا مگر میں دینی حیثیت سے اس میں معذور ہوں جو اس حیثیت سے ظاہر ہے۔

یایھا الذین آمنوا کونوا قومین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم اوالوالدین والاقربین ان یکن غنیا اوفقیرا فاللہ اولی بھما فلا تتبعوا الھوی ان تعدلوا الآیہ یہ سب خجلتیں جمع ہو کر حافظ کا یہ شعر یاد دلاتی ہیں۔

زدست کوتہ خود زیر بارم کہ از بالا بلند ان شرمسارم

اب المامور معذور کی بناء پر دیباچہ اور فہرست مضامین اور خط کو پیش نظر رکھ کر اس خدمت کی تفصیل مجمل پیش کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ معافی چاہتا ہوں۔

دیباچہ میں (۱) مقصود بالبقاء قومیت کو بتایا ہے۔ (۲) فقہ کو بیکار بتایا ہے۔ (۳) حدیث کو صرف قرآن کی تفسیر قرار دیا ہے جس سے متبادر ہوتا ہے کہ اس سے مستقلاً احکام ثابت نہیں ہوتے۔

(۴) قرآن کا حاصل قومی انحطاط کے بواعث اور ترقی کے وسائل کی طرف توجہ دلانا کہا ہے۔ (۵) اہل سیاست کو بلا کسی شرط اور قید کے مسائل سیاسیہ کو قرآن سے سمجھنے کی اجازت دی ہے اور اسی غرض سے قرآن مجید کی یہ تبویب کی گئی ہے۔

(۶) آگے کچھ کتابوں کے نام لکھے ہیں جن سے اپنی اس کتاب میں مدد لی ہے جس میں یہ اقرار ہے کہ ان کتابوں میں جو کام کیا گیا ہے وہ اور نوع کا ہے اور اس کتاب میں اور نوع کا۔ اتنا تو خود اقرار ہے باقی اس سے زیادہ تفصیل فرق میں اس وقت معلوم ہو سکتا ہے جب ان کتابوں کو دیکھا جائے۔

اتنا اس وقت بھی کہا جا سکتا ہے کہ جن کی یہ کتابیں ہیں بعض تو ان میں قابل اقتداء ہی نہیں اور جواہر القرآن کی نسبت بعض دیکھنے والے ثقات سے سنا ہے کہ اس میں صرف حمد و ثنا کی آیات بطور ورد کے جمع کی ہیں نہ تمام قرآن کا استیعاب مقصود ہے نہ ترتیب ابواب نہ اثبات احکام اور اگر کسی قابل اقتداء سے ایسا کرنا ثابت ہو تو اس زمانہ میں کسی مفسدہ کا احتمال نہ ہوگا بخلاف اس زمانہ کے جسمیں بعضے یہاں تک خیال ظاہر کر رہے ہیں کہ بجائے ترتیب حاضر کے ترتیب نزول پر قرآن کو مرتب کرنا چاہئے سو اس تبویب میں ایسے خیالات کی تقویت ہے اس لئے ایک کا قیاس دوسرے پر صحیح نہیں۔ بہر حال اس کتاب میں ان کتابوں کی اقتداء کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔

(۷) آگے موضوعات کی فہرست میں حب الوطنی کی ترغیب اور سرمایہ داری کی مذمت کو مثال کے طور پر لیا ہے حالانکہ ان الفاظ کا جو اس وقت مفہوم ہے قرآن مجید کو اس سے مس بھی نہیں تو غیر مدلول قرآنی کو اس کا مدلول بنانا ایک نوع کی تحریف ہے۔

(۸) آگے عوام کے نفع کے لئے ترجمہ کرنے کو مناسب بتلایا گیا اور نفع وہی تھا جس کا ذکر (۵) میں ہوا ہے تو اس میں عوام کو قرآن مجید سے اخذ مسائل کی اجازت دی گئی ہے جس کے مفاسد مشاہد ہیں یہ مختصر و مجمل کلام ہے دیباچہ کے بعض اجزاء پر اس کے بعد خط کے اجزاء کے متعلق کچھ معروض ہے۔

(۹) خط میں اس تدوین کی مصلحت یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک مضمون کی آیتیں ایک جگہ مل جائیں گی سواول تو اس غرض کے لئے وہ کتابیں بھی کافی ہیں جن میں مضامین قرآن کی فہرست مع نشان مقام لکھی ہے صرف جامع کو تھوڑی سی مشقت جو زیادہ دشوار نہیں برداشت کرنے کی ضرورت ہوگی۔ دوسرے اگر اس مصلحت کے ساتھ کوئی مفسدہ بھی ہو تو سمعاً وعقلاً مفسدہ کو موثر قرار دے کر اس سے تحرز کا حکم دیا جائے گا اور مصلحت کا اہتمام نہ کیا جائے گا خصوص جبکہ وہ مصلحت دوسرے سالم طریق سے بھی حاصل ہو سکے۔

(۱۰) آگے تحریر فرمایا گیا ہے کہ جو مطالب ان جلدوں میں نظر نہ آئیں اطلاع دیں بقیہ جلدوں میں فراہم کردیئے جائیں گے اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ ایسے مطالب کی فہرست طویل ہے آسانی سے ضبط نہیں ہو سکتی اس پر اطلاع کا صرف یہی طریقہ تھا کہ کل جلدیں اور ان کی فہرستیں سامنے ہوں جس سے اس وقت معذوری ہے اور بدون اس کے یہ رائے قائم کرنا کہ انتخاب مکمل ہے یا غیر مکمل ہے دشوار اور سخت دشوار ہے البتہ موجودہ فہرستوں میں حب الوطن وسرمایہ داری وغیرہما کے موضوعات دیکھ کر شبہ ہوتا ہے کہ شاید اس مذاق کا دوسرے خاص مسائل میں بھی اثر ظاہر ہوا ہو جیسے ہدایت بالجہاد محض الدین یا استرقاق یا صدور معجزات وکرامات اور بقیہ جلدوں میں بھی یہ موضوعات نہ ہوں اور بہت سے مسائل اس قسم کے ہیں جن میں عقلاء زمان علماءِ ادیان سے اختلاف رکھتے ہیں اگر ان میں بھی نہیں تو انتخاب نہ جامع ہے کہ یہ اجزاء خارج رہ گئے اور نہ مانع ہے کہ حب الوطنی اور سرمایہ داری وغیرہما داخل ہو گئے۔

(۱۱) آگے حسن نیت کا ذکر فرمایا ہے اس میں کلام کرنے کا کسی کو حق نہیں البتہ اس قدر عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ قانون الٰہی میں اجر مطلق نیت پر موعود نہیں بلکہ عمل کا ماذون فیہ ہونا بھی شرط ہے اور ابھی تک اس کا ماذون فیہ ہونا سمجھ میں نہیں آیا جیسا کہ مفصلاً معروض ہوا۔ (۱۲) اس کے بعد تقریظ کے لئے فرمایا گیا ہے اس میں وہی عذر ہے جو اس عریضہ کے ابتدائی حصہ میں معروض ہوا یعنی تقریظ شہادت

ہے اور شہادت میں میرا معذور ہونا اوپر کی تفصیل سے ظاہر ہے آخر میں درخواست ہے کہ چاروں جلدیں امانت رکھی ہیں اگر محصول کے ٹکٹ بھیج کر مجھ کو بھیجنے کی اجازت دی جاوے تو کسی مستحق کے پاس پہنچ جاویں گی۔ میں نے احتیاطاً اپنے ایک دوست کو بھی ان کا خیال حاصل کرنے کے لئے یہ جلدیں دکھلائیں تھیں ان کی رائے بھی ملاحظہ گزرے گی جو جدا ورق پر مرقوم ہے گو لہجہ اس کا میری تحریر کے لہجہ سے زیادہ صاف ہے لیکن نفس مقصود کے اعتبار سے بالکل پر از انصاف ہے اب متکلم ومخاطب وغائب سب کی نیت سے اس دعا پر اس معروضہ کو ختم کرتا ہوں:

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه

والباطل باطلا وارزقنا اجتنابه. والسلام

از تھانہ بھون اول عشرۂ اخیر ۵/ رجب ۱۳۵۰ھ (النور محرم ۱۳۵۱ھ ص:۱۴)

رساله موخرة الظنون عن ابن خلدون

اس رسالہ کو جس طرح بحث عقائد قدیمہ کے تعلق ہے۔ جیسا ظاہر ہے اسی طرح عقائد جدیدہ سے بھی تعلق ہے کہ نو تعلیم یافتہ بھی اس عقیدۂ مہدی کے نافی ہیں پس دونوں مباحث کے بعد اس کا الحاق بہت مناسب ہے ۱۲ منہ۔

تَنزِیہِ عِلمِ الرَّحمٰنِ عَن سِمَۃِ النُّقصَانِ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ، واقف الأسرار الفرقانیۃ،
راس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الأسرار الخفی منہا والجلی اعنی بہ

مَولانا مُحمّد اَشرف علی التھانوی

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

ایک صاحب نے ایک کتاب بنام ''بلغة الحیران'' لکھی اوراس میں فرق باطلہ کا قول نقل کرنے کے بعد اس کا ابطال اور تقبیح نہیں فرمائی تھی۔

حضرت والا رحمہ اللہ نے اس رسالہ میں ان کو تنبیہ کی ہے کہ اہل باطل کا قول نقل کرنے کے بعد اس کا ابطال و تقبیح بھی ناقل کے ذمہ ضروری ہے۔

تَنزِیہُ عِلمِ الرَّحمٰنِ عَن سِمَۃِ النُّقصَانِ

سوال: (تمہید از اشرف علی) ایک مہمان نے ایک کتاب بلغۃ الحیر ان میرے سامنے پیش کی اس میں ایک مضمون نظر سے گزرا جس پر میں نے کلام کیا۔ اس مہمان نے اس کتاب کو جلا دیا جس کی اطلاع مجھ کو بعد میں ہوئی۔ اس کی ناتمام خبر کسی ذریعہ سے مؤلف صاحب کو ہوگئی ان کا خط آیا۔ میں نے جواب دینے سے ایک عذر لکھ دیا انہوں نے وہ عذر رفع کرنے کے لئے کتاب بھیج دی اس پر میں نے قدرے مفصل جواب دیا۔ اور اسی دوران میں مسئلہ کے دوسرے پہلو کے متعلق کسی جبری کا اشکال اور بعض اکابر اہل حق کا حل ایک کتاب میں مل گیا۔ طلبہ کے حظ کے لئے اس کو بھی تحریر ہذا کے ساتھ ملحق کر دیا۔ چنانچہ ذیل میں سب تحریرات منقول ہیں اور چونکہ وہ ایک خاص شان کا مضمون ہے اس لئے اس کا ایک نام بھی تجویز کر دیا جو پیشانی پر لکھا ہوا ملے گا۔

اجزاء المضمون

① اصل المکتوب بقصد الصواب ② العذر عن لجواب
③ رفع العذر بار سال الکتاب ④ تحقیق المقام بفصل الکتاب
⑤ حل بعض الاشکال بشعر عجاب.

① اصل المکتوب

بخدمت شریف اعلیٰ حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

منجانب محمد نذر شاہ عباسی عرض ہے کہ تفسیر بلغۃ الحیر ان میری اور غلام خاندان کی تصنیف ہے۔ چنانچہ دیباچہ سے ظاہر ہے مولانا حسین علی صاحب مدظلہ سے ترجمہ پڑھا اور ان کی تقریریں لکھیں اور بعض مقام پر کچھ اپنی تقریر بھی لکھ دی ہے۔ اصل عبارت سورہ ہود میں یہ ہے۔ ﴿کل فی کتاب مبین﴾ یہ علیحدہ جملہ نہیں ماقبل کے ساتھ متعلق ہے تا کہ یہ لازم آ جاوے کہ تمام باتیں اولاً کتاب میں لکھی ہیں۔ جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے یا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے تمام اعمال لکھ رہے ہیں فرشتے معتزلہ کو اہل حق اس مسئلہ کے واسطے کافر نہیں کہتے مگر نووی۔ اور بعض احادیث کے الفاظ اس پر منطبق ہیں۔ اصل عبارت منقول عنہ کی یہ ہے اور مطبوعہ میں یوں عبارت ہے ﴿کل فی کتاب مبین﴾ یہ علیحدہ جملہ ہے ماقبل کے ساتھ متعلق نہیں تا کہ یہ لازم آئے کہ اولاً تمام باتیں کتاب میں لکھی ہوئی ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے اس کا معنی یہ ہے الخ اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں الخ۔ اور یہ غلط ہے۔ (فی النووی ص: ۳۳۳)

فی هذه الاحادیث دلالات ظاهرة ان جمیع الواقعات بقضاء الله والملک لله لااعتراض علی المالک فی ملکه وقد طوی الله تعالٰی علم القدر عن العالم فلم یعلمه نبی مرسل وملک مقرب وفی النووی ص: ۳۳۴ ج: ۲ القدر من اسرار الله تعالٰی اللتی ضربت من دونها الاستار. اختص الله تعالٰی به حجبه عن عقول الخلق ومعارفهم وقد طوی علم القدر عن العالم فلم یعلمه نبی مرسل ولا ملک مقرب اهـ. فی النووی ص: ۲۷ ج: ۱ اعلم أن مذاهب اهل الحق اثبات القدر ومعناه ان الله تعالٰی قدر الاشیاء وعلمه سبحانه انها ان ستقع فی اوقات معلومة فهی تقع علی حسب ماقدرها سبحانه وانکرت القدریة هٰذا وزعمت انه سبحانه بقدرها ولم یتقدم علمه وانه مستانفة الیکم اهـ فی التفسیر الکبیر

ص: ۲۶۵ ج: ۱ ولقد کان السلف والخلف من المحققین معولین علی الکلام الهادم لاصول المعتزلة یهدم قواعدهم ولقد قاموا وقعدوا واحتالوا علٰی دفع اصول المعتزلة فمااتوا بشیء مقنع. وفی الکبیر ص: ۴۹۹ ج: ۱ اذا قضی امرا فانما یقول له کن فیکون الایه. تلک القضاء لابدان یکون محدثا لانه دخل علیه حرف اذا هـ قال الله انما قولنا لشیء اذا اردناه الایة کل فی کتاب مبین.

کل شی ءکاالیٰ ابدالآباد ہونا محال ہے۔ کیونکہ اشیاء غیر متناہی ہیں۔ ملاعلی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں یہ لکھ کر بحوالہ حدیث درمنثور لکھا ہے کہ مراد الی یوم القیامۃ ہے۔

ترمذی شریف کا حاشیہ اسی حدیث پر دیکھو۔

اور مثنوی دفتر ۵ ص: ۸۴ ہمچنیں قد جف القلم وکیف ان لایستوی الطاعة والمعصیة ولا یستوی الا مانة والسرقة جف القلم ان لایستوی الشکروالکفران جف القلم ان الله لایضیع اجر المسلمین۔

پس قلم نبوشت کہ ہر کار را — لائق آں ہست تاثیر و جزا
ظلم آری مدبری جف القلم — عدل آری برخوری جف القلم
تو رواداری رواباشد کہ حق — ہمچو معزول آید از حکم سبق
کہ زدست من بروں رفت ست کار — پیش من چندیں میا چندیں مزار
بلکہ معنی آں بود جف القلم — نیست یکساں پیش من جف القلم
پس جفا گویند شہ راپیش ما — کہ برو جف القلم کم کن وفا

قال الله تعالٰی کل فی کتاب مبین۔ هکذا فی سورة هود وفی سورة النمل وما من غائبة فی السماء والارض الا فی کتاب مبین وفی سورة ابراهیم مایخفی علی الله من شیء فی الارض ولا فی السماء وفی التفسیر الکبیر ص: ۳۱۰ یمحوا الله مایشآء ویثبت وعنده ام الکتاب

من النبی علیه السلام ان الله سبحانه وتعالٰی فی ثلث ساعات بقین من اللیل ینظر فی کتاب الذی لاینظر فیه احد غیره فیمحوا الله مایشاء ویثبت اھ کل فی کتاب مبین. اور مامن غائبة فی السماء والارض اور فی کتاب مبین میں یامرادعلم اللہ ہے یاقیدالٰی یوم القیامہ مرادہوگی یامرادکتاب اعمال نامہ ہوگی۔ وفی سورة القمر کل شیء فعلوه فی الزبر. وکل صغیروکبیر مستطر. وفی سورة یس ونکتب ماقدموا واثارھم وکل شیء احصیناه فی امام مبین وفی سورة عالم الغیب لایعزب عنه مثقال ذرة فی السمٰوٰت ولا فی الارض ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتاب مبین لیجزی الذی امنوا الایة. فی سورة یونس ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شهودا اذ تفیضون فیه الآیة.

خلاصہ یہ ہے کہ ہماری اس تفسیر کے اس مقام پر کس بات پرآپ کااعتراض ہے اورجیسا کہ سنا گیا ہے کہ تفسیر جلائی گئی کون امر باعث ہوا ہے۔اگرکتاب کے الفاظ پر اعتراض ہےتو وہ طبع کی غلطی ہے جس کاصحت نامہ ان شاءاللہ عنقریب شائع کردیاجائے گا۔اگرمذہب پراعتراض ہےتو وہ معتزلہ کامذہب ہے ہم نے فقط نقل کردیاہے جیسا کہ اورکتابوں میں بھی منقول ہے۔اگرآپ کے پاس کتاب نہ ہوتو ہم خود کتاب خدمت میں بھیج دیں تاکہ آپ ہم کوہمارے سب اغلاط سے متنبہ فرمادیں،جزاکم اللہ تعالٰی۔

❷ (عذر) جب تک کتاب کی عبارت سامنے نہ ہومیں کچھ عرض نہیں کرسکتا۔

❸ (رفع عذر) تفسیر خدمت عالیہ میں ہدیۃً روانہ ہے۔

❹ (تحقیق المقام) الجواب ومنہ الصدق والصواب۔

مولانابارک اللہ تعالٰی فی کمالاتہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ارسال خط وارسال کتاب سے ممنون ہوا۔چونکہ خط میں بہت باتیں عدیم التعلق یابعید التعلق لکھ دی گئی ہیں اس لئے جواب میں ان سے تعرض کرنے کی ضرورت نہیں

بھی۔ نیز میرے پاس اتنا وقت بھی نہیں۔ نیز ضعف عمر و ضعف مرض بھی مانع ہوئے اس لئے صرف ضرورت پر اکتفا کیا گیا۔ امید کہ اس اختصار کو معاف فرمادیں گے۔

سو عرض کرتا ہوں کہ جس عبارت میں آپ نے طبع کی غلطی بتلائی ہے میں نے اسکو پہلے دیکھا نہ اب دیکھنے کی ضرورت سمجھی۔ جو مضمون میں نے دیکھا تھا کتاب پیش کرنے والے کے سامنے اس پر کلام کیا تھا۔ مگر میں نے جلانے کا مشورہ نہیں دیا نہ صراحۃً نہ اشارۃً البتہ اس مضمون سے میں نے تحاشی تام کی جیسا کہ وہ اس کا مستحق ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے ان پر یہ اثر ہوا ہو کہ اس کو جلا دیا۔ اور اس کے بعد بھی مجھ کو اطلاع نہیں۔ ایک بار میں نے مکرر دیکھنے کے لئے کتاب مانگی تب اس کی اطلاع ہوئی ورنہ اگر مجھ سے مشورہ کرتے تو میں اس مقام پر حاشیہ تنبیہی لکھوا دیتا۔ اب وہ کلام عرض کرتا ہوں کہ اہل باطل کا کوئی قول نقل کرنے کے بعد ناقل کے ذمہ ہے کہ اس کا ابطال اولاً تقبیح کے ساتھ کرے جیسا نووی نے کیا ہے۔ فی قولہ الآتی یا اگر یہ نہ ہو تو تصریح کے ساتھ کرے جیسا کہ صاحب کبیر نے کیا۔ فی قولہ الآتی اور وہ دونوں قول یہ ہیں:

قال النووی بعد نقل قولهم المذکور فی السوال انما یعلمها سبحانه وتعالٰی بعد وقوعها و کذبوا علی الله سبحانه وتعالٰی وجل عن اقوالهم الباطلة علوا کبیرا وسمیت هذا الفرقه قدریة لانکارهم القدر. قال اصحاب المقالات من المتکلمین وقد انقرضت القدریة القائلون بهذا القول الشنیع الباطل ولم یبق احد من اهل القبلة علیه وصارت القدریة فی الازمان المتاخرة معتقدة اثبات القدر ولکن یقولون الخیر من الله والشر من غیره تعالٰی عن قولهم (کتاب الایمان باب معرفۃ الایمان والاسلام) **وقال صاحب الکبیر تحت اٰیة واذا بتلی ابراهیم ربه الاٰیة وقال هشام بن الحکم انه تعالٰی کافی الازل عالما بحقائق الاشیاء وماهیا تها فقط واما حدوث تلک الماهیات ودخولها فی**

الوجود فهو تعالىٰ لايعلمها الا عند وقوعها الىٰ قوله واعلم ان هشاماً كان رئيس الرافضة فلذلک ذهب قدماء الروافض الى القول بالبداء اما الجمهور من المسلمين فانهم اتفقوا انه سبحانه وتعالىٰ يعلم جميع الجزئيات قبل وقوعها اھ۔

مگر اس کتاب بلغۃ میں اس مقام پر ایسا نہیں کیا گیا چنانچہ یہ قول باطل اس عبارت پر ختم ہوا ہے ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا اھ۔ سواس کے بعد اخیر تک اس کا ابطال صریح عبارت میں بھی نہیں فضلاً عن التقبیح بلکہ وہاں ایسی عبارت ہے جس سے کسی قدر اس باطل کی تائید متبادر ہوتی ہے فی قولہ اور آیات قرآنیہ الی قولہ ان کا معنی صحیح کرتے ہیں اور اس کے بعد اہل سنت والجماعت کی تفسیر بہت معمولی طور پر ایک مختصر جملہ میں نقل کردی اور نہ اس کی فی ذاتہ تصحیح کی نہ اس کو قول مقابل پر ترجیح دی۔ پس دونوں مذہب کو نقل کر کے چھوڑ دیا۔ جس سے یہ بھی معلوم نہیں ہوسکتا کہ مؤلف کا عقیدہ کیا ہے۔ کیا ایسا احتمال بلکہ اہمال تدین کے خلاف اور نکیر شدید کے قابل نہیں۔ پس یہ حاصل ہے میرے کلام کا۔ اب ایک التماس پر معروضہ کو ختم کرتا ہوں وہ یہ کہ میں ایسی کتاب کو جس میں ایسی خطرناک عبارت ہو بعد حاشیہ تنبیہی کے بھی نہ اپنی ملک میں رکھنا چاہتا ہوں نہ اپنے تعلق کے مدرسہ میں۔ اگر عید کے قبل محصول ورجسٹری کے ٹکٹ بھیج دیئے جائیں تو ان ٹکٹوں سے ورنہ بعد میں اپنے ٹکٹوں سے خدمت میں بھیج دوں گا۔ والسلام خیر ختام

کتبہ: اشرف علی　　　لعشرین من رمضان ۱۳۵۷ھ

تمت رسالہ تنزیہ علم الرحمٰن

(النور جمادی الاخریٰ ص:۸)

5 حل بعض الاشکال فی الشعر جوہرۃ التوحید ایک کتاب ہے منظوم توحید میں مصنفہ العلامۃ الشیخ ابراہیم اللقانی اس کی شرح ہے۔ تحفة المريد على

جوهرة التوحيد للعلامة الشيخ ابراهيم الباجوری بھی کہتے ہیں یہ اشعار تحفة المريد شرح جوهرة التوحيد میں شارح علامہ ابراہیم بیجوری نے فرقہ جبریہ پر کلام کرتے ہوئے اس طرح نقل کئے ہیں۔

قال شاعرهم موردا على اهل السنة ۔

ماحيلة العبد والاقدار جارية عليه فی كل حال ايها الرائی

القاه فی اليم مكتوفاً وقال له اياک اياک ان تبتل بالماء

واجابه بعض اهل السنة بقوله:

إن حفه اللطف لم يمسسه من بلل ولم يبال بتكنيف والقاء

وان يكن قدر المولٰى بغرقته فهو الغريق ولو القٰى بصحراء

تحفه المريد ص: ۵۷ طبع مصر. انتهت الرساله وملحقتها.

(النور ص: ۷ جمادی الاولٰی ۱۳۵۸ھ)

بدیعہ تتمہ رسالہ تنزیہ علم الرحمٰن

(یہ مضمون رسالہ تنزیہ علم الرحمٰن (علم الٰہی کی پاکی) کا تتمہ ہے جو خود رسالہ تنویہ علم الرحمٰن عن سمۃ النقصان (علم الٰہی کی بلندی نقصان کی علامت سے) کا تتمہ تھا)

تتمہ رسالہ تنویہ علم الرحمٰن عن سمۃ النقصان

(مطبوعہ النور جمادی الاولٰی و جمادی الاخری ۱۳۸۵ھ)

رسالہ مذکور میں تحت عنوان تحقیق المقام جواباً میری یہ عبارت ہے کہ جس عبارت میں آپ نے طبع کی غلطی بتلائی ہے میں نے اس کو نہ پہلے دیکھا نہ اب دیکھنے کی ضرورت سمجھی۔ جو مضمون میں نے دیکھا تھا کتاب دیکھنے والے کے سامنے اس پر کلام کیا تھا الخ اس عبارت جوابی کے لکھتے وقت وہ مضمون (جس کی نسبت میں نے اپنا دیکھنا لکھا ہے) کسی عارض سے نقل نہیں کر سکا۔ کئی روز ہوئے اتفاقاً ایک صاحب نے جن کا

صاحب (تفسیر لکھوانے والے صاحب سے مروی کا تعلق ہے) املاء تفسیر سے ارادت کا
تعلق رہا ہے۔ بغرض تحقیق وعبارت نقل کر کے بھیجی ہے تتمیم (پورا فائدہ دینے کیلئے)
فائدہ کیلئے اس کو ذیل میں نقل کرتا ہوں تاکہ میرے جواب کی مزید وضاحت ہوجائے
وہی (وہ عبارت ہے) ہذہ۔ پھر یہی حضرت سورہ ہود کی آیت کل فی کتاب مبین کی
شرح میں لکھتے ہیں۔ یہ علیحدہ جملہ ہے ماقبل کے ساتھ متعلق نہیں تاکہ یہ لازم آئے کہ
تمام باتیں اوّلاً کتاب (لوح محفوظ یہی معنی صحیح ہیں کتاب ظرف ہے اس کا مظروف
وہی ہوسکتا ہے جس کا وجود کتاب سے باہر نہ ہو اعمال پہلے سے اس کے اندر درج ماننے
ہوں گے جو عمل بعد میں ہونگے تب فرشتے کہیں گے وہ ابھی کتاب میں کہاں ہوئے
کتاب ان کا ظرف کہاں ہوئی) مبین میں لکھی ہوئی ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا
مذہب ہے۔ بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے تمام اعمال لکھ رہے ہیں فرشتے۔

حاصل مقام کا یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت قائل ہیں کہ سب کچھ پہلے لکھا ہوا
ہے اور اس کے مطابق دنیا میں امور ہو رہے ہیں۔ لہٰذا اس مذہب پر اعتراضات تو یہ
معتزلہ کے آتے ہیں۔ یعنی پس لازم آگیا کہ بندہ کو عذاب دینے کی وجہ (یعنی جب
لوح محفوظ کے لکھے ہوئے کے خلاف نہ ہوگا تو پھر بندہ مجبور ہوگیا تو گناہوں کے
عذاب کی کیا وجہ ہوئی۔ حالانکہ یہ بات سرسری سی ہے کہ لوح محفوظ میں وہ ہے جو علم
الٰہی میں ہے اور علم الٰہی ازلی ابدی ہے ازل سے ابد تک ہر ہونیوالی چیز علم الٰہی میں ہے
مگر علم الٰہی میں ہونے سے اس کا فاعل مجبور تو نہیں ہوگیا جیسے علم الٰہی میں وہ سب اُمور
بھی تو ہیں جو اللہ تعالیٰ تا ابد فرمائیں گے اگر علم میں ہونے سے مجبوری لازم آتی تو کیا
نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو تا ابد کے امور میں مجبور کہا جا سکتا ہے جو اللہ ہونے کے خلاف ہے
جب علم میں ہونے سے ان کو مجبور نہیں کہا جا سکتا تو علم الٰہی میں ہونے سے بندہ بھی
مجبور نہیں بن سکتا بلکہ علم الٰہی اور پھر لوح محفوظ میں یہی ہے کہ وہ اپنے اختیار سے ویسا

کرے گا اختیاری افعال میں سے عبادات پر ثواب' معاصی پر عذاب ہوگا) کیا ہوئی
گناہوں سے اور خود (بالکل رہا جیسے خود حق تعالیٰ اپنے آئندہ کے افعال میں خود مختار
ہیں باوجود علم ازلی میں ہونے کے اور علم ازلی ہونے سے ان کی مجبوری نہیں کہی جاسکتی
بندہ بھی مجبور نہیں کہلا سکتا بلکہ علم میں یہ ہے کہ اپنے اختیار سے بد کرے گا۔ اب بھی خود
مختار ہونے کے معنی وہی ہیں جو بلا اس صورت کے تھے کہ انسان کو اتنا اختیار ہے کہ وہ
کرے یا نہ کرے۔ اختیار سلب نہیں ہوا جیسے خود اللہ کا اختیار سلب نہیں ہوتا باوجود علم
میں ہونے کے) مختار بھی رہا کیونکہ اوپر اس تقدیر کے خود مختار ہونے کا معنی نہیں معلوم
ہوتا کہ کیا ہے اسی واسطے مسامرہ والے نے اس کا جواب نہ دیا اور کہا کہ نہایت سخت
اشکال ہے اور تفسیر کبیر والے نے کہا ہے کہ اس کے واسطے بہت حیلے کئے ہیں۔

لیکن کوئی معتدبہ (شمار کے قابل) جواب نہ دیا جس سے تسلی اور یقین آجائے۔
دوسرا یہ ہے کہ باری تعالیٰ اس تقدیر پر (بالکل غلط ہے کسی چیز کا علم ہونا آخر اختیار کی قوت
کو کیسے سلب کر سکتا ہے یا چاہے خود کو علم ہو یا دوسرے کو، ان کو اپنے افعال کا بھی علم ہے
ہمارے افعال کا بھی اور ازل سے علم ہے اگر ازل سے علم ہونے سے مجبوری ہوتی تو ازل
سے ہی مجبور کیسا ہوگا جو الوہیت کے بالکل خلاف ہے چاہے لوح محفوظ میں ہوتا یا نہ ہوتا
تو جیسے ازلی علم میں ہونے سے مجبوری نہیں ہوسکتی لوح محفوظ میں ہونے سے بھی نہیں
ہوسکتی ایک کھلا مغالطہ ہے مرید (ارادہ والا) ہوتا بھی صفات ازلیہ میں سے ہے اس صفت
کا تعلق حادث شے سے حادث اور بعد کا ہوگا نہ کہ ارادہ ہونا کہ وہ قدیم صفت ہے) مختار
نہ رہا۔ کیونکہ اس تحقیق پر مرید ہونے کا معنی کیا ہے بلکہ لازم آتا ہے کہ مختار نہ رہے۔

جیسا کہ حکماء کہتے ہیں اور معتزلہ کہتے ہیں کہ پہلے ذرہ بذرہ لکھا ہوا نہیں بلکہ
جو چاہا تھا لکھا تھا سب چیز موجود کا عالم ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کا بھی علم
ہے اور جس (یہ ایک مغالطہ ہے صفت ارادہ اور شے ہے اور حادث سے اس کا تعلق

ہونا اور شے ہے یہ تعلق حادث ہے مغالطہ صفت اور اس کے تعلق میں خلط ملط کر لے
سے ہو رہا ہے ورنہ ارادہ تو صفت قدیمہ ہے ازل سے موجود ہے ہاں اس صفت کا تعلق
شے حادث سے بعد میں ہوگا۔ جیسے صفت موجد قدیم اور اس کا تعلق موجودات سے
بعد میں ہوتا ہے۔ اس شے کے نہ ہونے سے اس کے علم کا نہ ہونا اس کے ارادہ کا نہ ہونا
لازم نہیں آتا صرف اسی سے تعلق نہ ہونا ارادہ کا لازم ہے) چیز کا ابھی ارادہ نہیں کیا اس
کا عالم نہیں۔ کیونکہ اصل میں وہ شے بھی نہیں اور انسان خود (ٹھیک ہے مگر علم الٰہی میں
ہونے سے اس کی مختاری کہاں چلی گئی بلکہ علم میں نہ ہونے سے کہ وہ اپنے اختیار سے
کرے گا خود مختاری تو اور قوی ہوگئی) مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے
اس سے کوئی علم (اس کا علم نہ ہونے اس درجہ میں جہل ہونا آیا جیسے لفظ کرنے کے بعد
معلوم ہوگا سے معلوم ہو رہا ہے تو علم کامل علم مطلق کہاں ہوا اور جہل الوہیت کے خلاف
ہے اس لئے یہ بات محال ہے کہ علم نہ ہو) ہی نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے
کرنے کے بعد معلوم ہوگا اور آیات قرآنیہ جیسا کہ و لیعلم الذین (اور تاکہ جان لیں
اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو۔ سے بظاہر یہی معلوم ہوا کہ ابھی قبل وجود کے حق تعالیٰ کو علم نہیں
تھا۔ حالانکہ کلام انسانوں کو عقل کے موافق اور ان کو سمجھانے کا ہے کہ تمہاری عقل کے
موافق اللہ تعالیٰ یہ جان لیں یعنی ان کا علم تمہاری عقل وفہم کے سامنے آجائے) وغیرہ
بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں مگر بعض مقام قرآنیہ جو ان کے
مطابق نہیں بنتے ان کا معنی (یعنی اپنے قول کے مطابق کرنے میں تاویلیں کر لیتے
ہیں) صحیح کرتے ہیں اور اہل سنت والجماعت کے معنی (علم الٰہی کا ظہور یعنی تاکہ علم الٰہی
تم پر ظاہر ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جان لیا ہے) علم کے ظہور لیتے ہیں جس جگہ
مخالف آجائے انتہت تتمہ (تتمہ ختم ہوگیا) اس کا کافی رد اصل رسالہ میں جس کا پورا پتہ
اس تتمہ کی پیشانی کی عبارت میں لکھا ہے۔ مذکور ہے ملاحظہ فرمایا جائے۔

اَلتَّقصِیر فِی التَّفسِیر

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ، واقف الاسرار الفرقانیۃ، رئیس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاسرار الخفی منہا والجلی اعنی بہ

مَولانا مُحمّد اَشرف علی التّھانوی

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

موجودہ زمانہ کے بعض علماء نے قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھی ہے جس میں بعض آیات کی تفسیر میں رائے اور قیاس کو دخل دیا ہے اور بعض مقامات پر تاویلات بعیدہ سے کام لیا ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس رسالہ میں ان غلطیوں پر متنبہ فرمایا ہے۔

التقصیر فی التفسیر

امابعد! الحمد والصلوٰۃ فقد قال اللّٰہ تعالیٰ یحرفون الکلم من بعد مواضعہ وقال تعالیٰ قل ما اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین وقال تعالیٰ و من اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللّٰہ وقال تعالیٰ ان یتبعون الا الظن وقال تعالیٰ ولا تقف مالیس لک بہ علم و قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم. من قال فی القرآن برأیہ فاصاب فقد اخطأ (مشکوٰۃ عن الترمذی و ابی داؤد) وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یحمل ھٰذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین و تاویل الجاھلین. (رواہ البیہقی فی کتاب المدخل مرسلا کذا فی المشکوٰۃ): ان آیات واحادیث سے چند امور مستفاد ہوئے۔

(نمبراوّل) جس طرح نصوص کی تحریف لفظی یعنی تبدیل کلمات مذموم ہے۔ اسی طرح تحریف معنوی یعنی غیر محمل صحیح پر محمول کرنا اور معنی غیر واقعی سے تفسیر کرنا بھی مذموم ہے۔

(نمبر۲) غیر ثابت کو تکلف سے ثابت کرنا بھی مذموم ہے۔

(نمبر۳) بغیر دلیل شرعی کے محض اپنے خیالات کا تابع ہونا مذموم ہے۔ اسی دلیل شرعی کے یہ القاب ہیں۔ ہدیٰ، علم اوران خیالات کے یہ القاب ہیں۔ ہویٰ، ظن۔

(نمبر۴) نصوص کی تفسیر بالرای مذموم ہے۔ (نمبر۵) دین میں کہ اعظم اس میں قرآن ہے غلو کرنا یعنی حدود سے تجاوز کرنا جس میں حدود تفسیر سے تجاوز کرنا بھی آ گیا تحریف ہے اور قول باطل کا اختیار کرنا جس میں تفسیر غیر صحیح بھی آ گئی انتحال یعنی

ادعائے کاذب ہے اور جہل سے کوئی بات کہنا کہ بدون دلیل شرعی کے تفسیر کرنا بھی اس میں آ گیا تاویل باطل ہے۔(نمبر۶) جو لوگ ایسا کریں وہ محرفین و متکلفین اور اہل ہوی واہل ظنون فاسدہ واہل غلو و مدعی کاذب و مخترع و جاہل ہیں۔

(نمبر۷) سلف کے بعد خلف میں جس طرح محرفین و مدعین ظاہر ہوتے رہیں گے۔اسی طرح ان ہی میں ایسے خادمان علم بھی ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے جو ایسی تحریفات و دعاوی کاذبہ و تاویلات جاہلانہ کا ردّ کرتے رہیں گے۔چنانچہ سب زمانوں میں دونوں سلسلے برابر جاری رہے جو کہ مخفی نہیں۔حتیٰ کہ اسی سلسلہ میں ہمارے وقت میں بھی دونوں جماعتیں موجود ہیں۔محرفین حقائق کی بھی اور معرفین حقائق کی بھی (یہ رسالہ بھی ان دونوں جماعتوں کا آئینہ ہے) پھر اُن محرفین میں دو جماعتوں میں ایک وہ جو اپنی جماعت جدا بنائے ہوئے ہیں اور ان کا جدا ہونا سب کو معلوم ہے، دوسرے وہ جو اپنے کو اہل حق کی جماعت میں داخل کہتے ہیں اور دوسروں کی نظر میں بھی وہ اہل حق کے آحاد ہیں۔یہ جماعت سخت خطرناک ہے کیونکہ ان کا باطل حق سے ممتاز نہیں ہوتا، اس لیے عوام تو عوام بعض خواص بھی ان کے باطل سے متاثر ہو جاتے ہیں۔چنانچہ اس وقت ایسی ہی ایک جماعت اپنے کو ہمارے اکابر کی طرف منسوب کرتی ہے اور اپنے آراء مخترعہ اور اہواء مبتدعہ سے نصوص میں خصوص قرآن مجید میں تصرفات کر کے بزعم خود دین کی خدمت کر رہی ہے جو کہ بالکل اِس شعر کا مصداق ہے:

دوستی بے خرد چوں دشمنی ست حق تعالیٰ زین چنیں خدمت غنی ست

اور وہ تصرفات بعینہا ان اشعار کے مصداق ہیں:

بر ہوا تاویل قرآں میکنی پست و کثر شد از تو معنی سنی
چوں ندارد جاں تو قندیلہا بہر بینش میکنی تاویلہا
کردۂ تاویل لفظ بکر را خویش راتاویل کن نے ذکر را

ہر چند کہ اجمالاً اس جماعت کا مدت سے علم تھا لیکن اس پر متنبہ کرنے کا کوئی

خاص اور قوی داعی نہ تھا، اس لیے کبھی اس طرف التفات نہیں ہوا۔

لیکن اب قریب ہی زمانہ سے بعض واقعات جن کی تفصیل عنقریب آتی ہے اس تنبیہ کے محرک ہوئے، اس لیے یہ چند سطور بضمن ایک مقدمہ اور چند فصول اور ایک خاتمہ کے اس حقیقت کے کشف کے لیے لکھی جاتی ہیں۔

واللہ ولی الھدایہ وھو العاصم عن العمی والغوایہ

مقدمہ

جن احکام کو نصوص کی طرف مستند کیا جاتا ہے وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک قسم وہ کہ جو وجوہ دلالات علماء و مجتہدین کے نزدیک معتبر اور کتب اُصول و عربیت میں مدون ہیں۔ اُن وجوہ کے اعتبار سے وہ نصوص ان احکام پر دلالت کرتے ہیں۔

پھر یہ دلالت اگر تنصیصاً ہو تو اس کا نام تفسیر ہے خواہ قطعی ہو یا ظنی اور اگر استنباطاً ہے تو اس کا نام فقہ اور اجتہاد ہے اور تنصیصی دلالت کا دلالت ہونا تو ظاہر ہے اور استنباطی دلالت کا دلالت ہونا اس اصل متقرر پر ہے کہ "**القیاس مظھر لامثبت**" اور دوسری قسم یہ کہ وہ نصوص دلالت کے وجوہِ معتبرۂ مذکورہ کے اعتبار سے ان احکام پر دلالت نہیں کرتے لیکن جن احکام کو اُن نصوص کی طرف مستند کیا ہے اُن احکام کو اُن نصوص کے مدلولات سے ایک گونہ مناسبت و مشابہت ہے۔

اس مناسبت کے سبب ان احکام مدلولہ سے ان احکام مستندہ کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے اور اس تعلق کے سبب بنا بر قاعدہ "**الشی بالشی یذکر**" اس حکم کو اس نص کے ذیل میں بطور تشبیہ کے ذکر کر دیا جاتا ہے اور اس قسم کے احکام کو مدلول نص اور ثابت بالنص کہنا یقیناً تفسیر بالرائے اور تحریف نصوص اور سخت معصیت ہے جس پر وعید شدید وارد ہے جن میں سے بعض تمہید میں مذکور ہو چکی ہے۔

لیکن اگر مدلول نص نہ کہا جاوے تو تحریف و تفسیر بالرائی کی حد سے تو نکل گیا باقی

رہا جواز و عدم جواز، اس میں یہ تفصیل ہے کہ وہ حکم اگر دین میں مطلوب ہو جس کی علامت یہ ہے کہ وہ دوسری نصوص سے بوجوہ دلالات معتبرۂ قسم اوّل مقصوداً ثابت ہو تب تو جائز ہے اور ہمیشہ اُمت میں معمول بہ رہا ہے۔ خصوص صوفیہ میں اور اس کا نام علم اعتبار ہے اور اگر وہ حکم دین میں مطلوب نہ ہو خواہ فی نفسہٖ صحیح ہی ہو جس کی علامت ابھی مذکور ہوئی تو وہ ناجائز اور داخل غلو و تکلف منہی عنہ ہے۔

جیسے آیہ "**وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم**" سے یہ حکم ثابت کیا گیا کہ اگر از ممالک خارجہ کساں رابرائے ترتیب نہر وغیرہ قوم خود طلبانیدہ شود درست "**کما سیاتی فی العبارۃ السابعۃ عشر من الفصل الثالث**" سو یہ حکم جواز طلب از ممالک غیر گو فی نفسہٖ صحیح ہے مگر شرعاً مطلوب و مقصود تو نہیں ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے تو اس حکم کا استناد قرآن کی طرف یقیناً غلو ہے بخلاف احکام صوفیہ کے کہ وہ دین میں یقیناً مطلوب ہے جیسے قصہ ذبح بقرہ بنی اسرائیل سے نفس کشی کا استنباط کیا گیا ہے کہ خود نفس کشی حکم شرعی اور دین میں مطلوب اور دوسری نصوص سے مقصوداً ثابت ہے۔ "**فشتان ما بینھما ولا یصح قیاس احدھما علی الآخر کما قال الرومی رحمہ اللّٰہ**":

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر   گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

وقال الرومی رحمہ اللہ:

معجزہ را باسحر کردہ قیاس   ہر دو را بر مکر بنہادہ اساس

اس مسئلہ کی مزید تحقیق کرنا ہو تو میرے رسالہ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک کا خطبہ اور مسائل المثنوی میں سرخی تحقیق حمل صوفیہ کرام آیات را بر معانی خلاف ظاہر اور رسالہ ظہور العدم بنور القدم کا اخیر مضمون ملقب بہ الحاق ملاحظہ فرما لیا جاوے۔ مقدمہ ختم ہوا آگے چند فصول میں مقصود آتا ہے۔

فصل اوّل

جس مقصود کو میں اس وقت عرض کرنا چاہتا ہوں اس کا تعلق صرف کلام مجید اور اس کی تفسیر سے ہے اور وجہ اس تخصیص بالقرآن کی یہ ہے کہ قریب مدت کے اندر احقر کو چند واقعات معلوم ہوئے۔ پہلا واقعہ جو سب سے اوّل وقوع میں آیا کہ اپنی جماعت کے ایک ذی اثر نوعمر عزیز ترجمہ یا تفسیر کی تحصیل کے لیے ایک ایسے ہی مقام میں پہنچے جہاں تفسیر میں اسی قسم کے افراط وتفریط کا احتمال اہل علم کی روایت سے معلوم ہوا تھا مگر چونکہ ہر سنی ہوئی بات موثوق نہیں ہوتی اس لیے عزم تھا کہ ان عزیز سے اس کی اصل دریافت کی جاوے گی۔ لیکن اتفاقاً اُن عزیز کو خود ایسی پریشانیوں کا سامنا ہوگیا جس سے ایسی تحقیق کی گرانی اُن پر ڈالنے کو دل نے گوارا نہیں کیا، قریب ایک سال کے اسی حالت راہنہ میں گزر گیا۔ دوسرا واقعہ غالباً ایک مہینہ ہوا ہوگا کہ مجھ کو ایک فاضل دوست نے دو رسالے اُن ہی مترجم کے دیئے۔

ایک میں سورۂ قریش کی تفسیر تھی، دوسرے میں سورۂ کوثر کی، جس کی لوح پر صریح لفظ ''سلسلہ تفسیر وتشریح مضامین سورہ'' لکھا ہے جس سے اُن تقریرات کا علم اعتبار میں داخل ماننے کا احتمال بھی دفع ہوگیا کیونکہ علم اعتبار نہ تفسیر ہوتا ہے اور نہ اس کے معلومات نصوص کے مضامین یعنی مدلولات ہوتے ہیں، صرف اُن مضامین کے مشابہ ہوتے ہیں ''كما ذكر في المقدمة'' ان کے دیکھنے سے بدرجہ اجمال وہ احتمال مبدل بہ یقین ہوگیا۔ تیسرا واقعہ اپنی جماعت کے ایک صحیفہ شہر یہ بابت شعبان ۱۳۴۷ھ میں ان عزیز کے ایک مضمون معنون بہ نتائج القرآن کے بعض مقدمات نظر سے گزرے۔ اُن کے طرز تحریر سے شبہ ہوا کہ عجب نہیں، یہ اسی شان کی تفسیر کا طوطیہ ہو۔ چوتھا واقعہ پھر وسط شعبان مذکور میں اپنی جماعت کے بعض طلباء سے ملاقات ہوئی جو اسی مقام پر جانے کو تیار تھے اور اُن ہی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ متعدد طلبہ جانے کو

ہیں جن کا سبب میرے گمان میں اُن عزیز کا جانا ہے جو واقعہ اولیٰ میں مذکور ہوا۔ اُن ہی صاحب نے چند اجزاء قلمی لکھے ہوئے دکھلائے جن میں مترجم مذکور کے ایک شاگرد نے اپنے اُستاد کی بعض تقریرات ضبط کی تھیں اور وہ اجزاء ان صاحب کو نقل کے لیے دیئے تھے۔ ان کے دیکھنے سے وہ امر محتمل مجملاً جو واقعہ دوم میں مذکور ہوا مفصلاً محقق ہو گیا۔ نیز ان اجزاء میں کچھ تعریفات اور کچھ مقدمات بھی تھے، اُن میں سے بعض مقدمات کا نتائج القرآن کے بعض مقدمات سے بعینہ توافق دیکھ کر جس پر فصل پنجم کے جزو دوم میں تنبیہ کی جاوے گی اس طوطیہ کا ظن قریب بہ یقین غالب ہو گیا جس کا ذکر واقعہ سوم میں ہوا ہے۔ احقر نے اُن صاحب کو تو وہاں جانے سے زبانی منع کر دیا مگر دوسرے غائب حضرات کے لیے بھی عموماً اور اُن عزیز کے لیے خصوصاً دلسوزی سے دل چاہا کہ اس کے متعلق کچھ مختصر سا لکھ بھی دوں تا کہ حقیقت کی اطلاع ہو جاوے۔ پھر ہر ایک اپنے دین کا خود ذمہ دار ہے۔ پھر جانا یا نہ جانا اس کا مصداق ہوگا۔ "لیھلک من ھلک عن بینة ویحیی من حی عن بینة" یہ وجہ ہے اس تخصیص کی کہ صرف قرآن مجید کے متعلق یہ مضمون لکھا جا رہا ہے۔

فصل دوم

قرآن مجید کی اصلی غرض اصلاح معاد ہے، عقائد صحیحہ و اعمال مرضیہ ظاہرہ و باطنہ سے باقی معاش کا ایک حصہ بھی چونکہ معین فی الدین ہے۔ بقدر ضرورت اس سے بھی تعرض کیا گیا ہے مگر نہ اس طرح کہ اس کے حاصل کرنے کی تدابیر بتلائی گئی ہیں بلکہ صرف اس طور پر کہ خاص حدود و قیود کے ساتھ اس کی تحصیل کی اجازت و ترغیب دی گئی ہے جیسے کتب طبیہ کی اصلی غرض تدابیر صحت کی تعلیم ہے اور چونکہ ماکولات و مشروبات بقاء صحت میں معین ہیں۔ اس لیے بقدر ضرورت اس کے احکام سے بھی تعرض کیا گیا ہے مگر نہ اس طرح کہ روٹی اور قورمہ پکانے کی ترکیب بتلائی گئی ہو

بلکہ صرف اس طور پر کہ خاص حدود و قیود کے ساتھ اس کے کھانے کی اجازت و ترغیب دی گئی ہے اور یہ دعویٰ قرآن مجید میں نظر کرنے سے کالشمس فی نصف النہار روشن ہے۔ پس قرآن مجید سے تدابیر معاش کو ثابت کرنا اور اس کو حکم قرآنی قرار دینا جیسا ان تقریرات مذکورہ واقعہ چہارم فصل اوّل میں کیا گیا ہے جن کی تفصیل فصل سوم میں آتی ہے۔ ایسا ہے جیسے کسی نے کافیہ کی کہ نحو کی کتاب ہے مسائل تصوف کے ساتھ شرح کی ہے کیا اس کو الحاد اور کج روی اور اتباع ہویٰ نہ کہا جاوے گا؟

فصل سوم

اس میں اجزاء مذکورہ واقعہ چہارم فصل اوّل میں سے بعض عبارات نمونہ کے طور پر مختصراً مختصراً نقل کرتا ہوں۔ مبصر کے لیے تو خود وہ عبارات ہی اپنی حقیقت بتلانے کے لیے کافی ہیں۔ "کما قیل سبوح لھا منھا علیھا شواھد و کما قیل ،صورت بیں حالت مپرس۔ مگر غیر مبصر کے ایقاظ کے لیے ان کے متعلق کچھ کچھ تنبیہات بھی عرض کی جاویں گی جن سے علاوہ محذورات مذکورہ مقدمہ کے اور خرابیاں بھی ظاہر ہوں گی۔ ذیل میں ملاحظہ ہو اور دونوں کو محاذاۃ میں اس لیے لکھا کہ اگر کوئی اُن عبارات کو مجتمعاً دیکھنا چاہے تو درمیان میں تنبیہات فاصل نہ ہوں۔ جیسا کہ توجیہات و تنبیہات کے تعاقب سے فصل ہو جاتا اور اس کی ہیئت ویسی ہی ہے جیسی رسالہ انموذج کی۔

توجیہات: (اوّل) ہاروت و ماروت انسان فرشتہ سیرت بود آنہارا خدا تعالیٰ ایں چنیں قدرت دادہ بود۔

تنبیہات: (اوّل) اس کی بنا، نہ کوئی نقل صحیح ہے جس کے سبب قرأۃ متواترہ کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جاوے، نہ کوئی دلیل عقلی ہے جس سے فرشتہ سے اس فعل کے صدور کا امتناع ثابت ہو۔

(دوم) مولوی عبیداللہ سندھی تطبیق پنج باقی ہم کردہ نسخ رامنسوخ کردہ

(دوم) ظاہر عبارت سے نسخ کا انکار معلوم ہوتا ہے جو جمہور کی سخت مخالفت ہے۔

(سوم) **واقیموا الصلوٰۃ** ۔اکنوں مشق قتال کنید بدانکہ نماز وزکوٰۃ نمونہ و مشق جہاد ست، وما تقدموا ہر قدر کہ مشق خواہید کرد

(سوم) صریح دعویٰ ہے کہ نماز وغیرہ خود عبادات مقصودہ بذاتہا نہیں ہیں مقصود بغیر ہا ہیں، یعنی للجہاد پھر اس سے بھی مقصود ملک داری و ملک گیری ہے۔

چنانچہ تنبیہ ششم میں اس کا شاہد آتا ہے جس کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کا بطلان ظاہر ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خود جہاد مقصود بذاتہ نہیں ہے بلکہ مقصود للعبادات المقصودہ ہے "**کما قال تعالی الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصّلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وقال تعالیٰ وقاتلوھم حتّی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للّٰہ**" ورنہ جن سے جہاد ساقط ہو گیا ہو، ان پر نماز فرض نہ رہتی، علاوہ اس کے اللہ تعالیٰ کو اس طرح ہیر پھیر کر کے مشق جہاد کا حکم دینے کی کیا ضرورت تھی جس کو آج تک کوئی بھی نہیں سمجھا تو ایسے چیستانی حکم سے فائدہ ہی کیا ہوا، پھر نماز پڑھنے سے قتال میں کون سی مہارت ہو سکتی ہے بلکہ مخالفین کی نظر میں ایک مضحکہ بنانا ہے جیسے بعضے لوگ شطرنج کی یہی مصلحت بتلاتے ہیں کہ اس سے قواعد جنگ کے معلوم ہوتے ہیں، ایسا ہی یہ بھی مضحکہ ہے، کیا اس کا صریح حکم نہیں فرما سکتے تھے۔

جیسا کہ ایک آیت میں ارشاد فرمایا: "**واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ**" اور خطاب ملائکہ کے ضمن میں فرمایا: "**فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منھم کل بنان**" اور غور کرنے کی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ایمان و اسلام کے سوال میں عقائد و نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج کو بطور تفسیر فرمایا ہے کہیں اس طرح جہاد کو بھی فرمایا ہے اور جہاد اس وقت مشروع ہو چکا تھا کیونکہ حج کی مشروعیت جہاد سے متاخر ہے۔ "**کما سیاتی فی التنبیہ السادس**"

(چہارم) **ان فی خلق السموات** (مضمون سعی رزق) در مابعد عنقریب

خواہد آمد کہ کلوا مما فی الارض لہٰذا اقبل اکل طریق حصول رزق معلوم کنانیدہ شد یعنی اللہ تعالیٰ بقدرت کاملہ خویش خزائن سماوی وارضی پیدا کردہ است وانسان را عقل دادہ است کہ آن خزائن را حاصل کردہ وجہ معیشت کند دریں زماں عمل بریں آیت باشندگان مغرب بسیار کردہ اند۔

(چہارم) آیتوں کو کس قدر توڑا مروڑا ہے کہ خدا کی پناہ، سیدھا مطلب آیات کا جو قرآن دیکھنے سے بلا تکلف ظاہر ہے یہ ہے کہ "الٰهكم الله واحد" میں دعویٰ توحید کا کیا گیا ہے، آگے آیت "ان فی خلق السمٰوات" میں اس دعویٰ پر دلیل عقلی قائم کی گئی اس کے بعد "ومن الناس من يتخذ" میں شرک واہل شرک کی مذمت فرمائی گئی ہے اس کے بعد "يايها النّاس كلوا مما فی الارض الی قوله انما حرّم عليكم الميتة الآيه" میں بعض رسوم شرکیہ کا ردّ ہے۔

غرض تمام آیات کا حاصل تصحیح عقائد ہے مگر مترجم صاحب نے ایک عجیب ارتباط کا اختراع کیا کہ اصل مقصود "كلوا مما فی الارض" کو بنایا اور وہ بھی بحیثیت ابطال رسوم شرک نہیں بلکہ مقصود بالذات ہونے کے طور پر "کما قیل، تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است ......اور "ان فی خلق السمٰوات الخ" کو اس کا مقدمہ بنایا اور آیت کا پورا عامل انگریزوں کو قرار دیا تو گویا قرآن مجید کسب دُنیا کے اس درجہ کا حکم دے رہا ہے جس کو انگریز حاصل کر رہے ہیں۔ "انا للّٰه" اس تمام تر فساد کی بنا، وہی کمبخت حسب حب ترقی ہے۔ "اللّٰهمّ احفظنا"

(پنجم) "كتب عليكم اذا حضر احدكم الخ" مثلاً پسر قوت میگردد و پدرش پیر فرتوت ست ایں پسر را باید کہ برائے پدر خود قدرے مال وصیت کند۔ "صاحبهما فی الدنيا معروفا" وایں وصیت للوارث ہم نیست چرا کہ پدر کافر وارث نمی تواند شد

(پنجم) پہلا کوئی نقلی یا عقلی قرینہ اس کا ہے بھی کہ والدین سے مراد کافر والدین ہیں، اسی لیے آج تک اس تفسیر کی کسی نے جرأت نہیں کی یہ تمام تر خرابی انکار نسخ کی ہے

کیونکہ جب اس میں نسخ نہ ہوگا تو وصیت للوارث کا اشکال لازم آوے گا، اس اشکال کے دفع کرنے کے لیے والدین کو کافر بنایا گیا۔ کیا نسخ کا اشکال اس تحریف سے زیادہ ہے۔ "ربنا لا تزغ قلوبنا" پھر حسرت پر حسرت یہ کہ جس نسخ سے بچنے کے لیے یہ مصیبت اُٹھائی اس نسخ سے اب بھی بچاؤ نہ ہوا کیونکہ کافر کی قید لگانا حدیث "الا لا وصیۃ لوارث" سے یہ تقید مطلق بالحدیث ہے تو آیت کا نسخ حدیث سے ہوا۔

(ششم) "واتموا الحج" در قتال ضروری اشیاء را مشق کردن درج کنید و آں دہ اند خروج عن الوطن خود را در محال خطرات افگندن۔ احبار را خیر باد، سادہ زندگی بسر کردن حتی کہ در کفن کفایت کردن، چوں احرام در یک لباس ملبوس بودن۔ در ماہ فلاں بتاریخ فلاں بوقت فلاں تمامی مسلمان بمرکز جمع شدن در ایں چنیں مجمع عظم مناقشات فیما بین خود را بالائے طاق داشتن از تعمیل حکم افسر بمقدار ذرہ ہم پس پاشدن۔ از خانہ خود ثمر برداشتہ آمدن ازیں ہمہ اشیاء مطلوب یک چیز است۔ یعنی حصول رضائے الٰہی واعلاء کلمۃ اللہ مقدمۂ قتال حج ست دریں سبق ست از جہاد

(ششم) سب سے اوّل تو یہی سوال ہے کہ "ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین" علاوہ اس کے اس میں بھی وہی محذور جو تنبیہ سوم میں مذکور ہوا کہ اس سے حج کا مقصود بالغیر ہونا لازم آتا ہے جو ماہر شریعت کے نزدیک صریح البطلان ہے۔

نیز تاریخ بھی اس کے خلاف پر شاہد ہے کیونکہ اہل نقل کا اس پر اتفاق ہے کہ جہاد کی فرضیت حج پر مقدم ہے۔ پھر افعال حج مقدمات جہاد کیسے ہوسکتے ہیں ورنہ مقدمات کا مقصود سے تاخر لازم آتا ہے جو عقلاً باطل ہے اور اس عبارت میں جو جہاد کا مقصود اعلاء کلمۃ اللہ کہا گیا ہے اس سے تنبیہ سوم کے اس قول پر شبہ نہ کیا جاوے جس میں ان صاحبوں کی طرف جہاد کا مقصود ملک داری و ملک گیری ہونے کو منسوب کیا گیا ہے کیونکہ یہ حضرات ملک گیری وسلطنت ہی کو رضا الٰہی بتلاتے ہیں۔

چنانچہ عبارت بست و یکم کے ختم پر یہ قول صریح مذکور ہے تا ایں مقام ملک داری

ختم شد اس میں تصریح ہے کہ ان تمام احکام مذکورہ سے جس میں "حافظوا علی الصّلوات" بھی داخل ہے جو یقیناً رضائے حق کے لیے ہے مقصود یہی سلطنت کی تحصیل ہے۔ بس رضائے حق یہی سلطنت ہوئی۔

(ہفتم) ولا تنکحوا المشرکات: مرد وزن درعقد معاہدہ پابند یک دیگر اند مرد رائی صغیر وزن رعایا صغیرست ہم چنیں حاکم ومحکوم پابند معاہدہ می باشند پس، ہرگاہ یک عورت مسلمان رعیت صغیر (منکوحہ) مشرک اگر چہ بادشاہ باشد نمی تواند شد پس جم غفیر مسلمان رعیت رائی کبیر کافر خواہد شد ہرگز نہ۔ مسلمان ہرگز کافر را راہی خود نمی تواند کرد

(ہفتم) اس میں علاوہ مفاسد مشترکہ مذکورہ بالا جیسے اس استنباط کے مقصود نہ ہونے کی کوئی دلیل نہ ہونا اور جیسے اس کا صریح حکم موجود ہوتے ہوئے اس استنباط کی حاجت نہ ہونا ایک بڑی خرابی یہ لازم آتی ہے کہ یہاں دو حکم ہیں ایک "لا تنکحوا المشرکات" اور دوسرا "لا تنکحوا المشرکین" ظاہر ہے کہ یہ حکم جو مستنبط کیا گیا ہے حکم ثانی سے مستنبط ہے۔ سو اگر یہ استنباط معتبر ہے تو چاہیے حکم اوّل سے یہ مسئلہ مستنبط کیا جاوے کہ ہرگاہ یک عورت مشرکہ رعیت صغیرہ (منکوحہ) مسلمان اگر چہ بادشاہ باشد نمی تواند شد پس جم غفیر مشرکاں رعیت رائی کبیر مسلمان چگونہ خواہد شد۔ مشرک ہرگز مسلمان را رائی خود نمی تواند کرد اب ہم منتظر ہیں کہ یہ مجتہد صاحب اس استنباط کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔ "ربنا لا تزغ قلوبنا"

(ہشتم) ویسئلونک عن المحیض، ہم چنیں در سیاست حاکم مسلمان را دخل نیست کہ کافر کہ در ملک او رعیت شدہ می ماند در وقت بت پرستی او را قتل کند و زدوکوب ودرپے او افتد چرا کہ ایں وقت نجاست ست مانند حیض

(ہشتم) اس استنباط پر تو بے ساختہ وہ مصرعہ یاد آتا ہے "لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں" جب علم وسلیقہ نہیں تو اپنے کو اضحوکہ طفلان بنانا کیا ضرور ہے یوں نہ سوچا کہ اوّل تو حیض میں جو وطی ہوتی ہے وہ اپنے انتفاع کے لیے ہوتی ہے نہ کہ عورت کے

اضرار کے لیے تو وطی کی نہی سے اضرار کی نہی پر کیسے استدلال صحیح ہوسکتا ہے اور اگر صحیح ہے تو اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ جیسے طہارت عن الحیض میں وطی جائز ہے۔ اسی طرح غیر حالت بت پرستی میں کافر کو زدوکوب کرنا جائز ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

(نہم) **نسائکم حرث لکم**، رعیت برائے شما آبادی ست خود بدسلوکی نہ کنید

(نہم) اگر حرث لکم سے یہ استنباط بواسطہ ایک مقدمہ اجنبیہ کے کہ حرث کو اُجاڑنا نہ چاہیے صحیح ہے تو "**فاتوا حرثکم انی شئتم**" سے بلاواسطہ کسی مقدمہ کے یہ استنباط بھی صحیح ہوگا کہ رعیت کے اموال میں جس طرح چاہو تصرف کرو۔ بشرطیکہ وہ استیصال تک نہ پہنچے تو کیا اس کا التزام کرنا ممکن ہے۔

(دہم) **للذین یولون من نسائھم**، چنانکہ راعی صغیر یعنی مرد را چار ماہ مہلت وغورمی باشد ہمچناں راعی کبیر را ہم مدت مذکور غور کردن باید اگر رعیت نہ فہمد پس مطابق دل خود کار کند وقطع کند۔

(دہم) اگر یہ استنباط صحیح ہے تو یہ حکم بھی لازم ہوگا کہ چار مہینہ سے زائد مہلت دینا رعیت کو جائز نہیں۔ اگرچہ نوعیت معاملہ کی اس سے زیادہ مہلت کو مقتضی ہو، اگر اس سے زیادہ مہلت دے گا تو قرآنی حکم کا مخالف ہوگا، کیا اس التزام کے لیے مجتہد صاحب تیار ہیں۔

(یازدہم) **ولا یحل لھن ان یکتمن**، حق تلفی درست نیست

(یازدہم) حق تلفی کا معصیت ہونا تو کتمان حمل کے معصیت ہونے سے اشہرو اظہر ہے خفی سے جلی کا استنباط بجز مضحکہ کے اور کیا ہے۔

(دوازدہم) **وللرجال علیھن درجه**، وقت تصادم آراء رائے حاکم راترجیح ست

(دوازدہم) مقیس علیہ میں حقوق کے تصادم کا نشان بھی نہیں جس پر تصادم آراء کو قیاس کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ مقیس علیہ ومقیس میں تماثل ضروری ہے۔

(سیزدہم) **الطلاق مرتان**، عامل اگر در ضلع خود با رعیت موافق نمی شود وفساد میکند برآں تہدید باید کرد تا سہ بار اگر نہ فہمد از اں ضلع تبدیل باید کرد

(سیزدہم) یہاں تو عورت نے جو کہ رعیت ہے اپنے مرد کے ساتھ جو کہ راعی ہے ناموافقت کی ہے تو اس سے رعیت کے ساتھ عامل کے ناموافق ہونے کے استنباط کا کیا تعلق ہے، پھر مقیس علیہ میں تو قطع تعلق کیا گیا ہے نہ کہ بقاء تعلق کے ساتھ تبدیل حالت افسوس ہے تحریف کے اُصول کے بھی قائم نہ رہے سچ ہے۔ عیب کردن را ہنر باید

(چہاردہم) **فلا تعضلوھن**: چنانچہ مرد بعد از طلاق آں را منع نہ کند از نکاح دیگر ہم چناں عاملے کہ از ضلع مستعفی شدہ است و عاملے دیگر برآں ضلع میرود باید کہ عامل اوّل بدظنی دردل عامل دیگر نکند و ایں خیال نکند کہ چونکہ از قبضہ من رفتہ در قبضہ ایں ہم نیاید

(چہاردہم) عجب مسخراپن ہے کہ عورت کہیں رعیت بن جاتی ہے۔ "**فما تکون علی حال تدوم بھا ☆ کما تلون فی اثوابھا الغول**" شاید عورت حدیث **کلکم راع** سے رعیت بنائی گئی ہو اور خلقت من ضلع اعوج سے ضلع بنائی گئی ہو۔

(پانزدہم) **والوالدات یرضعن**: ہرگاہ از جدوجہد راعی و رعیت ممالک مفتوح شوند کہ مانند اولاد ہستند پس حق رعیت این ست کہ افراد خود برائے راعی حاضر کنند و حق راعی این ست کہ برائے تعلیم و تربیت و تہذیب ایشاں زر کثیر صرف کنند۔

(پانزدہم) ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پرانی رعیت کو مثل والدہ کے قرار دیا گیا ہے اور نئی رعیت کو مثل اولاد کے پس جس طرح والدہ نے اپنے کو ارضاع کے لیے پیش کر دیا ہے اسی طرح پرانی رعیت اپنے کو خدمات ملکیہ کے لیے پیش کر دے اور جس طرح والد نے رزق و کسوۃ خرچ کیا ہے اسی طرح راعی بھی تعلیم و تربیت کے لیے صرف کرے لیکن مقیس علیہ میں تو بعد حصول اولاد کے عورت نے اپنے کو پیش پیش کیا ہے اور مقیس میں قبل فتح پیش کرنے کی ضرورت ہے اور مقیس علیہ میں رزق و کسوۃ مرضعہ کے لیے صرف کیا جاتا ہے اور مقیس میں نئی رعیت کے لیے اور اس کا خبط ہونا ظاہر ہے اور اگر کوئی توجیہ گھڑی بھی جائے تب بھی اس کا وہی حال ہوگا جو اوپر کی توجیہات کا ہے جس سے قرآن مجید بجائے ہدی و بینہ ہونے کے ایک لاینحل معما ہوگا

جو نزول سے چودہ صدی کے بعد حل ہوا اور جمیع علماءِ اُمت مصداق مصرع۔ جملہ می میرند ہادست تہی۔ کے ہو کر گزر گئے۔

(شانزدہم) **والذین یتوفون (الیٰ قوله ولا جناح علیکم فی ماعرضتم)** ہرگاہ عاملے استعفا میخواہد دیگر عاملے را این چنیں دباید کہ اعلیٰ افسر را گوید کہ جلد بجلد این را استعفاء دہید من بجائے او کار خواہم کرد لیکن اگر تعریفاً گوید کہ شما باین عامل چند مدت بسر کنید اگر این فہمد خدا تعالیٰ دیگرے آمین پیدا خواہد کرد۔

(شانزدہم) یہاں مخطوبہ عورت افسر ہوگئی اور مرد خاطب خادم ہوگیا اور یہ معلوم نہ ہوا کہ "**اربعة اشهر و عشرا**" جو اس مخطوبہ کی عدت ہے کیا اس عامل کی تعریض کے لیے بھی اسی مدت کو حکم شرعی قرار دیا جائے گا، اگر نہیں تو اُصول مخترعہ کا بھی التزام نہ رہا اور اگر قرار دیا تو کیا یہ حکم بدعت نہ ہوگا۔

(ہفدہم) **وان اردتم ان تسترضعوا**، اگر از ممالک خارجہ کساں برائے ترتیب نہر وغیرہ قوم خود طلبانیدہ شود درست است

(ہفدہم) اس عبارت کے متعلق مقدمہ میں بھی کچھ لکھا گیا ہے اور اس میں ایک خاص خبط بھی کیا گیا ہے کہ مطلق رعیت کو جو کہ قدیم کو بھی شامل ہے بجائے اولاد کے قرار دیا ہے اور عبارت پانزدہم میں صرف نئی رعیت کو بجائے اولاد کے قرار دیا تھا۔ اس کا مقتضاء یہ ہے کہ اس آیت میں صرف جدید رعیت کے مصالح کے لیے غیر ملکی لوگوں کو بلانا جائز ہوا اور اگر مختلف اعتبارات کی بناء پر سب تشبیہات کی تصحیح کی جاوے تو دوسرے شخص کو جائز ہوگا کہ دوسرے اعتبارات فرض کر کے ان احکام کے مضاد احکام قرآن سے مستنبط کرے تو قرآن کیا ہوا موم کی ناک ہوئی۔ نعوذ باللہ

(ہشتدہم) **لا جناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوهن:**
ازیں آیت مستنبط ست کہ بعد از انتخاب راعی قبل از چارج گرفتن اگر راعی بحالت مجبوری مستعفی شود جائز ست

(ہشدہم) یہاں عدم فرض مہر کے مشابہ کون چیز ہوگی اور متعہ کے مشابہ کیا چیز ہوگی جو اس مستعفی کے ذمہ ہوگی اور اس کا کیا حکم ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے ذہن چلا نہیں تو گویا یہ جزو ملک داری کے حکم سے خالی رہا، بڑی حسرت ہوئی ہوگی کہ یہ حکم خالص شرعی رہ گیا۔ اسی طرح فرض مہر کے مشابہ کیا چیز ہوگی اور اس کی تنصیف کا بھی رائی مامور ہوگا سننے کا شدت سے انتظار ہے۔

(نوزدہم) **ولا تنسوا الفضل**، رائی و رعیت را بحالت انفکاک۔ مثلاً استعفاء رعایت بیک دیگر کردن باید

(نوزدہم) مقیس علیہ میں تو رعایت بشکل تکمیل مہر یا معافی مہر تھی مقیس میں یہ تکمیل یا معافی کیا ہے، ذرا سمجھ کر گھڑا جاوے۔

(بستم) **حافظوا علی الصلوات**: اکثر ایں چنیں میباشد کہ انسان در عبادت مقید می ماند در معاملات ہر طریق کہ شارع بیان کردہ بران عمل نکند ازیں جہت خدا تعالیٰ فرمودہ کہ حفاظت ہر امر شرعی مثل حفاظت نماز ست در طریق اصلاح **فیما بین الزوجین** مثلاً حفاظت کردن می باید چنانکہ در نماز میکنند

(بستم) چونکہ برگردی و برگرد و سرت خانہ ہم گردندہ بنماید برت

جب دُنیا کا اس قدر غلبہ ہوا کہ معاملات تو عبادت مقصودہ کے درجہ میں اور عبادات مقصودہ معاملات کے درجہ میں نظر آنے لگے جو شخص آیات مقام کی بلا تدبر بھی تلاوت کرے گا وہ تو ربط مقام میں یوں کہے گا، اکثر ایں چنیں می باشد کہ انسان در معاملات و معاشرت مقید می ماند و در عبادات ہر طریق کہ شارع بیان کردہ براں عمل نکند ازیں جہت خدا تعالیٰ فرمودہ کہ حفاظت نماز اہم ست از حفاظت معاملات بر نماز چناں حفاظت کردن باید چنانکہ در معاملات میکنند۔ پھر حیرت ہے کہ طلبہ جو بعید بعید احتمالات کو قادح استدلال سمجھتے ہیں ایسے قریب احتمالات کو بھی کیسے قادح نہیں سمجھتی:

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

(بست ویکم) فان خفتم ، یعنی اگر امرے باعث مجبوری بجا نہ آید کہ زوج مفلس است اورا معاف است تا ایں مقام ملک داری ختم شد۔

(بست ویکم)

خست اوّل چوں نہد معمار کج　　تا ثریا میرود دیوار کج

جب امر بحفظ الصلوٰۃ سے مقصود امر بحفظ المعاملات ہے تو ظاہر ہے کہ عجز عن الصلوٰۃ سے مقصود عجز عن المعاملات ہونا لازم ہوگا۔ انا اللہ اور اس جملہ اخیرہ ما ایں مقام ملک داری ختم شد نے تمام عذروں کا باب مسدود کر دیا کیوں کہ اس میں تصریح ہے کہ مدلول ان آیات کے یہی قوانین ہیں ملک داری کے۔

چنانچہ اس کے بعد ملک گیری کے مضامین ہیں جن میں سے بعض یقیناً مدلول قرآن ہیں جیسے قصہ طالوت و جالوت کا پس یہ صریح قرینہ ہے کہ یہ مضامین ملک داری کے بھی مدلول قرآنی ہیں۔ پس اس سے سب عذر ختم ہوگئے۔ آگے بھی گفتگو کی جاسکتی تھی لیکن مقصود صرف نمونہ دکھلانا ہے جو طالب حقیقت کے لیے کافی ہے اور غیر طالب کے لیے دفتر بھی ناکافی ہے۔ لہٰذا اسی نمونہ پر اکتفا کیا گیا۔ واللہ الموفق

فائدہ: ان مترجم صاحب کے بعض نظراء کی تفسیر سورۂ بقرہ بھی نظر سے گزری۔ انہوں نے بھی تمام آیات کو اسی طرح مصالح و مسائل پر چسپاں کیا ہے اور بناء اس کی ان کے اقرار سے یہ ہے کہ سورۂ بقرہ کا موضوع خلافت کبریٰ کو قرار دیا ہے اس لیے ہر آیت کو کھینچ تان کر اس موضوع پر منطبق کرنے کی کوشش کی تا کہ موضوع محفوظ رہے اور ان کے بعض متبوعین کی یہ رائے سنی گئی ہے کہ ہر سورت کا ایک خاص موضوع ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کا کلیاً دعویٰ کرنا خود یہ بنا ہی فاسد ہے اگر بے تکلف کسی سورت کا کوئی خاص موضوع خصوصیات مضامین سے ذہن میں بے تکلف آجاوے۔ بشرطیکہ آیات میں تغیر نہ کرنا پڑے قابل انکار نہیں۔ مثلاً سورہ اخلاص کا موضوع توحید ہونا ظاہر ہے یا سورہ احزاب کا غالب حصہ تعلیم احترام نبوی ہے۔

باقی ہر سورت میں اس کا دعویٰ محض تکلف و تعمق ہے۔

تتمہ فصل سوم

شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ ممکن ہے کہ ان عبارات مذکورہ فصل سوم کی نسبت صاحب ترجمہ کی طرف غیر واقعی ہو یا تخلل واسطہ سے اس میں کچھ تغیر و تبدیل ہو گیا ہو اس لیے بطور تتمہ کے اُن دونوں رسالوں کے مضامین سے بھی بہت مختصر تعرض کرتا ہوں جن کا ذکر فصل اوّل کے واقعہ دوم میں کر چکا ہوں یعنی ایک سورہ کوثر کی تفسیر دوسری سورہ قریش کی کیونکہ قرائن عادیہ سے ان کی نسبت الی المترجم میں یہ احتمال نہیں۔ چنانچہ ان کی لوح پر مترجم کے نام کے ساتھ عبارت مرقوم ہے۔ "من العبد المذنب الراجی رحمة اللّٰہ العلی الخ" جس سے صاف ظاہر ہے کہ مترجم صاحب اس نسبت کے خود مقر ہیں۔ احتمال غلطی نسبت تو اس سے مدفوع ہو گیا باقی احتمال اس کے علم اعتبار ہونے کا ان رسالوں کی عبارات لوح سے مدفوع ہے جو فصل اوّل کے واقعہ دوم میں مذکور ہوئی ہیں اور چونکہ دونوں رسالے ایک ایک جزو کے ہیں اور ان سے تفصیلاً تعرض کرنے میں تطویل ہے جس کی حاجت نہیں، اس لیے ان کا ملخص (جو قریب قریب ان رسالوں کے الفاظ ہی میں ہے) نقل کر کے ان کی حقیقت پر اختصار کے ساتھ آگاہ کرتا ہوں کہ مقصود اس سے حاصل ہو جائے گا۔ "فاقول ومن اللّٰہ التوفیق وبیدہ ازمة التحقیق والھدایه الٰی سواء الطریق"

خلاصہ رسالہ متعلقہ سورہ کوثر

کوثر سے مراد قرآن ہے جو ایک نعمت عظمٰی ہے۔ آیت "اِنَّا اَعْطَیناک الکوثر" میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ آگے "فصلّ لربک وانحر" میں اس نعمت کے شکر کا امر ہے اور وہ شکر دو عمل سے ہے، ایک صلوٰۃ سے جو عبادات بدنیہ سے سب سے بڑی عبادت ہے جس سے مقصود بالذات قرآن کی تبلیغ ہے۔ گویا اشاعت کتاب کی ایک بہترین صورت شارع نے تجویز فرمائی۔ دوسرے قربانی سے جو عبادات مالیہ میں سب سے بڑی

ہے۔آگے "ان شانئک ھو الابتر" میں آخری نتیجہ یہ تلایا ہے کہ جب ہر دو اُصول مذکورہ پر عمل کرنے کے لیے آمادہ ہو جائیں گے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ جو اس خدا پرست جماعت کے مقابلہ میں آئے گا ذلت و نامرادی اور بربادی کا منہ دیکھے گا۔

خلاصۂ رسالہ متعلقہ سورہ قریش

الاعتبار والتاویل جس طرح قریش شعائر اللہ میں سے بیت اللہ الحرام کے مجاور و محافظ تھے اور اسی عہدہ جلیلہ کے باعث رب البیت کی عبادت اور اس کے پیغمبر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت ان کا فرض منصبی قرار دی گئی تھی۔ بعینہٖ اسی طرح علماء کرام اور صوفیائے عظام اللہ تعالیٰ کے دو شعائروں کے محافظ ہیں۔

ایک کتاب اللہ دوسرا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کتاب اللہ کی حفاظت تو ظاہر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت سے مراد محافظت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حاصل یہ ہے کہ سورہ قریش سے اعتباراً و تاویلاً ربانی علماء کرام و صوفیائے عظام کا فرض منصبی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ حضرات اشاعت کتاب و سنت کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیں، اپنے اوقات عزیزہ یعنی اپنی زندگی کا بہترین حصہ اس کام کے لیے وقف کردیں، پھر خواہ توکل قسم اوّل اختیار کریں یعنی ترک اسباب بالکلیہ یا قسم دوم یعنی تجارت زراعت وصنعت وحرفت وغیرہ یہ تو ملخص تھا ان دونوں رسالوں کا اب ان کی حقیقت کے متعلق کرتا ہوں۔

(نمبر اوّل) کوثر کی تفسیر قرآن کے ساتھ مضائقہ نہیں۔

(نمبر دوم) "فصل لربک وانحر" کو شکر نعمت پر محمول کرنے میں کلام نہیں۔

(نمبر سوم) لیکن صلوٰۃ سے تبلیغ کا مقصود بالذات ہونا محض بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل ہے۔ بلا دلیل ہونا تو ظاہر ہے اور خلاف دلیل اس لیے کہ تبلیغ قرآن کا خطاب مسلمانوں کے ساتھ خاص نہیں اور اقتداء فی الصلوٰۃ مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے۔

نیز اگر اس سے تبلیغ مقصود ہوتی تو نمازیں سب جہری ہوتیں کیونکہ تبلیغ غیر جہری سے تبلیغ کی غرض ہی حاصل نہیں ہو سکتی۔

(نمبر چہارم) "ان شانئک ھو الابتر" کو "فصلّ لربک وانحر" پر مرتب کرنا بالکل قرآن کی تحریف ہے الفاظ قرآنیہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ یہاں کوئی کلمہ ترتیب کا نہیں اور محض ترتیب ذکری ترتیب حکمی کو مستلزم نہیں اور شانِ نزول کے بھی خلاف ہے کیونکہ جس کافر کی گستاخی پر آپ کے تسلیہ کے لیے یہ سورت نازل ہوئی اس کی ابتریت کا حکم خود مستقل و مقصود ہے، صلوٰۃ و نحر پر مرتب نہیں۔ یعنی یہ مراد نہیں کہ اگر آپ صلوٰۃ و نحر ادا کریں گے تب تو وہ ابتر ہو گا ورنہ نہیں۔

حاصل سورت کا یہ ہے کہ اس بیہودہ بکنے سے آپ رنج نہ کیجئے بلکہ دو مضمونوں سے تسلی حاصل کیجئے، ایک یہ کہ ہم نے آپ کو بڑی بڑی نعمتیں دی ہیں، ان کا شکر کیجئے، دوسرے یہ کہ ہم نے آپ کے دشمن کی نعمتوں کو منقطع کر دیا ہے باقی صلوٰۃ و نحر کے خواص و برکات خود مستقلاً نصوص میں وارد ہیں جو مصلی و ناحر کے اعداء کے مغلوب و مخذول ہونے سے بدرجہا اکثر و اعظم ہیں پھر خواہ مخواہ اس آیت میں ان کا ٹھونسنا اور بلاغت قرآن کو برباد کرنا اور قرآن کو ایک چیستان بنانا کیا ضرور اگر ان برکات کا بیان کرنا ہے ان نصوص کی طرف مستند کر کے بیان کرنے سے کون امر مانع ہے مگر جدت اور جدت سے شہرت کیسے ہو گی مصیبت تو تمام تر یہ ہے کہ وہ بات کہو جو کسی نے نہ کہی ہو۔ یہ تو خلاصہ سورۂ کوثر کے متعلق کلام تھا۔

آگے خلاصہ سورہ قریش کے متعلق عرض ہے۔ اس میں غنیمت ہے کہ قرآن کی تحریف نہیں کی گئی بلکہ اپنے نزدیک الاعتبار والتاویل کا عنوان قائم کر کے اعتراض کو گویا دفع کر دیا لیکن دو سوال اب بھی ہیں ایک یہ کہ لوح پر لفظ سلسلہ تفسیر اس اعتبار و تاویل کی نفی کر رہا ہے۔ جیسا فصل اوّل کے واقعہ دوم میں مذکور ہے دوسرا یہ کہ علماء و صوفیہ کا یہ فرض منصبی دوسرے نصوص میں صراحۃً مذکور ہے، پھر اس کو اس سورہ میں

ٹھونسنا اور قیاس سے ثابت کرنا کیا ضرور ہے۔

جیسا خلاصہ سورہ کوثر کے متعلق کلام میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہاں اگر ان مضامین کو ثابت کرنا ہے تو اپنے محل سے کیا جاوے اور تائید ایسے مضامین مناسبہ سے بھی کردی جاوے اور دلالات و تائید کی جدا جدا سُرخیاں قائم رکھی جاویں۔

بشرطیکہ اُن حدود سے تجاوز نہ ہو جو مقدمہ میں مذکور ہوئی ہیں تو مضائقہ نہیں لیکن ان رسالوں میں جو طرز اختیار کیا گیا ہے اس سے تو صاف دلالت کا شبہ ہوتا ہے جو حقیقت کے خلاف اور بدعت ضلالت و محل وعید شدید اور واجب الاجتناب ہے لیکن اگر تائید کا عنوان اختیار کریں تو پھر ایسے تمام تر توجیہات کا تار و پود ہی درہم برہم ہو جائے گا اور وہی پرانی تفسیریں رہ جائیں گی جن سے یہ نئے لوگ صرف ملول ہی نہیں بلکہ نفور ہو چکے ہیں۔ "اللھم اھدنا و سددنا"

فائدہ: ہر چند کہ وجوہ دلالت معتبرہ عند اہل العلم کتب اُصول و عربیہ میں مفصلاً مدون و منضبط ہیں لیکن اس کی حقیقت اجمالیہ پر کتب میزانیہ سے بھی متنبہ کیے دیتا ہوں اس کی تعریف مشہور ہے "الدلالہ ھو کون الشیء بحالة یلزم من العلم به العلم بشیء آخر" اور ظاہر ہے کہ مضامین "متکلم فیھا" مدلول بدلالت مطابقیہ یا تضمیہ تو ہیں نہیں اگر احتمال ہے تو دلالت التزامیہ کا ہے۔ "لکن بحسب اصطلاح اھل العربیة لانه ھو المعتبر فی المحاورات" پھر اس میں بھی لزوم بین تو یقیناً منفی ہے پس صرف لزوم غیر بین رہ گیا مگر جب کہ جزم باللزوم اس میں بھی ضروری ہے۔ گو یہ جزم محتاج واسطہ کا ہوتا ہے جیسے حدس یا تجربہ وغیرہ اور یہاں خود جزم باللزوم ہی نہیں تو لزوم غیر بین کا تحقق بھی نہ ہوا، سو دلالت التزامیہ بھی نہ پائی گئی۔ پس دلالت بھی منفی ہوگی تو ان معانی کو معانی منقولہ عن المحققین پر قیاس کرنا اور ان کے بعض دلالات کے اختفاء پر اپنی دلالات کے انتفاء کو قیاس کرنا بالکل اس شعر کو یاد دلاتا ہے:

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

فصل چہارم

تفسیر کے اس طرز مبتدع ومخترع کا کہ اپنے مقاصد کو زبردستی قرآن میں داخل کرنے کی سعی کی جاتی ہے جیسے ایک سبب بعض کے لیے غلو فی العمل ہے کہ ہر عمل دینی سے بھی مقصود مصالح معاشیہ کو سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض کے لیے دوسرا سبب غلو فی الاعتقاد بھی ہے۔ یعنی **حجج** اربعہ شرعیہ میں سے تین کی نفی کر کے اور حجیۃ کو صرف قرآن مجید میں منحصر کر کے اس کی کوشش کر لیتے ہیں کہ ہر حکم کو قرآن سے ثابت کریں خواہ ثابت ہو یا نہ ہو اس فصل میں تبعاً اس کا ابطال بھی اجمالاً فی الکلام واکمالاً المرام کیا جاتا ہے اور چونکہ مبنی اس طرز کا نفی ہے ادلہ ثلثہ کی اس لیے ان ادلہ کی حجیت وضرورت کا اثبات اس غلو کے ابطال کے لیے کافی ہے، سو اس کو ثابت کرتا ہوں۔

حجیۃ الحدیث

قال اللّٰہ تعالٰی ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا وعن ابی رافع قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نھیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللّٰہ اتبعناہ رواہ احمد و ابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ والبیھقی فی دلائل النبوۃ وعن المقدام بن محمد معدیکرب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علٰی اریکتہ یقول علیکم بھذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کما حرم اللّٰہ الا لایحل لکم الحمار الاھلی ولا کل ذی ناب من السباع ولا لقطۃ معاھد الا ان یستغنی عنھا صاحبھا ومن نزل بقوم فعلیھم

ان یقروه فان لم یقروه فله ان یعقبهم بمثل قراه رواه ابو داؤد والدارمی نحوه و کذا ابن ماجة الٰی قوله کما حرم اللّٰه وعن العرباض بن سارية قال قام رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم فقال ایحسب احدکم متکئا علی اریکته یظن ان اللّٰه لم یحرم شیئا الا ما فی هٰذا القرآن والاوانی واللّٰه قد امرت ووعظت ونهیت عن اشیاء وانها لمثل القرآن او اکثر ان اللّٰه لم یحل لکم ان تدخلوا بیوت اهل الکتاب الا باذن ولا ضرب نسائهم واکل ثمارهم اذا اعطوکم الذی علیهم رواه ابوداؤد و فی اسناده اشعث بن سعد المصیصی قد تکلم فیه وقلت لا یضر مثل هذا الکلام بعد تعدد الطرق الذی علی ان یبلغ حدالتواتر المعنوی. (مشکوٰة باب الاعتصام)

حجیۃ الاجماع

قال اللّٰه تعالٰی ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم الآیة وعن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان اللّٰه لا یجمع امتی او قال اُمة محمد علی ضلالة وید اللّٰه علی الجماعة ومن شذ شذ فی النار رواه الترمذی وعنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار رواه ابن ماجة من حدیث انس و عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم (فی حدیث طویل) وعلیکم بالجماعة والعامة رواه احمد و عن ابی ذر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه رواه احمد و ابوداؤد (مشکوة باب الاعتصام) وقال فی المرقاة فی الحدیث

الاوّل فیه دلیل علی حجیة اجماع الامة قلت و کذا فی ما بعده لانه اذا لم یجز مخالفة الجماعة بمخالفة الجمیع.

حجیۃ الاجتہاد والقیاس

قال اللّٰہ تعالیٰ ففھمناھا سلیمان وقال اللّٰہ تعالیٰ فاعتبروا یا اولی الابصار وعن معاذ بن جبل ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لما بعثہ الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللّٰہ قال فان لم تجد فی کتاب اللّٰہ قال بسنة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنتہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اجتھد رایی ولا آلو قال فضرب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم علیٰ صدرہ وقال الحمد للّٰہ الذی وفق رسول رسول اللّٰہ لما یرضیٰ بہ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الترمذی و ابوداؤد والدارمی وعن عبداللّٰہ بن عمرو ابی ھریرہ قالا قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اذا حکم الحاکم فاجتھد و اصاب فلہ اجران واذا حکم فاجتھد و اخطأ فلہ اجر واحد. متفق علیہ (مشکوۃ باب العمل فی القضاء) قلت الحدیث الاوّل صریح فی الاجتھاد فی الحکم والثانی علم لہ وفی الاجتھاد فی فحص الواقعہ.

فصل پنجم

اس میں دو جزو ہیں۔ جزواوّل: دررفع اشتباہ متعلق مضمون فصل چہارم اگر کسی کو شبہ ہو کہ قرآن مجید میں ہے: ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء الآیة اور حدیث میں ہے عن عبداللّٰہ بن مسعود قال لعن اللّٰہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق

الله فجاء ته امراة فقالت انه بلغنی انک لعنت کیت و کیت فقال مالی لا العن من لعن رسول الله صلی الله علیه وسلّم ومن هو فی کتاب الله فقالت لقد قرأت ما بین لو حین فما وجدت فیه ما تقول قال لئن کنت قرایته لقد وجدتیه اما قرأت ما اتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا قالت بلٰی قال فانه قد نهی عنه متفق علیه. (مشکوٰۃ باب الترجل)

اور کسی بزرگ کا قول مشہور ہے:

جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنه افهام الرّجال

ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں تمام احکام معادیہ یا کہ معاشیہ بھی مذکور ہیں۔ پھر اگر کوئی ان سب کو قرآن سے ثابت کرنے لگے تو کیا حرج ہے بلکہ عین مطلوب ہے۔ جواب یہ ہے کہ آیت میں تبیان عام ہے بواسطہ یا بلا واسطہ کو اور کل سے مراد خاص دین کی باتیں ہیں۔ پس دُنیا کی باتیں تو مراد ہی نہیں اور دین کی باتیں بعض سنت و اجماع و قیاس سے ثابت ہیں اور ان تینوں کا حجت ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ "کما ذکر آنفا پس امور ثابته بهٰذه الدلائل" بھی بواسطہ قرآن سے ثابت ہیں اور حدیث کا یہی محمل ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول میں صریح ہے باقی شعر اوّل تو حجت نہیں۔ وعلیٰ تقدیر التسلیم استغراق کے حقیقی ہونے کی کوئی دلیل نہیں عرفی محتمل ہے جیسے اس آیت میں ہے: "و اوتیت من کل شیء" اور جیسے اس قول میں ہے جمع الامیر الصاغۃ اور استغراق حقیقی کے تسلیم پر طرق دلالت منجملہ اسرار ہیں۔ جیسا دوسرا مصرعہ اس کا قرینہ بھی ہوسکتا ہے کیونکہ اگر طرق متعارفہ مراد ہوتے تو ان سے تو افہام قاصر نہیں رہے اور یہ اسرار ایسے ہیں۔

جیسے حضرت شیخ اکبر کے ایک مشہور رسالہ شجرہ نعمانیہ میں سورہ روم کی شروع آیات سے ملوک سلطنت اسلامیہ ترکیہ کے واقعات کا استخراج کیا گیا ہے۔ سو ایسے اسرار کشفیہ میں گفتگو نہیں کیونکہ وہ مقاصد قرآنیہ سے نہیں خوب سمجھ لو۔

اور اس شبہ کے بعض اور بھی مناشی ہوسکتے ہیں "کالمذکور فی النوع الخامس والستین من الاتقان" ان سب کا جواب ان وجوہ میں ہے جو ادنیٰ تامل سے ان میں جاری ہوسکتے ہیں۔(۱) بعض کا کتب کی تفسیر باللوح سے۔

(۲) بعض کا دلالت بواسطہ سے (۳) بعض کا عموم کا مخصوص بالدین ہونے سے، پھر عموم کے بھی عرفی ہونے سے (۴) بعض کا کتاب کی تفسیر بالشریعت سے بقصد نفی رائے کے (۵) بعض کا عدم ثبوت سے (۶) بعض کا عدم دلالت سے

(۷) بعض کا عدم مقصودیت سے (۸) بعض کا عدم حجیت سے "بناءً علیٰ کون القائل مجھولًا" (۹) بعض کا مستنبط کے محض نکتہ ہونے سے جس کو مدلولیت سے کوئی تعلق نہیں (۱۰) بعض کا طرح بعارضۃ الاقویٰ سے (۱۱) بعض کا عموم الاصول و الکلیات للفروع والجزئیات سے (۱۲) بعض کا ارادۂ احتمال سے (۱۳) بعض کا توافق بدون المقصودیت سے (۱۴) بعض کا حمل علی الاسرار الکشفیۃ غیر المقصودہ سے "کقول لوضاع لی عقال بعیر لوجدته کتاب اللّٰہ تعالیٰ والادب حمل الوجدان علیٰ وجدان ادب صیاعه بالصبر علیه الداخل فی قوله تعالیٰ اذا اصابتھم مصیبة لا وجدان مکان فقده وزمانه"

(۱۵) بعض کا خود تامل کے تردد سے "و امثال ذالک" اور ان شاء اللہ یہ وجوہ تمام مناشی حاضرہ وغائبہ کے جواب کے لیے کافی ہوں گے۔

تذنیب

بعض لوگ ایسے احاطہ کے تو قائل نہیں ہوئے لیکن ایسے اختراعات کو حدیث "لاینقضی عجائبه" سے "ما ذون فیه" سمجھتے ہیں مگر موٹی بات ہے کہ اگر وہ اختراعات مدلول قرآنی نہ ہوں تو وہ عجائب القرآن کیسے ہوں گے۔

پس ثابت ہوا کہ ان کا مدلول قرآنی ہونا لازم ہے اور یہاں مدلول ہی نہیں

"کما ذکر فی آخر الفصل الثالث" اب توضیحاً للمقصود عجائب القرآن کے بعض امثلہ ذکر کرتا ہوں جن کی نسبت آیا ہے۔ "لاینقضی عجائبه" اوران میں بواسطہ یابلاواسطہ پانچ صفات کا ہونالازم ہے۔

اوّل ان کامدلول ہوناورنہ وہ قرآن کی طرف منسوب نہ ہوں گے۔

دوسری صفت ان کا عجیب ہونا خواہ "من حیث الذات" خواہ "من حیث مدلولیة القرآن" جیسا کہ ان کالقب ہی اس پردال ہے۔

تیسری صفت جودوسری کے لیےلازم ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت ان میں سے جس فرد کاظہور ہوا ہے اس سے پہلے اس کی اس شخص کے علم میں خواہ واقع میں کسی کا ذہن نہیں گیا۔

خواہ اس لیے کہ دلالت غامض تھی یا اس لیے کہ اس کی طرف کسی کے ذہن کو التفات نہیں ہوااور خواہ وہ اور کسی دلیل کامدلول نہ ہواور خواہ اور کسی دلیل کا بھی مدلول ہومگر کسی خاص نص کے مدلول ہونے کےاعتبار سے وہ عجیب قرار پایا۔

چوتھی صفت ان کاغیر منقضی ہونایعنی خواہ کتنا ہی زمانہ گزرجائے مگران کاخاتمہ نہ ہو۔

پانچویں صفت جو اس چوتھی کے لیے لازم ہے وہ یہ ہے کہ وہ عجائبات ایسے احکام وشرائع نہ ہوں گے جو پہلے سے کسی نص سے ظاہر نہ ہو چکے ہوں کیونکہ شرائع کا تاخرزمانہ حاجت سے جائز نہیں اس لیے وہ زمانہ حاجت کے اندراندر مکمل ہو جاویں گےاور تکمیل کے لیے منتہی و منقضی ہوناواجب ہے۔اس لیے وہ اس قسم کے شرائع نہ ہوں گے بلکہ یاتو دوسری قسم کےعلوم لطیفہ نافعہ ہوں گے جن کا ظاہر نہ ہونادین میں مضر نہ تھااور یااگر شرائع ہی ہوں تو ایسے شرائع ہوں گے جو پہلے سے دوسرے نصوص کے مدلول ہیں صرف اس نصف خاص کے مدلول ہونے کے اعتبار سے عجائب میں داخل ہوں گےاور عموم ازمنہ میں ماضی اور حال اور مستقبل سب داخل ہیں۔

چنانچہ ماضی میں تو یہ عدم انقضاء تدوین سے ظاہر ہے اور حال میں علماء کی تقریرات وتحریرات سے مشاہدہ ہورہاہے جن میں سے بعض مدون بھی نہیں ہوتے اور

مستقبل میں پیشین گوئی کی بناء پر اُن کے ظہور دائم کا اعتقاد ہے اور گو وہ خبر قطعی نہیں لیکن قرون متطاولہ میں اس کا وقوع متصل نہایت قوت کے درجہ میں اس خبر کو قریب قطعیت کے پہنچاتا ہے۔ اب ان امثلہ کو پیش کیا جاتا ہے مگر ان امثلہ کو ماضی میں سے تو اس لیے نہیں لیا کہ اس زمانہ حال تک عدم انقضاء کا ظہور نہ ہوتا تھا اور مستقبل کے لینے پر قدرت نہ تھی اس لیے حال میں سے لیا جاتا ہے جو کہ علماء موجودین کے ملفوظات و مکتوبات میں پائی جاتی ہیں مگر چونکہ احقر کو ان کا احاطہ نہیں اس لیے بجبوری اپنی تقریرات و تحریرات میں سے صرف چھ مسئلے جو بے تکلف یاد آ گئے بطور نمونہ کے لیتا ہوں ورنہ تتبع سے ان کا بڑا عدد جمع ہو سکتا ہے اور اپنے کلام سے لینے میں ایک دوسری حکمت بھی ہے اور وہ حکمت اس کا ظاہر کرنا ہے کہ جب مجھ جیسے کم علم کے زبان و قلم پر بھی یہ عجائب ظاہر ہو جاتے ہیں تو علماء سے تو کس درجہ ظہور ہوا ہوگا تو اس سے "لاینقضی عجائبه" کا کامل مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ ان چھ مسئلوں میں سے دو مسئلے علم سلوک کے ہیں اور دو مسئلے علم کلام کے اور دو علم میزان کے۔

المسئلة الاولٰى

النهى عن التصدى للامور الغير الاختيارية.

المسئلة الثانى

الحض على الامور الاختيارية: قوله تعالٰى ولا تتمنوا ما فضل الله به بعضكم علٰى بعض للرجال نصيب مما اكتسبوا وللنساء نصيب مما اكتسبن واسألوا الله من فضله ان الله كان بكل شیء عليما: فى الجلالين نزلت لما قالت ام سلمة ياليتنا كنا رجالاً فجاهدنا الخ قلت مقابلة ما فضل الله بما اكتسبوا دليل علٰى كون المراد بما فضل الله مالا يكون مكتسبًا ويؤيده رواية الجلالين

لحصل من الآية ان الفضائل موهوبة غير اختيارية و مكسوبة اختيارية ويتعلق بالاوّل التمنى فنهى عنه وبالثانى الاكتساب وحض عليه ولقوله واسئلوا اللّٰه من فضله تعلق بالنهى عن التمنى وتعلق بالحض تقرير الاوّل ان الاستعدادات مختلفة متفاوتة فقسم اللّٰه تعالٰى لكل ما يصلح له بمقتضى استعداده فالتمنى لانفع فيه نعم ينفع السؤال من فضل اللّٰه تعالٰى فيعطيه من احسانه الزائد وانعامه المتكاثر ما يناسب حاله وتقرير الثانى ان الاكتساب و ان كان محضوضا عليه لكن لايغتر به ولا يعتقده علة للثمرات بل يسئل اللّٰه تعالٰى من فضله ويعتقد ان ما اعطٰى من ثمرات الاعمال هو من فضل اللّٰه تعالٰى لا من لوازم عمله وكذا قوله تعالٰى ان اللّٰه كان بكل شيء عليما له ربط بالنهى عن التمنى والمعنى ان اللّٰه لما كان عليما فضل بعضهم علٰى بعض حسب مراتب استعدادتهم وتفاوت قابلياتهم وربط بالاكتساب والمعنى ان اللّٰه لما كان عليما يجازيكم علٰى ما اكتسبتم حسب تفاوت نياتكم واخلاصكم والنهى عن التصدى للفضائل الغير الاختيارية من اعظم مقاصد الفن فان هذا لتصدى من اعظم المشوشات المانعة عن التوجه فى المقصود و كذا النهى عن النظر الى المجاهدات والعجب بها كداب من لم يذق من كاس الفناء ولم ينج من العناء قلت ودلالة الآية على المسئلتين ظاهرة.

المسئلة الثالثة

قدم الكلام النفسي.

المسئلة الرابعة

حدوث الكلام اللفظى: قوله تعالٰى: انا جعلناه قرانًا عربيًا لعلكم

تعقلون وانه فی اُم الکتاب لدینا لعلی حکیم : الجعل ان فسر بالخلق دل علٰی مخلوقیة ما اتصف بکونه عربیا وما هو الا الکلام اللفظی ولو فسر اُم الکتاب بالعلم الالهی کما اخرج عبدالرزاق و ابن جریر عن سیاء عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه انه سال کعبا رضی اللّٰہ عنه عن اُم الکتاب فقال علم اللّٰہ ما هو خالق وما خلقه عاملون الخ کانت الآیة دالة علٰی قدم الکلام النفسی و یفسر قوله لدینا بکونه فی مرتبة الصفات التی هی اقرب الی الذات ویفسر قوله لعلی بکونه عالیا عن الحدوث وقوله حکیم بمحکم لان القدیم لایتغیر والمسئلتان عقلیتان وانما ذکرت ما ذکرت تبرعًا وتقویة للعقل بالنقل فان الشیء یمکن ان یثبت بدلیلین لکن لا بدفیهما من الدلالة.

المسئلة الخامسة

دلیل کا جواب کہیں منع سے بھی دیا جاتا ہے۔

المسئلة السادسة

موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہے اور سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہے۔ ”قال اللّٰہ تعالٰی لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منهم الی قوله تعالٰی اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم“ تقریر اثبات مسئلہ خامسہ کی یہ ہے کہ کسی کو حقیر سمجھ کر اس کے ساتھ تمسخر کرنا یہ عملاً قوت میں اس دعوے اور دلیل کے ہے کہ مجھ کو اس کے ساتھ تمسخر کرنا جائز ہے کیونکہ یہ مجھ سے حقیر ہے اور جو کسی سے حقیر ہو اس کو اس سے تمسخر کرنا جائز ہے۔ پس مجھ کو بھی اس کے ساتھ تمسخر کرنا جائز ہے۔

”عسٰی ان یکونوا“ میں اس دلیل کے مقدمہ اولیٰ پر منع وارد کیا گیا ہے یعنی ہم نہیں مانتے کہ یہ تم سے حقیر ہے بلکہ یہ بھی احتمال ہے کہ تم سے اچھا ہو اور مسئلہ سادسہ

کے اثبات کی یہ تقریر ہے کہ بے دلیل گمانوں کا اتباع کرنا یہ عملاً قوت میں اس دعوے کے ہے کہ یہ سب گمان صحیح ہیں اور یہ موجبہ کلیہ ہے اور **ان بعض الظن اثم** قوت میں اس کی ہے کہ بعض گمان صحیح نہیں ہوتے اور یہ سالبہ جزئیہ ہے۔ اس سے وہ موجبہ کلیہ مرتفع ہو گیا یا اتباع ظنون اس دعوے کی قوت میں کہ کوئی گمان غلط نہیں اور یہ سالبہ کلیہ ہے اور **ان بعض الظن** اس کی قوت میں ہے کہ بعض گمان غلط ہیں اور یہ موجبہ جزئیہ ہے، اس سے وہ سالبہ کلیہ مرتفع ہو گیا اور یہ دلالت بھی ظاہر ہے کیونکہ "**نہی لاتجسسوا**" اور امر **اجتنبوا** کا صحیح ہونا موقوف ہے ان دونوں مسئلوں کی صحت پر جیسا کہ ظاہر ہے اور وجود موقوف مستلزم ہوتا ہے وجود موقوف علیہ کو۔

پس آیت ان دونوں مسئلوں پر بالالتزام دال ہوئی اور یہ دلالت التزامی حسب اصطلاح اہل عربیتہ ہے۔ گو لزوم اتفاق سے عقلی بھی ہے لیکن اگر کہیں لزوم عادی بھی ہو وہ بھی کافی ہے۔ عجائب قرآن اس طرح قرآن کے مدلول ہوتے ہیں خواہ دلالت قطعی ہو یا ظنی اور گو وہ مدلولات دوسری دلیل سے بھی ثابت ہوں کیونکہ مدلول واحد کے لیے تعدد دلیل میں کوئی محذور نہیں اور معانی مخترعہ تو کسی طور پر قرآن کے مدلول ہیں ہی نہیں فافترقا۔

جزو دوم در رفع اشتباہ متعلق مضمون اصل رسالہ

فصل اوّل کے چوتھے واقعہ میں مترجم متکلم فیہ کی تقریرات میں بعض تعریفات اور بعض مقدمات کے ہونے کا اجمالاً ذکر ہو چکا ہے۔ وہ ذیل میں تفصیلاً منقول ہیں:

"**التعریفات: التفسیر مایتوقف علی المنقول، التاویل، هو صرف الآیة الی معنی یلیق بها محتملا لما قبلها وما بعدها وغیر مخالف لکتاب والسنة. التفسیر بالرائے هو تاویل القرآن علی مراد نفسه وما هو تابع لهواه**"

مقدمات اربعہ

(۱) احکام قرآن عام اند (۲) ربط آیات توقیفی ست (۳) مخاطب قرآن

شریف و مستفید ازاں محض سلیم الفطرت و موحد است (۴) ترک معنی حقیقی درست نیست مگر بوقت تعذر حقیقت مجاز متعارف گرفتہ خواہد شد اھ۔ ان میں سے بعض مقدمات زیر عنوان نتائج القرآن شائع بھی ہوئے ہیں۔ جیسا فصل اوّل کے چوتھے واقعہ میں مذکور ہوا ہے اس کو دیکھ کر ایک سوال ناشی ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی تفسیر میں ان تعریفات و مقدمات کو پیش نظر رکھے گا اس سے ابتداع و اختراع کیسے صادر ہو سکتا ہے جس کو فصل سوم میں ذکر کیا گیا۔ جواب یہ ہے کہ اوّل تو ان میں سے بعض پر کلام بھی ہو سکتا ہے دوسرے اس سے قطع نظر کر کے بھی یہ سب برائے گفتن ہے توجیہات مذکورہ فصل سوم میں ان کی ذرا بھی رعایت نہیں کی گئی بلکہ خلاف کیا گیا ہے۔

چنانچہ ایک نمونہ خصوصیت سے پھر بھی دکھلاتا ہوں یعنی توجیہ اوّل میں ہاروت و ماروت کو مجاز پر بلاضرورت محمول کیا ہے اور اگر فرشتہ میں اس کا تقدس تعلیم سحر سے مانع ہے تو فرشتہ خصلت انسان میں بھی بعینہ یہی تقدس مانع ہے۔ اسی طرح ہے ہر توجیہ اور اس کے متعلق ہر تنبیہ کو ملاحظہ فرمانے سے یہ عدم رعایت واضح ہوتی ہے اور اگر بزعم خود رعایت کی ہے تو اس رعایت کے استعمال کا طریق غلط ہوگا۔

خاتمہ اس میں تسہیل فہم وضبط کے لیے رسالہ کا ملخص لکھا جاتا ہے اور اسی پر رسالہ کو ختم کر دیا جاوے گا۔ حاصل مقام و خلاصہ مرام یہ ہے کہ اس تفسیر مبحوث عنہ کے تین درجے ہیں، ایک یہ کہ حدود شرعیہ کے اندر نہ ہو یعنی اس سے قرآن کی تغییر لازم آجاوے۔ جیسا بعض اقوال منقولہ فصل سوم کی حالت ہے جو تنبیہات کے ملاحظہ سے واضح ہو سکتی ہے، یہ تو غلو کے درجہ میں ہے، ایک یہ کہ حدود کے اندر ہو یعنی اس سے تغییر قرآن کی لازم نہ آئے، صرف غیر مدلول قرآنی کو مدلول قرآنی پر کسی مناسبت و مشابہت سے قیاس کر لیا جاوے اور اس کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ کہ وہ غیر مدلول قرآنی حکم دینی ہو جیسا بعض اقوال میں ہے۔ دوسری یہ کہ وہ غیر مدلول قرآنی حکم دنیوی ہو جیسا اکثر اقوال میں ہے اور ان دونوں قسموں میں یہ امر تو مشترک ہے کہ یہ

قیاس حجت شرعیہ نہیں اسی لیے اس قیام سے اس حکم کو اس نص کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں۔ حجت شرعیہ صرف قیاس فقہی ہے جس کا حاصل بضرورت عمل اشتراک علت سے تعدیہ حکم کا ہے۔ مقیس علیہ سے مقیس کی طرف اور چونکہ اصل حکم منصوص میں بھی مؤثر وہی علت ہے اور وہ مقیس میں بھی جاتی ہے اس لیے اس حکم کو بھی نص کی طرف مستند کیا جاتا ہے۔ بخلاف اس قیاس کے کہ یہاں مقیس میں حکم دوسری مستقل دلیل سے ثابت ہے، اس قیاس سے محض توضیح وتائید مقصود ہوتی ہے۔

پس یہ حقیقی قیاس نہیں محض صورت قیاس کی ہے اسی لیے اس کے لیے قیاس کے احکام ثابت نہیں۔ پس یہ امر تو دونوں قسموں میں مشترک ہے، پھر آگے ان میں ایک تفصیل ہے جس سے دونوں کا درجہ جدا جدا ہو جاتا ہے، وہ یہ کہ اگر وہ غیر مدلول قرآنی مقصود دینی ہے تو اس قیاس کا درجہ علم اعتبار کا ہے اور وہ معمول اُمت کا رہا ہے۔ بشرطیکہ اس کو درجہ تفسیر تک نہ پہنچایا جائے اور اگر وہ غیر مدلول قرآنی مقصود دنیوی ہے تو اس قیاس کا درجہ فال متعارف یا شاعری سے زیادہ نہیں۔

گو مضمون مقیس صحیح ہی ہو یا اتفاق سے صحیح ہو جاوے۔ چنانچہ شعراء بھی اپنے خیالی دُعاوی میں ایسے ہی قیاسات سے استدلال کیا کرتے ہیں اور کبھی وہ دُعاوی فی نفسہٖ صحیح بھی ہوتے ہیں، ایک اُردو کا شاعر کہتا ہے:

سرخ رو ہو گیا پیش حکماء بطلمیوس　　جب وہ خورشید ہوا گرد بنارس دوار

اس شاعر کا ممدوح ایک ہندو ہے جو بنارس گیا تھا، شاعر نے ممدوح کو آفتاب سے تشبیہ دی ہے اور بت خانہ بنارس کو زمین سے اور اس کے گرد طواف کرنے سے بطلمیوس کے مذہب کی صحت پر استدلال کیا کہ آفتاب زمین کے گرد گھومتا ہے۔ ایک فارسی شاعر کہتا ہے:

فدا گنگ وجمن بر ہر دو چشم اشکبار من　　نمی آئی چرا از بہر اشنان در کنار من

اس میں اپنی دونوں آنکھوں کو گنگ وجمن سے تشبیہ دی اور اس سے محبوب کیلئے غسل کے واسطے اپنے پاس آنے کی ضرورت پر استدلال کیا۔ ایک عربی کا شاعر کہتا ہے:

لراک ظننتِ السلک جسمی فعقتہ علیک بلنر من لقاء الترالب

اس میں اپنے جسم کو بزعم محبوب خیط عقد کے مشابہ قرار دے کر سینہ سے جدا رکھنے کی تجویز پر استدلال کرتا ہے تو کیا ان استدلالات کو علوم کمالیہ میں بلکہ علوم آلیہ میں بھی کوئی شمار کرتا ہے یا ان کو قابل تحصیل سمجھتا ہے۔

اسی طرح اہل فال کبھی قرآن سے اپنے خاص احکام خبریہ یا انشائیہ پر استدلال کیا کرتے ہیں تو کیا وہ علوم قرآنیہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی شخص مسمی زید کا اپنی بی بی سے کچھ جھگڑا ہوا اور اس کو یا تو یہ تردد ہو کہ اس معاملہ کا انجام کیا ہوگا یا یہ تردد ہو کہ مجھ کو اس میں کیا کرنا چاہیے اور وہ قرآن سے تفاول کرے اور اتفاق سے اس میں سورۂ احزاب کی آیات جو زید بن حارثہ کے باب میں نازل ہوئی ہیں نکل آویں اور اس سے اپنے انجام پر استدلال کرے کہ مفارقت ہوگی یا اس مشورہ پر استدلال کرے کہ اس سے مفارقت کر لینا مناسب ہے اور واقع میں بھی ایسا ہی ہو تو کیا یہ استدلال صحیح ہے اور کیا قرآن سے اس خبر یا انشاء کی صحت کا اعتقاد جائز ہوگا، اسی واسطے محققین علماء نے ایسے تفاول کو حرام کہا ہے۔ (کمافی الفتاویٰ الحدیثیہ لابن حجر الہیثمی، ص ۶۴)

اور جس تفاول کی اجازت ہے اس کی حقیقت صرف تقویت رجاء کی ہے بناء ضعیف پر جو کہ بدون ایسی بناء کے بھی مامور بہ ہے نہ کہ استدلال اور اس درجہ میں تفاول من المصحف بھی جائز ہوگا۔ اگر کوئی شبہ کرے کہ شاید مبنی فتویٰ حرمت کا یہ ہو کہ اس میں علم غیب کا دعویٰ ہے نہ یہ کہ ایسا استنباط ناجائز ہے جواب یہ ہے کہ علم غیب کا دعویٰ بھی تو جب ہی ہے جب یہ استنباط ناجائز ہے کیونکہ اگر یہ استنباط جائز ہو تو پھر یہ علم بواسطہ دلیل ہوتا علم غیب نہ ہوتا کیونکہ اس کی حقیقت علم بلا واسطہ ہے۔

اسی استنباط کا ناجائز ہونا ہر حال میں لازم ہے اور ظاہر ہے کہ اہل تفاول صریحاً ایسے احکام کو مدلول قرآنی نہیں کہتے۔ پھر بھی ایہام لزوم سے حرمت کا حکم کیا جاتا ہے اور ان تفاسیر مخترعہ میں تو اُن کے مدلول قرآنی ہونے کا صریح التزام کیا جاتا ہے۔

چنانچہ تنبیہ بست و یکم میں یہ تصریح منقول ہے تا ایں مقام ملک داری ختم شد۔ پس جو درجہ اس شاعری یا اس تفاول کا ہے۔

یہی وجہ اس قیاس متکلم فیہ کا ہے بلکہ ایک علم جو بوجہ انتساب الی الصلحاء اس سے بھی اشرف ہے یعنی تعبیر رؤیا کہ اس کا مدار بھی ایسے ہی مناسبات پر ہے اس کو بھی نہ کوئی قابل تحصیل سمجھتا ہے اور نہ کسی درجہ میں اس کو حجت سمجھتا ہے بلکہ جو علم اس علم تعبیر سے بھی اشرف ہے یعنی علم اعتبار اور اشرف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تعبیر سے تو فقط احکام تکوینیہ پر استدلال کیا جاتا ہے اور علم اعتبار سے خالص احکام شرعیہ پر استدلال کیا جاتا ہے۔ سو اس حساب سے علم اعتبار ان قیاسات مبحوث عنہا سے دو درجے اشرف ہوا خود وہ علم اعتبار بھی قابل تحصیل نہیں بلکہ بلاتحصیل ہی جس کے ذہن کو ان مناسبات سے مناسبت ہوگی، وہ ایسے استدلالات پر قادر ہوگا، گو علم و فضل میں کوئی معتد بہ درجہ نہ رکھتا ہو۔

چنانچہ یہ احقر جس کو علم و فضل کی ہوا بھی نہیں لگی، بعض اُمور میں ایسی مناسبات تک پہنچ گیا جو علماء سے بھی منقول نہیں۔ چنانچہ میرا رسالہ مسائل السلوک اس کا شاہد ہے بطور نمونہ کے ایک ایسا ہی مقام نقل کرتا ہوں۔ قصہ ذبح بقرہ بنی اسرائیل سے نفس کشی کے مسئلہ پر تو بکثرت استدلال منقول ہے اور بقرہ اور نفس میں وجوہ مناسبت بھی سب نے نقل کی ہیں لیکن صفت صفراء میں بقرہ اور نفس کا اشتراک کسی کے کلام میں میری نظر سے نہیں گزرا مگر میں نے اس سے بھی بعنوان ذیل تعرض کیا: ”**قوله تعالٰى انها بقرة صفراء الخ قال العبد الضعيف مثل الصوفية النفس بهذه البقرة و يزيد فى التناسب بينهما كون البقرة صفراء و كذلك يكون نور النفس فيما يكاشفون به**“ سو ایسے کم درجہ کے مقصود کے لیے جو نہ کمالات میں سے ہے نہ آلات میں سے اہتمام و اعتناء کرنا یا اس کو علم سمجھنا بجز اختلال عقل بلکہ اختلال حواس کے کیا سمجھا جائے، ایسے لوگوں کو خلوص و خشوع کے ساتھ اس مناجات کا التزام کرنا چاہیے جس پر رسالہ کو ختم کرتا ہوں۔ ”**وهى هذه**“

نالہ کردم کاے تو علام الغیوب　　زیر سنگ مکرما را مکوب
یا کریم العفو ستارالعیوب　　انتقام از ما مکش اے ذنوب
انچہ درکون ست زاشیا انچہ ہست　　دائما جاں گہر حالت کہ ہست
آب خوش را صورت آتش مدہ　　اندر آتش صورت آبے منہ
از شراب قہر چوں مستی دہی　　نیست ہارا صورت ہستی دہی
گر خطا گفتیم اصلاحش بکن　　مصلحی تو اے تو سلطاں سخن
لاتزغ قلبا ہدیت بالکرم　　واصرف السوء الذی خط القلم

وھٰذا آخرما اردناہ فی ھٰذا الباب واللّٰہ اعلم بالصّواب والیہ المرجع والمآب.(مکتبہ اشرف علی لاول یوم من رمضان ١٣٤٧، تھانہ بھون)

اِصلاح ترجمہ دہلویہ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ واقف الاسرار الفرقانیۃ،
راس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاسرار الخفی منہا والجلی اعنی بہ

مَولانا مُحَمّد اَشرف علی التّھانوی

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی نے قرآن مجید کے ترجمہ میں اکثر مقامات پر جو غلطیاں کی ہیں، جن سے مسائل شرعیہ اور عقائل اسلامیہ میں دھوکہ ہوتا ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس رسالہ میں ان سب غلطیوں پر تنبیہ کر کے اِصلاح فرمائی ہے اور اس دھوکہ سے اُمت محمدیہ کو بچالیا ہے۔

اِصلاح ترجمہ دہلویہ

"حامداً و مُصلیاً"..........ان دنوں قرآن مجید کا ایک اُردو ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب کا لکھا ہوا دہلی سے مختلف تقطیعات پر شائع ہوا جس کے بامحاورہ ہونے کی عام شہرت سن کر منگا کر دیکھا بامحاورہ بے محاورہ ہونے کا فیصلہ کرنا تو اہل زبان کا کام ہے اور نہ اس سے کوئی ضروری غرض زیادہ متعلق ہے جس میں گفتگو کی جائے مگر دو چار متفرق مقام پر نظر ڈالنے سے اتنا معلوم ہوا کہ اس میں خود مطالب قرآنیہ بھی کہیں متن سے کہیں حاشیہ سے بدل گئے ہیں۔ چونکہ ایسی حالت میں بجائے منفعت کے عام مسلمانوں کو اس سے مضرت پہنچنے کا قوی اندیشہ تھا۔ اس لیے اس کا انسداد ضروری ہوا۔

تاہم احتیاطاً بعض مقام کے متعلق خود مترجم صاحب سے بذریعہ خط دریافت کیا گیا۔ جب کچھ جواب نہ ملا اور نہ بظاہر اُمید تھی کہ وہ اپنی تحقیقات سے رجوع فرماتے اسی لیے باوجود رائے دینے بعض حضرات کو اس کا زیادہ اہتمام بھی نہیں کیا گیا بجبوری عام مسلمانوں کی حفاظت دین کی ضرورت سے ترجمہ مذکورہ بالا بالاستیعاب اوّل سے آخر تک دیکھنا پڑا جن لغزشوں کا گزر عقائد و احکام تک نہ تھا ان سے زیادہ تعرض نہیں کیا گیا مگر جن کا اثر عقائد و

احکام تک پہنچتا ہوا دیکھا اور کوئی توجیہ قریب بھی نہ بن سکی اُن کو ضبط کیا گیا جس کا مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

چونکہ مقصود اصلی اس تحریر سے صرف عام مسلمانوں کو غلطی سے بچانا ہے اس لیے اس میں بحث و جدال کا طریقہ اختیار نہیں کیا گیا۔ سیدھی سادہ مختصر عبارت میں اصلی مطلب کی تقریر کر دی۔

ترتیب اس کی یوں رکھی ہے کہ اوّل ہر سورت کے رکوع کا نمبر نشان کے لیے لکھ دیا ہے، پھر قولہ کے تحت میں ترجمہ مذکورہ کی عبارت، پھر اقول کے بعد اپنا التماس ظاہر کر دیا ہے جن صاحبوں کے پاس ترجمہ مذکورہ موجود ہو ان کو ضروری ہے کہ ایک نسخہ اس تحریر کا اپنے پاس رکھیں بلکہ مناسب ہے کہ اس ترجمہ کے ساتھ ہی اس کو مجلد کرا لیں بلکہ ترجمہ کے ان مقامات پر حاشیے کے طور پر چڑھا لیں تاکہ ترجمہ دیکھنے والے کے ذہن میں غلطی عابر سبیل سے زیادہ مسافرانہ بھی نہ ٹھہرنے پائے اور چونکہ آج کل اکثر لوگوں کو قرآن شریف کے ترجمہ لکھنے کا شوق ہوتا جاتا ہے۔

اس لیے عام مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لیے ایک فتویٰ جو کسی وقت لکھنے کا اتفاق ہوا تھا جس میں وہ شرائط و اوصاف مذکور ہیں جس کا مترجم قرآن میں جمع ہونا واجب ہے۔

رسالہ ہٰذا کے آخر میں لگا دیا جاتا ہے تاکہ جس مترجم میں یہ شرائط نہ پائے جائیں ناظرین اُس کے ترجمہ کو دیکھنے کی تکلیف نہ اُٹھائیں۔

"وَاللّٰهُ وَلِيّ الهدَايَة والْعَاصم من الضَلالة والغواية"

سورۂ بقرہ

رکوع ۴ آیہ "قَالَ يَادَمُ اَنۡۢبِئۡهُمۡ الخ" قولہ فی ف۲ اور ارواح مجردہ ہیں اقول فرشتے نہ صرف ارواح ہیں اور نہ مجرد ہیں بلکہ اجسام لطیفہ ہیں جن میں روح ملکی بھی ہے اور وہ مادی ہیں۔ اگرچہ مادہ لطیف ہے تمام قرآن وحدیث اُن کی جسمانیت اور مادیت کو بتارہا ہے۔ ایضاً رکوع ۱۴ آیت "وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ الخ" قولہ فی ف۱ خانہ کعبہ میں اذان دینی الخ اقول مکہ معظمہ میں اذان مشروع ہی نہ ہوئی تھی جیسا احادیث میں منصوص ہے۔ ایضاً رکوع ۱۷ آیت "وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ الخ" قولہ فی ف۲ پیغمبر صاحب تو نئے قبلہ کی طرف نماز عصر پڑھا چکے تھے اور مسجد قبا میں جماعت ہورہی تھی، ایک صحابی مسجد قبا سے ہوکر گزرے اور انہوں نے نمازیوں سے کہا الخ اقول ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قبا میں عصر کے وقت خبر پہنچی حالانکہ حدیث میں مصرح ہے کہ فجر کی جماعت میں ان لوگوں کو خبر ہوئی، البتہ ایک اور مسجد میں عصر کے وقت خبر پہنچی تھی۔

ایضاً رکوع ۱۸ آیت "وَلِكُلٍّ وِّجۡهَةٌ الخ" قولہ فی ف۲ مسلمان جیسے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کی حالت میں مسلمان تھے ویسے ہی کعبہ کی طرف ویسے ہی ریل اور کشتی میں ہر طرف اقول اگر قبلہ کا علم ہو اور استقبال پر قدرت ہو تو پھر ریل اور کشتی وغیرہ میں بھی استقبال فرض ہے ہر طرف کیسے جائز ہے اور اگر علم یا قدرت نہیں تو ریل اور کشتی کی کوئی تخصیص نہیں، پھر یہ کہ عبارت میں ایسی قید بڑھانا ضرور ہے جس سے اطلاق جواز کا شبہ نہ پڑے۔

ایضاً رکوع ۱۹ آیت "اِنَّ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَةَ الخ" قولہ فی ف۲ حج کا دستور

اسلام سے پہلے یہی تھا الی قولہ اسلام نے اصلاح کر کے حج کو عبادت کا رنگ دے دیا۔ اقول اس عنوان سے مفہوم ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے وہ محض دستور تھا اور کبھی اس میں عبادت کی حیثیت نہیں ہوئی حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں اس کا عبادت ہونا منصوص ہے اور دوسرے انبیاء علیہم السلام نے بھی حج کیا ہے۔

ایضاً رکوع ۲۱ آیت ''وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا الخ'' قولہ فی ف ا مشرکین عرب سانڈ وغیرہ کو حرام سمجھتے تھے۔ اقول اس سے شبہ پڑتا ہے کہ واقع میں سانڈ حرام نہیں ہے حالانکہ اس کی حرمت خود منصوص قرآنی ہے اور ''مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' کی تحقیق میں خود مترجم صاحب نے بھی اس کی حرمت مان لی ہے اور کتب فقہیہ میں اس کی تفصیل موجود ہے اس لیے موہم عبارت لکھنا مناسب نہ تھا۔ اصل یہ ہے کہ شریعت میں اس کی حرمت بوجہ خبث کے ہے اور اُن کے عقیدے میں بوجہ عظمت کے تھی۔ اس لیے اس قید کا ظاہر کر دینا رفع اشتباہ کے لیے واجب تھا۔

ایضاً رکوع ۲۳ آیت ''وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ الخ'' قولہ فی ف ا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو فرضی روزہ رکھنا چاہیے مگر بیمار اور مسافر کو رخصت ہے کہ رمضان میں روزہ نہ رکھے بعد کو قضاء رکھ لے اور مقدور والا ہو تو قضاء بھی نہ رکھے...... (بلکہ روزے پیچھے ایک محتاج کا پیٹ بھر دے اور روزہ قضاء بھی رکھے) اور محتاج کا پیٹ بھی بھر دے تو نورٌ علیٰ نور کہ روزے کے بدلے روزہ ہوا اور فضیلت رمضان جو فوت ہوگئی تھی اس کی تلافی کے لیے محتاج کا پیٹ بھر دیا، اگرچہ مقدور والوں کو قضاء کے بدلے فدیہ دینے کا اختیار دیا گیا ہے مگر ان کو بھی روزہ رکھنا چاہیے تا کہ لوگ روزہ سے بچنے کے لیے بہانے نہ ڈھونڈھیں۔

اقول یہ آیت باجماع علمائے مجتہدین اُمت منسوخ ہے یا مؤول یہ کسی کا مذہب ثابت نہیں کہ ظاہر معنی پر محمول کر کے اس کا حکم باقی رکھا جائے۔ جیسا مترجم صاحب نے فرمایا ہے چونکہ اجماع حجت قطعیہ ہے اس لیے اس کی مخالفت حرام و

بدعت ہے اور ہرگز اس حاشیہ پر عمل کرنا جائز نہیں، حالت سفر یا مرض میں جو روزہ ناغہ ہوگا حالت قیام وصحت میں اس کی قضاء رکھنا فرض ہے بجائے روزہ کے محتاج کا پیٹ بھر دینا ہرگز کافی اور درست نہیں، اس مقام پر ضروریات دین اور مذہبی احکام میں دست اندازی کی گئی ہے جس سے توبہ کرنا فرض ہے۔

"ولا تفترن بتفسير الاصم لانه لا يسقط القضاء بل يوجب الفدية على المفطر و وجوب القضاء بدليله ظاهر ولا بما نقل عن غيره لعدم ثبوته اولا ولرفع الاجماع المتاخر الخلاف المتقدم ثانيا فافهم"

ایضاً رکوع ۲۴ "فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ الخ" قولہ فی ف ا یعنی جہاں رُکے وہیں قربانی کرلے۔اقول چونکہ یہ مذہب حنفی کے خلاف ہے کیونکہ اُن کے نزدیک قربانی کا حرم میں پہنچنا ضروری ہے اس لیے یا حنفیہ کا مذہب لکھنا چاہیے تھا کہ اس ملک والوں کی جو کثرت سے حنفی ہیں رعایت اس کو مقتضی ہے یا اس میں تصریح کردینا چاہیے تھا تاکہ غلط فہمی نہ ہواور اسی حاشیہ میں ہے یاروزوں کے بدلے چھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے۔اقول چونکہ حدیث میں اس فدیہ کی مقدار میں صاع وارد ہے اور ظاہر ہے کہ کھلانے میں اس مقدار کا اتمام غیر اختیاری ہے اس لیے اطعام کافی نہیں بلکہ تملیک ضروری ہے ہر مسکین کونصف صاع۔

ایضاً رکوع ۲۵ آیت "فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ الخ" قولہ فی ف ۲ اللہ تعالیٰ نے جماؤ کو اسلام میں بھی توڑنا نہیں چاہا کہ خرید وفروخت کے دن ہیں، اقول قیام منٰی کی اصل غرض اس مصلحت دنیوی کو قرار دینا بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل ہے ورنہ رمی جمار اس میں مشروع نہ ہوتا کہ اس کو غرض مذکور میں کوئی دخل نہیں بلکہ اصلی مقصود ذکر اللہ ہے قولاً اور عملاً جس میں رمی جمار بھی داخل ہے۔

جیسا آیہ قرآنی "فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ" اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے، معلوم ہوتا ہے اور اجازت ہو جانا

تجارت کی اور بات ہے اُس سے اس کا غایت اصلی ہونا لازم نہیں آتا۔

ایضاً رکوع ۲۸ آیت "لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ" قولہ فی ف ۳ لایعنی قسم سے وہ قسم مراد ہے جو بغیر قصد اور ارادے کے الخ اقول یہ بھی مذہب حنفی کے خلاف ہے کیونکہ اُن کے نزدیک لغو کی تفسیر یہ ہے کہ ماضی پر خلاف واقع بظن صدق قسم کھائے دعویٰ نفع رسانی اس ملک والوں کا (جو خطبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ حصہ اُن میں حنفی ہیں) اس کے خلاف کو مقتضی ہے۔

ایضاً رکوع ۲۸ آیت "وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ الخ" قولہ فی ف ۴ اس کو چار مہینے کی مہلت ہے اس کے بعد یا رجوع کرے الخ اقول یہ بھی مذہب حنفی کے خلاف ہے۔ اس میں بھی وہی عرض ہے جو ابھی عرض کیا گیا کیونکہ ان کے نزدیک چار ماہ گزرنے پر خود طلاق واقع ہو جاتی ہے رجعت کا حق کہاں۔

ایضاً رکوع ۱۹ آیت "اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ" قولہ فی الترجمۃ طلاق (جس کے بعد رجوع بھی ہو سکتا ہے وہ دو ہی طلاق ہیں جو دو دفعہ کر کے دی جاتی ہیں) اقول دو طلاق کے بعد عدت کے اندر مطلقاً رجعت جائز ہے خواہ وہ طلاق یکبارگی واقع کی جائیں یا متفرق۔ پس یہ قید جو مترجم نے لگائی ہے صحیح نہیں اور مرتان بمعنی اثنان ہے اور اگر مرتان اپنے ظاہری معنی پر رکھا جائے تو اس کا مدلول یہ نہیں ہے کہ اگر تفریق نہ ہو تو رجعت جائز نہیں۔ جیسا ترجمہ میں لفظ حصر سے مستفاد ہے کہ یہ اجماع کے خلاف ہے بلکہ بعض علماء نے تو عدم تفریق کی صورت میں اس کو ایک ہی قرار دیا ہے۔ اگرچہ یہ قول صحیح نہیں مگر یہ قول کسی کا نہیں کہ اگر دفعتہً دو طلاق دی جائیں تو رجعت جائز نہیں بلکہ مرتان کے اختیار کرنے میں یہ نکتہ ہے کہ تفریق مستحب ہے باقی حکم رجعت میں جمع اور تفریق دونوں برابر ہیں اور اگر بتکلف بعید یہ تاویل کی جائے تو دو طلاقیں جبھی دو ہوں گی کہ بتفریق دی جائیں ورنہ ایک ہوگی اوّل تو عبارت ترجمہ اس مطلب کے لیے کافی نہیں دوسرے یہ مذہب صحیح بھی نہیں۔ جیسا کہ ابھی عرض ہوا۔

ایضاً رکوع ۳۰ آیت ''وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ'' قولہ فی الترجمۃ دودھ پلانے کا نان ونفقہ جیسا اصل باپ پر ویسا اُس کے وارث پر اقول مذاہب متبوعہ معمول بہا میں سے کسی کا یہ مذہب نہیں کہ باپ کے وارث پر دودھ پلانے کا نان و نفقہ واجب ہو بلکہ وارث سے مراد یا تو بچہ ہے کہ وہ باپ کا وارث ہے جبکہ اس کے حصے کا کچھ مال ہو، اس میں واجب ہوگا اور یا بچہ کا وارث مراد ہے کہ علاقۂ وراثت سے انفاق واجب ہوتا ہے جبکہ بچہ مال دار نہ ہو۔

ایضاً رکوع ۳۰ آیت ''وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْا اِلٰی، اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط'' قولہ فی الترجمۃ اگر تم اپنی اولاد کو کسی دایہ سے (الیٰ قولہ) بشرطیکہ جو تم نے دستور مطابق ماؤں کو دینا کیا تھا، اُن کے حوالے کرو۔ اقول یہ کیا ضرور ہے کہ جو ماؤں کو دینا کیا تھا دایہ کو بھی وہی دینا شرط جواز ہو اور ''اٰتَيْتُمْ'' کے لفظ سے اگر شبہ ہوا ہو تو اُس کے معنی ''اَرَدْتُّمْ اِيْتَاءَهٗ'' ہیں اور اشتراط ''سَلَّمْتُمْ'' کا مذہب کے لیے ہے۔

ایضاً رکوع ۳۱ آیت ''اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ'' قولہ فی ف ۲ معلوم ہوا کہ نکاح بے مہر ٹھہرانے کے بھی ہو جاتا ہے نکاح ہونے کے پیچھے آپس میں راضی ہو کر ٹھہرا لیں گے حاکم مہر مثل ٹھہراوے گا۔ اقول مطلقا ہر حال میں حاکم کو مہر مثل ٹھہرانے کا اختیار ہونا۔ جیسا حاشیہ مذکور کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ دلیل شرعی کا محتاج ہے اور بلا دلیل احکام شرعیہ میں دست اندازی ہے۔ خود آیت میں منصوص ہے کہ اگر مہر نہ ٹھہرانے کی صورت میں مس نہ ہوا ہو تو صرف تمتع کا حکم ہے مہر مثل واجب نہیں۔

ایضاً رکوع ۳۵ آیت ''اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ الخ'' قولہ فی ف ۳ اور عزیر کے قصہ میں سے کاف تشبیہ سے شروع کیا کہ اس بادشاہ کی سی بدعقیدگی نہیں ہے مگر ہے اُسی کے لگ بھگ قول جب کاف تشبیہ کالذی پر داخل ہوا تو عزیر کا قصہ تو مشبہ ہو گیا۔ اس صورت میں اس کافر بادشاہ کا قصہ اس کے مشابہ اور لگ بھگ ہوا نہ بالعکس جیسا حاشیے میں دعویٰ کیا گیا ہے۔ البتہ اگر یہ قصہ مقدم ہوتا اور کافر بادشاہ کا قصہ مؤخر

اوراس مؤخر پر کاف تشبیہ داخل ہوتا تو اس نکتہ کی گنجائش ممکن تھی اوراب تو اس کی صحت کی کوئی وجہ نہیں، علاوہ اس کے تعجب اورانکار کا لگ بھگ ہونا بھی محل کلام میں ہے تعجب تو بڑے بڑے انبیاء علیہم السلام کو ہوا ہے۔ جیسا خود قرآن مجید میں کئی قصوں میں مذکور ہے کیا نعوذ باللہ اُن کی اس حالت کو حالت کفر کے مشابہ کہا جا سکتا ہے حاشا وکلا۔

ایضاً رکوع ۳۵ آیت "فَصُرْهُنَّ" قولہ فی الترجمۃ اوران کو اپنے پاس منگواؤ، اقول اس کا ترجمہ منگوانا نہیں ہے بلکہ بلانا ہے۔

سورۂ آل عمران

رکوع ۴ آیت "قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیَۃً" (الی) "اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ" قولہ فی الترجمۃ (یعنی روزہ رکھنا) وفی ف ا چنانچہ زکریا علیہ السلام نے پے در پے تین روزے رکھے۔ اقول حضرت زکریا علیہ السلام کا اس واقعہ میں روزے رکھنا کہیں نظر سے نہیں گزرا اوراگر عدم کلام مع الناس سے استدلال کیا جائے تو صحیح نہیں کیونکہ صوم کو عدم کلام لازم تھا، عدم کلام کو صوم لازم نہیں اورلازم عام سے وجود ملزوم پر استدلال کرنا غلط ہے۔

ایضاً رکوع ٦ آیت "وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ کُمْ" قولہ فی الترجمۃ اورنیز ہم اپنی بیبیوں کو بلائیں اورتم اپنی بیبیوں کو بلاؤ، اقول نساء لفظ عام ہے بی بی کا ترجمہ صحیح نہیں اورخصوص واقعہ سے استدلال کرنا کافی نہیں، ممکن ہے کہ مراد تو عام ہو، آگے اس عام کے جو فرد خاص بھی واقع ہو جائے اس سے مدلول کی تخصیص جائز نہیں، اس ترجمہ میں ضمناً دعویٰ لازم آتا ہے کہ اگر فریق مقابل اپنی بیبیوں کے علاوہ اورعورتوں کو لاتے تو کافی نہ ہوتا سو یہ دعویٰ محتاج دلیل ہے اوراسی آیت کے متعلق ف ۲ میں ہے پیغمبر صاحب نے ان کی یہاں تک خاطر داری کی کہ مسجد نبوی میں ٹھہرایا اوروہ وہیں اپنے طور کی عبادت بھی کرتے تھے۔ اقول یہ دعویٰ اخیر دلیل اورروایت کا محتاج ہے۔

ایضاً رکوع ۹ آیت "اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ الخ" قولہ فی ف ۲ جس طرح کوئی

چیز فطرت سے خارج نہیں ہوسکتی۔ الخ، اقول گو اس عبارت کی تاویل بعید ہوسکتی ہے مگر بظاہر اس میں منکرین خوارق کی پوری تائید ہے کیونکہ اس میں بھی اشیاء کا مجرائے طبعی سے خروج ضروری ہے اس لیے اگر یہ تقریر لکھنا ہی ضرور تھا تو ایسی توضیح اور تقیید واجب تھی جس سے اشتباہ اور ایہام نہ ہوتا ورنہ بظاہر اس میں اس زمانہ کی آزاد منشوں کی پوری موافقت ہے جو کہتے ہیں "الاسلام هو الفطرة والفطرة هي الاسلام"

ایضاً رکوع ۹ آیت "فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا" قولہ فی الترجمہ ان میں کوئی شخص (کرہ) زمین (کی گول) بھر کر بھی الخ اقول جو چیز اندر سے خالی ہو اس کی ظرف ملا کی اضافت کرنا اس معنی کو مفید ہوتی ہے اور جو چیز مصمت یعنی ٹھوس ہو اس کی طرف اضافتِ ملا کی اُس کے ظاہر سطح کے بھرنے کے لیے مستعمل ہوتی ہے نہ کہ اس کو خالی فرض کر کے اس کی اندرونی پُری مراد لی جائے۔

ایضاً رکوع ۱۶ آیت "اِذْ تُصْعِدُوْنَ الخ" قولہ فی ف ابتدائی حالت میں مسلمانوں کا بیدل ہونا آئندہ کامیابیوں میں خلل انداز رہتا۔ اقول یہ کہنا اس وقت صحیح ہوتا کہ واقع میں معاف کرنا مرضی کے خلاف تھا مگر اس ضرورت سے تسلی کرنا مناسب ہوا۔

ایضاً رکوع ۲۰ آیت "وَرَابِطُوْا" قولہ فی الترجمۃ اور آپس میں مل کر رہو۔ اقول ربط بمعنی مل کر رہنے کے اُردو کا محاورہ ہے۔ آیت میں یہ مراد لینا صحیح نہیں بلکہ قدم یا قلب کا ثابت رکھنا مراد ہے۔

سورۂ نساء

رکوع ۲ آیت "وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ" (الیٰ) "وَلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ" قولہ فی الترجمۃ اور دوسری ماں سے اُس کا بھائی ہو یا بہن ہو۔ اقول اس آیت میں بالاجماع اور باعتراف حاشیہ مترجم صاحب اخیافی بھائی بہن مراد ہے جو ماں میں شریک ہوں اور باپ علیحدہ علیحدہ ہوں۔ سو ترجمہ میں یہ لکھنا کہ دوسری ماں سے ہو،

ملا ہے۔ البتہ اگر کاتب نے غلطی کی ہو تو خیر۔

ایضاً رکوع ۲ آیت "غَيْرَ مُضَارٍّ" قولہ فی ف ۲ اسی طرح مرنے والا کسی کا قرضہ رعایۃً بھی اپنے اوپر لے سکتا ہے مگر وصیت ہو یا قرض مرنے والے کو یہ اختیار نہیں کہ وارثوں کا نقصان کرے۔ اقول اس آیت میں جس دین کا ذکر وصیت کے ساتھ ہے وہ دین نہیں جو میت نے رعایۃً اپنے ذمہ لے لیا ہے وہ تو حکم وصیت میں ہے اس لیے اس حاشیے میں اس دین کی تفسیر اور اس کو مغایر وصیت کا ٹھہرانا صحیح نہیں۔

ایضاً رکوع ۳ آیت "اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً" قولہ فی ف ۱۱ اپنے باپ کی پہلی بی بی سے نکاح کر لینا۔ اقول پہلی اور دوسری اس میں سب برابر ہیں جو سوتیلی ہو اس لیے یہ تخصیص صحیح نہیں۔

ایضاً رکوع ۱۱ آیت "فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ط" قولہ فی الترجمۃ اگرچہ پکے پکے گنبدوں میں ہی کیوں نہ ہو۔ اقول برج بمعنی گنبد اُردو محاورے میں مستعمل ہوتا ہے عربی محاورے میں مطلق بنائے رفیع کو کہتے ہیں خواہ گنبد کی شکل ہو یا دوسری صورت کا ہو۔

ایضاً رکوع ۱۵ آیت "وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ الخ" قولہ فی ف ۱ اور اتنا بھی موقع نہ ملے تو ایک ہی پر کفایت کرے۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔ اقول مذاہب متبوعہ میں سے کسی کا مذہب ایک رکعت کا نہیں اور وہ جو حدیث میں وارد ہے اس سے مراد صلوٰۃ مع الامام ہے کہ وہ ایک ہو گی۔ دوسری علیحدہ پڑھنی پڑے گی اور اگر اجتہاد سے یہ دعویٰ کیا گیا ہے تو شرائط جواز اجتہاد کے مفقود ہیں۔

سورۂ مائدہ

رکوع اوّل آیت "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ الخ" حاشیہ ف قولہ حاجیوں کو جو شکار کی ممانعت کی گئی ہے سو مصلحت یہی معلوم ہوتی ہے کہ ملک میں سرسبزی اور آبادی ہو اور ملک عرب کو اس کی سخت ضرورت تھی اور ہے۔ اقول اس

مصلحت کا قیاسی ہونا خود مترجم صاحب کے اعتراف سے ثابت ہے۔ چنانچہ لفظ (معلوم ہوتی ہے) اس پر دلالت کرتا ہے اور چونکہ یہ قیاس نصوص شرعیہ کے خلاف ہے اس لیے غیر صحیح ہے جیسا اُصول میں مقرر ہو چکا ہے اور عقل میں بھی یہ بات آتی ہے کہ جو قیاس نص کے خلاف ہو وہ غیر مقبول ہوتا ہے کیونکہ نص حکم شارع کا ہے اور قیاس ایک اُمتی کی رائے۔ سو ایک اُمتی کی رائے حکم شارع کے مقابل کب معتبر ہو سکتی ہے۔ وجہ اس کے مخالف ہونے کی یہ ہے کہ یہ نصوص سے ثابت ہے کہ جس طرح حد حرم میں شکار کرنا حرام ہے۔ گو شکار کرنے والا احرام نہ باندھے ہو۔ اسی طرح حالت احرام میں بھی شکار کرنا حرام ہے۔ گو حد حرم سے باہر ہی ہو۔ سو اگر یہ مصلحت قیاسی علت اس کی ہوتی تو چاہیے تھا کہ حالت احرام میں شکار کرنا جبکہ حد حرم سے باہر ہو اور وہ جانور بھی اس حد کا نہ ہو جائز ہوتا کیونکہ اس سے حرم کی سرسبزی اور آبادی میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔ اسی طرح چاہیے تھا کہ جو شکار حد حرم کے اندر کا رہنے والا ہو اور وہ اتفاق سے باہر آ جائے تو اُس کا شکار کرنا غیر محرم کو بھی جائز ہوتا کیونکہ اُس سے آبادی حرم میں خلل واقع ہوتا ہے حالانکہ پہلی صورت میں شکار حرام اور دوسری صورت میں حلال۔

اُس سے معلوم ہوا کہ یہ مصلحت خلاف نص کے باطل ہے علاوہ اس کے ملک عرب میں سرسبزی اور آبادی کی ضرورت ہے تو آدمیوں کے لیے یا جانوروں کے لیے شق ثانی کا تو احتمال ہی نہیں ورنہ دلیل قائم کرنا چاہیے اور شق اوّل پر جب آدمیوں کو ان سے منتفع ہونے کی اجازت نہ ہوئی تو پھر آدمیوں کے لیے ہونے کے کوئی معنی نہیں اور اگر یہ احتمال نکالا جائے کہ خود سرسبزی مقصود ہو نہ آدمیوں کے لیے اور نہ جانوروں کے واسطے تو مترجم صاحب کا قول (کہ ملک عرب کو اُس کی سخت ضرورت تھی اور ہے) اس سے آبی اور منکر ہے کیونکہ محض سرسبزی جو زینت کے لیے ہو ضروری، پھر سخت ضروری نہیں، اس سے عقلاً بھی اُس مصلحت کا غلط ہونا ثابت ہوا غرض عقلاً ونقلاً وہ قیاس نامقبول ہے اوّل تو احکام منصوصہ میں علت ڈھونڈھنے کی ضرورت ہی کیا ہے اور

اگر محض فائدہ کی غرض سے معلوم ہی کرنا ہے تو اس کی علت تعظیم حالت احرام یا مکان احرام کہنا چاہیے جس کی تائید اشارات قرآن وحدیث سے بھی ہوتی ہے۔ ہر حکم میں ملکی مصلحت نکالنا کیا ضرور ہے کیا احکام دینیہ صرف دنیوی منافع کے حاصل کرنے کو مشروع ہوئے ہیں اور کیا دین سے ثمرات آخرت کا مقصود ہونا خلاف عقل ہے۔ دوسری کمی اس میں یہ ہے کہ ممانعت شکار میں صرف حاجیوں کی تخصیص کی گئی ہے حالانکہ اہل عمرہ کے لیے بھی یہی حکم ہے اور حد حرم میں اور لوگوں کے لیے بھی۔

ایضاً رکوع اوّل کلمہ "وَالْمُنْخَنِقَةُ" قولہ ترجمہ اور جو گلا گھٹنے سے مر گیا ہو۔ اقول ہر چند توجیہ اس کی ہو سکتی ہے مگر ظاہراً اس سے شبہ پڑتا ہے کہ جو خود گلا گھٹنے سے مر گیا ہو وہ تو حرام ہے اور جس کا گلا کسی نے گھونٹا ہو اس کی حرمت سے قرآن ساکت ہو، اس شبہ کو تعمیم ترجمہ سے یا مستقل حاشیہ سے اس لیے تصریحاً رفع کرنا ضروری تھا کہ بعضے لوگ اس زمانہ میں گلا گھونٹی مرغی وغیرہ کو حلال کہتے ہیں۔ اس ترجمہ سے اُن کی تائید کا احتمال ہے جس کا انسداد ایسے موقع پر نقلاً وعقلاً ضروری ہے، اگر باب انفعال کا عذر ہو تو اس کا جواب لفظ (یا مستقل حاشیہ سے) میں موجود ہے۔

ایضاً رکوع اوّل کلمہ "اَكْمَلْتُ وَاَتْمَمْتُ وَرَضِيْتُ" سب کلمات کے ترجمہ میں ہم نے کیا ہے۔ اقول اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کے لیے بعض جگہ واحد متکلم کی ضمیر اختیار فرمائی ہے اور بعض جگہ جمع متکلم کی اور ہر مقام پر جدا نکتہ ہے۔ گو ہم کو بالتفصیل معلوم نہ ہو مگر یہ فرق بالیقین کسی رعایت سے خالی نہیں۔ پس ترجمے میں بھی اس فرق کی رعایت ضروری تھی ورنہ اس نکتے کا ضائع ہونا لازم آئے گا۔ سو ایسا تصرف ایسے محفوظ کلام میں گنجائش نہیں رکھتا۔

ایضاً رکوع اوّل کلمہ "وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ" قولہ فی الترجمۃ اور شکاری جانور جو تم نے شکار کے لیے سدھا رکھے ہوں۔ اقول اس ترجمہ میں مکلبین کا ترجمہ چھوٹ گیا ہے، اگر یہ کہا جائے کہ تعلیم اور تکلیب دونوں کا حاصل

معنیٰ متحد تھا اس لیے اس کا ترجمہ کافی ہو گیا، اس میں یہ خدشہ ہے کہ گو دونوں کا حاصل قریب قریب ہے، اگرچہ متحد نہیں مگر تاہم اس کی تکریر میں جو نکتہ اصل کلام میں مرعی کیا گیا ہے ترجمہ میں بھی واجب الرعایۃ ہے۔ مثلاً یوں عبارت ہوتی شکار کے لیے سکھا اور سدھار کھے ہوں۔

ایضاً رکوع ۴ آیت "یَتِیۡهُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ط" قولہ فی الترجمۃ (مصر کے) جنگل میں بھٹکتے بھٹکتے پھریں گے۔ اقول مصر کی تخصیص محتاج دلیل ہے میری نظر سے نہیں گزری۔

ایضاً رکوع ۶ آیت "نَکَالًا مِّنَ اللّٰهِ ط" قولہ فی الترجمۃ یہ تعزیر اُن کے حق میں خدا کی طرف سے اقول قرآن مجید کے ترجمہ میں اصطلاح شرعی کی رعایت زیادہ ضروری ہے۔ بہ نسبت اصطلاح عرفی کے اور تعزیر باصطلاح شریعت مقابل اور قسم حد کی ہے نہ کہ اس کے مرادف یا اس سے عام جیسا کہ عرف میں ہے ایسے ترجمے سے احکام شرعی میں غلط فہمی کا اندیشہ ہے، مثلاً جس شخص نے یہ مسئلہ سنا ہو کہ تعزیر میں تخفیف جائز ہے اور پھر اس مقام پر ترجمہ میں لفظ تعزیر دیکھے۔ لامحالہ اس سزائے سرقہ میں جو اس آیت میں مذکور ہے تخفیف کو جائز سمجھے گا حالانکہ یہ حدود میں سے ہے جس میں کوئی تخفیف جائز نہیں، بجائے تعزیر کے لفظ سزا لکھنا مناسب تھا وہ لفظ عام ہے اور کوئی شرعی اصطلاح بھی نہیں۔

ایضاً رکوع ۶ آیت "سَمّٰعُوۡنَ لِلۡکَذِبِ" قولہ فی الترجمۃ جھوٹی جھوٹی باتوں کی کنسوئیاں لیتے پھرتے ہیں۔ اقول جھوٹی باتوں سے کس کی باتیں مراد ہیں، کافروں کی یا پیغمبر صاحب اور مسلمانوں کی، اگر کافروں کی باتیں مراد ہیں تو واقعی ان کے جھوٹ ہونے میں تو کوئی اشکال نہیں مگر کنسوئیاں لینا نہیں بنتا کیونکہ یہ لوگ تو مسلمانوں کی کنسوئیاں لیتے تھے نہ کہ کافروں کی اور وہ تو اُن کے بھائی بند ہی تھے کنسوئیوں کی حاجت ہی کیا ہوتی۔ علاوہ اس کے یہ واقع بھی نہ تھا اور اگر جناب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی باتیں مراد ہیں جن کو وہ ٹوہ لگا کر سنتے تھے تو کنسوئیاں لینا تو بن گیا مگر اُن کا جھوٹ ہونا کیا معنی۔ اس لیے یہ ترجمہ غلط ہے۔ پس

معون میں اگر کافروں کی باتیں سننا مذکور سمجھا جائے تو کذب سے مراد کافروں کی
باتیں ہوں گی اور ترجمہ یوں ہوگا کہ جھوٹی باتوں کے خوب سننے والے ہیں اور اگر
یہاں پیغمبر صاحب اور مسلمانوں کے سننے کا ذکر ہے تو کذب مصدر ہوگا اور یوں ترجمہ
ہوگا کہ کنسوئیاں لیتے پھرتے ہیں جھوٹ بولنے کی غرض سے، ان دونوں معنوں میں
کوئی اشکال نہیں اور مفسرین نے انہیں کو اختیار بھی کیا ہے۔

ایضاً رکوع: ۷ آیت ''وَلِیحکم اَهْلُ الْاَنجِیْلِ''قولہ فی الترجمۃ اور اہل
انجیل کو (عیسائی ہونے کی حیثیت سے) چاہیے (تھا)۔ اقول لیحکم صیغہ امر کا ہے جو
موضوع ہے معنی حال واستقبال کے لیے سو ماضی سے ترجمہ کرنا صحیح نہیں بلکہ اس کو
اپنے معنی پر باقی رکھ کر اور قلنا مقدر مان کر اس کا ترجمہ بین الہلالین ظاہر کر دینا
چاہیے تھا جیسا اور مفسرین نے کیا ہے۔ اس طرح ''اور ہم نے عیسائیوں کو حکم دیا
کہ انجیل والوں کو اُس کے مطابق حکم دینا چاہیے۔''

ایضاً رکوع ۱۲ آیت ''لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ الخ''قولہ فی الترجمۃ تمہاری قسموں
میں جو لایعنی ہیں۔ الخ ف الایعنی سے مراد وہ قسم جو بے قصد وارادہ زبان سے نکل جائے۔
اقول چونکہ اِس ترجمہ قرآنیہ سے غرض اس ملک کے لوگوں کو نفع پہنچانا بیان کیا گیا ہے اور
اس ملک میں اکثر مسلمان حنفی المذہب آباد ہیں اور یہ تفسیر یمین لغو کے موافق مذہب امام
شافعی رحمہ اللہ کے ہے صرف اس پر اکتفا کرنا اُس غرض کے خلاف ہے اگر صرف مذہب
حنفی کے موافق تفسیر پر اکتفا کرنا پسند نہ تھا تو کم از کم اس تفسیر کے بعد ہی اُس کو ظاہر کر دیا
جاتا، سو فائدہ عامہ کے لیے اس کو لکھا جاتا ہے، مذہب حنفی میں یمین لغو کے معنی یہ ہیں کہ کسی
گزشتہ حکایت پر اس کو صحیح اور واقعی سمجھ کر قسم کھالینا مگر واقع میں وہ صحیح نہ ہو۔

ایضاً رکوع ۱۴ آیت ''لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ''اس مقام میں
صرف ترجمہ پر اکتفا کیا گیا۔ اقول چونکہ امر بالمعروف بقدر استطاعت واجب ہے
اور یہاں اُس کے سقوط کا شبہ بظاہر ہوتا ہے جس سے تعارض نصوص کا احتمال ہے،

ایسے موقع پر حاشیہ میں ضرور ہے کہ توضیح کردی جائے، جیسا کہ اور مفسرین نے اس مقام پر کیا ہے مثال کے لیے صرف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کی توضیح پر اکتفا کیا جاتا ہے، وہ فرماتے ہیں یعنی اگر شما صلاح کردید و شرط امر بالمعروف بجا آوردید مخالفت مخالفان ضرر نمیکند۔

ایضاً رکوع ۱۵ آیت "فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ" قولہ فی الترجمۃ جو شخص پھر بھی تم میں سے (ہماری خدائی کا) انکار کرتا رہے گا۔ اقول اس تخصیص کی نہ کوئی دلیل اور ضرورت اس لیے قابل الحذف ہے۔

سورۂ انعام

رکوع ۳ آیت "ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ" قولہ فی الترجمۃ پھر اس سے بڑھ کر ان کی فضیحت کیا ہوگی۔ اقول فتنہ بمعنی فضیحت مستعمل ہونا محتاج دلیل ہے۔ عامۂ مفسرین نے فتنہ کی تفسیر کفر بالکذب سے کی ہے شق اوّل میں مضاف محذوف ہوگا۔ اے عاقبۃ کفرہم اور شق ثانی میں اُن کا عذر و جواب کاذب مراد ہوگا۔

سورۂ اعراف

رکوع ۴ آیت "قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الخ" قولہ فی ف ۲ از قسم زینت و رزق طیب کوئی چیز کسی پر حرام نہیں۔ اقول اس مقام پر اُن اشیائے زینت کو کلیاً یا جزئیاً مستثنیٰ کرنا چاہیے تھا جن کی حرمت دلائل شرعیہ سے ثابت ہے۔ مثلاً سونے کی انگشتری مردوں کے لیے یا حریر مردوں کے لیے یا اسبال ازار مردوں کے لیے وغیر ذالک ورنہ کم علم نوجوانوں کو اس عموم سے اپنی بدوضعی میں سند ہاتھ آئے گی اور اگر لفظ از خود کو جو آگے آتا ہے اس شبہ کا رافع سمجھا جائے تو عوام اس قدر دقیق بین نہیں ہیں جو اُن کی نظر یہاں تک پہنچ کر ان کو غلطی سے بچائے۔

ایضاً رکوع ۷ آیت "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ" قولہ فی ف ا اور ایک درجہ رضا و تسلیم کا ہے

علیحدہ ہے۔ اقول رضا اور تسلیم کو دُعا کے خلاف کہنا صحیح نہیں ہے، تفسیر کبیر میں اس آیت اور آیت "وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ" کی تفسیر میں اس کو بدلائل ثابت کر دیا ہے اور وہ جو بعض بزرگوں کی حکایتیں منقول ہیں وہ آثار غلبہ حال سے ہے نہ آثار رضا و تسلیم سے ورنہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دُعا کی تعلیم میں تسلیم و رضا کے ترک کرنے کا حکم فرمایا ہے، ایسے امر کا کون قائل ہوسکتا ہے۔

ایضاً رکوع ۱۱ آیت "اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّنَا ط" قولہ فی الترجمۃ مگر یہ کہ خدا جو ہمارا پروردگار ہے اُسی کی مرضی ہو اقول چونکہ لغتہً ہمیشہ اور عرفاً اکثر مرضی کے معنی پسندیدہ کے ہیں اور کفر ہرگز پسندیدۂ الٰہی نہیں ہوسکتا اس لیے یہاں مرضی کے ساتھ ترجمہ صحیح نہیں ہے اور مشیت اور مرضی میں جو فرق ہے مترجم صاحب نے سورۂ انعام کے رکوع ۱۸ ف ۱ میں خود تسلیم کرلیا ہے۔ پھر ترجمہ کرنا اُس سے جو کہ ترادف پر مبنی ہوتا ہے کس طرح صحیح ہے۔ اگر بجائے اس کے یہ ترجمہ ہوتا (اُسی کو منظور ہو) یا مثل اس کے تو یہ اشکال اُس میں نہ ہوتا۔

ایضاً رکوع ۲۲ آیت "وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ م بَنِیْٓ اٰدَمَ الخ" قولہ فی ف ا مطلب یہ ہے کہ خدا نے انسان کے دل کو اس طرح کا بنایا ہے کہ از خود اس کو معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہے اور اکیلا ایک ہے۔ الخ۔ اقول اُصول میں ثابت و مقرر ہے کہ جب تک حقیقی معنی بن سکیں مجاز پر محمول کرنا جائز نہیں اور یہاں جب حقیقی معنی ممکن ہیں اور اُس میں کوئی اشکال عقلی و نقلی وارد نہیں اس کو چھوڑ کر اس تشبیہ و تمثیل پر جو کہ من قبیل مجاز ہے محمول کرنا کس طرح صحیح ہوگا۔ بالخصوص جبکہ خود صاحب وحی جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مطابق ظاہر الفاظ و معنی حقیقی کے تفسیر فرمادی ہو۔ جیسا حدیثوں میں وارد ہے صاحب وحی کی تفسیر کو غلط کہنا تو ممکن ہی نہیں اصل میں معنی تشبیہی پر محمول کرنا معتزلہ کا قول ہے جیسی ان کی عادت ہے کہ اپنی رائے اور قیاس کی وجہ سے ہمیشہ نصوص میں کہیں تحریف کہیں ردّ و انکار کیا کرتے ہیں اور معنی حقیقی میں اُنہوں نے کچھ اشکالات وارد کیے ہیں جن کے جوابات ہمارے علماء دے چکے ہیں۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں وہ سب مذکور ہیں

اور خود یہ مضمون صحیح ہے کہ خدا نے انسان کے دل کو اسی طرح کا بنایا ہے۔ الخ مگر کلام اس میں ہے کہ اس مضمون سے تفسیر آیت کی کرنا کیسا ہے جیسا مترجم صاحب نے تصریح کردی ہے۔ اس لفظ سے (مطلب یہ ہے) البتہ تفسیر صحیح پر جو اشکال وارد ہوتا ہے کہ وہ عہد تو یاد نہیں اس کی بناء پر محاجہ اور مواخذہ کس طرح جائز ہوگا۔ اس کا ایک جواب اس تقریر میں بھی جو فائدے میں لکھی ہے ممکن ہے مگر اُس کا تفسیر بنانا صحیح نہیں اور دوسرا جواب کہ وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ ہادیوں کے ذریعہ سے بندوں کو یاد دلاتا ہے مشہور ہے۔

سورۂ انفال

رکوع اوّل آیت "وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ الخ" قولہ فی الترجمۃ خدا تم سے وعدہ فرماتا ہے کہ مشرکین مکہ کی اُن دو جماعتوں میں کوئی سی ایک بھی تم سے لڑائی کے واسطہ اختیار کرلو گے تو تمہارے ہاتھ آ جائے گی۔ اقول یہاں مقصود ابہام ہے نہ تخییر جیسا ترجمے میں اختیار کیا گیا ہے کیونکہ اگر تخییر مراد ہوتی تو جس جماعت کو یہ لوگ اختیار کرتے حسب وعدہ وہی ہاتھ آنا چاہیے تھی ورنہ نعوذ باللہ وعدہ خلافی لازم آتی ہے حالانکہ اُن کے اختیار اور خواہش کے خلاف واقع ہوا جس کا خود بعد میں مذکور ہے اور ابہام میں اشکال لازم نہیں آتا۔

ایضاً رکوع ۲ آیت "فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ج" الخ قولہ فی الترجمۃ اور اے پیغمبر جب تم نے تیر چلائے الخ۔ قولہ فی ف ارمٰی عربی کا ایک لفظ مشترک ہے تیر چلانے کو بھی کہتے ہیں اور کنکر پھینکنے کو بھی کہتے ہیں چونکہ پیغمبر صاحب سے تیر چلانا اور کافروں کی طرف مٹھی خاک کا پھینکنا دونوں باتیں ثابت ہیں۔ ہم نے تیر کا چلانا ترجمہ کیا ہے کہ معمولی کو چھوڑ کر غیر معمولی پر کیوں دوڑیں۔ الخ۔ اقول جب رمٰی کو لفظ مشترک مان لیا اور یہ مقرر ہو چکا ہے کہ لفظ مشترک کے چند معانی میں سے کسی خاص معنی کو ترجیح دینے کے لیے کوئی

مستقل قرینہ و دلیل چاہیے۔ سو مترجم صاحب نے ایک معنی کا معمولی ہونا موجب ترجیح سمجھا۔ سو ابھی اس کا موجب ترجیح ہونا محل کلام میں ہے۔ اگر خلاف معمول واقعہ کو محال کہا جائے یا اُس کے وقوع کی تکذیب کی جائے، جیسا اس وقت فطرت پرست لوگ دعویٰ کرتے ہیں گو غلط دعویٰ ہے مگر اس حالت میں تو معمول ہونا واقعہ کا موجب ترجیح ہوسکتا ہے لیکن جبکہ اس غیر معمولی کو بھی ممکن بلکہ واقع مان لیا جائے۔

جیسا مترجم صاحب نے اپنے حاشیے میں آگے چل کر مان لیا ہے تو اُس صورت میں کلام دونوں کو علی السوا متحمل ہوگا اس کے علاوہ اور کوئی وجہ اس معنی کے ترجیح کی ہونی چاہیے۔ سو وہ محض مفقود ہے، اب دوسرے معنی کنکر پھینکنے کے جو عامہ مفسرین نے اختیار کیے ہیں اس کی وجہ عقلی اور نقلی سننا چاہیے۔ وجہ نقلی تو یہ ہے کہ یہ قصہ بدر میں واقع ہوا اور تیر چلانا بدر میں کہیں ثابت نہیں اور مترجم صاحب نے جو لکھا ہے کہ تیر چلانا اور خاک پھینکنا دونوں ثابت ہیں۔ دریافت طلب بات یہ ہے کہ اگر بدر میں تیر چلانا ثابت ہے تو دلیل اس بات کی پیش فرمانا ضروری ہے اور جو کسی دوسرے غزوے میں ثابت ہے تو اس غزوے کا یہاں ذکر نہیں۔ قول اصح یہی ہے کہ یہ سب بدر کا مذکور ہے اور یہ امر خود مترجم صاحب کے اعتراف سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ اسی فائدہ کے شروع میں "کَیْدَ الْکٰفِرِیْنَ" تک قصۂ بدر کے مذکور ہونے کی تصریح لکھ دی ہے۔ پس جب بدر میں تیر چلانا ثابت نہیں تو یہ تفسیر نہ صرف مرجوح بلکہ غلط ہوگی اور جن بعض مفسرین نے تیر چلانا کہا ہے اُنہوں نے ان آیتوں کا نزول یوم خیبر میں مانا ہے جس کا صحیح نہ ہونا باعتراف مترجم صاحب ثابت ہے یہ کسی نے نہیں کیا کہ نزول آیات کا بدر میں مانا ہو اور تیر چلانا تفسیر کیا ہو۔ بہر حال وقوع میں مرجح بننے کی زیادہ قابلیت ہے۔ یہ نسبت معمولی ہونے کے اور وجہ عقلی ترجیح کی یہ ہے کہ مقام امتنان کا ہے اور امتنان مقتضی تعظیم فعل کا ہے جس قدر کوئی فعل خلاف معمول ہوگا اُسی قدر عظیم ہوگا۔ سو تین سو تیرہ آدمیوں کا ایک ہزار آدمیوں پر مسلط بالقتل ہو جانا اور مشت خاک کا سب پر اثر پہنچنا، یہ البتہ فعل عظیم ہیں

اور کمان میں سے ایک تیر کا نکل جانا یہ کون عجیب امر ہے۔

ایضاً رکوع ۳ آیت "وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْهِمْ خَیْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ط وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ" قولہ فی الترجمۃ اور اگر اللہ اُن میں کچھ بھی بہتری پاتا تو اُن کو سننے کی قابلیت بھی دیتا۔ تاہم یہ بدی ہوئی بات ہے کہ یہ لوگ منہ پھیر پھیر کر اُلٹے بھاگے۔ اقول یہ مقدمہ عقلیہ مسلمہ بدیہیہ ہے کہ لازم کا لازم لازم ہوتا ہے اور ترجمہ مذکور کے اعتبار سے تولی مرتب ہے، اسماع پر اور اسماع مرتب ہے علم خیر پر تو مقدمہ مذکورہ کی بناء پر تولی کا ترتب علم خیر پر لازم آیا جس کا حاصل یہ ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ ان میں بہتری پاتا تو بھی یہ لوگ منہ پھیر پھیر کر اُلٹے بھاگتے حالانکہ یہ بالکل خلاف واقع بلکہ محال ہے۔ یہ کب ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں جس کے لیے خیر ثابت ہو اور پھر اُس سے اتنے بڑے شر کا صدور ہو۔ یہ خرابی جملہ ثانیہ کے غلط ترجمہ ہونے سے لازم آتی ہے۔ صحیح ترجمہ وہ ہے جو دوسرے محققین نے اختیار کیا ہے "اور جوان کو اب سنا دے تو اُلٹے بھاگیں" جس کا حاصل یہ ہوا کہ اگر عدم علم خیر کی حالت میں سنا دے تو اعراض ہی کریں۔ چنانچہ عامۂ مفسرین نے مختلف عبارتوں میں اسی مطلب کو لکھا ہے۔ غرض یہ کہ جملہ اولیٰ میں اسماع اور ہے اور جملہ ثانیہ میں اور ہے۔ پہلا علم خیر کی حالت میں ہے اور دوسرا عدم علم خیر کی صورت میں اس میں کوئی اشکال نہیں اور مترجم صاحب کی عبارت ترجمہ کی اس توجیہ کی متحمل اور محتمل نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔

ایضاً رکوع ۳ آیت "اِذَا دَعَاكُمْ الخ" قولہ فی الترجمۃ جب ہمارے یہ رسول محمد تم کو ایسے دین کی طرف بلاتے ہیں۔ الخ، اقول اذا استقبال کے لیے ہے اس لیے صحیح ترجمہ ہے کہ جب کہ بلائیں تم کو، الخ۔ جیسا اور مترجمین نے اختیار کیا ہے دوسرے یہ کہ ماکلمۂ لما میں عام ہے اسی طرح "دُعَاكُمْ" میں دعوت عام ہے دلیل اس کی ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے اُن کو حالت نماز میں پکارا اور وہ جب نہ بولے تو بعد نماز کے آپ نے اُن کو یہی آیت یاد دلائی اس سے

ثابت ہوا کہ اگر کسی معمولی کام کے لیے نبی بلائیں اجابت واجب ہے اور ترجمہ مذکور میں تخصیص کردی گئی ہے، سواس تخصیص میں مخالفت تعمیم منصوص کی ہے۔

ایضاً رکوع ۷ آیت "فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ" قولہ فی الترجمۃ جولوگ اُن کی پشتی پر ہیں۔ اقول پشتی ہمارے محاورے میں بمعنی مددگاری مستعمل ہے اور لفظ خلف کا اس معنی میں استعمال نہیں پایا گیا۔ گو واقع میں اُن کے مددگار ہوں مگر اُس سے ترجمہ کرنا صحیح نہیں۔

ایضاً رکوع ۷ آیت "فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ط" قولہ فی ف ۳ مساوات ملحوظ رکھنے کا یہ مطلب ہے کہ الیٰ قولہ ان کو جتا بتا کر اتنی مہلت دی جائے کہ دونوں فریق لڑائی کے لیے یکساں طور پر باطمینان تیاری کرسکیں۔ اقول مہلت کی مقدار پر نہ قرآن کا کوئی لفظ دلالت کرتا ہے نہ کسی دوسری دلیل شرعی سے ثابت ہے۔ لفظ سواء کی دلالت مساوات کے لحاظ رکھنے پر مسلم ہے مگر اس کا یہ مطلب قرار دینا بلا دلیل ہے بلکہ مساوات کے یہ معنی ہیں کہ جب اُن کو صاف صاف صلح شکنی کی اطلاع دے دی تو اس صلح شکنی کے علم میں فریقین مساوی ہوگئے یہ نہیں ہوا کہ ہم کو تو اپنے ارادے کی خبر ہو اور اُن کو خبر نہ ہو۔ پس مساوات حاصل ہوگئی۔ گو بلا تراخی اُن پر فوج کشی کرلیں اور مہلت کی مقدار مذکور مقرر کرنا جب بلا دلیل ہے تو احکام شرعی کی اس میں تغییر اور تبدیل ہے اس لیے یہ مضمون غلط ہے۔

سورۂ براۃ

رکوع اوّل آیت "فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ الخ" قولہ فی الترجمۃ ذیقعدہ ذی الحجہ محرم رجب اقول قرآن مجید میں "اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ" مجمل ہے محض قیاس سے تو اس کی تفسیر ممکن نہیں کوئی دلیل نقلی چاہیے۔ سو اس بات میں مفسرین نے کل تین روایتیں ذکر کی ہیں۔ شوال سے شروع محرم پر ختم، ۱۰ ذی الحجہ سے شروع ۱۰ ربیع الآخر پر ختم، ۱۰ ذی قعدہ سے شروع ربیع الاوّل پر ختم اور ہر ایک قول کی نقلی دلیل بیان کی ہے

جو تفسیر کبیر میں مذکور ہے۔اس ترجمہ میں ان سب کے علاوہ چوتھا امر اختیار کیا ہے جس پر یہ دلیل قائم کرنا ضرور ہے اور وہ مفقود ہے بلکہ دلیل سے اس کا غیر صحیح ہونا معلوم ہوتا ہے دو وجہ سے اوّل وجہ یہ کہ محاورہ میں ایسے موقع پر جب چار ماہ کہا جائے چاروں متصل مہینے متبادر ہوتے ہیں اور اس قول میں پانچ ماہ فاصل درمیان میں آئے جاتے ہیں جن کو مخاطب کسی طرح نہیں سمجھ سکتا اور ان پانچ ماہ میں اگر امن نہ ہو تب تو نقض عہد میں خداع کی صورت ہے۔نعوذ باللہ کہ وہ تو مطمئن رہے اور اُن کو اجازت قتال کی ہوگئی اور اگر ان میں بھی امن رہے تو بجائے چار ماہ کے نو ماہ ہوئے جاتے ہیں جو مداول قرآنی کے خلاف ہے۔دوسری وجہ یہ کہ ابتداء یا وقت نزول سے ہونا چاہیے یا وقت بلاغ سے جیسا اوپر کے اقوال میں ہے اور اس قول رابع میں کچھ بھی نہیں اور اگر آیت "اِنۡسَلَخَ الۡاَشۡهُرُ الۡحُرُمُ" سے یہ شبہ واقع ہوا ہو تو وہاں یا تو حُرُم لغوی مراد ہیں جس میں یہ چار ماہ بھی حرام ہوگئے اور اگر اصطلاحی مراد ہیں تو بنی تغلب پر ہیں۔

ایضاً رکوع ۳ آیت "قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآءُ كُمۡ وَاَبۡنَآءُ كُمۡ الخ" قولہ ف اس آیت میں شروع شروع کے مسلمانوں کے لیے بڑی سختی ہے۔ایک حساب سے اُن کو بالکل علائق دُنیا کے ترک کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن اگر ایسا نہ کیا جاتا تو مسلمانوں کی جماعت بھی قائم نہ ہوتی۔الخ اقول جس حالت میں غلبہ حب الٰہی کا وجوب جابجا نصوص شرعیہ واحادیث نبویہ میں صریح الفاظ سے مامور بہ دائمی ہے تو ایک عارضی امر کو اُس کا مبنی بنانا کس طرح ہوسکتا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو مسلمانوں کی جماعت قائم نہ ہوتی۔اِس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں جماعت قائم ہوچکی ہو یا جب ان کی قائم ہوچکی ہوگی اس وقت اس آیت کا حکم منسوخ کیا جائے گا "لرفع المعلول برفع العلته" حالانکہ یہ حکم اب بھی باقی ہے جیسا کہ احادیث میں موجود ہے اور خود اِس آیت میں بھی اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوسکتا ہے کیونکہ علائق کو قطع کرنے کے لیے نہیں فرمایا بلکہ احبیت پر ملامت کی گئی ہے۔پس مبنی صحیح اُس کا وہی اللہ اور رسول کی محبت کا غلبہ

ہے۔ پس جبکہ غلبۂ حب الٰہی اب بھی فرض ہے تو اُس میں شروع شروع کے مسلمانوں کی کیا تخصیص ہے، کیا یہ حکم اب باقی نہیں اور اس میں سختی کی کیا بات ہے، حکم شرع تو ایک بھی ایسا نہیں جس میں بڑی سختی ہو، ایسا خیال خود نصوص شرعیہ کے خلاف ہے۔

ایضاً رکوع ۷ آیت "وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ الخ" قولہ فی ف ا پیغمبر صاحب کو خبر معلوم ہوئی اور ملک گیری کی غرض سے نہیں، لڑنے کے لیے نہیں بلکہ صرف رومیوں کے حوصلے پست کرنے کے ارادے سے چڑھائی کی۔ اقول یہ نفی محتاج دلیل ہے اور جس حالت میں مقابلہ میں سب امور عقلاً محتمل ہیں اور شرعاً جائز ہیں اور وقوعاً ثابت ہیں تو یہ نفی کس طرح صحیح ہوسکتی ہے۔

ایضاً رکوع ۱۳ آیت "اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ط" قولہ تم اُس میں کھڑے ہوکر (امامت کیا کرو) اقول امامت کرنا نہ مفہوم قیام کا جز ہے نہ اس پر ارتباط کلام کا موقوف ہے۔ اس لیے بلاوجہ و بے ضرورت ایسی افزونی ترجمے میں جائز نہیں۔ اگر بجائے اس کے یوں ہوتا کہ تم اُس میں کھڑے ہو (کر نماز پڑھا کرو) تو کوئی خرابی نہ تھی۔

سورۂ یونس

رکوع، آیت "لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الخ" قولہ فی الترجمۃ ان کے لیے دُنیا کی زندگی میں بھی (عافیت) کی خوشخبری ہے۔ قولہ فی ف ا مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ خوشحالی میں اترائے نہیں، اپھرے نہیں اور خدا کی شکر گزاری کرتا رہے اور مصیبت پڑنے پر گھبرائے نہیں، بے دل نہ ہو، غرض ملائم اور ناملائم جیسی حالت پیش آئے، خدا پر بھروسہ کیے، مطمئن رہے اور عافیت سے یہی مراد ہے۔ اقول اوّل تو عافیت کی یہ تفسیر محتاج دلیل ہے۔ وعلیٰ تقدیر التسلیم یہ سب امور ایسے ہیں کہ انسان اُن کے کرنے کا مکلّف ہے تو یہ احکام ہوئے احکام کو بشارت بنانے کے کیا معنی، بشارت تو نتیجہ احکام ہے سو وہ ایسا امر ہونا چاہیے کہ جس کا انسان مکلّف نہ ہو اُس کے فعل و عزم کو اُس کے وجود میں دخل نہ ہو جیسے رویائے صالحہ یا محبت خلق۔

سورۂ ہود

رکوع اوّل آیت "وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ الخ" قولہ فی الترجمۃ اور اُس وقت کا تخت (کبریائی) پانی پر تھا، قولہ فی ف امطلب یہ ہے کہ پانی پر جلوہ فرما تھا، جلوہ فرما ہونا تو معلوم اور اُس کی کیفیت معلوم نہیں۔ اقول مترجم صاحب آیت میں مجاز کے قائل ہوئے ہیں، عرش کے پانی پر ہونے سے خود اپنا پانی پر ہونا مراد ہے اسی لیے ترجمے میں لفظ کبریائی بڑھایا گیا اور بضرورت رفع اشکال مشہور حاشیہ بڑھانا پڑا جس سے اِس مجاز لینے کا پورا یقین ہو گیا حالانکہ اُصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ جب تک معنی حقیقی میں تعذر نہ ہو معنی مجازی کا ارادہ جائز نہیں ہے اور یہاں معاملہ بالعکس ہے کہ مجازی معنی میں تو یہ تعذر ہے جس کا جواب دینے کے لیے حاشیہ لکھنا پڑا کہ جلوہ فرمانا تو معلوم اور کیفیت معلوم نہیں اور حقیقی معنی میں یہ تعذر نہیں کیونکہ ایک جسم کا فوق ہونا دوسرے جسم سے خواہ بالوصل خواہ بالفصل نقلاً وعقلاً مستحیل نہیں، ایسی حالت میں حقیقت کو چھوڑ کر مجاز لینا کیونکر صحیح ہوگا۔ خصوصاً جہاں ذات وصفات میں ایک امر غیر ثابت کا اعتقاد لازم آتا ہو کیونکہ کسی نص سے خود حضرت حق جل وعلیٰ شانہ کا پانی پر جلوہ فرمانا مذکور نہیں۔ سو ذات پاک پر اپنی رائے سے ایک حکم زائد لگانا یہ الحاد فی الاسماء ہے جس سے توبہ کرنا واجب ہے۔

سورۂ رعد

رکوع ۲ آیت "وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ الخ" قولہ فی ف ا ہر ایک مخلوق اپنے خالق کی ہستی اور قدرت پر دلالت کرتی ہے یہی اُس کی تسبیح اور تقدیس ہے۔ اقول جب تک حقیقت پر حمل کرنا کلام کا جائز ہو مجازی معنی مراد لینا صحیح نہیں اور معنی حقیقی کا محال ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں ہوا، پھر اس تاویل کی کیا ضرورت ہے اور قرآن میں جہاں آسمان وزمین کا اقرار اطاعت کرنا اور داؤد علیہ السلام کے ساتھ طیور کا ذکر کرنا اور پتھروں کا خدائے تعالیٰ کے خوف سے گر پڑنا وغیرہ وغیرہ مضامین صاف صاف مذکور

ہیں وہاں تاویل کیسے چلے گی اور جو کوئی چلائے وہ کیا دلیل قائم کرے گا اور اس آیت میں ملائکہ کا عطف فرمانا وہ جو حقیقتاً مسبح ہیں ارادہ معنی حقیقی کا زیادہ موکد کرنے والا ہے اور کسی مصنف کی تقلید مدعی تحقیق کے لیے عذر نہیں ہو سکتی۔

ایضاً رکوع ۲ آیت "طَوْعًا وَّ کَرْهًا" قولہ فی ف ۲ یوں فی زمانا ہذا جس کے جی میں آئے (الیٰ قولہ) اُن کے جیل خانے۔ اقول مطالب قرآنیہ میں اس مضمون کو کیا دخل ہے اگر کہا جائے کہ مقصود یہ ہے کہ تشبیہ سے توضیح مقصود ہو جائے سو اور بہت مناسب تشبیہیں موجود ہیں ایسی تشبیہ ایسے مقام پر بے شک خلاف ادب ایمانی ہے، قال اللہ تعالیٰ "وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ط" اور اگر خود اس مضمون کو قصداً ذکر کرنا مقصود ہے تو اور بہت سی کتابوں میں اس کی گنجائش تھی، قرآن میں کا لجزء بنانا کیا ضرور تھا۔

سورۂ ابراہیم

رکوع ۵ آیت "وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ج" الخ قولہ فی الترجمۃ اسی طرح ایک اعتبار سے سورج اور چاند کو تمہارے اختیار میں کر دیا۔ اقول پس اس صورت میں کلام مجاز ہوا حالانکہ اس کی کوئی حاجت نہیں حقیقی معنی رکھ کر یوں ترجمہ کر سکتے ہیں اور تمہارے کام میں لگایا سورج اور چاند کو الخ۔ جیسا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے مجاز ماننا اور پھر اس میں تکلف کرنا محض امر زائد ہے۔

ایضاً رکوع ۷ آیت "سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ الخ" قولہ فی الترجمۃ تارکول کے اُن کے کُرتے ہوں گے، اقول قطران کی جو ماہیت ہے، اگرچہ تارکول میں اور اس میں سیاہی وصف مشترک ہے مگر ماہیت جدا جدا ہے۔ پس اگر اس ترجمے کو حقیقی معنی کہے جائیں تب تو صحیح نہیں کہ وہ مبنی ہوتا ہے ترادف پر اور وہ یہاں مفقود ہے اور اگر معنی مجازی کہے جائیں تو اوّل تو جب تک حقیقی معنی بن سکیں مجاز مراد لینا جائز نہیں، دوسرے اگر مجاز لیا جائے تو اس میں غرض متکلم کو بدلنا نہ چاہیے۔ اس مقام پر جو قطران عذاب میں تجویز فرمایا گیا ہے تو

صرف سیاہ رنگی کی وجہ سے نہیں بلکہ چند اوصاف مکروہہ اُس میں ہوتے ہیں وہ سب ملحوظ ہیں۔ سوزش و تیزی آگ کا اُس میں جلدی لگ جانا اور بدرنگی اور بدبو، تارکول میں یہ سب اوصاف نہیں ہیں تو اس ترجمہ سے بلاغت مضمون کی بھی گھٹتی ہے، ان وجوہ سے یہ ترجمہ صحیح نہیں اور ظاہر ہے کہ لغت میں دعویٰ قیاس کا نہیں ہو سکتا۔

سورۂ حجر

رکوع ۲ آیت "فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ" قولہ ف: جب کوئی شیطان فرشتوں کی گفتگو سننے لگتا ہے شہاب پھینک کر اُس کو ہٹا دیتے ہیں، یہ معاملات ہم لوگوں کے فہم سے باہر ہیں اور ہم کو ان میں زیادہ کاوش کرنے کی ضرورت نہیں جو بات قرآن کے الفاظ سے سمجھ میں آتی ہے اُس کو کان دبا کر سن لینا اور دل سے یقین کر لینا مسلمان کا کام ہے۔ اقول فہم سے باہر ہونے کا اگر یہ مطلب ہے کہ اس کی مفصل کیفیت اور لِم معلوم نہیں تو مسلم ہے مگر اس کی کیا تخصیص ہے جو اشیاء کہ ہر وقت ہماری استعمال میں ہیں اُن کے حقائق کا احاطہ ہم کو کب حاصل ہے ہم کو قوت مقناطیسی اور اُس کے عجیب و غریب آثار کی حقیقت کب معلوم ہے مگر ان چیزوں کے وجود کے تسلیم کرنے میں یہ نہیں کہا جاتا کہ کان دبا کر سن لینا اور دل سے یقین کر لینا عاقل کا کام ہے حالانکہ یہ سب اُمور اور شبہات اور امثال اُس کے اس معنی میں متساوی الاقدام ہیں اور اگر یہ مطلب ہے کہ اُس کے ماننے میں کوئی عقلی یا نقلی اشکال ہے تو اُس اشکال کی تعیین اور محققین سے اُس کا رفع کرنا چاہیے تھا ورنہ اس طرح عاجزانہ دب کر ماننے میں مخالفین کو اعتراض اور موافقین کو تردد و خلجان پیدا ہونے کا موقع ملے گا۔ البتہ متشابہات قرآنی جن کا ظاہر پر حمل کرنا بدلائل عقلی و نقلی مشکل ہے اُن کو اجمالاً مان لینا فرض ہے اور جب یہاں کوئی اشکال نہیں پھر ایسی مجبوری کی بات کیوں کہی جائے، اس میں تو اپنے اوپر الزام لینا ہے۔ ع...... "ہم الزام اُن کو دیتے تھے مگر خود ہو گئے ملزم"

ایضاً رکوع ۳ آیت "وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ الخ" قولہ

فی الترجمۃ اور ہم جنات کو آدم سے بھی پہلے لو کی گرمی سے پیدا کر چکے تھے۔ اقول نار کے حقیقی معنی آگ کے ہیں اس کو چھوڑ کر گرمی کے معنی لینا حسب قاعدہ اُصولیہ جس کا کئی بار ذکر آچکا ہے جائز نہیں بلکہ اس مقام پر ایک واقعہ کا غلط ہونا لازم آتا ہے یعنی جنوں کا حرارت سے کہ مقولہ عرض سے ہے، پیدا ہونا لازم آتا ہے حالانکہ خود قرآن مجید سے اُن کا بولنا چالنا چلنا پھرنا وغیرہ کہ خواص جوہر سے ہیں ثابت ہے اور جو لوگ آج کل وجود جوہری جنات کے منکر ہیں اور ان سب چیزوں کو قوائے انسانیہ کہتے ہیں اُن کو اس ترجمے سے سند ہاتھ لگنے کا احتمال ہے، ان وجوہ سے اس ترجمہ کی ترمیم واجب ہے، اِس طرح کہ لطیف آگ سے پیدا کر چکے تھے۔

سورۂ نحل

رکوع ۱۰ "عَلٰی مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ" قولہ فی الترجمۃ اپنے زیر دستوں یعنی نوکروں، غلاموں الخ اقول اس ترجمہ کا اور پھر یعنی کے ساتھ جو تفسیر کی ہے اُس کا یہ حاصل نکلا کہ "مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ" کے معنی خاص غلام نہیں بلکہ مطلق محکوم کو کہتے ہیں۔ خواہ غلام ہو خواہ نوکر تو جو لوگ اس زمانہ میں مسئلہ غلامی کو شریعت سے خارج کرنا چاہتے ہیں اور اہل حق ان الفاظ سے اُن کی مشروعیت پر استدلال کیا کرتے ہیں وہ اس ترجمے سے ان دلائل کا جواب دے سکیں گے، گو وہ جواب مردود ہوگا اور فی نفسہ بھی "مَا مَلَكَتْ" شرعاً یا لغۃً عام نہیں ہے بلکہ خاص ہے، مملوک کے ساتھ بخلاف نوکر کے کہ وہ آزاد ہوتا ہے اور مقابل اور قسیم مملوک کا پس اس ترجمے میں قسیم کا قسم ہونا لازم آتا ہے جو کہ عقلاً بھی محال ہے اس لیے ترجمے میں صرف غلام، لونڈی لکھنا چاہیے۔

سورۂ بنی اسرائیل

رکوع اوّل آیت "سُبْحٰنَ الَّذِیْ الخ" قولہ ف اکے سے راتوں رات بیت المقدس پہنچنا تو متفق علیہ ہے مگر مفسروں نے بڑے بڑے اختلاف کیے ہیں کوئی کہتا

ہے کہ روحانی جیسے خواب کوئی کہتا ہے جسمانی، کوئی کہتا ہے کہ صرف ایک بار کوئی کہتا ہے کئی بار کوئی کہتا ہے صرف بیت المقدس تک اکثر کہتے ہیں پہلے بیت المقدس تک پھر آسمان تک اقول جس امر میں اختلاف ہو اُس میں اختلاف کا نقل کرنا مضائقہ نہیں لیکن اگر ان اختلافات میں سے کسی خاص قول کو ترجیح ہو اُس کا اظہار بھی تو ضروری ہے تاکہ ناواقف کو شبہ تساوی اقوال کا واقع نہ ہو جیسا اس مقام پر دوسرے مفسرین نے کیا ہے کہ تصریحاً لکھ دیا کہ معراج جسمانی تھی اور اس کو دلائل سے ثابت بھی کر دیا۔ اسی طرح بیت المقدس تک پہنچنے کو متفق علیہ کہنے سے یہ شبہ پڑتا ہے کہ معراج آسمانی کا مضمون بھی اختلاف کی گنجائش رکھتا ہے حالانکہ احادیث صریحہ وصحیحہ بروایت متعددہ اس میں وارد ہیں، ایسی حالت میں اختلاف کب مقبول ہوسکتا ہے۔ غرض ایسے عنوان سے اختلاف نقل کیا گیا ہے کہ ہر شخص جس احتمال کو قبول کر لے، اس کی اجازت نکلتی ہے جن میں بعض احتمالات سے حدیث کی تکذیب بھی لازم آتی ہے۔

ایضاً رکوع ۴ آیت "وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ط" قولہ فی ف ا انسانی معلومات کے چند ذریعے ہیں جو اس ظاہر و باطن انسان کو انہی کے ذریعوں سے کسی بات کا یقین ہوسکتا ہے۔ اقول مطلق معلومات کے ذرائع کو ان میں منحصر کرنا جیسا لفظ (ان ہی) سے معلوم ہوتا ہے صحیح نہیں کیونکہ معقولات کے لیے نہ حواس ظاہری کافی ہیں نہ حواس باطنی بلکہ اُن میں عقل کی ضرورت ہے جیسے اپنے محل میں ثابت ہو چکا ہے۔ البتہ معلومات میں سے صرف محسوسات کے ذرائع کا انحصار ذرائع مذکورہ میں صحیح ہے مگر وہ خلاف مقصود ہے۔

ایضاً رکوع ۶ آیت "وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا" قولہ ف ۳ یعنی معجزوں سے اس کے سوا کوئی اور غرض متعلق نہیں۔ الیٰ قولہ معجزہ کوئی ایسی مستحکم دلیل نہیں ہوسکتی جس پر زور دیا جائے۔ اقول قرآن مجید میں معجزات موسیٰ کے بارے میں کہیں "تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ" کہیں "بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ" کہیں "شَیْءٍ مُّبِيْنٍ" اور اسی

طرح مطلق معجزات کی نسبت اسی قسم کے الفاظ فرمائے گئے ہیں جس سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ معجزہ بہت بڑی دلیل اثبات نبوت کی ہے، رہ گئے شکوک سو معاند کو ہر قسم کی دلیل میں ہو سکتے ہیں اور منصف کو معجزات میں بھی نہیں ہوتے رہا یہ کہ معجزات کا سب کو معائنہ نہیں ہوتا، یہ نہایت ہی ضعیف شبہ ہے، جیسا معائنے سے کسی شے کا یقین ہوتا ہے تو اتر اخبار سے بھی تو ہوتا ہے۔

پس ان شبہات سے معجزے کو مستحکم دلیل نہ کہنا صریح غلطی ہے۔اصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام مختلف طبائع والے لوگوں کی طرف مبعوث ہوتے ہیں اس لیے اثبات دعویٰ کے لیے مختلف دلائل کی حاجت ہوتی ہے اور ہر دلیل اپنی ذات میں نہایت محکم ہوتی ہے ورنہ نعوذ باللہ لازم آئے گا کہ انبیاء کمزور دلیلیں لے کر تشریف لاتے ہیں پھر ایسے مضامین سے منکرین معجزات کو بھی سہارا ملے گا جو ان کو خلاف فطرت ہونے کی وجہ سے مستحیل کہتے ہیں اور اُن کو اثبات نبوت میں کچھ دخل نہیں دیتے، اگر آیت قرآنی سے شبہ پڑے کہ یہ تو اس باب میں نص قطعی ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس آیت میں ”اَلْاٰیَاتِ“ سے یا تو مطلق معجزات مراد نہیں بلکہ خاص وہ آیتیں مراد ہیں جن کی براہِ عناد فرمائش کی جاتی تھی اور الف لام اس میں عہد کا ہے۔ چنانچہ اس کے قبل کی آیت ”وَمَا مَنَعَنَا الخ“ اس تخصیص کا قرینہ ہے اور وہاں فرمائشی معجزات کا مراد ہونا خود مترجم صاحب کے اعتراف سے ثابت ہے تو اُن کا خاص تخویف کے لیے ہونا اُس کو مستلزم نہیں کہ جمیع آیات تخویف ہی کے لیے ہوں اور اگر مطلق ہی مراد ہوں جب بھی قصداً اثبات رسالت کی نفی لازم نہیں آتی یہ بھی تخویف ہی ہے کہ اگر اس پر بھی رسالت کے قائل نہ ہوگے تو عذاب کے مستحق ہوگے۔

سورۂ مریم

رکوع اوّل آیت ”اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ“ قولہ فی ف ا اور ہم نے لاتکلم کو صیغۂ نہی سمجھ کر پارہ تلک الرسل رکوع ۱۲ میں ایک فائدہ لکھا ہے۔ اقول وہ صیغۂ

نفی نہیں ہوسکتا کیوں کہ نفی مجزوم ہوتی ہے نہ منصوب۔

ایضاً رکوع ۵ آیت "وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ الخ" قولہ فی ف ا یا ہماری ضرورت کے مطابق مکتب و مدرسہ اقول چونکہ اس زمانہ میں اکثر ضعیف المذہب لوگ ایسے اُمور کو بھی ضرورت میں داخل کرنے لگے ہیں جو صریح دین کے خلاف ہیں اور وہ یقیناً باقیات الفاسدات سے ہیں، اس لیے اِس موقع پر لفظ ضرورت پر جو محض مبہم ہے اکتفا کرنا موجب غلط فہمی ہے جس کے رفع کرنے کے لیے ضرورت کی توضیح واجب ہے کہ کون سی ضرورت اور کیسے مدرسے۔

سورۂ نور

رکوع ۴ آیت "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" قولہ فی ف الیکن اصلی بات یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے "مَا ظَهَرَ" کا معیار جداگانہ ہے، ہر ایک عورت آپ اپنے لیے تجویز کرلے کہ پاس شرم وحیا کے ساتھ دُنیا کے کاروبار کے لیے اُس کو کون سی چیز بجبوری کھلی رہنی ضروری ہے۔ اقول چونکہ اجماع کا احکام میں حجت ہونا ثابت ہے اور یہ تفویض ہر عورت کی رائے پر اجماع کے خلاف ہے اس لیے یہ غلط ہے جس سے احکام شرعیہ میں کمی بیشی لازم آتی ہے جو جائز نہیں۔

ایضاً رکوع ۴ آیت "اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ" قولہ فی الترجمۃ اپنے ہاتھ کے مال یعنی لونڈی غلاموں پر۔ اقول چونکہ یہ تعلیم مذہب حنفی کے خلاف ہے کیونکہ اُن کے نزدیک غلام سے بھی پردہ ہے اور کثرت سے اس ملک میں یہی آباد ہیں اس لیے نفع رسانی عام میں جو اصلی مقصود اس ترجمہ کے لکھنے سے ہے اس مذہب کی رعایت ضروری تھی۔ جیسا کہ سورۂ مائدہ رکوع ۱۲ آیت "لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ" کے متعلق ہو چکا ہے اس لیے مناسب ترجمہ اس لفظ کا وہی ہے جس کو مترجم صاحب نے سورۂ احزاب رکوع ۷ میں اس لفظ کے تحت میں لکھا ہے یعنی صرف لونڈی لکھا ہے۔

ایضاً رکوع ۴ آیت "غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَۃِ" قولہ فی الترجمۃ جیسے خواجہ سرا یا بڈھے ہوں۔ اقول یہ تعمیم بھی مذہب حنفی کے خلاف ہے کیونکہ خواجہ سرا سے بھی اُن کے نزدیک پردہ چاہیے، اُس میں بھی وہی غرض ہے جو ابھی عرض ہو چکا ہے۔

ایضاً رکوع ۸ آیت "اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَھُنَّ" قولہ فی الترجمۃ اگر اپنے کپڑے دوپٹے وغیرہ اُتار کر رکھا کریں، اقول چونکہ سر کا ڈھانکنا بالاجماع عورت پر واجب ہے اور ہمارے ملک میں سر کا پردہ دوپٹے ہی سے ہوتا ہے اس لیے اس ترجمہ سے سربرہنگی کے جواز کا شبہ بلکہ یقین ہوتا ہے بلکہ مراد ثیاب سے اوپر کا کپڑا ہے جو علاوہ سربند کے اوڑھنے کی عادت تھی کہ اُس کے اُتارنے سے سر نہیں کھلتا۔ چنانچہ عرب میں اب بھی معمول ہے اور اگر کوئی قول شاذ اس اجماع کے خلاف پایا جائے وہ قادح اجماع نہیں ہو سکتا کما ہو مقرر فی الاصول۔

سورۂ فرقان

رکوع اوّل آیت "فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا" قولہ فی ف۲ کل موجودات اور تمام واقعات کے لیے ایک اندازہ باندھ رکھا ہے کوئی چیز اس اندازہ سے باہر نہیں جا سکتی۔ اقول ظاہراً نفی امکان سے تائید عقیدۂ فطرت پرستی کی ہوتی ہے جو خلاف فطرت کے وقوع کو محال کہتے ہیں اور اسی بناء پر معجزات کے منکر ہوئے ہیں چونکہ اس زمانہ میں اس عقیدے کے بہت لوگ موجود ہیں اس لیے ایسی موہم عبارت سے احتراز واجب ہے۔

ایضاً رکوع ۲ آیت "کَانَ عَلٰی رَبِّکَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا" قولہ فی الترجمۃ اور باستحقاق اُس سے مطلب کیا جا سکتا ہے۔ اقول اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر کسی کے استحقاق کا قائل ہونا معتزلہ کا مذہب ہے جس کو اہل حق نے دلائل نقلی و عقلی سے ردّ کیا ہے اگر باستحقاق کی جگہ لفظ بنابر وعدہ ہوتا تو مضائقہ نہ تھا۔

ایضاً رکوع ۳ "حِجْرًا مَّحْجُوْرًا" قولہ فی الترجمہ فرشتوں کو دیکھ کر کہیں گے

دور فان اقول لفظ دور دفان وہاں بولا جاتا ہے جہاں قائل مقول لہ کو حقیر سمجھتا ہو اور یہاں تو کفار فرشتوں سے ہیبت کھا کر ''حِجۡرًا مَّحۡجُوۡرًا'' کہیں گے اس لیے باعتبار محاورے کے اس مقام پر یہ ترجمہ صحیح نہیں اور نہ اس ترجمے کو معنی لغوی سے کوئی مناسبت ہے اس لیے اچھا ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب کا ہے اسی طرح ''هَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا'' کا ترجمہ بکھری ہوئی دھول محل نظر ہے۔

ایضاً رکوع ٦ آیت ''قُلۡ مَا يَعۡبَؤُا بِكُمۡ رَبِّىۡ الخ'' قولہ فی ف ۳ مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کے بھیجنے اور کتابوں کے اُتارنے سے خدا تعالیٰ کی کوئی ذاتی غرض نہیں ہے بلکہ بندے مصیبت پڑنے پر اُس کو بلاتے ہیں تو وہ اُن کے حال پر شفقت فرماتا اور چاہتا ہے کہ دوزخ میں یہ نہ پڑیں۔ اقول یہ مسلم کہ ارسال رسل و کتب میں اللہ تعالیٰ کی کوئی ذاتی غرض نہیں مگر یہ غلط ہے کہ اوّل بندے مصیبت میں اُس کو بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہدایت و نجات کا سامان عطا فرماتا ہے ارسال رسل تو محض ابتدائی رحمت ہے، خواہ کوئی بندہ اس کی درخواست کرے یا نہ کرے، کیا جو اللہ تعالیٰ سے بالکل غافل ہو اُس کی ہدایت کے واسطے رسول نہیں آئے۔

اس لیے یہ تقریر نہ خود صحیح ہے اور نہ آیت کی تفسیر بن سکتی ہے۔ جیسا کہ دعویٰ کیا گیا ہے بلکہ صحیح اور سہل معنی یہ ہیں کہ مطیعین کی حالت بیان فرما کر ارشاد ہے کہ مخالفین سے کہہ دیجئے کہ تم پر جواب تک عذاب نہیں آیا اس سے یہ نہ سمجھنا کہ خدائے تعالیٰ کے یہاں تمہاری کوئی قدر و منزلت ہے۔ قدر و منزلت کچھ نہیں اور تمہاری کچھ بھی پرواہ نہیں، محض تاخیر عذاب کی یہ وجہ ہے کہ تم اُس کو شدائد میں پکارتے رہتے ہو اس لیے تم پر مہربانی رہتی ہے ورنہ تم مستحق تو ہو ہی کیونکہ تکذیب کرتے ہو تو اب تک نہیں تو آئندہ عذاب آئے گا۔ اس کی نظیر وہ ہے ''وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمۡ وَهُمۡ يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ'' اور دوسرے صحیح معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں مگر مطلب مذکور کسی تفسیر پر بھی محتمل نہیں۔

سورۂ شعراء

رکوع ۲ آیت "وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ" قولہ فی ف ۱۱ اور ایک معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ یہ احسان (پرورش) جو تم مجھ پر رکھتے ہو (کیا) اسی کی وجہ سے تم نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔ اقول یہ معنی نہ تو ترکیب نحوی کے اعتبار سے ان لفظوں پر منطبق ہیں اور نہ عقلی طور سے صحیح ہوسکتے ہیں کیونکہ تعبید بنی اسرائیل تو مقدم ہے اور امتنان مؤخر ہے، پھر پرورش کے بدلے میں تعبید کیونکر ممکن ہے تو اس تقریر کا کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔

سورۂ نمل

رکوع ٦ آیت "فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ" قولہ فی ف ۲ لوح محفوظ سے مراد علم الٰہی ہے اور لفظوں پر جاؤ تو وہ ایک تختی ہے۔ الخ، اقول اس سے معلوم ہوا کہ معنی راجح تو علم الٰہی کے ہیں اور تختی مراد ہونا مرجوح اور لفظ پرستی ہے حالانکہ بحسب قاعدۂ مذکورہ چند بار کہ جب تک حقیقی معنی بن سکیں، مجاز کی طرف رجوع جائز نہیں، ترجیح اسی تختی کے معنی کو ہے اور روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے اور علم الٰہی پر لوح کا اطلاق بلا اذن شرعی جائز بھی نہیں اس لیے یہ تفسیر صحیح نہیں، سورۂ حجر رکوع ۲ آیت "فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ" کے متعلق جو عرض کیا ہے اس کو یہاں بھی ملاحظہ فرما لیا جائے۔

ایضاً رکوع ٦ آیت "اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ" قولہ فی ف ۲ یہ ایک پیشین گوئی ہے کہ اُس کی تصدیق اُس کے وقوع ہی سے ہوسکتی ہے اور خدا کی قدرت کے سامنے تو کوئی چیز عجیب نہیں، خدا کی باتیں خدا ہی جانے، مسلمانوں کا کام یہ ہے کہ جو فرمایا بے چون و چرا تسلیم کرلیا۔ اقول جن چیزوں کے وقوع کی خبر وحی سے دی گئی ہے قبل وقوع کے بھی اس کی تصدیق فرض ہے۔ پس یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس کی تصدیق اس کے وقوع ہی سے ہوسکتی ہے۔ وقوع کے وقت تصدیق کرلینا تو کچھ بھی کمال نہیں

اُس وقت تو موافق ومخالف سب مان ہی لیں گے اور اُس کے وقوع میں کوئی اشکال عقلی بھی نہیں جس کو عقل نہ قبول کرتی ہو ورنہ اس استحالے کا بیان کرنا چاہیے۔ پس جب عقلاً ممکن اور نقلاً ضروری الوقوع ہے پھر ایسے عنوان سے ماننا جو کہ موہم شک ہے جیسا کہ عبارت مذکورہ کے سیاق سے مترشح ہے بلا وجہ ہے۔

سورۂ روم

رکوع اوّل آیت "غُلِبَتِ الرُّوْمُ" قولہ فی ف ا اور بالفرض پیغمبر صاحب کی کوئی ذاتی رائے اس بارہ میں رہی بھی ہو تو اُس کو وحی آسمانی قرار دے کر مشتہر کرانا رسالت کی محکم دلیل ہے۔ اقول اپنی ذاتی رائے کو وحی قرار دینا نعوذ باللہ افترا علی اللہ ہے جس کا کسی پیغمبر میں بھی احتمال نہیں، یہ فرض ہی فرض محال ہے جس کی اس مقام پر کوئی ضرورت نہیں اور بعد تقدیر فرض اس کو رسالت کی دلیل اور دلیل بھی مستحکم قرار دینا اس سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ افترا علی اللہ جو منافی رسالت بلکہ منافی ایمان ہے رسالت کی دلیل کیوں کر ہو سکتا ہے۔

ایضاً رکوع ۴ آیت "تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ" قولہ فی الترجمۃ اور تم اُن کی ویسی ہی پروا کرتے ہو جیسی کہ تم اپنی پروا کرتے ہو۔ الخ۔ اقول پروا کے معنی پرداخت جیسا کہ مترجم صاحب نے ف ا میں تصریح کر دی ہے۔ ترجمہ خوف کا نہیں، پس نہ ترجمہ صحیح ہے نہ تقریر ف اکی جو اس پر مبنی ہے بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ خوف کرتے ہو، اُن سے جیسا کہ خوف کرتے ہو اپنے برابر کے لوگوں سے یعنی غلاموں سے مثل احرار معاملہ نہیں کرتے، اُن کو اپنے برابر نہیں سمجھتے کیونکہ اوپر استفہام انکاری ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اُس کا مماثل کیوں سمجھتے ہو۔

ایضاً رکوع ۴ آیت "فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ" قولہ فی ف ا اس کا اجر خدا کے ہاں دو چند، سہ چند چہار چند وغیرہ ہوتا رہتا ہے۔ اقول "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا"

ہے جب یقیناً ثابت ہو چکا کہ اقل درجہ تضعیف کا دس چند ہیں تو اُس سے کم کا احتمال تجویز کرنا جیسے دو چند سہ چند چہار چند نص قطعی کے خلاف ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں۔

سورۂ احزاب

رکوع اوّل آیت "مَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ" قولہ فی ف ا ہم نے اپنی کتاب محصنات کی لوح کے صفحہ پر اس آیت کا حاصل ترجمہ یوں نظم کر دیا ہے:

ہم معتقد دعوے باطل نہیں ہوتے　　سینے میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے

اقول چونکہ اس کتاب کا نتیجہ مضمون تعدد ازواج کی مطلق ممانعت ہے گو شوہر عدل واجب بھی کر سکے اور اُس میں آیت "فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا" و آیت "وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا" کی تفسیر میں تحریف بھی کی گئی ہے اس لیے لوح پر کسی آیت کا حاصل ترجمہ لکھنا جس سے مضمون کتاب کی تائید ہوتی ہو نا جائز اور تائید باطل بالحق ہے نہ وہاں لکھنا جائز تھا اور نہ یہاں اُس کی حکایت جائز ہے کہ خواہ مخواہ موہم صحت کتاب ہے۔ دوسرے یہ کہ حاصل ترجمہ آیت کا تو تصرف مصرع ثانی ہے اور مصرع اوّل (جس میں امکان عدل کے دعوے باطل ہونے کی طرف اشارہ ہے ورنہ کتاب مذکور سے اُس کو تعلق نہیں ہوگا)۔ اس آیت کے حاصل سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا بلکہ شرع و عقل کے بھی خلاف ہے۔

ایضاً رکوع ۵ آیت "مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ الخ" قولہ فی ف ا اور اُس وقت دستور تھا اور اب تک بھی ہے کہ بچوں کو زبردستی پکڑ کر لے جاتے ہیں اور غلام بنا لیتے ہیں۔ اقول یہ تو ظاہر ہے کہ وہ اُس وقت کا دستور محض ظلم تھا، اُس کے بعد یہ لکھنا کہ اب تک بھی یہی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ برابر یہ دستور باطل اس وقت تک چلا آ رہا ہے موہم اس امر کا ہے کہ استرقاق ہمیشہ بالباطل جاری رہا جس سے ایک امر منصوص کا ابطال لازم آتا ہے اور اگر یہ مقصود نہیں تو یا تو اس عبارت کی ضرورت نہ تھی کہ اب تک

یہی ہے اور یا اس کے ساتھ ایسی قید ہونا چاہیے تھی جس سے یہ ایہام نہ ہوتا خصوصاً اس زمانے میں کہ مطلین استر اق بکثرت موجود ہیں۔

ایضاً رکوع ۵ آیت "مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ" قولہ فی ف ا بے شک پیغمبر صاحب بہ تقاضائے بشری اُس وقت بہت ہی متردد ہوئے ہوں گے مگر آخر کار اصلاح کا پہلو غالب رہا اور آپ نے خود زینب سے نکاح کر لیا۔ الخ۔

اقول ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تردد میں خود پیغمبر صاحب نے ایک پہلو کو اپنے لیے خود اپنی رائے سے ترجیح دے کر نکاح کر لیا۔ وحی کو اُس میں دخل نہ تھا حالانکہ "زَوَّجْنٰکَهَا" نص قطعی اس کے خلاف موجود ہے جس سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنی رائے کے خلاف حکم وحی کی تعمیل فرمائی۔

ایضاً رکوع ۹ آیت "فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط" قولہ فی الترجمۃ اُنہوں نے بزبان حال اُس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اُس سے ڈر گئے اور آدمی نے گویا ارادۃً بے تامل اُس کو اُٹھا لیا۔

اقول حسب قاعدہ مذکورہ چند بار جب تک معنی حقیقی کا متعذر رہونا ثابت نہ ہو، مجاز لینا جائز نہیں، جیسا ترجمۂ مذکورہ میں لیا گیا ہے اور ف ا کی تقریر اسی پر مبنی ہے اسی قاعدے سے اُس تقریر کا صحیح نہ ہونا بھی معلوم ہو جاوے گا۔

سورۂ سبا

رکوع ۲ آیت "یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ" قولہ فی ف ا پہاڑ گونج اُٹھے۔ اقول یہاں تو فضائل داؤدی کا ذکر ہو رہا ہے، پہاڑ کا گونج جانا تو ہر معمولی آدمی کی آواز سے واقع ہوتا ہے، اُس میں فضل کی کیا بات تھی، پھر یہ کہ یہ معنی مجازی ہیں جس کی کوئی ضرورت شرعی لغوی عقلی نہیں بلکہ ظاہر الفاظ سے اس کا قائل ہونا واجب ہے کہ پہاڑ اور طیور حقیقتاً تسبیح کرتے تھے اور یہ داؤد علیہ السلام کا معجزہ تھا۔

سورۂ صفّٰت

رکوع ۳ آیت ''وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ'' قولہ فی ف ا اور ہمارا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ شاید بڑی قربانی سے بقرعید کی قربانی مراد ہو کہ یہ بھی سنت ابراہیمی ہے والعلم عند اللہ اقول فدیہ کہتے ہیں ایک شے کو دے کر دوسری چیز کو چھڑا لینا اور بچا لینا تو بقرعید کی قربانی جو بعد اس واقعہ کے مشروع کی گئی۔ فدیہ اسماعیل علیہ السلام کا ہو سکتی ہے اس لیے یہ انتقال ذہنی مخالف قرآن ہونے کی وجہ سے غلط ہے بلکہ صحیح وہی ہے جو اور مفسرین نے کہا ہے کہ کوئی دُنبہ اُن کی چھری تلے لا کر رکھ دیا گیا اور اسماعیل علیہ السلام اُٹھا لیے گئے، پھر یہ کہ ظواہر الفاظ کو چھوڑ کر ایسی بعید توجیہ کی حاجت ہی کیا ہے کیا قرآن مجید میں کسی عجیب قصے کا مذکور ہونا کوئی مضائقہ کی بات ہے جو اُس کے بدلنے اور نکالنے کی کوشش کی جائے۔

سورۂ صٓ

رکوع اوّل آیت ''كُلٌّ لَّهٗ اَوَّابٌ'' قولہ فی ف ۲ ویسی ہی آواز پہاڑوں سے آتی۔ الخ، اقول سورۂ سبا کے رکوع ۲ میں عرض کر چکا ہوں ملاحظہ ہو۔

ایضاً رکوع ۲ آیت ''فَتَنّٰهُ الخ'' قولہ فی ترجمہ ہم نے اُن کو صرف ایک چقما دیا ہے۔ الخ، قولہ فی ف ا اس مقام پر اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے الخ۔ اقول چقما ترجمہ خداع کا ہے فتنا کا ترجمہ ہے امتحان اور آزمائش یہ تو ترجمے میں غلطی ہے اور حاشیے میں وہی مشہور قصہ بیبیوں کا لکھا ہے جس کا کہیں بسند صحیح پتہ نہیں اور اس میں تقلید کا عذر نہیں ہو سکتا جبکہ دوسرے مقامات پر ادنے ادنے شبہات سے اور مفسرین کے خلاف کیا گیا ہے، یہ مقام تو زیادہ نازک ہے بلکہ اس کی بے غبار تفسیر یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام نے جو ایک فریق کا بیان سن کر فرمایا: ''لَقَدْ ظَلَمَكَ'' گو مقصود اس سے قضیۂ شرطیہ ہے مگر چونکہ صورۃً جملۂ خبریہ ہے اس لیے داؤد علیہ السلام نے اس سے استغفار فرمایا۔

سورۂ زمر

رکوع ۳ آیت "غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ" قولہ فی الترجمۃ اِس میں کسی طرح کی پیچیدگی نہیں۔ اقول عوج کا ترجمہ ہی ٹیڑھاپن اور ہر چند کہ ٹیڑھاپن کا لفظ اُردو محاورہ میں پیچیدگی کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے مگر عربی محاورے میں عوج کے یہ معنی نہیں دیکھے گئے۔

سورۂ حم السجدہ

رکوع ۲ آیت "وَحِفْظًا ط" قولہ فی ف ایہ معاملہ (یعنی شہاب سے شیاطین کا مارنا) داخل اسرار الٰہی ہے جن کو خدا نے کسی مصلحت سے ہم پر ظاہر نہیں فرمایا، اقول اگر اس میں کوئی اشکال عقلی یا نقلی باقی رہتا تو بے شک اس اعتبار سے داخل اسرار ہوتا اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اظہار فرمادیا اور کوئی اشکال بھی اُس پر وارد نہیں پھر اسرار میں کہاں رہا اور اگر باعتبار تفصیلی کیفیت کے اسرار میں داخل کیا جائے تو اس کی کیا تخصیص ہے، معمولی معلومات بھی اس حیثیت سے اسرار ہی ہیں۔ سورۂ حجر کے رکوع ۲ میں جو عرض کیا گیا ہے اس کا ملاحظہ فرمایا جائے یہ کیا ضرور ہے کہ جس امر تک ظاہر پرستوں کی نظر نہ پہنچتی ہو اُس کو دل تنگ ہو کر مانیں۔

سورۂ زخرف

رکوع ۲ آیت "اَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ" قولہ فی الترجمۃ اور تم کو بیٹے دے کر نوازا، اقول اصفا کے معنی اختیار اور ترجیح کے ہیں نہ بمعنی نوازش۔

ایضاً رکوع ۷ آیت "اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ" قولہ فی الترجمۃ ہاں جو لوگ صدق دل سے حق (بات یعنی کلمۂ توحید) کے قائل ہیں۔ اقول ظاہراً صدق دل سے قائل ہونا ترجمہ شہادت کا ہے کیونکہ ماہیت شہادت کی یہی ہے تو اس صورت میں یعلمون کا ترجمہ چھوٹ گیا اور اگر صدق دل سے یعلمون کے ترجمے کی طرف اشارہ ہے اور قائل ہونا شہادت کا ترجمہ ہو تو اس صورت میں شہادت کا ترجمہ نا تمام ہوگا۔

سورۂ فتح

رکوع۴ آیت "اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ" قولہ فی الترجمۃ کافروں کے حق میں (تو اُن کی ایذاؤں سے بچنے کے لیے) بڑے سخت ہیں۔ اقول جب حب فی اللہ اور بغض فی اللہ فرض ہے تو مبغوضین عند اللہ سے بغض رکھنا نہ صرف اِس وجہ سے ہے کہ وہ ایذاء پہنچاتے ہیں بلکہ اس لیے کہ وہ حق سے بغض رکھتے ہیں۔ پس یہ قید مذکور بین الہلالین کسی طرح صحیح نہیں۔

سورۂ حجرات

رکوع۲ آیت "وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ" قولہ فی ف اسخت افسوس ہے کہ آج کل مسلمانوں میں یہ فساد کثرت سے شائع ہوگیا ہے کہ بات بات میں مسلمانوں کو کافر بنا دیتے ہیں۔ اقول علی الاطلاق افسوس کرنا بیجا ہے جیسے لوگوں کا اس آیت میں مذکور ہے کہ باوجود دعویٰ اسلام کے خود اللہ تعالیٰ نے اُن سے ایمان کی نفی فرمائی جن کی حالت اب بھی ایسی ہوگی کہ زبان سے دعویٰ ایمان کا کریں مگر جو عقائد و اعمال ایمان کے ہیں، اُن کا انکار و تحریف کرتے ہوں اسی فتویٰ الٰہیہ کے اتباع سے اگر اُن کے کفر کا فتویٰ دیا جائے تو کیا افسوس کی بات ہے۔ البتہ بلا دلیل شرعی کسی کی تکفیر کرنا ضرور محل تاسف ہے۔ پس اظہار تاسف میں ایسی قید لگانا واجب ہے ورنہ اہل باطل کی طرف داری کا شبہ پڑتا ہے بلکہ عموم لفظ میں بالیقین اُن کی حمایت داخل ہوئی جاتی ہے۔

سورۂ ذاریت

رکوع۳ آیت "فَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا" قولہ فی الترجمۃ ان ظالموں کے لیے بھی پیمانے مقرر ہیں اور اُن کے بھرنے کی (ہری) الخ ف ا، اقول محاورہ عربیہ میں اس ترکیب کا یہ مقصود نہیں اور لغت میں قیاس چلتا نہیں بلکہ یہ محاورہ ماخوذ ہے نوبت بنوبت ڈول بھرنے سے اور مراد اس سے مطلق نوبت ہے۔

سورۂ طور

رکوع اوّل آیت "تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا" قولہ فی الترجمۃ جس دن آسمان (سمندر کے پانی کی طرح) لہریں مارنے لگے۔ اقول لفظ مور کا استعمال عربی میں لہر کے معنی میں نہیں دیکھا گیا جیسا کہ ترجمے میں استعمال کیا گیا۔

سورۂ نجم

رکوع اوّل آیت "عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى الخ" قولہ فی ف اسدرۃ المنتہی وہ بیری کا درخت ہے جو ساتویں آسمان پر ہے۔ الے قولہ یہ ساری باتیں داخل اسرار الٰہی ہیں۔ فہم بشر سے خارج اقول جب قرآن مجید میں ایک چیز کی خبر صاف صاف لفظوں میں دی جائے اور اُس میں کسی قسم کا اشکال نہ ہونے کی وجہ سے کسی تاویل کی ضرورت نہ ہو، پھر اُس کو داخل اسرار کہنا کس وجہ سے صحیح ہوگا، شہاب کی بحث میں دو جگہ جو کچھ عرض کیا گیا، وہ یہاں بھی معروض ہے، اس عبارت سے تو خواہ مخواہ شبہ پڑتا ہے کہ غالباً یہ امور محتاج تاویل ہیں۔

ایضاً رکوع ۲ آیت "وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا" قولہ فی الترجمۃ اٹکل کا حال یہ ہے کہ وہ تو حق بات کے سامنے کچھ بکار آمد نہیں، اقول محاورۂ عربی میں اس ترکیب کے یہ معنی نہیں ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اٹکل کچھ کام نہیں دیتی، یقین کے موقع میں یعنی ظن مثبت حق نہیں ہوسکتا، یہ نہیں کہ مزاحم حق نہیں ہوسکتا۔

سورۂ واقعہ

رکوع اوّل آیت "وَمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ" قولہ فی الترجمۃ اور پانی کیچھر نوں۔ اقول سکب کے معنی بہنے کے ہیں، جھرنوں کا مفہوم اس میں ماخوذ نہیں۔

ایضاً رکوع ۳ آیت "وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ" قولہ فی الترجمۃ اور موت تو جب آئے گی تب آئے گی ہم تو اُس سے بھی زیادہ تم سے نزدیک ہیں۔ اقول یعنی موت بھی

اس قدر تم سے نزدیک نہیں جس قدر ہم تم سے نزدیک ہیں۔ یہ مطلب ہوا اس ترجمہ کا۔ سو کسی طرح یہ ترجمہ اس آیت کا نہیں بن سکتا، اگر قرآن کی عبارت یوں ہوتی "نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡکُمۡ مِنۡہُ" تب یہ معنی درست ہوتے اور ترکیب موجود میں الیہ کی ضمیر صاحب موت کی طرف ہے اور معنی یہ ہیں کہ جو شخص مر رہا ہے اور تم لوگ اُس کے پاس بیٹھے ہو، سو اس شخص سے جس قدر تم لوگ نزدیک ہو ہم تم سے بھی زیادہ اُس شخص سے نزدیک ہیں۔

سورۂ حدید

رکوع ۲ آیت "وَاَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ فِیۡہِ بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ" قولہ فی الترجمۃ تو اس میں بڑا خطرہ ہے۔ اقول یہ لفظ ہمارے محاورے میں ایسے موقع پر بولا جاتا ہے جہاں کسی چیز کی مضرت بیان کرنا مقصود ہو اور یہاں ذکر ہے فوائد کا جیسا کہ امتنان سے معلوم ہوتا ہے اس لیے یہ ترجمہ نامناسب ہے بلکہ رعب یا دھاک کا ترجمہ بہتر ہے۔

ایضاً رکوع ۴ آیت "وَرَھۡبَانِیَّۃَ الخ" قولہ فی الترجمۃ ترک دُنیا اقول یہ ترجمہ صحیح نہیں ترک دُنیا تو ہمیشہ سے فرض رہا اور اب بھی فرض ہے اور رہبانیت پہلے مشروع مخیر تھی اور اب غیر مشروع تو فرض اور غیر فرض بلکہ غیر مشروع کس طرح متحد بالماہیۃ ہو سکتے ہیں اس کا صحیح ترجمہ ترک لذات ہے جس کو شریعت میں موجب تقرب جاننا ممنوع کیا گیا ہے اور معالجے کے لیے اور بات ہے بلکہ اُس ترجمے سے آج کل کے ہوسناکوں کو شبہ پڑے گا کہ رہبانیت کی حقیقت ترک دُنیا ہے اور رہبانیت شریعت میں منفی کی گئی ہے تو طلب دُنیا مقاصد شریعت سے ہوگا اور اس غلطی میں پڑ کر غیر متناہی تعلیمات نبویہ کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں گے۔ قولاً و عملاً و اعتقاداً۔

سورۂ مجادلہ

رکوع ۳ آیت "فَقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیۡ نجواکم صَدَقَۃً ط" قولہ فی الترجمۃ تو کان میں عرض مطلب کرنے سے پہلے کچھ خیرات لا کر آگے رکھ دیا

کرو۔ اقول تقدیم کے معنی آگے رکھنے کے نہیں بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ عرض مطلب کرنے سے پہلے کچھ خیرات دیدیا کرو۔

سورۂ ممتحنہ

رکوع اوّل آیت "لَنْ تَنفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ" قولہ حاطب بن بلتعہ اقول صحیح نام حاطب بن ابی بلتعہ ہے۔

ایضاً رکوع ۲ آیت "عَادَيْتُم مِنْهُمْ" قولہ فی الترجمہ جس کے ساتھ تمہاری (مذہبی) دشمنی ہے۔ اقول اس مقوس لفظ کی ضرورت ہی کیا ہے اگر منشاء عداوت کا بیان کرنا مقصود ہے تو ظاہر ہی ہے اور اگر یہ مقصود ہے کہ کفار سے طبعی تنفر نہ ہونا چاہیے تو غلط ہے۔ حب فی اللہ و بغض فی اللہ کی حدیثیں اور جابجا آیات میں غیظ و غلظت کا اثبات کہاں تک تاویل پذیر ہوگا۔

سورۂ منافقون

رکوع اوّل آیت "لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ" قولہ فی ف ا بعض مسلمانوں سے منافقوں کے سردار ابی بن سلول کی تکرار ہوگئی؟ اقول اس میں دو غلطیاں ہیں ایک تو نام میں اُس مشہور منافق کا نام اُبی نہیں ہے عبداللہ بن اُبی ہے، اُبی اس کا باپ ہوا اور ابی سلول کا بیٹا نہیں بلکہ ابی شوہر ہے اور سلول بیوی ہے اور ابن سلول صفت ثانی عبداللہ کی ہے۔ دوسری غلطی واقعہ میں۔ اُس مسلمان کی لڑائی خود ابن ابی سے نہیں ہوئی بلکہ دوسرے شخص سے ہوئی تھی اور اُس نے ابن ابی سے شکایت کی تھی۔

سورۂ طلاق

رکوع اوّل آیت "يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ" قولہ فی ف ا عدت میں مرد و عورت کو اچھا موقع دیا گیا ہے کہ پھر ملاپ کریں اور مرد اپنی طلاق کو واپس لے

جس کو اصطلاح شرع میں رجوع اور رجعت کہتے ہیں اقول۔ چونکہ رجعت ایک خاص قسم کی طلاق میں جائز ہے اس لیے علی الاطلاق عدت میں رجعت کے جواز کا حکم کرنا غلط و باعثِ غلط اندازی عوام ہے۔

سورۂ تحریم

رکوع اوّل آیت "یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ الخ" قولہ فی ف ا اُن کی خانہ داری کے معاملات کو دین سے کچھ تعلق نہیں۔ اقول جس چیز کو دین سے تعلق نہ ہو اُس کو بے دینی سے تعلق ہوگا، خدا جانے اس کلام کے کیا معنی ہیں بلکہ یہ دین تو ایسا وسیع اور محیط ہے کہ دُنیا میں کسی اُمتی کا کوئی فعل ایسا نہیں جس کو دین سے کچھ تعلق نہ ہو۔ حلت یا حرمت تعلق تو عام لفظ ہے اور اگر تعلق سے مراد تعلق انطباق ہو تب بھی نبی کے فعل میں تو اُس کے عدم کا احتمال نہیں ہوسکتا، جب نبی ہی کو جواز و ناجواز سے بحث نہ ہو، پھر اور لوگ کیوں مکلّف ہوں گے، اس سے تو بدمذہب لوگوں کو خوب تقویت پہنچے گی جو کہتے ہیں کہ معاملات دُنیا میں شریعت کو کوئی دخل نہیں، وہ ہماری رائے پر ہے جس طرح چاہیں کیا کریں جس کا غلط ہونا محتاج بیان نہیں، جا بجا احکام نکاح و طلاق و بیع و شراء کے نصوص میں مذکور ہیں۔

سورۂ ملک

رکوع ۲ آیت "اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ" قولہ فی الترجمۃ زمین دلدل بنا کر اُس میں تم کو دھنسا دے۔ اقول اِس قید مقوس کی نہ کوئی دلیل اور نہ کوئی ضرورت، حق سبحانہ وتعالیٰ کو قدرت ہے کہ خشک زمین میں دھنسا دے، اس قید سے فطرت پرستوں کی غلطی کی تائید ہونے کا احتمال ہے کہ خلاف فطرت کا وقوع محال کہتے ہیں۔

سورۂ مزمل

رکوع اوّل آیت "قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا" قولہ فی الترجمۃ رات کے وقت نماز میں کھڑے

رہا کرو (سو بھی ساری رات نہیں بلکہ) ساری رات سے کم۔ اقول ترجمے میں لازم آتا ہے کہ قلیلاً بمعنی ظرف ہو قیام کا حالانکہ قلیلا ظرف قیام سے معنا مستثنیٰ ہے، دوسرے اس ترجمے میں الا کا مفہوم کہیں نہیں لیا گیا۔ اس لیے صحیح ترجمہ یہ ہے کہ باستثناء تھوڑی رات کے باقی شب میں کھڑے رہو آگے، اس باقی شب کی تفسیر ہے نصفہ الی آخرہ۔

سورۂ مدثر

رکوع ۲ آیت "حَتّٰی اَتٰنَا الْیَقِیْنُ" قولہ فی الترجمۃ یہاں تک (کہ مرے پیچھے آنکھ سے دیکھا تو) ہم کو یقین آیا۔ اقول یقین آنا بمعنی یقین کرنا اُردو کا محاورہ ہے، عربی میں مستعمل نہیں، اس لیے یہ ترجمہ غلط ہے۔ صحیح معنی یہ ہیں کہ ہم برابر قیامت کے دن کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ہم کو موت آ پہنچی۔

سورۂ انفطار

آیت کراماً کاتبین قولہ فی ترجمۃ کراماً کاتبین دو فرشتے قولہ فی ف ۴ مگر اب ان کا نام پڑ گیا ہے اسی سبب سے ہم نے ترجمہ نہیں کیا۔ اقول گو ہمارے عرف میں نام پڑ گیا ہو مگر ترجمے میں تو مدلول قرآنی کا لحاظ واجب ہے سو وہاں صفت ہی مراد ہے تسمیہ مقصود نہیں اس لیے ترجمہ لفظی واجب ہے۔

سورۂ بروج

آیت "وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ" قولہ فی ف ا آسمان کے بارہ حصے کر رکھے ہیں۔ الخ، اقول یہ حصے اوّل تو فرضی ہیں، اللہ تعالیٰ نے واقعیات کی قسم کھائی ہے نہ فرضیات کی، مترجم صاحب کے اقوال وہی مراد لیے جائیں گے جن کو اہل عرب اپنی اطلاقات میں بھی استعمال کرتے ہوں اور کہیں ثابت نہیں کہ عرب میں بروج سے یہ بارہ حصے سمجھتے، بولتے ہوں یہ تو یونانیوں کی اصطلاح ہے۔ قرآن مجید میں کس طرح مراد ہو سکتے ہیں بلکہ صحیح معنی

بروج کے وہی گنبد ہیں جن کی مترجم صاحب نے نفی فرمائی ہے اور مراد اس سے بڑے بڑے کواکب ہیں۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔ قرآن مجید میں ان کے ساتھ جعل بھی متعلق کیا گیا ہے۔ "جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا" جس سے ان کا موجود ہونا ثابت ہے۔ پس جس تفسیر پر یہ محض فرضی ہوں وہ تفسیر صحیح نہیں ہے اور اُس میں کسی مفسر کی تقلید کا عذر نہیں ہوسکتا کیونکہ ایسے اُمور میں تقلید صحیح نہیں۔

سورۂ واللیل

آیت "وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَۃَ وَالْاُوْلٰی" قولہ فی ف ۲ تو جو آدمی دُنیا کا خواہاں ہوگا اُس کو دُنیا دیں گے اور جو آخرت کا خواہاں ہوگا اُس کو آخرت دیں گے اور جو دونوں کا خواہاں ہوگا دونوں دیں گے۔ اقول اِس آیت میں تو صرف دُنیا و آخرت کا مملوک خداوندی ہونا مذکور ہے، ان وعدوں کا کہیں پتا بھی نہیں اور اگر یوں کہیے کہ غرض اس اخبار سے یہی ہے۔ سو اس میں شرط یہ ہے کہ یہ غرض دوسرے نصوص سے خلاف نہ ہو حالانکہ غور کرنے سے اس میں دو امر خلاف معلوم ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ طالب دُنیا کو دُنیا کا مل جانا ضروری نہیں۔ مشاہدۃ اور آیت "مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَۃَ عَجَّلْنَا لَہٗ فِیْھَا مَا نَشَآءُ" اُس کی دلیل ہے۔ دوم یہ کہ اس عبارت سے طالب مجموعۂ دُنیا و آخرت کی تفضیل طالب آخرت پر نکلتی ہے، بے انتہا آیات و احادیث اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ اگر آیہ حسنۂ دارین سے شبہ ہوا ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ دُنیا اور چیز ہے اور حسنۂ فی الدنیا اور چیز ہے کہ وہ عین دین ہے۔

سورۂ قارعہ

آیت "کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ" قولہ فی الترجمۃ جیسے پَر دار چیونٹیاں۔ اقول زجاج نے تصریح کی ہے کہ فراش وہ جانور ہے جو آگ میں گرتا ہے تو اُس کا ترجمہ پروانہ ہوا اور گو اس کو فراش بوجہ تفرش و انتشار کے کہا جاتا ہے مگر "لا قیاس فی اللغۃ" آئمہ عربیت کا مسلم مسئلہ ہے۔

سورۂ ہمزہ

آیت "فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ" قولہ فی الترجمۃ اور وہ دیگ کے بڑے بڑے ستونوں کی شکل میں دوزخیوں کو چاروں طرف سے گھیرے ہوگی۔ اقول اِس ترجمے میں بلا دلیل دو مجاز ماننے پڑتے ہیں، ایک مجاز بالحذف کہ عمد کا مضاف شکل یا صورت محذوف ہوگا، دوسرا مجاز فی المفرد کہ آگ بشکل ستون کے ہوگی چونکہ معنیِ حقیقی کے تعذر کی کوئی وجہ عقلی و نقلی نہیں، اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں، عامۂ مفسرین نے جو معنیِ لکھے ہیں کہ جہنم کے اندر یا دروازہ پر بڑے بڑے ستون سچ مچ کے ہوں گے ظاہر وہی ہے۔

سورۂ کوثر

آیت "اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ" قولہ فی الترجمۃ ہم نے تم کو بڑی خیر کثیر دی۔ اقول اس میں کچھ شک نہیں کہ لغوی معنی یہی ہیں مگر چونکہ اطلاق شرعی میں وہ ایک نہر جنت کا نام ہے یہاں تسمیہ کا لحاظ بہ نسبت ترجمہ کراماً کاتبین کے زیادہ ضروری تھا کیونکہ اطلاق شرعی بہ نسبت اطلاق عرفی کے زیادہ رعایت کے قابل ہے۔ بالخصوص ایسے زمانہ میں کہ معادیات و غیبیات کو سرے سے اُڑانا چاہتے ہیں وہ اسی کو غنیمت سمجھیں گے کہ چلو قرآن مجید میں تو بعض ان چیزوں کا ذکر نہیں ہے۔ رہی حدیث سو وہ لوگ فیصلہ ہی کر چکے ہیں کہ راویوں نے روایات کو اپنے خیالات پر منطبق کر کے الفاظ از خود تجویز کر لیے ہیں، ایسے وقت میں تو ایسے اُمور کے اثبات پر زور دینا واجب ہے۔ خصوصاً جبکہ حضور پُر نور صاحب وحی نے کسی لفظ کی خود تفسیر فرما دی ہو۔ جیسا اِس لفظ کی تفسیر میں آپ نے اس نہر کا دلچسپ حال بیان فرمایا۔

خلاصۂ فتویٰ جامع شرائط مترجم

مترجم کے لیے کم ازکم ان چند اوصاف کا جامع ہونا واجب ہے۔

اوّل: عربی زبان خوب سمجھتا ہو کہ عربی سے ترجمہ کر سکے کیونکہ ترجمے سے ترجمہ کرنے میں اصل سے بُعد ہو جاتا ہے۔

دوم: فنون عربیت (صرف ونحو و بلاغت ولغت) میں ماہر ہو تا کہ ترجمے میں صیغہ وترکیب واسالیب کلام ودقائق وضع کی رعایت رکھ سکے کیونکہ ان کے اہمال سے ترجمے میں سخت غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں۔

سوم: اصطلاحات شرعیہ سے واقف ہو کیونکہ مصطلحات کا ترجمہ معانی لغویہ سے کرنے میں مراد متکلم کی بدل جاتی ہے۔

چہارم: حدیث کو شیوخ سے حاصل کیا ہو تا کہ تفسیر کرنے میں مخالفت صاحب وحی باثبات نزول کی لازم نہ آئے۔

پنجم: مذاہب مجتہدین پر نظر ہو تا کہ فقہیات کی تفسیر میں اجماع کی مخالفت نہ کرے۔

ششم: علم کلام وتفصیل عقائد اہل سنّت جانتا ہو تا کہ اعتقادیات کی تفسیر میں بدعت سے بچ سکے۔

ہفتم: مفسرین محققین کے اقوال پیش نظر ہوں تا کہ ناسخ ومنسوخ وزیادت وحذف وغیرہ پر اطلاع ہو جن میں نقل کی احتیاج ہے۔

ہشتم: اُصول ومعقول بقدر ضرورت حاصل کیا ہو تا کہ عقلیات وشرعیات کی تفسیر میں تقریر استدلال پر قادر ہو۔

نہم: مواضع مغلقہ ومجملہ میں تاویل مشترک یا رفع تعارض یا بیان نسخ یا تفسیر مبہم یا تفصیل مجمل وغیرہ کے اظہار کے لیے صرف ترجمے پر اکتفا نہ کرے بلکہ بطور شرح یا حاشیے کے اُمور مذکورہ کی توضیح کر دے۔

دہم: جس زبان میں ترجمہ کرنا ہے اُس میں پورا مذاق ہو، صرف استعداد کتابی پر قناعت نہ کرے تا کہ مطالب قرآنیہ کو کافی عبارت میں ادا کر سکے۔

یازدہم: صحیح العقیدہ صالح الاعمال ہو تا کہ تفسیر میں تائید بدعت و ہوای و خیانت تبدیل سے امن رہے۔

دوازدہم: علمائے محققین معاصرین کی ایک معتد بہ جماعت کی نظر میں مقبول و مسلم و معتبر ہو۔

سیزدہم: ذہین وذکی ہو، بلید و غبی نہ ہو تا کہ اقوال مختلفہ میں سے مناسب قول کو ترجیح دے سکے۔ دقائق کلام کو سمجھ سکے، مخالفین کے شبہات کو شائستگی سے رفع کر سکے۔

چہاردہم: ترجمہ حامل المتن ہو، صرف تراجم کے شائع ہونے سے آئندہ اصل کے ضائع ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔

پانزدہم: خودرائے ومتکبر نہ ہو تا کہ جس مقام پر شرح صدر نہ ہو، علمائے وقت کی خدمت میں رجوع کرنے سے عار و ننگ نہ کرے، اگر کوئی اس کی لغزش پر اطلاع دے اُس کو قبول کر کے اصلاح کر دے جو شخص شرائط مذکورہ کا جامع نہ ہوگا وہ ترجمے پر مبادرت کرنے سے عاصی و خاطی اور بانی ضلالت و جہالت ہوگا اور کئی ایسے شخصوں کا جمع کر لینا جن میں ایک وصف ہو، کافی نہیں ہے۔ جیسا کہ اب تک انگریزی اور بعض اُردو ترجموں میں ہوا۔

والدليل الكلى لهذه الامور. ان فقد انها يقضى الى التفسير بالرأى كما لا يخفى على المتأمل والمجرب وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم من قال فى القرآن برأيه فليتبَوا مقعده من النار وفى روايةٍ من قال فى القرآن بغير علم فليتبوّأ مقعده. وقال من قال فى قرآن برأيه فاصاب فقد اخطاء رواها الترمذى وقال من سن فى الاسلام سنة سيئة كان عليها وزرها و وزر من عمل بها من بعده

وفی الکشاف

فالفقیه وان برز علی الاقران فی علم الفتاویٰ والاحکام +والمتکلم وان بذ اهل الدنیا فی صناعة الکلام +وحافظ القصص والاخبار وان کان من ابن القریة احفظ + والواعظ وان کان من الحسن البصریٰ وعظ والنحوی و ان کان انحی من سیبویة واللغوی وان عللک اللغات بقوة لحییه + لایتصدیٰ منهم احد لسلوک تلک الطرائق + ولا یغوص علی شیء من تلک الحقائق + الارجل قد برع فی علمین مختصین بالقرآن وهما علم المعانی وعلم البیان + وتمهل فی ارتیادهما اونة + وتعب فی التنقیر عنهما ازمنة + وبعثتة علی تتبع مظانهما همة + فی معرفة لطائف حجة اللّٰه + وحرص علی استیضاح معجزة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم. بعد ان یکون اخذا من سائر العلوم بحظ جامع بین امرین تحقیق وحفظ کثیر المطالعات طویل المراجعات + قد رجع زمانا و رجع الیه + وردا وانّا ورُدّ علیه + فارسا فی علم الاعراب + مقدما فی حملة الکتاب لو کان مع ذلک مسترسل الطبیعة منقادها + ومشتعل القریحة وقاده یقظان النفس دراکاللمحة وان لطف شانها + منبتها علی الرمزة وان خفی مکانها لاکزًّا جاسیًا + ولا غلیظا جافیا + منصرفا اذا دُربة باسالیب النظم والنثر + مرناضا فیر ریض یتلقیح نبات الفکر + قد علم کیف یرتب الکلام ویؤلف + وکیف ینظم ویوصف ظالما دُفع الی مضایقه ووقع فی مداحضه ومزالقه انتهی + اور اس پر بھی ناظرین کو صرف مطالعہ ترجمہ کا کافی نہیں بلکہ سبقاً سبقاً کسی استاد ماہر سے پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

وفی الاتقان: قال الامام ابو طالب الطبری فی اوائل تفسیرہ. القول فی اداب المفسر اعلم ان من شروطه صحة الاعتقاد اولا و لزوم سنة الدین فان کان مغموصا علیه فی دینه لا یوتمن علی الدنیا فکیف علی الدین ثم لا یوتمن من الدین علی الاخبار عن عالم فکیف یوتمن فی الاخبار عن اسرار اللّٰه ولانه لا یؤمن ان کان متهما بالالحاد ان تبغی الفتنة ویغیر النّاس بلیته وخداعة کداب الباطنیة وغلاة الرافضة وان کان متهما بهوی لم یومن ان تحمله هواه علی ما یوافق بدعة کداب القدریة وفیه ایضا بعد عدة سطور ومن شرطه صحة المقصد فیما یقول لتلقی التسدید. قد قال تعالیٰ والذین جاهد وافینا لنهدینهم سبلنا وانما یخلص له المقصد اذا زهد فی الدنیا لانه اذا رغب فیها لم یؤمن ان یتوسل به الی غرض یصده عن صواب قصده ویفسد علیه صحة عمله وتمام هذه الشرائط ان یکون ممتلیا من عدة الاعراب لا یلتبس علیه اختلاف وجوه الکلام فانه اذ خرج بالبیان عن وضع اللسان اما حقیقة او مجازا فتاویله تعطیله وقد رایت بعضهم یفسر قوله تعالٰی قل اللّٰه ثم ذرهم انه یلازمه قول اللّٰه ولم یدرالمعنی ان هذه جملة حذف منها الخبر والتقدیر اللّٰه انزله انتهی کلام ابی طالب وفیه ایضا یجوز تفسیره لمن کان جامعا للعلوم التی یحتاج المفسر الیها وهی خمسة عشر علما احده اللغة لان بها یعرف شرح مفردات الالفاظ ومدلولاتها بحسب الوضع قال مجاهد لایحل لاحد یومن باللّٰه والیوم الاخران یتکلم فی کتاب اللّٰه اذا لم یکن عالما بلغات العرب وتقدم قول مالک فی ذلک ولا یکفی فی حقه معرفة الیسیر منها فقد یکون اللفظ مشترکا وهو یعلم احد المعنیین والمراد

الآخر الثانی النحو لان المعنی یتغیر ویختلف باختلاف الاعراب فلا بد من اعتباره اخرج ابو عبید عن الحسن انه سئل عن الرجل یتعلم العربیة یلتمس بها حسن المنطق ویقیم بها قراء ته فقال حسن فتعلمها فان الرجل یقرٔ الأیة فیعیٰی بوجهها فیهلک فیها الثالث التصریف لان به یعرف الابنیه والصیغ قال ابن فارس و من علمه فاته المعظم لان وجد مثلا کلمة مبهمة فاذا صرفناها اتضحت بمصادرها وقال الزمخشری من بدع التفاسیر قوله من قال ان الامام فی قوله تعالٰی یوم ندعو کل اَناس بامامهم جمع ام وان الناس یدعون یوم القیمة بامهاتهم دون ابائهم قال وهذا غلط اوجبه جهله بالتصریف فان اما لا یجمع علی امام الرابع الاشتقاق لان الاسم اذا کان اشتقاقه من مادتین مختلفتین اختلف المعنی باختلافهما کالمسیح هل هو من السیاحة او من المسح.

الخامس والسادس والسابع المعانی والبیان والبدیع لانه یعرف بالاول خواص تراکیب الکلام من جهته افادتها المعنی وبالثانی خواصها من حیث اختلافها بحسب وضوح الدلالة وخفائها وبالثالث وجوه تحسین الکلام وهذه العلوم الثلثة هی علوم البلاغة وهی من اعظم ارکان المفسر لانه لا بدله من مراعاة ما یقتضیه الاعجاز وانما یدرک بهذه العلوم قال السکاکی اعلم ان شان الاعجاز عجیب یدرک ولا یمکن وضعه کاستقامة الوزن تدرک ولا یمکن وضعها وکالملاحة ولا طریق الی تحصیله لغیر ذوی الفطرة السلیمة الا التمرن فی علمی المعانی والبیان وقال ابن ابی الحدید اعلم ان معرفته الفصیح والافصح والرشیق والارشق من الکلام امر لا یدرک الا باللوق ولا یمکن اقامته الدلالة علیه وهو بمنزلة جاریتین احدهما بیضاً مشربة بحمرة دقیقة الشفتین نقیة الثغر

کحلاء العین اسیلة الخددقیقة الانف معتدلة القامة والاخری دونها فی هذه الصفات والمحاسن لکنها اجلی فی العیون والقلوب منها ولا یدری سبب ذلک ولکنه یعرف بالذوق والمشاهدة ولا یمکن تعلیله وهٰکذا الکلام نعم یبقی الفرق بین الموضعین ان حسن الوجوه وملاحتها وتفضیل بعضها علٰی بعض یدرکه کل منْ له عین صحیحة واما الکلام فلا یدرک الا للذوق ولیس کل من اشتغل بالنحوا واللغة او الفقة یکون من اهل الذوق ولمن یصلع لانتقاد الکلام وانما اهل الذوق هم الذین اشتغلوا بعلم البیان وراضوا انفسهم بالرسائل والخطب والکتابة والشعر وصارت لهم بذلک دربة و ملکة تامة فالی اولٰئک ینبغی ان یرجع فی معرفة الکلام وفضل بعضه علٰی بعض وقال الزمخشری من حق مفسر کتاب اللّٰه الباهر وکلام المعجز ان یتعاهد بقاء النظم علی حسنه والبلاغة علی کما لها اوما وقع به من التحدے سلیما من القادح و قال غیره معرفت هذه الصناعة باوضاعها هی عمدة التفسیر المطلع علی عجائب کلام اللّٰه وهی قاعدة الفصاحة و واسطة عقد البلاغة الثامن علم القرأ ات لانه به یعرف کیفیة النطق بالقرآن وبالقرأ ات یرجح بعض الوجوه المحتملة علی بعض التاسع اصول الدین لما فی القرآن من الآیات الدالة بظاهرها علی مالا یجوز علی اللّٰه فالاصولی یوول ذلک ویستدل علی ما یستحیرا وما یجب وما یجوز العاشر اُصول الفقه اذ به یعرف وجه الاستدلال علی الاحکام والاستنباط الحادے عشر اسباب النزول والقصص اذ بسبب النزول یعرف معنی الآیة المنزلة فی بحسب ما انزلت فیه الثانی عشر الناسخ و المنسوخ لیعلم المحکم من غیره الثالث عشر الفقه الرابع عشر الاحادیث المبنیة لتفسیر المجمل المبهم الخامس عشر علم الموهبة وهو علم یورثه اللّٰه لمن عمل بما علم والیه الاشارة

بحديث من عمل بما علم ورثه الله علم مالم يعلم قال ابن ابى الدنيا و علوم القران وما يستنبط منه بحر لا ساحل له قال هذه العلوم التى هى كالالة للمفسر لايكون مفسرا الا بتحصيلها فمن فسر بدونها كان مفسر بالرأى المنهى عنه واذا فسر مع حصولها لم يكن مفسرا بالراے المنهى عنه قال والصحابة والتابعون كان عندهم علوم العربيه بالطبع لا بالاكتساب واستفادو العلوم الاخرى من النبى صلى الله عليه وسلم قلت ولعلك تستشكل علم الموهبة وتقول هذا شيءٌ ليس فى قدرة الانسان لتحصيله وليس كما ظننت من الاشكال والطريق فى تحصيله ارتكاب ألاسباب الموجبة له من العمل والزهد قال فى البرهان اعلم انه لا تحصيل للناظر فهم معانى الوحى ولا يظهر له اسراره وفى قلبه بدعة او كبر اوهوى اوحب الدنيا او هو مصر على ذنب او غير متحقق بالايمان او ضعيف التحقيق او يعتمد علىٰ قول مفسر ليس عنده علم او راجع الى معقوله وهذه كلها حجب و موانع بعضها آكدمن بعض قلت وفى هذا المعنى قوله تعالىٰ ساصرف عن اٰياتى الذين يتكبرون فى الارض بغير الحق قال سفيان ابن عيينة يقول انزع عنهم فهم القران اخرجه ابن ابى حاتم فقط تمت.

الحاشية المتعلقة بقول المؤلف

ولا تغترن الواقع فى صفحه۵

بسم اللّٰه الرحمٰن الرّحيم٥

هذا توضيح ما اشرنا اليه اجمالا بقولنا ولا تغترن الخ تحت قوله تعالىٰ وعلى الذين يطيقونه الآية فاستمع انى قد عثرت فى بعض اسفارى علىٰ بعض المراسلات التى جرت بين المترجم الدهلوى

وبين بعض الافاضل فرايته فيها استدل على دعواه من الاقتصار على الفدية للمريض والمسافر بعد الصحة واقامة ببعض عبارات بعض الكتب ولما كان هذا مزلة قدم بعد ثبوتها رايت ان اكشف القناع عن وجه المرام فها انا انقل لك تلك العبارات التى نقلتها اولا و انبه على حقيقتها ثانيا والعبارات هذه فنقل عن تفسير الاكليل للسيوطى استدل بالآية على ان المسافر والمريض يفديان ولا يقضيان اخذ امن عموم اللفظ وعن فتح البارى ومن قال بالاطعام ابن عمر لكنه بالغ فى ذلك فقال يطعم ولا يصوم وعن فتح البيان عن ابن عباس بسند صحيح انه قال لام ولد له حامل او مرضعة انت بمنزلة الذين يطيقون الصوم عليك الطعام لاقضاء عليك وعن تفسير ابن كثير ومما يلحق الحامل والمرضع اذا خافتا على انفسهما او ولديهما ففيهما خلاف كثير بين العلماء فمنهم من قال يفطران ويفديان ويقضيان وقيل ويفديان فقط ولا قضاء وقيل يجب القضاء بلا فدية وقيل يفطران ولا فدية ولا قضاء ثم نسب المترجم فى عبارته الهندية ناقلا عن الكبير الى ابى المسلم الاصفهانى والاصم البقاء التخيير فى حق المسافر والمريض على حاله وكون النسخ موجبا للعسر واستنبط من هذا ان مسلكهما مطابق له اهذا غاية سعى المترجم فى استدلاله النقلى وامام اجتح به من الدليل العقلى من رعاية حال المساكين فمها لا حاجة الى جوابه لان الرآى المحض لا يعباء به فى مقابلة الدليل الشرعى واذ قد فرغنا من نقل دلائله حان ان نبهك على حقيقة الامر فاقول لما لم ينقل المترجم العبارات بتمامها وجب ان تنقلها تامة ليظهر انها هل تصلح للحجية على دعواه امر لا.

ففی تفسیر الاکلیل بعد العبارة المذکورة ورد لان قوله تعالیٰ
اولا فی حقهما فعدة من ایام اخر یمنع دلالة وعلی الذین یطیقونه
علیهما لان ماعطف علی الشیء غیره لا محالة وفی فتح الباری بعد
العبارة المذکورة فروی عبدالرزاق وابن المنذر وغیرهما من طرق
صحیحة عن نافع عن ابن عمر قال من تابعه رمضانان وهو مریض لم
یصح بینهما قضیٰ الآخر منهما بصیام وقضی الاوّل منهما باطعام مد
من حنطة کل یوم ولم یصم لفظ عبدالرزاق عن معمر عن ایوب عن
نافع قال الطحاوی تفرد ابن عمر بذلک وما نقل عن فتح البیان
وابن کثیر فلا مس له بالمطلوب لان فیهما بیان حکم الحامل
والمرضعة والکلام فی المریض والمسافر و شرائط القیاس مفقودة
وفی التفسیر الکبیر المسئلة الثانیة اختلفوا فی المراد بقوله وعلی
الذین یطیقونه علیٰ ثلثة احوال الاوّل ان هذا راجع الی المسافر
والمریض وذلک لان المسافر قد یکون منهما من لایطیق الصوم
ومنهما من یطیق الصوم اما القسم الاوّل فقد ذکر اللّٰه تعالیٰ حکم فی
قوله ومن کان مریضا او علیٰ سفر فعدة من ایام اخروا ما القسم الثانی
وهو المسافر والمریض للذان یطیقان الصوم فالیهما الاشارة بقوله و
علی الذین یطیقونه فدیة فکانه تعالیٰ اثبت للمریض وللمسافر حالتین
فی احدهما یلزمه ان یفطر وعلیه القضاء وهی حال الجهد الشدید لو
صام والثانیة ان یکون مطیقا للصوم لایثقل علیه فحینئذ یکون مخیرا
بین ان یصوم و بین ان یفطر مع الفدیة ثم قال اما القول الاوّل وهو
اختیار الاصم فقد احتجوا علی صحته من وجوه ثم قال ولو کانت
الآیة فمن شهد منکم الشهر فلیصمه ناسخة لهٰذا وعلی الذین یطیقونه
لما کان قوله یرید اللّٰه بکم الیسر ولا یرید بکم العسر لائقا بذلک
الموضع لان هذا التقدیر اوجب الصوم علی سبیل التضئیق ورفع

وجوبه على سبيل التخيير فكان ذلك رفعا لليسر و الباتا للعسرو اذ قد سمعت العبارات فانظر هل فيها من اسم او رسم من دعوى المذكورة فلن اصرحها ظاهراً ما نقل عن الاكليل لكنه او هن الكل حقيقةً لان المستدل مجهول لايعرف + هل هو من السلف او الخلف + وهل هو من اهل السنة او من اهل البدعة + وهل هو من اهل العلم او من الجهلة + وكيف يعتبر فى قول الذين لم يعرف قائله اذا لم يعتبر في امور الدنيا من الاخبار والحكايات + مالم ينبت ان الناقل من الثقات + فهو لعمرى او هن من بيت العنكبوت لو كانوا يعلمون هذا مع انه يزاحمُ الثقات العدول + وهل يستوى المجهول والمقبول + سيما اذا ترجح جانب كون قائله غير مقبول يرد الناقل قوله بدليل صحيح كما نقلنا عن الاكليل واما ما فى الفتح البارى عن ابن عمر رضى الله عنه فهو فى مريض خاص مر عليه رمضانان وهو مريض لم يصح بينهما لا فى المسافر ولا فى مطلق المريض فان الآية منسوخة عنده كما نقله البخارى ولو كان فى مطلق المريض لما كان للحكم بقضاء الرمضان الاخروجه لان الرمضانين سيان فى الرخصة عند هذا المدعى ومع ذلك فهو متفرد بذلك لم ينابع واماما فى فتح البيان و ابن كثير فقد قدمنا الجواب عنه من عدم مساسة بالمطلوب لان الدعوى فى المريض والمسافر والدليل فى الحامل ولمرضع اللتين يقول ابن عباس رضى الله عنه ببقاء الآية محكمة فيهما واما قول الاصم ومن وافقه من انكار نسخ الاية وعلى الذين يطيقونه فليس علىٰ تفسير المدعى من حمله على مطلق المسافر بل على المريض والمسافر الخاصين اللذين يطيقان الصيام فحاصل قوله ان المريض والمسافر اذا لم يطيقا الصوم يلزمهما الافطار وعليهما القضاء ولا فدية عليهما لانهما معذوران اشد عذر فلزمهما الافطار

وسقطوا عنه الفدية واقتصر على القضا واذا اطاقا ثم افطر اللحقهما علرهما لتخيرهما فى الصوم وتوجب عليهما الفدية ايضًا ولم ينف وجوب القضاء لان وجوبه ظاهر بدليله فعلى هذا التقدير لم تكن الآية منسوخة بقوله فمن شهد منكم الشهر فليصمه بل هو متمم لحكمها لانه لو كان ناسخا لها لزم كون الناسخ اشق من المنسوخ فلم يكن الامتنان باثبات اليسر مناسبا للمقام ولا يتفوه الاصم بما تفوه به هذا المترجم من سقوطها القضاء عن المسافر والمريض والالكان غيرالمطيق اولى به من المطيق مع انه صرح فى غيرالمطيق بوجوب القضاء فانما التفاوت بين المطيق وغيره فى لزوم الفطر وعدم لزومه وسقوط الفدية ووجوبها لا فى وجوب القضاء وعدمه فاين هذا من دعوى عموم سقوط القضاء عن مطلق المسافر والمريض فارجع البصر هل ترى من دعوى المترجم فى هذه التفاسير ثم ارجع البصر كرتين ينقلب اليک البصر خاسئا وهو حسير واذ قد بلغ الكلام هذا المقام رأينا ان نكف الاقلام ونقرء سلام الختام فقط واللّٰه تعالٰى اعلم

اِصلاح

ترجمہ مرزا حیرت

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماھر العلوم القرآنیۃ، واقف الأسرار الفرقانیۃ،
رأس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الأسرار الخفی منبعا والجلی اعنی بہ

مَولانا مُحمّد اَشرف علی التّھانوی

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

مرزا حیرت دہلوی نے قرآن مجید کے ترجمہ میں جو غلطیاں کی ہیں
حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس رسالہ میں اُن کی اِصلاح فرمائی ہے
اور لوگوں کو ان غلطیوں سے آگاہ فرمایا ہے۔

اِصلاح ترجمہ مرزا حیرت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ عرض ہے کہ اندنوں ایک اور نیا ترجمہ قرآن مجید کا منجانب مرزا حیرت صاحب دہلی سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ اتفاقاً نظر سے جوگزرا تو اُس سے بھی مسلمانوں کو مضرت پہنچنے کا اندیشہ غالب ہوا۔ اوّل احتیاطاً بعض اغلاط سے جو بضمن بیان مسائل حواشی میں واقع ہوئی تھیں۔ مترجم صاحب کو اُن کی انصاف پسندی کا اندازہ کرنے کی غرض سے اطلاع دی گئی جس کا جواب یہ ملا کہ ''الحمدللہ نفس ترجمہ میں کوئی غلطی نہیں بتائی گئی۔ رہا حاشیہ کی بابت خواہ آپ پڑھیں یا نہ پڑھیں مانیں یا نہ مانیں اس کی بابت کچھ نہیں کہا جاسکتا۔'' جس حالت میں کہ حاشیہ موضح متن ہوتا ہے ہر دانش منداس جواب کا پایہ سمجھ سکتا ہے مگر اتمام حجت کے لیے خود ترجمہ کو بھی جابجا دیکھا تو اغلاط سے خالی نہ پایا، اس لیے عام مسلمانوں کی حفاظت کی غرض سے ضروری معلوم ہوا کہ صرف دو پاروں کے ترجمہ میں متن وحواشی کی کچھ غلطیاں جو سرسری نظر سے خیال میں آئی ہیں۔ بطور نمونہ کے ظاہر کردی جاویں، اسی پر بقیہ حصہ کو قیاس کرلیا جاوے گا، اگر بقیہ کی غلطیوں کا اوسط اسی حساب سے لگایا جاوے تو کل ترجمہ کی غلطیاں اس نمونہ سے پندرہ گنی ہوں گی۔ چونکہ حسب مذاق جواب مذکور ترجمہ اصل اور حواشی تابع ہیں، اس لیے اُن کی ترتیب میں یہی لحاظ رکھا گیا۔ ''وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْھِدَایَۃِ وَالْعَاصِمُ مِنَ الْغَوَایَۃِ''

اغلاط ترجمہ

ہر چند کہ ان میں بعض غلطیاں ایسی ہیں جن سے چشم پوشی ہوسکتی تھی مگر چونکہ مترجم صاحب اس سے خفیف غلطیوں پر بعض مترجمین سے مواخذہ کر چکے ہیں اس لیے اُن کی قاعدہ مسلمہ کے موافق یہ سب اغلاط دارو گیر کے قابل ہیں اور پھر بھی ہم نے عمداً بہت سی لغزشوں سے تعرض نہیں کیا۔ (۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ رکوع دوم)

سورۂ فاتحہ "غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ" ترجمہ: نہ ان کی جن پر (تیرا) غضب نازل ہوا۔ اقول صیغۂ مجہول متعدی کا ترجمہ معروف لازم سے کرنا تبدیل مراد ہے۔

سورۂ بقرہ: رکوع اوّل "اُولٰئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ" ترجمہ: اپنے رب کی طرف سے وہی لوگ سیدھی راہ پر (قائم) ہیں۔ اقول ترکیب نحوی میں من ربھم صفت ہدی کی ہے اور ترجمۂ مذکورہ میں لازم آتا ہے کہ عامل علی کے متعلق ہو، اس میں بھی تبدیل مراد قرآنی ہے۔ اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً "اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا" ترجمہ البتہ جولوگ الخ اقول لفظ البتہ باعتبار معنی لغوی کے یہاں صحیح ہے مگر ہمارے بول چال میں یہ لفظ دفع شبہ کے لیے مستعمل ہوتا ہے جو اس جگہ خلاف مقصود ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً "عَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ" ترجمہ اور اُن کی آنکھوں پر پردہ (ڈال دیا) ہے۔ اقول گوڈال دیا کو بین الہلالین لکھا ہے مگر اس سے یہ جملہ فعلیہ بن گیا اور قرآن میں جملہ اسمیہ ہے اور قواعد بلاغت کے اعتبار سے ہر ایک کے جداگانہ آثار ہیں۔ پس اس میں غرض قرآنی کی تغیر ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع دوم: "وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ" ترجمہ اور اُن کے (دل میں) ایمان نہیں ہے۔ اقول ھم اسم ما ہے اور بمؤمنین خبر اور ترجمہ مذکورہ اس کے مطابق نہیں۔ اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً "وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ" ترجمہ اور مگر سمجھتے نہیں۔ اقول اور مگر اہل زبان سے نہیں سنا گیا اور غلط الفاظ سے ترجمہ کرنا غلط ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح

نہیں۔ ایضاً "فِیْ طُغْیَانِهِمْ" ترجمہ اپنے کفر میں اقول ترجمہ لفظ مرادف سے ہونا چاہیے اور طغیان اور کفر گو مصداقاً متحد ہوں مگر اتحاد مفہومی یعنی ترادف نہیں۔ اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً "فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ" ترجمہ سو نہ اُن کی تجارت نے نفع دیا۔ اقول ربح لازم ہے نہ متعدی اسی لیے اس ترکیب میں اسناد مجازی مانی گئی ہے جس کی حقیقت "فما ربحوا فی تجارتهم" ہے جس میں متعدی کے صحت کا احتمال ہے لیکن اور ترجمہ مذکورہ میں اس کو متعدی لیا گیا ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً "لَا یُبْصِرُوْنَ" ترجمہ اب اُنہیں کچھ نہیں سوجھتا۔ اقول چونکہ یہ ترجمہ مطابق صیغہ کے نہیں اس لیے صحیح نہیں۔ ایضاً "کُلَّمَآ اَضَاءَ لَهُمْ" ترجمہ جب اُن کے آگے اقول قرآن میں یہاں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا ترجمہ آگے ہو سکے، اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً "وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ" ترجمہ اور اگر اللہ چاہے اقول "لَوْ" انتفاء فی الماضی کے لیے ہے اس لیے حال یا استقبال کے ساتھ ترجمہ کرنا صحیح نہیں۔

رکوع سوم: "جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا" ترجمہ زمین کا بچھونا اقول ترجمہ ترکیب کے مطابق نہیں اس لیے صحیح نہیں۔ اسی طرح ترجمہ "والسماء بناءً" کا صحیح نہیں۔ ایضاً "وَاتُوا بِهٖ مُتَشَابِهًا ط" ترجمہ انہیں ایک ہی رنگ اور صورت کے میوے ملا کریں گے۔ اقول ترجمہ مطابق ترکیب وصیغہ کے نہیں۔ جیسا ظاہر ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً "وَمَا یُضِلُّ" ترجمہ (لیکن) اور اقول لیکن اور اہل زبان میں مستعمل نہیں، اس لیے یہ لفظ غلط ہے اور غلط لفظ سے ترجمہ کرنا غلط ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع چہارم: "اَنْبِئُوْنِیْ" ترجمہ: ہمیں ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ اقول ضمیر وحدان کا ترجمہ جمع کے ساتھ "مُفَوِّتِ" بلاغت قرآنی ہے اس لیے صحیح نہیں۔ ایضاً "وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ" ترجمہ راندۂ درگاہ ہو گیا۔ اقول گو کافر کے لیے راندۂ درگاہ ہونا لازم ہے مگر مفہوم میں اتحاد نہیں اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً "فَاَزَلَّهُمَا" ترجمہ اور حوا کو الخ۔ اقول ہما ضمیر تثنیہ کی ہے نہ واحد مؤنث کی جو حوا کی طرف راجع کی

جاوے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً ''مَتَاعٌ'' ترجمہ لطف زندگی۔ اقول متاع کے لغوی معنی میں نہ لطف ماخوذ ہے نہ زندگی اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع پنجم: ''اُذْکُرُوْا'' ترجمہ: شکر کرو۔ اقول ذکر کے معنی شکر نہیں اور شکر کا طریقہ ذکر ہونا اور بات ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ''وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ'' ترجمہ: اور (مصیبت کے وقت) صبر سے کام لو اور نماز (پڑھو اور خدا) سے (دُعا مانگو) اقول اضافہ عبارت بین الہلالین تفسیر مقصود کے لیے ہوتی ہے نہ تغییر مقصود کے لیے اور یہاں مجموعہ عبارت کے اعتبار سے صلوٰۃ کا تعلق ''استعینوا'' سے نہ رہا جو مقصود نظم قرآنی ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع ششم: ''وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ'' الخ ترجمہ: اور یہ (احسان بھی یاد کرو) کہ کرتے ہیں دُنیا بھر کے لوگوں سے تمہیں افضل بنایا۔ اقول ماضی کا ترجمہ حال کے ساتھ مجاز ہے اور بلا تعذر حقیقت کے مجاز جائز نہیں۔ بالخصوص جبکہ انعمت کو ترجمہ میں ماضی مان لیا گیا ہے وہ قرینہ حقیقت کا اور زیادہ مؤکد ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً ''وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ'' ترجمہ اور (اُس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ کو (ایک) کتاب (یعنی توریت) دی (کہ) جو (برے اور بھلے اور حلال حرام میں) تمیز کرا دینے والی ہے۔ اقول فرقان ترکیب میں کتب پر معطوف ہے نہ کہ اُس کی صفت۔ جیسا کہ ترجمہ میں قرار دیا ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

ایضاً ''فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ'' ترجمہ: اپنے آپ کو ہلاک کر دو۔ اقول ہلاک عام ہے غرق وحرق وخنق وہدم وسم وغیرہا کو اور قتل خاص ہے دونوں کے مفہوم میں تغایر ہوا اور ترجمہ مرادف کے ساتھ چاہیے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً ''فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ'' ترجمہ تمہیں آگ نے آلیا۔ اقول صاعقہ آواز شدید کو کہتے ہیں نہ کہ آگ کو اور نار کا اقتران اور بات ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع ہفتم: ''وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ'' ترجمہ اور زمین میں فساد برپا

کرتے ہوئے مت پھرو۔ اقول عثی یعثی کے معنی افسد یفسد کے ہیں نہ کہ پھرنے کے، اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

ایضاً "مِنْ بِقْلِهَا" ترجمہ (عمدہ) ترکاری (جیسے پودینہ) اقول چونکہ عربی میں بقل عام ہے ماکول وغیر ماکول کو اور مراد بیان ماکول ہے اس لیے بعض مفسرین نے بیان مراد کے لیے اطائب توکل کی قید لگادی ہے اور تمثیل میں نعناع وکرفس وکراث ذکر کرکے و اشباهها کہہ دیا ہے جس میں سب ماکولات آجاویں۔ ہمارے محاورہ میں لفظ ترکاری اطائب تُو کَلُ کے معنی کا فائدہ دیتا ہے اس لیے ترکاری سے ترجمہ کرنا بالکل کافی وافی ہے۔ پھر اُس میں عمدہ کی قید اور تمثیل میں پودینہ کی تخصیص یہ معنی مقصود کے اکثر افراد کی تخصیص دیتی ہے جس میں تغیر مراد ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع ہشتم: "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ" ترجمہ خدا مجھ کو اپنی پناہ میں رکھے۔ اقول اگر "اَعَاذَنِیَ اللّٰه" ہوتا تو اُس کا یہ ترجمہ صحیح تھا، صیغہ وترکیب موجود کا یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع نہم: "كَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ" ترجمہ اسی طرح اللہ مردوں کو جلاتا ہے اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔ اقول اگر احیاء موتی کا فی الحال مشاہدہ ہوا کرتا تو حال کا ترجمہ صحیح تھا، یہاں استقبال کا صیغہ مراد ہے۔ خطاب منکرین احیاء کو ہے کہ جس طرح ہم نے قصۂ مذکورہ میں زندہ کردیا۔ اسی طرح قیامت میں سب مردوں کو زندہ کردیں گے۔ البتہ یریکم کا ترجمہ حال کے ساتھ صحیح ہے کیونکہ آیات کے معنی نمونے کے ہیں اور مراد اس سے یہ قصہ احیاء کا ہے کہ نمونہ احیاء موتی کا ہے اور اُس کا مشاہدہ ہو چکا ہے اس لیے اُس کا ترجمہ حال سے صحیح ہے بخلاف ترجمہ "یُحْیِیْ" کے جیسا گزرا اس لیے یہاں یحیٰی کا ترجمہ صحیح نہیں۔

ایضاً "فَوَيْلٌ لَّهُمْ" دو جگہ ترجمہ تف اور پھٹ اقول کلمہ ویل تفجع وحزن کے لیے ہے نہ تنفیر اور تحقیر کے لیے، اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً "مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً" ترجمہ جس نے (عمر بھر) برائی کی۔ اقول عمر بھر کی قید بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل ہے۔

جب مدار وعید کا کسب سیئہ پر ہے جب علت پائی جاوے گی معلول پایا جاوے گا خواہ ایک بار ہو یا عمر بھر ہو، اگر معتزلہ وخوارج کا جواب دینا مقصود ہے تو یہ توجیہ کافی نہیں ہوئی بلکہ بعض افراد عاصی کا جو کہ عمر بھر مرتکب معاصی کا رہے مخلد رہنا تسلیم کرلیا گیا اور یہ عین مذہب فرق مذکورہ کا ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع دہم: ''تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ'' ترجمہ: چڑھائی کر کے جاتے ہو۔ اقول تظاہر بمعنی تعاون ہے نہ بمعنی چڑھائی اگر کوئی اپنی ہی مصلحت کے لیے دشمن پر چڑھ کر جاوے، اپنے کسی دوست کی مدد مقصود یا موجود نہ ہو، چڑھائی صادق آوے گی، تعاون صادق نہ آوے گا۔ پس یہ دونوں علیحدہ علیحدہ مفہوم ہیں، اس لیے یہ ترجمہ لغت کے خلاف ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں۔

ایضاً ''فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا'' ترجمہ دُنیا کی چند روزہ زندگی میں اقول ''الحیوۃ الدنیا'' موصوف صفت ہیں اور ترجمہ مضاف مضاف الیہ کا کیا گیا ہے، اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے۔

رکوع یازدہم: ''فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ'' ترجمہ: ایمان والے ہی قلیل ہیں۔ اقول قلیل مرفوع نہیں ہے جو اس ترجمہ کا احتمال ہو بلکہ منصوب ہے یؤمنون کا مفعول مطلق۔ پس تقلیل ایمان کی مقصود ہے نہ اہل ایمان کی، اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

ایضاً ''بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ'' ترجمہ اور اُن اعمال بد کی وجہ سے جن کو اُن کے ہاتھوں نے گناہوں کا پیش خیمہ بنا کر آگے بھیجا ہے۔ اقول اگر جن کو نہ ہوتا تو پیش خیمہ کی اضافت گناہوں کی طرف بیانیہ ہوسکتی تھی اور اب یقیناً مضاف مضاف الیہ متغائر ہیں۔ پس لازم آتا ہے کہ گناہ اور چیز ہیں اور اُن کا پیش خیمہ کچھ اور اور یہ محض غیر معقول ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع دوازدہم: ''نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ'' ترجمہ تمہارے دل میں ڈالا ہے، اقول تنزیل کا ترجمہ ڈالنا اور علی کا ترجمہ میں صحیح نہیں۔

رکوع سیزدہم: "مَنْ یَّتَبَدَّلِ الْکُفْرِ بِالْاِیْمَانِ" ترجمہ جس نے ایمان کے عوض کفر بدل لیا۔ اقول۔ یتبدل خود صیغہ مضارع کا پھر موقع شرط میں کسی طرح ماضی کا محتمل نہیں اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع چہاردہم: "مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ" ترجمہ: اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لیے جانے سے لوگوں کو روکے۔ اقول مساجد مفعول فیہ نہیں ہے بلکہ مفعول بہ ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً "اُولٰئِکَ مَا کَانَ لَھُمْ" الخ، ترجمہ: ان لوگوں کی خود یہ شان نہ تھی کہ اُس میں یعنی بیت المقدس میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے چہ جائیکہ مسلمانوں کو روکیں اور اُس کی بے حرمتی کریں۔ اقول: مسلمانوں کو روکنے والے مشرکین مکہ تھے اور اُن کو بیت المقدس سے کوئی تعلق نہیں اور بیت المقدس میں جانے والے یہود یا نصاریٰ تھے اور اُن کا روکنا مسلمانوں کو آیت میں مذکور نہیں اس لیے یہ مضمون بالکل غیر مرتبط ہے۔ پس یا "یدخلوھا" میں ضمیر منصوب کا مرجع غلط سمجھے یا "اُولٰئِکَ" کا مشارٌ الیہ غلط سمجھے۔ بہرحال یہ ترجمہ صحیح نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ لفظ مسلمان کا اطلاق عرف خاص وعرف عام میں صرف مؤمنین اُمت محمدیہ ہی پر آتا ہے۔ ایضاً "وَاسِعٌ" ترجمہ فراخ رحمت والا۔ اقول: واسع کا مفہوم مطلق ہے، رحمت اُس کا جز نہیں اور کسی مفسر کا واسع الرحمۃ کہہ دینا اس لیے حجت نہیں کہ ترجمہ میں تساوی مفہوم ضروری ہے اور تفسیر میں ایضاح مراد خواہ کسی طرح ہو، اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع پانزدہم: "مَثَابَۃً" ترجمہ: زیارت گاہ، اقول: ثاب یثوب بمعنی رجع یرجع کے ہے نہ زار یزور کے، اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں اور زیارت کی غرض ہونا اور بات ہے۔

رکوع ہفدہم: "فَلَنُوَلِّیَنَّکَ" ترجمہ: ہم اُسی کا حکم دے دیں گے۔ اقول: تولی یا بمعنی تحویل ہے یا بمعنی تمکین بمعنی حاکم کردن نہ بمعنی حکم دادن جیسا کہ ترجمہ سے لازم ہے۔ اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً "اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ" ترجمہ: جو تمہارا رب کہے حق وہی ہے۔ اقول یہاں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کے معنی کہے کے ہوں یہ

زیادۃ علی الکتاب ہے، اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع بستم: "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ" ترجمہ: بلکہ ایمان والوں کو خدا کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔ اقول: نہ واؤ مرادف بل کا ہے نہ مقام ترقی یا اعراض کا ہے کہ مجازاً مراد لیا جاوے بلکہ تقابل مقصود ہے جو منافی بل کا ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

ایضاً "وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا" ترجمہ: اور اگر کوئی ظالموں کو اُس وقت دیکھے الی قولہ تو اپنی گزشتہ غلط کاریوں پر سخت نادم ہوں گے۔ اقول: چونکہ اس جزا کو شرط کے ساتھ کوئی ربط نہیں، اس حیثیت سے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع بست ودوم: "اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا" ترجمہ: یہ ہی لوگ راست گو ہیں۔ اقول یہاں صدق قول وفعل دونوں کو عام ہے تخصیص کی کوئی وجہ نہیں، اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً "وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ" ترجمہ: اور رشتہ داروں کو حصہ رسد وصیت کر جاوے۔ اقول: بالمعروف کا مفہوم حصہ رسد نہیں، اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً "فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" ترجمہ: پھر اُس پر کوئی گناہ نہیں (اس لیے کہ) اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اقول: یہاں کوئی حرف تعلیل کا نہیں، جس کا ترجمہ (اس لیے کہ) کیا گیا ہے نہ مقام مقتضی بلکہ نہ قابل تعلیل ہے کیونکہ غفور یہ علت عدم اثم کی نہیں ہوسکتی بلکہ غفور یہ کا اثر رفع اثم ہے جو خود مستلزم اثم کو ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع بست وسوم: "فَتَابَ عَلَيْكُمْ" ترجمہ: تم پر تخفیف کردی۔ اقول: توبہ کے معنی تخفیف کے کسی طرح درست نہیں، اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں اور تحقق توبہ کا ضمن تخفیف میں اور بات ہے۔ ایضاً "وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ" ترجمہ: اُن سے ہم بستر نہ ہونا۔ اقول: مباشرت لغت میں بھی اور مقام بیان احکام اعتکاف میں بھی عام ہے، وطی اور لمس وقبلہ کو یہ تخصیص محض بلا وجہ بلکہ مضر وموہم تخصیص منہی عنہ ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع بست وہفتم: "اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ" ترجمہ: اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔ اقول: یہ ترجمہ کبیر کا ہوسکتا تھا نہ اکبر کا کہ افضل التفضیل ہے۔ چنانچہ اسی آیت میں

۴ کُبَرُ مِنَ الْقَتْلِ" کے ترجمہ میں اُس کی رعایت ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔

رکوع بست وہشتم: "اَنْ تَبَرُّوْا" ترجمہ: سلوک کروں۔ اقول: یہ حاصل معنی ضرور ہے مگر ترجمہ میں الفاظ کی خصوصیات کا لحاظ ضروری ہے اس لیے یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ ایضاً "بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ" ترجمہ: بیہودہ قسم پر جو سبقت زبان سے نکل جاتی ہے۔ اقول: یہ تفسیر مذہب حنفیہ کے خلاف ہے اور اس سے قریب ہی قردہ کی تفسیر حنفیہ کے موافق کی ہے غیر مقلدی یہ ہی ہے۔

رکوع سی ام: "عَلَى الْوَارِثِ" ترجمہ: اور دودھ پلانے کا خرچ اگر باپ مر جاوے تو ایسا ہی اُس کے وارث پر ہے۔ اقول: متبادر عبارت سے یہ ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد بچہ کے علاوہ باپ کا کوئی وارث بچہ کا کفیل ہوگا۔ پس اگر یہ ہی مطلب ہے تو غلط ہے کیونکہ اجماع مرکب سے یہ ثابت ہے کہ یا خود بچہ کے مال میں کہ وہ باپ کا وارث ہے یا بچہ کے وارث کے ذمہ یہ انفاق واجب ہے اور اگر عبارت مذکورہ کا کچھ اور مطلب ہے جو اس اجماع کے کسی جزو پر منطبق ہو سکے تو اُس کی توضیح ضروری تھی کہ ایہام خلاف مقصود کا نہ ہوتا، اس اعتبار سے یہ ترجمہ صحیح نہیں

رکوع سی ویکم: "مَتِّعُوْهُنَّ" اس کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ ایضاً "اَلتَّابُوْتُ" ترجمہ: ایک صندوق۔ اقول: چونکہ اس میں الف لام عہد کا ہے اور یہ ترجمہ اُس کے خلاف ہے اس لیے یہ ترجمہ غلط ہے۔

رکوع سی وسوم: "غُرْفَةً" ترجمہ: ایک آدھ چلو پانی۔ اقول: ایک آدھ کا لفظ ہمارے محاورہ میں متعدد قلیل کے لیے موضوع ہے اور غرفہ میں وحدت محض مقصود ہے، اس لیے یہ ترجمہ غلط ہے۔

اغلاط حواشی

صفحہ ۲ سطر ۹ قولہ چھٹا نام وافیہ ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ نماز معراج مومن ہے۔ اقول: اسم اور وجہ تسمیہ میں مناسبت تو ہونا چاہیے۔ یہاں اُس کا نشان بھی نہیں۔ صفحہ

ایضاً سطر ۳۷ قولہ: علم حقیقت اُس علم کو کہتے ہیں الخ۔ اقول: اس تفسیر کا کیا مطلب اور کیا سند۔ صفحہ ایضاً سطر ۴۰ قولہ علم شریعت کی دو قسمیں الخ، اقول: اُصول عقائد کیا چیز ہیں، فروع عقائد کیا چیز ہیں، پھر علم شریعت کا ان میں انحصار کیا معنی۔

صفحہ ۴ سطر ۲۴۔ قولہ جب تک ہم میں جلب منفعت کی قوت نہ ہوگی ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اقول: نہیں پہنچا سکتا میں امکان وقدرت کی نفی ہوئی حالانکہ ''اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' نص قطعی ہے یہ اشتراط قابلیت خاص فلاسفہ اور معتزلہ کا مذہب ہے جو صریح خلاف قرآن وخلاف عقل ہے۔ صفحہ ایضاً سطر ۲۵۔ قولہ بن دیکھی چیزوں پر الی قولہ کاش میں اُن سے ملتا، اقول: اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ صحابہ بن دیکھی چیزوں پر ایمان والے اور ''اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ'' میں داخل نہ تھے۔ نعوذ باللہ منہ

صفحہ ۶، سطر ۳۳، قولہ صالحات اُن اعمال مستقیمہ کو کہتے ہیں جن کا ثبوت عقلی دلائل اور کتاب وسنت سے ہوا ہو۔ اقول ظاہر عبارت سے متبادر یہی ہے کہ اُن کی استقامت پر تینوں دلائل قائم ہوں۔ اس سے لازم آتا ہے کہ جو محض دلیل نقلی سے ثابت ہوا ہو وہ عمل صالح نہیں۔ حالانکہ اکثر فروع شرعیہ اسی قبیل سے ہیں۔ یہ صاف مسلک فطرت پرستانِ حال کا ہے اور اگر کچھ تاویل کی جاوے تب بھی ایہام باطل کے التزام سے سبکدوشی نہیں ہوسکتی۔

صفحہ ایضاً سطر ۴۲۔ قولہ مگر اصطلاح شرع میں، الخ۔ اقول: مقسم کا اقسام پر صادق آنا ضروری ہے۔ جب مقسم میں خروج عن الطاعت کو گناہ کبیرہ کے ساتھ مقید کرلیا گیا۔ پھر جن چیزوں پر ایمان لانا واجب ہے اُن کا انکار کہ یقیناً کفر ہے اُس کی قسم کیونکر بن سکتی ہے کیونکہ مرتکب کبیرہ کا مومن ہی رہتا ہے اور اُس کو کافر جاننا خوارج کا مذہب ہے اور خارج از ایمان غیر داخل فی الکفر ماننا معتزلہ کا مذہب ہے۔

صفحہ ۷ سطر ۱۸۔ قولہ خداوند تعالیٰ کی نسبت ہدایت اور ضلالت کا آنا۔ الخ، اقول: خدائے تعالیٰ کی طرف ہدایت کی نسبت تو بہت جگہ آئی مگر نعوذ باللہ ضلالت کی نسبت

کہیں نہیں آئی۔ ضلالت کے معنی گمراہ ہونے کے ہیں نہ گمراہ کرنے کے۔ اس قول میں اتنی بڑی غلطی کی ہے کہ کلمۂ کفر تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ صفحہ ایضاً سطر۲۲، قولہ تعجب کر کے فرماتا ہے۔ اقول: صدور تعجب کا حق جل وعلاشانہ سے محال ہے کیونکہ اُس کا منشا جہل ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذالک علوا کبیرا.

صفحہ ایضاً ۲۲، قولہ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا یہ قول الحمدللہ الی قولہ اس پر دلالت کرتا ہے۔ اقول: واؤ محض عطف کے لیے ہے ترتیب کا اُس میں لحاظ نہیں۔ اس لیے اس دلالت کا دعویٰ محض غلط ہے۔ صفحہ ۹ سطر ۲۲۔ قولہ نسیان اگرچہ اُس الخ اقول: یہ مبنی ہے حکماء کے قول پر جس کا منشاء قضیہ کفریہ الواحد لایصدر عنہ الا الواحد ہے۔ پس یہ بناء الفاسد علی الفاسد تفسیر قرآن میں سراسر باطل ہے۔

صفحہ ایضاً سطر۲۳ قولہ کسی چیز کا بھول جانا اُس کے ترک کو لازم ہوتا ہے۔ الخ، اقول بھول جانا تو ترک کو لازم نہیں ہوتا البتہ ترک بھول جانے کو لازم ضرور ہے۔ یہ فاش غلطی ہے۔ پھر آگے چل کے اس قول میں ''تو جس طرح ملزوم کا لازم میں'' نسیان کو ملزوم اور ترک کو لازم مان لیا ہے جو اوپر کے دعوے کے بالکل خلاف ہے۔ کلام میں تعارض ہونا یہ دوسرا افساد ہے۔

صفحہ ۱۱ سطر۳ قولہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ایک سال بعد حضرت ہارون علیہ السلام نے بھی یہیں وفات پائی۔ اقول علمائے اسلام نے تصریحاً لکھا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل وفات پائی۔ صفحہ ایضاً سطر۲۱ قولہ بقل الخ اقول اول بیل کی قید پر دلیل مطلوب ہے پھر پودینہ وغیرہ کا لغتاً اس میں داخل نہ ہونا جیسا لفظ مگر اور بھی سے معلوم ہوتا ہے محتاج دلیل ہے۔ صفحہ ایضاً سطر۲۱۔ قولہ نصران جیسے ندمان اور نصرانۃ ندمانۃ کی جمع ہے۔ اقول نصران کی جمع تو بیشک ہے مگر نصرانۃ کی جمع کسی نے نہیں کہا، جیسا محشی نے کہا ہے۔

صفحہ ۱۴ سطر ۱۴ قولہ اور تمام عمر نیک اعمال میں گزار دی۔ اقول تو اس حساب سے

جو صحابہ یا دوسرے مسلمان جدید الاسلام ہیں نعوذ باللہ وہ مستحق جنت نہ ہونا چاہئیں کیونکہ اُن کا ایک حصہ عمر کا جو قبل قبول اسلام تھا نیک اعمال میں نہیں گزرا۔ اس میں صحابہ کی طرف کیسے امر قبیح کی نسبت لازم آتی ہے۔ صفحہ ۷ اسطر ۳۶ قولہ انہیں بالکل لاشئ محض ثابت کردیا ہے۔ اقول سحر کا مؤثر ہونا احادیث صحیحہ میں مذکور ہے اور مشاہدہ سے ثابت پھر اس کا لاشئ محض اور بے اثر مطلق ہونا کس طرح صحیح ہوگا اور ایسے غیر صحیح امر کا قرآن کی طرف منسوب کرنا کیسے جائز ہوگا بلکہ خود قرآنی نص "وَمَا هُمْ بِضَارِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ" اُس کی تاثیر کا اثبات کررہی ہے۔ صفحہ ۱۸ اسطر ۳۱ قولہ جتنی قابلیت بڑھتی گئی، الخ۔ اقول یہ خاص فطرت پرستوں کا مسلک ہے کہ طبیعت ہمیشہ ترقی کرتی ہے اور اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ ہر شریعت متاخرہ ہر شریعت متقدمہ سے افضل واکمل ہو، حالانکہ اس پر کوئی دلیل عقلی ونقلی قائم نہیں۔

صفحہ ۷ اسطر ۲۷ قولہ اس کی کھال کو بیچ کر چربی کو چراغ میں جلا کر الخ، اقول مردار کی کھال سے مطلقاً انتفاع جائز نہیں۔ جیسا قول مذکور سے معلوم ہوتا ہے بلکہ دباغت شرط ہے اور چربی تو کسی طرح جائز نہیں ہے، ان دونوں مسئلوں کی نقل میں غلطی ہوئی ہے۔ ایضاً سطر ۳۶ قولہ مچھلی الخ، اقول طافی اس حلت سے مستثنیٰ ہے۔ اس قید کی تصریح ضروری تھی۔ صفحہ ۲۹ سطر اوّل قولہ اب وصیت کے احکام الخ، اقول اس تمام تر مضمون میں اس حکم کا نسخ بیان نہیں کیا جس سے ناواقفوں کو شبہ پڑ سکتا ہے کہ اب بھی یہ حکم باقی ہوگا اور صرف اس قدر لکھ دینا کافی نہیں کہ اُس وقت تک میراث کی آیت نازل نہ ہوئی تھی کیونکہ اس سے تو صرف تقدم وتاخر نزول کا معلوم ہوا تھا یا نسخ پر ہرگز دلالت نہیں۔ صفحہ ایضاً سطر ۱۵ قولہ تو پھر قتل ضروری نہیں۔ اقول ضروری نہیں یا جائز ہی نہیں، ضرورت کی نفی سے محاورات میں جواز کا شبہ ہوتا ہے حالانکہ جواز بھی منفی ہے۔ صفحہ ایضاً سطر ۱۶۔ قولہ۔ اگر کوئی قاتل الی قولہ معاف کردیں، اقول اگر یہ اجتہاد ہے تو بوجہ فقدان شرائط کی غیر مقبول ہے اور اگر تقلید ہے تو کس کی ہو۔ اگر امام صاحب

کی ہے تو اس کی سند چاہیے اور اگر کسی اور کی ہے تو ضمن مسائل حنفیہ میں بیان کرنا موہم نسبت الی الامام کا ہے۔ اس لیے ہر صورت قابل مواخذہ ہے۔

صفحہ ۳۱ سطر ۴۰۔ قولہ اُنہوں نے گزشتہ سال میں الخ، اقول اگر اس کو علت قرار دیا جائے تو یہ آیت بے معنی ہوئی جاتی ہے۔ "وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الخ" اس مضمون کی تصحیح نقل بذمہٗ ناقل ہے اور بر تقدیر تصحیح کے بوجہ تعارض آیت مذکورہ کی اُس نقل کو ترک کرنا ضروری ہے۔ صفحہ ۳۲ سطر ۲۴۔ قولہ جو شخص متمتع ہو، اُس کو ایسی حالت میں الخ، اقول اس سے اوپر مسئلہ احصار کا مذکور ہے۔ پس ایسی حالت سے مراد وہی احصار ہوگا، اس تقریر پر یہ حکم اُس متمتع کا ہوا جو محصر ہے حالانکہ مطلق تمتع کا یہ حکم ہے اور قرآن مجید کا کلمہ "فَاِذَآ اَنْتُمْ" اس تخصیص کی نفی کر رہا ہے۔ اسی طرح اس مسئلہ کے ضمن میں یہ کہنا کہ (اس لیے کہ جو وہیں رہتے ہیں اُن کو اس کی کیا ضرورت ہے) دوسرے سال اس کی قضا کر سکتے ہیں) اس امر کی صاف تصریح کر رہا ہے کہ اُس حکم کو بھی محصر کے متعلق سمجھا ہے حالانکہ بالاجماع یہ غلط ہے محصر کے لیے، ہدی کے عوض نہ صیام ہے نہ قادر علی القضاء کے لیے احصار میں ہدی معاف ہے، ذلک کا مشارٌ الیہ یا نفس تمتع یا وجوب ہدی وصیام ہے۔ علی اختلاف المذہبین صفحہ ۳۵ سطر ۴۴۔ قولہ بشرطیکہ الخ، اقول اس شرط کی کیا دلیل ہے۔ عموم نصوص و واقعات نبویہ و صحابہ اس اشتراط کی نفی کر رہے ہیں۔ یہ احکام شرعیہ میں دست اندازی ہوئی۔

صفحہ ۳۶ سطر ۹۔ قولہ بیہقی میں الخ۔ اقول محض افترا ہے جمادی الاخریٰ میں یہ لشکر گیا ہے اور اخیر تاریخ میں قتال ہوا ہے جس میں یکم رجب ہونے کا شبہ ہوگیا تھا۔ مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ صفحہ ایضاً سطر ۴۲ قولہ صرف انگور کی شراب کو کہتے ہیں الخ۔ اقول اطلاق صحیح نہیں بلکہ خام کی قید بھی ہے۔ صفحہ ۳۷ سطر ۴۲۔ قولہ اس قدر انتظار کرنا چاہیے کہ جس میں غسل ہو سکے۔ اقول اس میں یہ بھی شرط لگانا ضروری ہے کہ اُس کے ذمہ ایک نماز واجب ہو جاوے۔ فرض کیا جاوے بعد طلوع آفتاب

عورت پاک ہوئی، قول مذکور پر تو چاہیے کہ مثلاً ایک گھنٹہ کے بعد صحبت حلال ہو جاوے۔ حالانکہ یہ حکم نہیں ہے بلکہ یا تو غسل کرے یا ظہر کی نماز اُس کے ذمہ واجب ہو جاوے اور درمیانی گھنٹوں میں وہ عورت حلال نہ ہوگی۔ بالا جماع۔

صفحہ ۳۸ سطر ۲۔ قولہ اور وہ بات مجھ کو اچھی معلوم ہوگی۔ اقول حدیث میں "تو ادی غیرھا خیر امنھا" آیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہونا چاہیے کہ "اور اس کی خلاف بات مجھ کو اچھی معلوم ہوگی۔" اور عقل کے موافق بھی یہی ہے کیونکہ جس بات پر قسم کھائی ہے اور وہی شرعاً اچھی بھی معلوم ہوئی تو پھر قسم توڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ غرض اس ترجمہ میں نقل و عقل دونوں کے خلاف کیا گیا ہے۔ صفحہ ایضاً سطر ۸ و ۱۴ قولہ چار مہینوں کے اندر صلح ہو جاوے۔ اقول صلح تو رنجش کے رفع ہونے کو کہتے ہیں حالانکہ فیئ کی شرائط اور ہیں گو رنجش رفع نہ ہو اور بدون وجود ان شرائط کے عورت حلال نہ ہوگی، گو رنجش رفع ہو جاوے۔ صفحہ ایضاً سطر ۱۶۔ قولہ طلاق دیدو عرف شریعت میں اس کو خلع کہتے ہیں۔ اقول خلع میں اختیار و قصد سے طلاق دینے کی ضرورت نہیں۔ جیسا لفظ دیدوں سے مترشح ہے۔ یہ احکام شرعیہ میں تحریف ہے۔

صفحہ ۳۹ سطر ۲۳۔ قولہ طلاق دے دے، اقول طلاق دینے کی ضرورت نہیں، یہ عقد خود مفرق ہے۔ صفحہ ۴۰ سطر ۱۸۔ قولہ خواہ وہ اُس کی بی بی ہو یا کوئی غیر الخ۔ اقول بی بی بلکہ معتدہ کو بھی دودھ پلائی پر معاوضہ لینا حرام ہے اور اُس کے بعد یہ کہنا کہ اگر شوہر غریب ہو، الیٰ قولہ ضروری ہے، صحیح نہیں، اگر یہ ضرورت دیانتاً ہے تو شوہر کے مال دار ہونے پر بھی ضرور ہے اور اگر قضاءً ہے تو شوہر کے غریب ہونے پر بھی ضرور نہیں۔ پس یہ کہنا کسی حال میں صحیح نہ ہوا۔

صفحہ ۴۱ سطر ۳۲۔ قولہ مہر مثل کا نصف الخ اقول یہ مسئلہ تو خود آیت میں منصوص ہے "مَتِّعُوْهُنَّ" صریح مذکور ہے جس کا ترجمہ بھی بین السطور چھوڑ دیا گیا ہے۔ مہر مثل کا نصف بالکل تراشیدہ حکم معارض نص کے ہے۔ البتہ اُس کی طرفین کو فقہاء نے محدود

زمایا ہے۔ اوساط محدود نہیں۔

صفحہ ۲۴ سطر ۳۔ قولہ مگر مجاہد وغیرہ کہتے ہیں الی قولہ تم وصیت کر جاؤ۔ اقول وصیت تو مجاہد کے نزدیک بھی واجب نہیں، پھر منسوخ کیوں نہ کہیں گے۔ البتہ عدت کے بارے میں تعارض ونسخ کی نفی ممکن ہے۔ پس مترجم کا یہ کہنا کہ مجاہد منسوخ نہیں کہتے اور عدم نسخ کی تقریر میں وصیت کا حکم لانا کس قدر خلط مبحث ہے اور اگر تاویل کی جاوے گی کہ مراد عدم تعارض در باب عدت ہی کے ہے اور وصیت منسوخ ہے تو مطلقاً یہ کہنا کہ مجاہد منسوخ نہیں کہتے غلط ہے۔ اگر یہ کہتے کہ در باب عدت منسوخ نہیں کہتے کیونکہ وہ فرع تعارض کی ہے جہاں تعارض نہیں، نسخ بھی نہیں تو البتہ کلام مصرح ہوتا اور وصیت کے باب میں منسوخ ہونے پر اتفاق نقل کرنا چاہیے تھا۔

صفحہ ایضاً سطر ۱۱۔ قولہ یہاں تبرعاً مذکور ہے۔ اقول مترجم صاحب اس آیت کے حکم کو اب بھی باقی سمجھتے ہیں اور تبرع پر محمول کرتے ہیں حالانکہ جب اُس کو صاحب میراث مان لیا اور وارث کے لیے تبرع کی وصیت کا نا جائز ہونا مشہور و مسلم مسئلہ ہے پھر یہ حمل کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ یہ احکام کی تحریف ہے۔ فقط

فتویٰ متعلق خریداری و مطالعۂ تراجم وتفاسیر مخالفۂ قواعد اہل حق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آج کل قرآن مجید کے بہت سے ترجمہ اور تفسیریں شائع ہو رہی ہیں جن میں کثرت سے غلطیاں اور مضامین خلاف شرع ہوتے ہیں۔ ایسے ترجموں اور تفسیروں کا دیکھنا یا اس غرض سے خریدنا اور اُن پر اعتماد کرنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی۔ خادم الحفاظ امام الدین کان پوری

جواب: کچھ بھی جائز نہیں۔ دارمی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ مذکور ہے کہ ایک نسخہ توریت کا کہیں سے لا کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پڑھنا شروع کیا۔ آپ نہایت ناخوش ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عفو تقصیر کرائی۔ دیکھو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجودیکہ خود نہایت فہیم اور

بہت بڑے عالم تھے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پڑھنے سے تو کسی قسم کا احتمال خرابی کا تھا ہی نہیں۔ جہاں غلطی ہوتی آپ ضرور تنبیہ فرما دیتے۔

مگر پھر بھی احتیاطاً کہ شاید یہ اس کے دیکھنے کے عادی ہو جاویں اور کسی جگہ لغزش ہو جاوے یا اُن کو دیکھ کر اور ضعفاء کم علم خرابی میں پڑ جاویں یا اور کچھ نہیں تو کم از کم اضاعت اوقات تو ضروری اور یقینی ہے آپ نے سختی کے ساتھ روکا تو اس وقت کے ترجمہ اور تفسیریں دیکھنے والے کہ نہ اُن کو کافی علمی استعداد حاصل ہے نہ اپنے عقائد اور اعمال میں علی وجہ الکمال مستقیم ہیں اُن کے حق میں تو یقیناً ایسی چیزوں کا مطالعہ مضرت محض و موجب مفاسد بے شمار ہوگا۔

پس ایسی حالت میں یقیناً ایسی چیزوں کا مطالعہ کرنا ایسوں کے لیے ناجائز ہے، رہی خریداری سو اوّل تو بڑا مقصود اُس سے مطالعہ ہے اور مطالعہ ناجائز ٹھہرا اور پھر خریداری کہ اُس کا سبب اور ذریعہ سے ناجائز ہوگا۔

دوسرے اکثر ایسے ترجمے نفع رسانی دین کے لیے نہیں کیے جاتے بلکہ محض تجارت کی غرض سے، اگر خریداری بند ہو جاوے تو یقیناً ایسے ترجموں کا سلسلہ منقطع ہو جاوے تو خریداری حقیقت میں اُن کے اس عمل ناجائز کی اعانت ہے اور حرام کی اعانت حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ "وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" پس خلاصہ یہ ٹھہرا کہ جس طرح ایسے ترجموں کا تصنیف کرنا گناہ ہے اسی طرح خریدنا اور دیکھنا سب ناجائز ہے۔ اگر اُن کے مضامین پر اعتماد بھی نہ ہو تب بھی بوجوہ مذکورہ ایسے لوگوں کو جو علم دین میں کامل نہ ہوں یہ امور ناجائز ہیں اور اگر اعتماد بھی ہو تب تو ظلمت بعضها فوق بعض کا مصداق اور معصیت ہونے میں زیادہ شدید ہے۔

کتبہ محمد اشرف علی تھانوی عفی عنہ قطعۂ تاریخ از احقر محمد مظہر الفاروقی الحنفی الاصغری التھانوی عفاعنہ اللہ الولی بفضل خدا چھپ گیا یہ رسالہ۔ ہے جس کا سبب صرف دینی حمیت..... کہی تاریخ مظہر نے اس کی ..... ہے دلچسپ اصلاح اغلاط حیرت۔

الصَّحَائِفُ فِی اللَّفَائِفْ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ، واقف الاسرار الفرقانیۃ، راس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاسرار الخفی منہا والجلی اعنی بہ

مَوْلَانَا مُحَمَّدْ اَشْرَفْ عَلِی التَّھَانَوِیْ

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

اخبارات ورسائل اور وہ خطوط جن میں قرآن کریم کی آیت یا حدیث یا فقہ کی کوئی عبارت ہو تو اُن کو ڈاک کے ذریعے اِرسال کرنا بے ادبی میں داخل ہے یا نہیں؟ اِس رسالہ میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے تفصیل سے جواب تحریر فرمایا ہے کہ اِس قسم کی چیزیں ڈاک کے ذریعے بوقت ضرورت اِرسال کرنا بے ادبی میں داخل نہیں

الصَّحَائِفُ فِی اللَّفَائِفُ

قرآن کے نمونہ کا ڈاک میں ڈالنا بے ادبی نہیں ہے

السوال: رسالہ صوفی اور آب حیات دو پرچے میرے ہاں سے شائع ہوتے ہیں، قرآن مجید کی اشاعت کی غرض سے ان میں قرآن مجید کا اشتہار اور نمونہ ہر ماہ شائع ہوتا ہے، ڈاک میں کما حقہ ادب نہیں ہوسکتا، بعض لوگوں نے اعتراض بھی کیا ہے، آج کی ڈاک میں ایک صاحب نے لکھا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ ہوتا تو اس بے ادبی کی سزا یہ دی جاتی کہ تم کو تختہ پر لٹکایا جاتا، میرے دل میں بھی کچھ وہم پڑ گیا ہے، اس لئے یہ نمونہ عام طور پر پیش کیا جاوے یا اس کی اشاعت کو بوجہ بے ادبی بند کیا جاوے اور پچھلی اشاعت کے متعلق اگر یہ گناہ ہے تو توبہ کی جاوے۔

الجواب: (ولقبته بالصحائف فی اللفائف بعموم الصحائف للمصاحف والکتب الدینیة) آپ کی خشیت و تعظیم احکام شرعیہ سے جی خوش ہوا، اور بطور مانعة الخلو (کمانی تفسیری) وعدہ ومن یتق اللہ یجعل له مخرجا الآیة، ظاہر ہوا، چنانچہ جواب سے واضح ہے، وھو ھذا فی العالمگیریه الباب الخامس من کتاب الکراھیة واذا حمل المصحف اوشیٔ من کتب الشریعة علی دابة فی جوالق ورکب صاحب الجوالق علی الجوالق لایکرہ کذا فی المحیط کیا یہ صورت بے ادبی کی ڈاک میں بھیجنے کی صورت سے اشد نہیں ہے پھر جائز رکھی گئی، نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض مبارک فرمانوں میں جو بنام شاہان عجم تھے قرآن مجید کی یہ آیت لکھوائی قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا الخ، اور معلوم تھا کہ یہ فرمان مع آیت مقدسہ کفار کے ہاتھ میں پہنچے گا، جن سے کسی آداب اسلامی کی بھی توقع نہیں، کیا یہ صورت کہ ممسوس طاہر اور ماس غیر طاہر میں کوئی حائل بھی نہیں ڈاک میں بھیجنے کی

صورت سے کہ یہاں حائل کے سبب مس بھی نہیں اشد نہیں پھر جائز رکھی گئی۔

نیز تمام امت کا تعامل خطوط کے اندر بسم اللہ یا دیگر کلمات مقدسہ لکھنے کا شائع ہے، جو بوجہ جزو قرآن یا حدیث یا دیگر وجوہ سے محل ادب ہیں، چنانچہ یہ فتویٰ جو کہ نقہ کا ایک جزو ہے ڈاک میں جارہا ہے، حالاں کہ مثل قرآن مجید کے بے ادبی ان کی بھی جائز نہیں، کما ھو ظاہر وصرح بہ الفقہا، اور فقہاء نے تو خود حروف مرکبہ ومفردہ تک کی بے ادبی کو ناجائز فرمایا ہے، گو ابوجہل ہی کے نام کے حروف ہوں محض اس بناء پر کہ یہی حروف مادہ ہیں دوسرے کلام مقدس کے، نیز علاوہ خطوط کے تمام کتب شرعیہ دینیہ بلانکیر ڈاک میں روانہ کی جاتی ہیں، حالانکہ بے ادبی ان کی بھی ناجائز ہے، یہ سب مجموعی دلائل اس باب میں کافی سے زیادہ ہیں، کیا تمام اُمت کے علماء حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذاق سے ناواقف تھے، یا (نعوذ باللہ) اس مذاق کے مخالف تھے یا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذاق (نعوذ باللہ) نص ارسال کتب نبویہ کے خلاف ہوسکتا ہے، اور راز اس کا دو امر ہیں، ایک یہ کہ مدار ادب کا عرف پر ہے، چنانچہ اصولیین کی تحقیق **لا تقل لھما اُف** کے متعلق اس کی دلیل ہے، اور ظاہر ہے کہ ڈاک میں اس طرح سے روانہ کرنا عرفاً خلاف ادب نہیں سمجھا جاتا دوسرا امر یہ کہ شریعت میں ضرورت کو خصوص ضرورت دینیہ کو احکام کی تسہیل وتخفیف میں خاص طور پر موثر قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ علماء شراح حدیث نے حدیث بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اشترطی لھم الولاء** میں تصریحاً فرمایا ہے کہ اشد المفسدتین کے دفع کے لئے اخف المفسدتین کا تحمل کرلیا جاتا ہے، اور ظاہر ہے کہ اگر ایسی روانگی ڈاک میں مفسدہ بھی ہوتب بھی اشاعت قرآن مجید وکتب دینیہ کے بند یا کم ہوجانے کے مفسدہ سے بہت اھون واخف ہے، اس لئے اس کو گوارا کیا جائے گا ورنہ اس وقت اشاعت مذکورہ مقصودہ فی الدین کا کوئی ذریعہ ہی نہیں اور مفسدہ کا اعظم ہونا ظاہر ہے، واللہ اعلم۔

نوٹ: البتہ ان نمونوں پر اگر یہ بھی چھاپ دیا جائے کہ ان کو ادب سے رکھیں تو بہتر ہے تاکہ پہنچنے کے بعد بلاضرورت بے ادبی نہ ہونے پاوے۔ (النور ص۹، شعبان ۵۶ھ)

رسالۃ وجیزۃ ومفیدۃ فی ربطِ الآیات

سبق الغایات

فی

نسق الآیات

حضرت حکیم الامت مجدد الملت جامع الکمالات منبع الحسنات ماہر العلوم القرآنیۃ، واقف الأسرار الفرقانیۃ،
رأس المفسرین مقدام الراسخین صاحب الشریعۃ والطریقۃ، بحر المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الأسرار الخفی منھا والجلی اعنی بہ

مَولانا مُحمّد اَشرف علی التھانوی

نور اللہ مرقدہٗ وجعل الجنۃ مثواہ

اس رسالہ میں قرآن مجید کی آیات کا باہم ربط اوّل سے آخر تک بیان فرمایا ہے
اور مابعد کو ماقبل سے جو تعلق ہے اُس کو خوب ظاہر فرمادیا ہے۔
اللہ تعالیٰ کے کلام معجز نظام کی ایک نادر ونایاب خدمت انجام دی ہے۔

سورة الفاتحہ

(اعلم) ان مراتب احوال الخلق خمسة اولها الخلق وثانيها التربية فی مصالح الدنيا وثالثها التربية فی تعريف المبدأ ورابعها التربية فی تعريف المعاد وخامسها نقل الارواح من عالم الاجساد الى دار المعاد فاسم اللّٰه تعالٰی منبع الخلق والايجاد والتكوين والابداع واسم الرب يدل على التربية بوجوه الفضل والاحسان واسم الرحمٰن يدل على التربية فی معرفة المبدأ واسم الرحيم فی معرفة المعاد حتی يحترز عما لاينبغی ويقدم على ما ينبغی واسم الملک يدل على انه ينقلهم من دار الدنيا الى دار الجزاء ثم عند وصول العبد الى هذه المقامات انتقل الكلام من الغيبة الى الحضور فقال اياک نعبد كانه يقول انک اذا انتفعت بهذه الاسماء الخمسة فی هذه المراتب الخمس وانتقلت الى دار الجزاء صرت بحيث ترى اللّٰه فحينئذ تكلم معه على سبيل المشاهدة لاعلى سبيل المغائبة ثم قل اياک نعبد واياک نستعين كانه قال اياک ونعبد لانک اللّٰه الخالق واياک نستعين لانک الرب الرازق اياک نعبد لانک الرحمٰن واياک نستعين لانک الرحيم اياک نعبد لانک الملک واياک نستعين لانک المالک واعلم ان قوله مالک يوم الدين دل على ان العبد منقل من دار الدنيا الى دار الآخرة ومن دار الشرور الى دار السرور فقال لابد لذلک واليوم من زاد واستعداد وذلک هو العبادة فلا جرم قال اياک نعبد ثم قال العبد الذی اكتسبة بقوتی وقدرتی قليل لايكفينی فی ذلک اليوم الطويل فاستعان بربه فقال ما معی قليل فاعطنی من خزائن رحمتک ما يكفينی لی ذلک اليوم الطويل فقال واياک ونستعين ثم لما حصل الزاد ليوم المعاد قال هذا سفر طويل شاق والطرق كثيرة والخلق قد تاهوا فی

هذه البادية فلا طريق الا ان اطلب الطريق ممن هو بارشاد السالكين حقيق فقال اهدنا الصراط المستقيم ثم انه لابد لسالک الطريق من رفيق ومن بذرقة ودليل فقال صراط الذين انعمت عليهم والذين انعم اللّٰه عليهم هم النبيون والصديقون والشهداء والصّٰلحون فالانبياء هم الادلّاء والصديقون هم البذرقة والشهداء والصالحون هم الرفقاء ثم قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين وذلک لان الحجب عن اللّٰه قسمان الحجب النارية وهی عالم الدنيا ثم الحجب النورية وهی عالم الارواح فاعتصم باللّٰه سبحانه وتعالٰی من هذين الامرين وهو ان لايبقی مشغول السر لابالحجب النارية لابالحجب النورية.

(وجه المناسبة بين آخر الفاتحة واوّل البقرة ان العبد لما سال الهداية من اللّٰه تعالٰی بقوله اهدنا الصراط المستقيم الخ. اجاب اللّٰه تعالٰی سؤاله فقال ذلک الكتٰب لاريب فيه هدی للمتقين انی خذ ما سئلت من الهداية فهٰذا الكتاب هو الهداية الكبرٰی ۱۲ عفی عنه).

سورة البقرة

الٓمّ ذلک الكتٰب لاريب فيه هدی للمتقين بيانه انه نبه اولاً علی انه الكلام المتحدی به ثم اشير اليه بانه الكتٰب المنعوت بغاية الكمال فكان تقريرا لجهة التحدی ثم نفی عنه ان يتشبث به طرف من الريب فكان شهادة بكماله ثم اخبر عنه بانه هدی للمتقين فقرر بذلک كونه يقينًا لايحوم الشک حوله الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة ومما رزقنٰهم ينفقون الاقرب ان يكون هذه الاشياء تفسيرا لكونهم متقين وذلک لان كمال السعادة لايحصل الا بترک الا ينبغی وفعل ما ينبغی فالترک هو التقوی والفعل اما فعل القلب وهو الايمان او فعل الجوارح وهو الصلوٰة والزكٰوة والذين يؤمنون بما انزل اليک وما

انزل من قبلک وبالآخرة هم یوقنون اعلم ان قوله الذین یؤمنون بالغیب عالم یتناول کل من آمن بمحمد صلی اللّٰہ علیه وسلم سواء کان قبل ذلک مؤمنا بموسی وعیسی علیهما السلام او ما کان مؤمنا بهما ودلالة اللفظ العام علی بعض ما دخل فیه التخصیص اضعف من دلالة اللفظ الخاص علی ذلک والبعض لان العام یحتمل التخصیص والخاص لایحتمله فلما کانت هذه السورة مدینة وقد شرف اللّٰہ تعالٰی المسلمین بقوله هدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب فذکر بعد ذلک اهل الکتاب الذین آمنوا بالرسول کعبد اللّٰہ بن سلام وامثاله بقوله والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک لان فی هذا التخصیص بالذکر مزید تشریف لهم کما فی قوله تعالٰی من کان عدوّا للّٰہ وملٰئکته ورسله وجبریل ومیکال ثم تخصیص عبد اللّٰہ بن سلام وامثاله بهذا التشریف ترغیب لامثاله فی الدین فهذا هو السبب فی ذکر هذا الخاص بعد ذلک العام اولٰئک علی هدی من ربهم واولٰئک هم المفلحون فی کیفیة تعلق هذه الآیة بما قبلها وجوه ثلثة احدها ان ینوی الابتداء بالذین یؤمنون بالغیب وذلک لانه لما قیل هدی للمتقین فخصّ المتقین بان الکتٰب هدی لهم کان لسائل ان یسأل فیقول ما السبب فی اختصاص المتقین بذلک فوقع قوله الذین یؤمنون بالغیب الی قوله واولٰئک هم المفلحون جوابا عن السؤال کانه قیل الذی یکون مشتغلا بالایمان واقامة الصلوة وایتاء الزکوة والفوز بافلاح والنجاة لابد ان یکون علی هدی من ربه وثانیها ان لاینوی الابتداء به بل یجعله تابعا للمتقین ثم یقع الابتداء من قوله اولٰئک علی هدی من ربهم کانه قیل ایّ سبب فی ان صار الموصوفون بهذه الصفات مختصّین بالهدی فاجیب بان اولٰئک المصوفین غیر مستبعد ان یفوز وادون

الناس بالهدى ماجلا وبالفلاح آجلا وثالثها ان يجعل الموصول اللاول صفة المتقين ويرفع الثانى على الابتداء واولٓئک خبره ويكون المراد جعل اختصاصهم بالفلاح والهدى تعريضا باهل الكتب الذين لم يؤمنوا بنبوة رسول الله صلى الله عليه وسلم وهم ظانون انهم علٰى الهدى وطامعون انهم ينالون الفلاح عند اللّٰه تعالٰى ان الذين كفروا سواء عليهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لايؤمنون كلام مستانف سيق لشرح احوال الكفرة الغواة المردة العتاة اثر بيان احوال اضدادهم المتصفين بنعوت الكمال الفائزين بمباغيهم فى الحال والمآل (ربط هذه الآية من ابى المسعود) ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عظيم اعلم انه تعالٰى لما بين فى الآية انهم لايؤمنون خبر فى هذه الآية بالسبب الذى لاجله لم يؤمنوا وهو الختم ومن الناس من يقول الخ اعلم ان المفسرين اجمعوا على ان ذلک فى وصف المنافقين قالوا وصف اللّٰه الاصناف والثلاثة من المؤمنين والكافرين والمنافقين فبدأ بالمؤمنين المخلصين الذين صحت سرائرهم وسلمت ضمائرهم ثم اتبعهم بالكافرين الذين من امتهم الاقامة على الجحود والعناد ثم وصف حال من يقول بلسانه انه مؤمن وضميره يخالف ذلک يخادعون اللّٰه الخ اعلم ان اللّٰه تعالٰى ذكر من قبائح افعال المنافقين اربعة اشياء احدها ما ذكره فى هذه الآية وهو انهم يخٰدعون اللّٰه والذين آمنوا واذا قيل لهم لاتفسدوا الخ اعلم ان هذا هو النوع الثانى من قبائح افعال المنافقين واذا قيل لهم آمنوا الخ اعلم ان هذا هو النوع الثالث من قبائح افعال المنافقين وذلک لانه سبحانه لما نها هم فى الآية المتقدّمة عن الفساد فى الارض امرهم فى هذه الآية بالايمان لان كمال حال الانسان لايحصل الا بِمَجْمُوْعِ الامرين

اولهما لترک ما لاینبغی وهو قوله لاتفسدوا وثانیها فعل ما ینبغی وهو قوله آمنوا واذا لقوا الذین آمنوا الخ هذا هو النوع الرابع من الفعالهم القبیحة اولٰئک الذین اشتروا الضلالة الخ الجملة مسوقة لتقریر ما قبلها وبیان لکمال جهالتهم فیما حکی عنهم من الاقوال والافعال باظهار غایت سماجتها وتصویرها ما لایکاد یتعاطاه من له ادنی تمیز فضلا عن العقلاء (ربط هذه الآیة من ابی السعود) مثلهم کمثل الذی استوقد الخ لما بین حقیقة صفات المنافقین عقبها بضرب مثلین زیادة فی الکشف والبیان احدهما هذا المثل او کصیّب من السماء الخ اعلم ان هذا هو المثل الثانی للمنافقین یایها الناس اعبدوا الخ ان اللّٰه لما قدم احکام الفرق الثلثة اعنی المؤمنین والکفار والمنٰفقین اقبل علیهم بالخطاب من باب الالتفات وان کنتم فی ریب الخ اعلم انه سبحانه وتعالٰی لما اقام الدلائل القاهرة علی اثبات الصانع وابطل القول بالشریک عقبه بما یدل علی النبوة ولما کانت نبوة محمد صلی اللّٰه علیه وسلم مبنیة علی کون القرآن معجزا اقام الدلالة علی کونه معجزا وبشر الذی اٰمنوا الخ اعلم انه سبحانه وتعالی لما تکلم فی التوحید والنبوة تکلم بعدهما فی المعاد وبین عقاب الکافر وثواب المطیع ومن عادة اللّٰه تعالٰی انه اذا ذکر آیة فی الوعید ان یعقبها بآیة فی الوعد ان اللّٰه لایستحی الخ اعلم انه تعالی لما بین بالدلیل کون القرآن معجزا او رد ههنا شبهة اوردها الکفار قدحًا فی ذلک واجاب عنها وتقریر الشبهة انه جاء فی القرآن ذکر النحل والذباب والعنکبوت والنمل وهذه الاشیاء لایلیق ذکرها بکلام الفصحاء فاشتمال القرآن علیها یقدح فی فصاحته فضلا عن کونه معجزا فاجاب اللّٰه تعالٰی عنه بان صغر هذه الاشیاء لایقدح فی الفصاحة اذا کان ذکرها مشتملا علی

حکم بالغة کیف تکفرون باللّٰہ الخ اعلم انه سبحانه وتعالٰی لما نکلم فی دلائل التوحید والنبوة والمعاد الی هذا الموضع فمن هذا الموضع الی قوله یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم فی شرح النعم التی عمت جمیع المکلفین وهی اربعة اولها نعمة الاحیاء وهی المذکورة فی هذه الآیة هو الذی خلق لکم الخ اعلم ان هذا هو النعمة الثانیة التب عمت المکلفین باسرهم وما احسن ما راعی اللّٰہ سبحانه وتعالٰی هذا الترتیب فان الانتفاع بالارض والسماء انما یکون بعد حصول الحیاة فلهذا ذکر اللّٰہ امر الحیٰوة اولاً ثم اتبعه بذکر السماء والارض واذ قال ربک الخ اعلم ان هذه الایة دالة علی کیفیة خلقة آدم علیه السلام وعلی کیفیة تعظیم اللّٰہ تعالٰی ایاه فیکون ذلک انعاماعا ما علی جمیع بنی آدم فیکون هذا هو النعمة الثالثة من تلک النعم العامة التی اوردها فی هذا الموضع وعلم آدم الاسماء الخ اعلم ان الملئکة لما سألوا عن وجه الحکمة فی خلقة آدم علیه السلام وذریته واسکانه تعالٰی ایاهم فی الارض واخبر اللّٰہ تعالٰی عن وجه الحکمة فی ذلک علی سبیل الاجمال بقوله انی اعلم ما لاتعلمون اراد تعالٰی ان یزیدهم بیانا وان یفصل لهم ذلک المجمل فبین تعالٰی لهم من فضل آدم علیه السلام ما لم یکن ذلک معلوما لهم وذلک بان علم آدم الاسماء کلها ثمَّ عرضهم علیه لیظهر بذلک کمال فضله وقصورهم عنه فی العلم فیتأکد ذلک الجواب الاجمالی بهذا الجواب التفصیلی قالوا سبحٰنک الخ استیناف واقع موقع الجواب کانه قیل فماذا قالوا حینئذ هل خرجوا من عهدة ما کلفوه اولا فقیل قالوا (ربط هذه الایة من ابی السعود) واذ قلنا للملئکة اسجدوا الخ اعلم ان هذا هو النعمة الرابعة من النعم العامة علی جمیع البشر وهو انه سبحانه وتعالٰی جعل ایانا

سجودًا للملائكة وذلك لانه تعالىٰ ذكر تخصيص آدم بالخلافة اولا ثم تخصيصه بالعلم الكثير ثانيا ثم بلوغه فى العلم الى ان صارت الملائكة عاجزين عن بلوغ درجته فى العلم وذكر الامن كونه مسجودا للملائكة وقلنا يا آدم اسكن الخ ان اللّٰه تعالىٰ لما امر الكل بالسجود لآدم وابىٰ ابليس السجود صيره اللّٰه ملعونا ثم امر آدم بان يسكنها مع زوجية يبنى اسرائيل اذكروا نعمتى الخ اعلم انه سبحانه وتعالىٰ لما اقام دلائل التوحيد والنبوة والمهعاد اولا ثم عقبها بذكر الانعامات العامة لكل البشر عقبها بذكر الانعامات الخاصة على اسلاف اليهود كسرًا لعنادهم ولجاحتهم بتذكير النعم السالفة واستمالةً لقلوبهم بسببها وتنبيها علىٰ مَا يدل على نبوة محمد صلى اللّٰه عليه وسلم من حيث كونها اخبارا عن الغيب واعلم انه سبحانه ذكرهم تلك النعم اولا على سبيل الاجمال فقال يا بنى اسرائيل اذكروا نعمتى التى انعمت عليكم واوفوا بعهدى اوف بعهدكم وفرع على تذكيرها الامر بالايمان بمحمد صلى اللّٰه عليه وسلم فقال وآمنوا بما انزلت مصدقا لما معكم ثم عقبها بذكر الامور التى تمنعهم عن الايمان به ثم ذكرهم تلك النعم على سبيل الاجمال ثانيا بقوله مرة اخرى يا بنى اسرائيل اذكروا نعمتى التى انعمت عليكم تنبيها على شدة غفلتهم ثم اردف هذا التذكير بالترغيب البالغ بقوله وانى فضلتكم على العٰلمين مقرونا بالترهيب البالغ بقوله واتقوا يوما لاتجزى نفس عن نفس شيئا الى آخر الآية ثم شرع بعد ذلك فى تعديد تلك النعم على سبيل التفصيل ومن تأمل وانصف علم ان هذا هو النهاية فى حسن الترتيب لمن يريد الدعوة وتحصيل الاعتقاد فى قلب المستمع وآمنوا بما انزلت الخ اعلم ان قوله سبحانه وتعالىٰ وآمنوا بما انزلت امر بترك الكفر

والضلال وقوله ولاتلبسوا الحق بالباطل امر بترک الاغواء والاضلال واعلم ان اضلال الغير لايحصل الا بطريقين وذلک لان ذلک الغير ان كان قد سمع دلائل الحق فاضلا له لايمكن الا بتشويش تلک الدلائل عليه وان كان ما سمعها فاضلا له انما يمكن باخفاء تلک الدلائل عنه ومنعه من الوصول اليها فقوله ولاتلبسوا الحق بالباطل اشارة الى القسم الاول وهو تشويش الدلائل عليه وقوله وتكتموا الحق اشارة الى القسم الثاني وهو منعه من الوصول الى الدلائل واقيموا الصلوة الخ اعلم ان اللّٰه سبحانه وتعالٰى لما امرهم بالايمان اولا ثم نهاهم عن لبس الحق بالباطل وكتمان دلائل النبوة ثانيا ذكر بعد ذلک بيان ما لزمهم من الشرائع وذكر من جملة الشرائع ما كان كالمقدم والاصل فيها وهو الصلوة التى هى اعظم العبادات البدنية والزكوة التى هى اعظم العبادات المالية اتأمرون الناس الخ تجريد للخطاب وتوجيه له الى بعضهم بعد توجيهم الى الكل (هذا الرط لهذه الآية من ابى السعود) واعلم انه سبحانه وتعالٰى لما امر بالايمان والشرائع بناء على ما خصهم به من النعم رغبهم فى ذلک بناء على ماخذ آخر وهو ان التغافل عن اعمال البر مع حث الناس عليها مستقبح فى العقول اذ المقصود من امر الناس بذلک اما النصيحة او الشفقة وليس من العقل ان يشفق الانسان على غيره او ان ينصح غيره ويهمل نفسه فحذرهم اللّٰه تعالٰى من ذلک بان قرعهم بهذا الكلام واستعينوا بالصبر الخ لما امرهم بالايمان ونترک الاضلال وبالتزام الشرائع وهى الصلوة والزكوة وكان ذلک شاقا عليهم لما فيه من ترک الرياسات والاعراض عن المال والجاه لاجرم عالج اللّٰه تعالٰى هذا المرض فقال واستعينوا بالصبر والصلوة كانه قيل واستعينوا على ترک ما تحبون من

الدنیا والدخول فیما تستثقله طباعکم من قبول دین محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالصبر ای بخمیس النفس عن اللذات فانکم اذا کلفتم انفسکم ذلک ومرّنت علیہ وخف علیها ثم اذا ضممتم الصلوة الی ذلک تم الامر لان المشتغل بالصلوة لابد وان یکون مشتغلا بذکر اللّٰہ عز وجل وذکر جلالہ وقهرہ وذکر رحمتہ وفضلہ فاذا تذکر رحمتہ صار مائلا الی طاعتہ واذا تذکر عقابہ ترک معصیت فیسهل عند ذلک اشتعالہ بالطاعة وترکہ للمعصیة یبنی اسرائیل اذکروا الخ اعلم انہ سبحانہ وتعالٰی انما اعاد هذا الکلام مرة اخری توکیدا للحجة علیهم وتحذیرًا من ترک اتباع محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم قرنہ بالوعید وهو قولہ واتقوا یوما کانہ قال ان لم تطیعونی لاجل سوالف نعمتی علیکم فاطیعونی للخوف من عقابی فی المستقبل واذ نجیناکم الخ اعلم انہ تعالٰی لما قدم ذکر نعمہ علی بنی اسرائیل اجمالا بین بعد ذلک اقسام تلک النعم علی سبیل التفصیل لیکون ابلغ فی التذکیر واعظم فی الحجة فکانہ قال اذکروا نعمتی واذکروا اذ نجیناکم واذکروا اذ فرقنا بکم البحر وهی انعمات والمذکور فی هذہ الآیة هو الانعام الاول واذ فرقنا بکم الخ هذا هو النعمة الثانیة واذ واعدنا الخ ان هذا هو الانعام الثالث واذ آتینا الخ اعلم هذا هو الانعام الرابع واذ قال موسی الخ اعلم ان هذا هو الانعام الخامس واذ قلتم یموسی الخ اعلم ان هذا هو الانعام السادس وظللنا الخ اعلم ان هذا هو الانعام السابع واذ قلنا الدخلوا الخ اعلم ان هذا هو الانعام الثامن واذ استسقی الخ اعلم ان هذا هو الانعام التاسع واذ قلتم یموسی لن نصبر الخ تذکیر بعنایة اخری لاسلافهم وکفرانهم لنعمت اللّٰہ عز وجل واخلادهم الی ما کانوا فیہ من الدناءة والخساسة (ربط هذہ الآیة من ابی السعود) ان

والضلال وقوله ولاتلبسوا الحق بالباطل امر بترک الاغواء والاضلال واعلم ان اضلال الغير لايحصل الا بطريقين وذلک لان ذلک الغير ان كان قد سمع دلائل الحق فاضلا له لايمكن الا بتشويش تلک الدلائل عليه وان كان ما سمعها فاضلا له انما يمكن باخفاء تلک الدلائل عنه ومنعه من الوصول اليها فقوله ولاتلبسوا الحق بالباطل اشارة الى القسم الاول وهو تشويش الدلائل عليه وقوله وتكتموا الحق اشارة الى القسم الثانى وهو منعه من الوصول الى الدلائل واقيموا الصلوة الخ اعلم ان الله سبحانه وتعالٰى لما امرهم بالايمان اولا ثم نهاهم عن لبس الحق بالباطل وكتمان دلائل النبوة ثانيا ذكر بعد ذلک بيان ما لزمهم من الشرائع وذكر من جملة الشرائع ما كان كالمقدم والاصل فيها وهو الصلوة التى هى اعظم العبادات البدنية والزكوة التى هى اعظم العبادات المالية اتأمرون الناس الخ تجريد للخطاب وتوجيه له الى بعضهم بعد توجيهم الى الكل (هذا الرط لهذه الآية من ابى السعود) واعلم انه سبحانه وتعالٰى لما امر بالايمان والشرائع بناء على ما خصهم به من النعم رغبهم فى ذلک بناء على ماخذ آخر وهو ان التغافل عن اعمال البر مع حث الناس عليها مستقبح فى العقول اذ المقصود من امر الناس بذلک اما النصيحة او الشفقة وليس من العقل ان يشفق الانسان على غيره او ان ينصح غيره ويهمل نفسه فحذرهم الله تعالٰى من ذلک بان قرعهم بهذا الكلام واستعينوا بالصبر الخ لما امرهم بالايمان ونترک الاضلال وبالتزام الشرائع وهى الصلوة والزكوة وكان ذلک شاقا عليهم لما فيه من ترک الرياسات والاعراض عن المال والجاه لاجرم عالج الله تعالٰى هذا المرض فقال واستعينوا بالصبر والصلوة كانه قيل واستعينوا على ترک ما تحبون من

الدنیا والدخول فیما تستثقله طباعکم من قبول دین محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم بالصبر ای بخمیس النفس عن اللذات فانکم اذا کلفتم انفسکم ذلک ومرّنت علیه وخف علیها ثم اذا ضممتم الصلوة الی ذلک تم الامر لان المشتغل بالصلوة لابد وان یکون مشتغلا بذکر اللّٰہ عز وجل وذکر جلاله وقهره وذکر رحمته وفضله فاذا تذکر رحمته صار مائلا الی طاعته واذا تذکر عقابه ترک معصیت فیسهل عند ذلک اشعاله بالطاعة وترکه للمعصیة یبنی اسرائیل اذکروا الخ اعلم انه سبحانه وتعالٰی انما اعاد هذا الکلام مرة اخری تو کیدا للحجة علیهم وتحذیرًا من ترک اتباع محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم ثم قرنه بالوعید وهو قوله واتقوا یوما کانه قال ان لم تطیعونی لاجل سوالف نعمتی علیکم فاطیعونی للخوف من عقابی فی المستقبل واذ نجیناکم الخ اعلم انه تعالٰی لما قدم ذکر نعمه علی بنی اسرائیل اجمالا بین بعد ذلک اقسام تلک النعم علی سبیل التفصیل لیکون ابلغ فی التذکیر واعظم فی الحجة فکانه قال اذکروا نعمتی واذکروا اذ نجیناکم واذکروا اذ فرقنا بکم البحر وهی انعمات والمذکور فی هذه الآیة هو الانعام الاول واذ فرقنا بکم الخ هذا هو النعمة الثانیة واذ واعدنا الخ ان هذا هو الانعام الثالث واذ آتینا الخ اعلم هذا هو الانعام الرابع واذ قال موسی الخ اعلم ان هذا هو الانعام الخامس واذ قلتم یموسی الخ اعلم ان هذا هو الانعام السادس وظللنا الخ اعلم ان هذا هو الانعام السابع واذ قلنا الدخلوا الخ اعلم ان هذا هو الانعام الثامن واذ استسقی الخ اعلم ان هذا هو الانعام التاسع واذ قلتم یموسی لن نصبر الخ تذکیر بعنایة اخری لاسلافهم وکفرانهم لنعمت اللّٰہ عز وجل واخلادهم الی ما کانوا فیه من الدناءة والخساسة (ربط هذه الآیة من ابی السعود) ان

الذین آمنوا الخ واعلم ان عادة اللّٰه اذا ذکر وعدا ووعیدا عقبه بما یضاده لیکون الکلام تاما فههنا لما ذکر حکم الکفرة من اهل الکتاب وما حلّ بهم من العقوبة اخبر بما للمؤمنین من الاجر العظیم والثواب دالاً علی انه سبحانه وتعالٰی یجازی المحسن باحسانه والمسیئ باساءته واذ اخذنا میثاقکم الخ اعلم ان هذا هو الانعام العاشر وذلک لانه تعالٰی انما اخذ میثاقهم لمصلحتهم فصار ذلک من انعامه علیهم ولقد علمتم الذین الخ اعلم انه تعالی لما عدد وجوه انعامه علیهم اولاً ختم ذلک بشرح بعض ما وجه الیهم من التشدیدات وهذا هو النوع الاول واذ قال موسی لقومه الخ اعلم ان هذا هو النوع الثانی من التشدیدات افتطمعون الخ اعلم انه سبحانه لما ذکر قبائح افعال اسلاف الیهود الی ههنا شرح من ههنا قبائح افعال الیهود الذین کانوا فی زمن محمد صلی اللّٰه علیه وسلم واذ القوا الذین اٰمنوا الخ اعلم ان هذا هو النوع الثانی من قبائح افعال الیهود الذین کانوا فی زمن محمد صلی اللّٰه علیه وسلم ومنهم امیون الخ اعلم ان المراد بقوله ومنهم امیون الیهود لانه تعالٰی لما وصفهم بالعناد وازال الطمع عن ایمانهم بیّن فرقهم فالفرقة الاولی هی الفرقة الضالة المضلة وهم الذین یحرفون الکلم عن مواضعه والفرقة الثانیة المنافقون والفرقة الثالثة الذین یجادلون المنافقین والفرقة الرابعة هم المذکورون فی هذه الآیة وهم العامة الامیون الذین لامعرفة عندهم بقراءة ولاکتابة وطریقتهم التقلید وقبول ما یقال لهم فبیّن تعالٰی ان الذین یمتنعون عن قبول الایمان لیس سبب ذلک الامتناع واحدا بل لکل قسم منهم سبب اخر وقالوا لن تمسنا النار الخ اعلم ان هذا هو النوع الثالث من قبائح اقوالهم وافعالهم وهو جزمهم بان اللّٰه تعالٰی لایعذبهم الا ایاما قلیلة بلی

من كسب الخ جواب عن قولهم المحكى وابطال له من جهته تعالىٰ وبيان لحقيقة الحال فى ضمن تشريع كلى شامل لهم ولسائر الكفرة بعد اظهار كذبهم اجمالا (ربط هذه الآية من ابى السعود) والذين آمنوا الخ اعلم انه سبحانه وتعالى ما ذكر فى القرآن آية فى الوعيد لا وذكر بجنبها آية فى الوعد واذ اخذنا ميثاق بنى اسرائيل الخ اعلم ان هذا نوع آخر من انواع النعم التى خصهم الله تعالىٰ بها وذلك لان التكليف بهذه الاشياء موصل الى اعظم النعم وهو الجنة والموصل الى النعمة نعمة فهذا التكليف لامحالة من النعم واذ اخذنا ميثاقكم الخ اعلم ان هذه الآية تدل على نوع آخر من نعم الله تعالىٰ عليهم وهو انه تعالىٰ كلفهم هذا التكليف وانهم اقروا بصحته ثم خالفوا العهد فيه ولقد آتينا موسى الكتاب الخ اعلم ان هذا نوع آخر من النعم التى افاضها الله عليهم ثم انهم قابلوه بالكفر والافعال القبيحة ولمّا جاء هم كتب من عند الله الخ اعلم ان هذا نوع من قبائح افعال اليهود واذا قيل لهم الخ اعلم ان هذا النوع ايضا من قبائح افعالهم ولقد جاء كم موسى الخ من تمام التكبيت والتوبيخ داخل تحت الامر لاتكرير لما قص فى تضاعيف تعداد النعم التى من جملتها العفو عن عبادة العجل واذ اخذنا ميثاقكم الخ توبيخ من جهة الله تعالىٰ وتكذيب لهم فى ادعائهم الايمان بما انزل عليهم بتذكير جناياتهم الناطقة بكذبهم (ربط هاتين الآيتين من ابى السعود) قل ان كانت لكم الدار الآخرة الخ اعلم ان هذا نوع آخر من قبائحهم وادعائهم ان الدار الآخرة خالصة لهم من دون الناس ولتجدنهم احرص الناس الخ اعلم انه سبحانه وتعالىٰ لما اخبرنا عنهم فى الآية المتقدمة انهم لايقنون الموت اخبر فى هذه الآية انهم فى غاية الحرص على الحيوة قل من كان عدوا لجبريل الخ اعلم ان هذا

النوع ایضا من انواع قبائح الیهود ومنکرات اقوالهم وافعالهم ولقد انزلنا الیک الخ اعلم ان هذا نوع آخر من قبائحهم وفضائحهم او کلما عاهدوا الخ اعلم ان هذا نوع آخر من قبائحهم واتبعوا ما تتلوا الخ ان هذا نوع آخر من قبائح افعالهم وهو اشتغالهم بالسحر واقبالهم علیه ودعاءهم الناس الیه ولو انهم آمنوا الخ انه تعالٰی لما بین فیهم الوعید بقوله ولبئسما شروا به اتبعه بالوعد جامعًا بین الترهیب والترغیب لان الجمع بینهما ادعی الی الطاعة والعدول عن المعصیة یایها الذین آمنوا لاتقولوا الخ اعلم ان اللّٰه تعالٰی لما شرح قبائح افعالهم قبل مبعث محمد علیه الصلوة والسلام اراد من ههنا ان یشرح قبائح افعالهم عند مبعث محمد صلی اللّٰه علیه وسلم وجدهم واجتهادهم فی القدح فیه والطعن فی دینه وهذا هو النوع الاول من هذاالباب ما یود الذین کفروا الخ واعلم انه تعالٰی لما بین حال الیهود والکفار فی العداوة والمعاندة حذر المؤمنین منهم فقال ما یودّ الذین کفروا فنفی عن قلوبهم الود والمحبة لکل ما یظهر به فضل المؤمنین ما ننسخ من آیة الخ ان اعلم ان هذا هو النوع الثانی من طعن الیهود فی الاسلام فقالوا الاترون الی محمد یامر اصحابه بامر ثم ینهاهم عنه ویأمرهم بخلافه ویقول الیوم قولا وغدا یرجع عنه فنزلت هذه الآیة الم تعلم ان اللّٰه له ملک الخ اعلم انه سبحانه وتعالٰی لما حکم بجواز النسخ عقبه ببیان ان ملک السموٰت والارض له لالغیره وهذا هو التنبیه علی انه سبحانه وتعالٰی انما حسن الامر والنهی یکونه مالکا للخلق ام تریدون ان تسئلو الخ لما حکم بجواز النسخ فی الشرائع فلعلهم کانوا یطالبونه بتفاصیل ذلک الحکم فمنعهم اللّٰه تعالٰی عنها وبین انهم لیس لهم ان یشتغلوا بهذه الاسئلة کما انه ما کان لقوم موسی ان یذکروا اسئلتهم

الفاسدة ود کثیر من اهل الکتب الخ اعلم ان هذا هو النوع الثالث من کید الیهود مع المسلمین واقیموا الصلوة الخ اعلم انه تعالیٰ امر بالعفو والصفح عن الیهود ثم عقبه بقوله تعالیٰ واقیموا الصلوة وآتوا الزکوة تنبیها علی انه کما الزمهم لحظ الغیر وصلاحه العفو والصفح لکذالک الزمهم لحظ انفسهم وصلاحها القیام بالصلوة والزکوة الواجبتین ونبه بهما علی ما عداهما مِنَ الواجبات وقالوا لن یدخل الخ اعلم ان هذا هو النوع الرابع من تخلیط الیهود والقاء الشبه وفی قلوب المسلمین وقالت الیهود الخ بیان لتضلیل کل فریق صاحبه بخصوصة اثر بیان تضلیله کل من عداة علی وجه العموم (ربط هذه الآیة من ابی السعود) ومن اظلم ممن منع الخ فی کیفیة اتصال هذه الآیة بما قبلها رجوه فاما من حملها علی النصاری وخراب بیت المقدس قال تتصل بما قبلها من حیث ان النصٰری ادعوا انهم من اهل الجنة فقط فقیل لهم کیف تکونون کذلک مع ان معاملتکم فی تخریب المساجد والسعی فی خرابها هکذا واما من حمله علی المسجد الحرام وسائر المساجد قال جری ذکر مشرکی العرب فی قوله کذلک قال الذین لایعلمون مثل قولهم وقیل جری ذکر جمیع الکفار وذمهم فمرة وجه اللم الی الیهود والنصری ومرة الی المشرکین ولِلّٰه المشرق والمغرب الخ فان منعتم من اقامة العبادة فی المسجد الاقصی او اسجد الحرام فاینما تولوا ای ففی ایّ مکان فعلتم تولیة وجوهکم شطر القبلة فثم وجه اللّٰه ای هناک جهته التی امر بها (ربط هذه الآیة من ابی السعود) وقالوا اتخذ اللّٰه ولدا الخ اعلم ان هذا هو النوع لحادی عشر من قبائح افعال الیهود والنصٰری والمشرکین وقال الذی لا یعلمون الخ اعلم ان هذا هوا النوع لحادی عشر من قبائح الیهود. والنصٰری والمشرکین انا ارسلنک

بالحق الخ اعلم ان القوم لما اصروا علی العناد واللجاج الباطل واقترحوا المعجزات علی سبیل التعنت بین اللہ تعالٰی لرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لامزید علی ما فعلہ فی مصالح دینھم من اظھار الادلۃ وکما بین ذلک انہ لامزید علی ما فعلہ الرسل فی باب الابلاغ والتبیہ لکیلا یکثر غمہ بسبب اصرارھم علی کفرھم ولن ترضی عنک الخ بیان لکمال شدۃ شکیمۃ ھاتین الطائفتین خاصۃً اثر بیان ما یعمھا والمشرکین من الاصرار علی ما ھم علیہ الی الموت وفیہ من المبالغۃ فی اقناطہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسلامھم ما لاغایۃ وراءہ (ربط ھذہ الایۃ من ابی السعود) الذین آتینا ھم الکتٰب الخ لما ذم طریقتھم وحکی عنھم سوء افعالھم اتبع ذلک بمدح من ترک وطریقتھم بل تأمل التوراۃ وترک تحریفھا وعرف مناصحۃ نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی اسرائیل اذکروا الخ وتخصیصھم بتکریر التذکیر واعادۃ التحذیر للمبالغۃ فی النصح والایذان بان ذلک فذلکۃ القضیۃ والمقصود من القضیۃ لما ان نعم عز وجل علیھم اعظم وکفرھم بھا اشد واقبح (ربطھا من ابی السعود) واذ ابتلی ابراھیم الخ اعلم انہ سبحانہ وتعالٰی لما استقصی فی شرح وجوہ نعمہ علی بنی اسرئیل ثم فی شرح قبائحھم فی ادیانھم واعمالھم وختم ھذا الفصل بما بدء وھو قولہ یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی الی قولہ ولا ھم ینصرون شرع سبحانہ ھھنا فی نوع آخر من البیان وھو ان ذکر قصۃ ابراھیم علیہ السلام وکیفیۃ احوالہ والحکمۃ فیہ ان ابراھیم علیہ السلام شخص یعترف بفضلہ جمیع الطوائف والملل فالمشرکون کانوا معترفین فضلہ متشرفین بانھم من اولادہ ومن ساکنی حرمہ وخادمی بیتہ اھل الکتب من الیھود والنصاری کانوا ایضًا مقرین بفضلہ متشرفین بانھم

من اولاده فحکی اللّٰہ تعالٰی عن ابراهیم علیه السلام امورا توجب علی المشرکین وعلی الیهود والنصاری قبول قول محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم والاعتراف بدینه والانقیاد لشرعه وفی ابی السعود شروع فی تحقیق ان هدی اللّٰہ ما علیه النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم من التوحید والاسلام الذی هو ملة ابراهیم علیه السلام وان ما علیه اهل الکتابین اهواء زائغة وان ما یدعونه من انهم علی ملته علیه السلام فریة بلا مریة ببیان ما صدر عن ابراهیم وابنائه الانبیاء علیهم السلام من الاقاویل والافاعیل الناطقة بحقیقة التوحید والاسلام وبطلان الشرک وبصحة نبوة النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وبکونه ذلک النبی الذی استدعا ابراهیم واسماعیل علیهما الصلوة والسلام بقولهما ربنا وابعث فیهم رسولا منهم الآیة واذ جعلنا البیت مثابة الخ اعلم انه تعالٰی بین کیفیة حال ابراهیم علیه السلام حین کلفه بالامامة وهذا شرح التکلف الثانی وهو التکلیف بتطهیر البیت واذ قال ابراهیم رب اجعل الخ اعلم ان هذا هو النوع الثالث من احوال ابراهیم علیه السلام التی حکاها تعالٰی ههنا واذ یرفع ابراهیم الخ اعلم ان هذا هو النوع الرابع من الامور التی حکاه اللّٰہ تعالٰی عن ابراهیم واسماعیل علیهما السلام وهو انهما عند بناء البیت ذکرا ثلاثة من الدعاء ومن یرغب الخ انکار واستبعاد لان یکون فی العقلاء من یرغب عن ملته التی هی الحق الصریح والدین الصحیح (ربطها من ابی السعود) اذ قال له ربه الخ اعلم ان هذا هو النوع الخامس من الامور التی حکاها اللّٰہ تعالٰی عن ابراهیم علیه السلام ووصی بها ابراهیم الخ اعلم ان هذا هو النوع السادس من الامور المستحنة التی حکاها اللہ تعالی ابراهیم ام کنتم شهداء الخ اعلم انه تعالٰی لما حکی عن ابراهیم علیه السلام انه بالغ

فی وصیته بنیه فی الدین والاسلام ذکر عقیبه ان یعقوب وصّٰی بنیه بمثل ذلک تاکیدا للحجة علی الیهود والنصٰری ومبالغة فی البیان وقالوا کونوا ھودا الخ اعلم انه تعالٰی لما بین بالدلائل التی تقدمت صحة دین الاسلام حکی بعدھا انواعا من شبه المخالفین الطاعنین فی الاسلام الشبهة الاولی حکی عنهم انهم قالوا کونوا ھودا او نصاری تهتدوا وفی ابی السعود شروع فی بیان فن آخر من فنون کفرھم وھو اضلالهم لغیرھم اثر بیان ضلالهم فی نفسهم قولوا اٰمنا الخ لما اجاب بالجواب الجدلی اولاً ذکر بعده جوابا برھانیا فی ھذه الایة وھو ان الطریق الی معرفة نبوة الانبیاء علیهم السلام ظهورا لمعجز علیهم ولما ظهر المعجز علی ید محمد صلی اللّٰه علیه وسلم وجب الاعتراف بنبوته والایمان برسالته وفی ابی السعود خطاب للمؤمنین بعد خطابه علیه السلام برد مقالتهم الشنعاء علی الاجمال وارشاد لهم الی طریق التوحید والایمان علی ضرب من التفصیل ای قولوا لهم بمقابلة ما قالوا تحقیقا وارشادا ضمنیا لهم الیه فان آمنوا بمثل ما امنتم الخ اعلم انه تعالٰی لما بین الطریق الواضح فی الدین وھو ان یعترف الانسان بنبوة من قامت الدلالة علی نبوته وان یحترز فی ذلک عن المنافقیة رغبهم فی مثل ھذا الایمان فقال فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اھتدوا صبغة اللّٰه الخ اعلم انه تعالٰی لما ذکر الجواب الثانی وھو ان ذکر ما یدل علی صحة ھذا الدین ذکر بعده ما یدل علی ان دلائل ھذا الدین واضحة جلیة فقال صبغة اللّٰه قل اتحاجوننا الخ فی ابی السعود تجرید الخطاب للنبی صلی اللّٰه علیه وسلم عقیب الکلام الداخل تحت الامر الوارد بالخطاب العام لما ان المامور به من الوظائف الخاصة به علیه الصلوة والسلام تقولون ان ابراھیم الخ فی ابی السعود اما معادلة

للهمزة فى قوله تعالٰى اتحاجوننا داخلة فى حين الامر على معنى اى الامرين يودون اقامة الحجة وتنوير البرهان على حقية ما انتم عليه والحال ما ذكر ام التشبث بذيل التقليد والافتراء على الانبياء وتقولون ان ابراهيم الخ واما منقطعة عقررة ببل والهمزة دالة على الاضراب والانتقال من التوبيخ على حاجة اى التوبيخ على الافترا على الانبياء عليهم السلام تلك امة قد خلت الخ فى ابى السعود تكرير للمبالغة فى لزجر عما هم عليه من الافتخار بالآباء والاتكال على اعمالهم وقيل الخطاب السابق لهم وهذا لنا تحذيرا عن الاقتداء بهم وقيل المراد بالامة الاولى الانبياء عليهم السلام وبالثانية اسلاف اليهود. سيقول السفهاء الخ اعلم ان هذا هو الشبهة الثانية من الشبه التى ذكرها اليهود والنصارى طعنا فى الاسلام وكذلك الخ فى ابى السعود توجيه للخطاب الى المؤمنين بين الخطابين المختصين بالرسول صلى اللّٰه عليه وسلم التائيد ما فى مضمون الكلام من التشريف وما جعلنا القلبة الخ فى ابى السعود جرد الخطاب للنبى صلى الله عليه وسلم رمزا الى ان مضمون الكلام من الاسرار الحقيقة بان يخص معرفته به عليه السلام ولئن اتيت الذين الخ اعلم انه تعالٰى لما بين فى الآية الاولى ان الذين اوتوا الكتٰب يعلمون ان هذه القبلة حق بين بعد ذلك ان صفتهم لاتتغير فى الاستمرار على المعاندة الذين اتينهم الكتب الخ انه تعالى فى الأية المتقدمة لما حذرامة محمد صلى الله عليه وسلم عن اتباع اليهود و النصٰرى بقوله ولئن اتبعت اخبر المؤمنين بحال عليه السلام فى هذه الأية فقال اعلموا يا معاشر المؤمنين ان علماء اهل الكتب يعرفون محمد او ما جاء به وصدقه ودعوته وقبلته لا يشكون فيه كما لا يشكون فى ابناء هم ولكل وجهة

الخ والمراد منه ان للشرائع مصالح فلا جرم التلفت الشرائع بحسب اختلاف الاشخاص وكما اختلفت بحسب اختلاف الاشخاص لم يعد ايضا اختلافها بحسب اختلاف الزمان بالنسة الى شخص واحد فلهذا اصح القول بالنسخ والتغيير ومن حيث خرجت الخ فى ابى السعود تاكيد لحكم التحويل وتصريح بعدم تفاوت الامر فى حالتى السفر والحضر والتكوير لما ان القبلة لها شان خطير و النسخ من مظان الشبهة والفتنة فبالحرى ان يؤكد امرها مرة غب اخرى مع انه قدذكر فى كل مرّة حكمة مستقلة كما ارسلنا فيكم الخ فى ابى السعود متصل بما قبله اى ولا تم نعمتے عليكم فى امر القبلت اوفى الأخرة اتما ما كاتنا كاتمامى لها بار سال رسول كائن منكم فان ارسال الرسول لا سيما المجانس لهم نعمة لا يكافة نعمة قط وقيل متصل بما بعده اى كما ذكرتم بالارسال فاذكرونى الخ الفاء للدلالة على ان ترتب الامر على ما قبله من موجباته يايها الذين امنوا استعينوا الخ اعلم انه تعالى لما اوجب بقوله فاذكرونى جميع العبادات وبقوله واشكرو الى ما يتصل بالشكر اردفه ببيان ما يعين عليها فقال استعينوا بالصبر والصلوٰة ولا تقولوا لمن يقتل الخ وجه تعلق الأية بما قبلها كانه قيل استعينوا بالصبر والصلوٰة فى اقامة دينى فان احتجتم فى تلک والاقامة الى مجاهدة عدوى باموالكم وابدانكم ففعلتم ذلک فتفلت نفوسكم فلا تحسبوا انكم ضيعة انفسكم بل اعلموا ان قتلاكم احياء عندى ولنبلونكم الخ متعلق بقوله واستعينوا بالصبر والصلوٰة اى استعينوا بالصبر والصلوٰة فانا نبلونكم بالخوف وبكذا الذين اذا اصابتهم الخ اعلم انه تعالى لما قال وبشر الصٰبرين بين فى هذه الأية ان الانسان كيف يكون صابرا وان تلک البشارة كيف هى ان الصفا والمروة

الخ ان الله تعالیٰ بین انه انما حول القبلة الی الکعبة لیتم انعامه علی محمد صلی الله علیه وسلم وامته باحیاء شرائع ابراهیم ودینه علی ما قال والاتم نعمتی علیکم وکان السع بین الصفا والمروة من شعائر ابراهیم علی ما ذکر فی قصة بناء الکعبة وسعی هاجر بین الجبلین فلما کان الامر کذلک وذکر اللّٰه تعالٰی هذا الحکم عقیب تلک الآیة ان الذین یکتمون الخ قال العبد المسکین هذه مرتبطة بقوله تعالٰی الذین آتیناهم الکتٰب یعرفونه کما یعرفون ابناءهم وان فریقا منهم لیکتمون الحق الخ بین ثمه ان منهم کاتمین للحق وبین ههنا الوعید لهم الا الذین تابوا الخ اعلم انه تعالٰی لما بین عظیم الوعید فی الذین یکتمون ما انزل اللّٰه کان یحوز ان یتوهم ان الوعید یلحقهم علی کل حال فبین تعالٰی انهم اذا تابُوا تغیر حکمهم ودخلوا فی اهل الوعد ان الذین کفروا الخ فی ابی السعود جملة مستانفة سیفت لتحقیق بقاء اللعن فیما وراء الاستثنا وتاکید دوامه واستمراره علی غیر التائبین جسما یفیده الکلام والهکم اله واحد الخ فی ابی السعود قیل کان للمشرکین حول الکعبة المکرمة ثلثمائة وستون صنما فلما سمعوا هٰذِهِ الآیة تعجبوا وقالوا ان کنت صادقًا فأت بآیة نعرف بها صدقک فنزلت ان فی خلق الخ قال العبد المسکین فهذا مرتبط بقصة الکعبة کان المقصود ثمه ردّ زعم الذین فرطوا فی امرها بنفی صلاحیة القبلة عنها وههنا ردّ زعم الذین افرطوا فی امرها باشراک من حولها مع اللّٰه تعالٰی فاثبت التوحید وابطل الشرک ان فی خلق السمٰوٰت الخ اعلم انه سبحانه وتعالٰی لما حکم بالفردانیة والوحدانیة ذکر ثمانیة انواع من الدلائل التی یمکن ان یستدل بها علی وجوده سبحانه اولاً وعلی توحیده وبراءته عن الاضداد والانداد ثانیًا ومن الناس من یتخذ الخ

فی ابی السعود بیان لکمال رکاکة آراء المشرکین اثر تقریر وحدانیته سبحانه وتعالیٰ وتحریر الآیات الباهرة الملجئة للعقلاء الی الاعتراف بها الفائضة باستحالة ان یشارکه شئ من الموجودات فی صفة من صفات الکمال فضلا عن المشارکة فی صفة الا الوهیة اذ تبرء الذین الخ اعلم انه تعالیٰ لما بین حال من یتخذ من دون اللّٰہ اندادا بقوله ولو یری الذین ظلموا اذ یرون العذاب علی طریق التهدید زاد فی هذا الوعید بقوله تعالیٰ اذ تبرء الذین اتبعوا من الذین اتبعوا فبین ان الذین افنوا عمرهم فی عبادتهم واعتقدوا انهم من اوکد اسباب نجاتهم فانهم یتبرؤن منهم عند احتیاجهم الیهم یایها الناس کلوا الخ قال المسکین هذا ابطال لبعض اعمال المکشرکین مما یوجب الشرک من تحریم الحلال والتقلید الباطل بعد ابطال عقائدهم ومثل الذین کفروا الخ اعلم انه تعالیٰ لما حکی عن الکفار انهم عند الدعاء الی اتباع ما انزل اللّٰہ ترکوا النظر والتدبر واخلدوا الی التقلید وقالوا بل نتبع ما الفینا علیه آباءنا ضرب لهم هذا المثل تنبیها للسامعین لهم انهم انما وقعوا فیما وقعوا فیه بسبب ترک الاصغاء وقلت الاهتمام بالدین فصیرهم من هذا الوجه بمنزلة الانعام یایها الذین آمنوا کلوا الخ ان اللّٰہ سبحانه وتعالیٰ تکلم من اوّل السورة الی ههنا فی دلائل التوحید والنبوة واستقصی فی الرد علی الیهود والنصاری ومن هنا شرع فی بیان الاحکام انما حرم علیکم الخ اعلم انه سبحانه وتعالیٰ لما امرنا فی الآیة السابقة بتناول الحلال فصَّل فی هذه الآیة انواع الحرام ان الذین یکتمون الخ الحکم الثانی ان الذین الخ قال المسکین کان المقصود سابقا بیان المحرمات الحسیة وفی هذه الآیة بیان المحرم المعنوی من الرشوة ونحوها کالهدایا التی یأخذها علماء اهل الکتٰب من

اتباعهم على تبديل الكتاب وكتمان الحق اولئك الذين اشتروا الخ اعلم انه تعالىٰ لما وصف علماء اليهود بكتمان الحق وعظم فى الوعيد عليه وصف ذلك الجرم ليعلم ان ذلك العقاب انما عظم لهذا الجرم العظيم ذلك بان الله الخ لماحكم علىٰ الذى يكتمون بالوعيد بيّن ان ذلك الوعيد انما كان لان اللّٰه نزل الكتٰب بالحق وان هٰؤلاء اليهود والنصارى يحقرونه فلا جرم استحقوا ذلك ليس البر الخ الحكم الثالث يايها الذين آمنوا كتب عليكم القصاص الخ الحكم الرابع كتب عليكم اذ حضر الخ الحكم الخامس فمن بدله الخ اعلم انه تعالىٰ لما ذكر امر الوصية ووجوبها وعظم امرها اتبعه بما يجرى مجرى الوعيد فى تغييرها فمن خاف الخ اعلم انه تعالىٰ لما توعد من يبدل الوصية بيّن ان المراد بذلك التبديل ان يبدله عن الحق الى الباطل اما اذا غيره عن باطل الى حق على طريق الاصلاح فقد احسن يايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام الخ الحكم السادس واذا سألك عبادى الخ فى ابى السعود لما امرهم اللّٰه تعالىٰ بصوم الشهر ومراعاة العدة وحثهم على القيام بوظائف التكبير والشكر عقبه بهذه الاية الكريمة الدالة على انه تعالىٰ خبير باحوالهم سميع لاقوالهم مجيب لدعائهم مجازيهم على اعمالهم تاكيدا له وحثا عليه ثم شرع فى بيان احكام الصيام ولا تباشروهن الخ الحكم السابع ولاتأكلوا اموالكم الخ هذا الحكم الثامن يسئلونك عن الاهلةالخ الحكم التاسع وليس البر الخ فى ابى السعود وجه اتصاله بما قبله انهم سألوا عن الامرين او انه لما ذكر انها مواقيت للحج ذكر عقبين ما هو من انعاهم فى الحج استطرادا او انهم لما سألوا عما لايعنيهم ولا يتعلق بعلم النبوة فانه عليه الصلوة والسلام مبعوث لبيان الشرائع لا لبيان حقائق الاشياء وتركوا

السؤال عما يعنيهم ويختص بعلم الرسالة عقب بذكره جواب ما سالوا عنه تنبيها على ان اللائق بهم ان يسألوا عن امثال ذلک ويهتموا بالعلم بها الحكم العاشر ما يتعلق بالقتال قوله تعالیٰ وقاتلوا فی سبیل اللّٰه الخ وانفقوا فی سبیل اللّٰه الخ فی ابی السعود امر بالجهاد بالمال بعد الامر به بالانفس واتموا الحج والعمرة للّٰه الخ قال المسكين هذا هو الحكم الحادى عشر فمن الناس من يقول الخ فی ابی السعود تفصیل للذاكرين الى من لايطلب بذكر اللّٰه تعالیٰ الا الدنيا والى من يطلب خير الدارين والمراد به الحث على الاكثار والانتظام فی سلک للآخرين ومن الناس من يعجبک الخ اعلم انه تعالیٰ لما بين ان الذين يشهدون مشاعر الحج فريقان كافر وهو الذی يقول ربنا آتنا فی الدنيا و مسلم وهو الذی يقول ربنا آتنا فی الدنيا حسنة وفی الآخرة حسنة بقی المنافق فذكره فی هذه الآية وشرح صفاته وافعال ومن الناس من يشرى الخ اعلم انه تعالیٰ لما وصف فی الآية المتقدمة حال من يبذل دينه لطلب الدنيا ذكر فی هذه الآية حال من يبذل دنياه ونفسه وماله لطلب الدين فقال ومن الناس من يشری نفسه يايها الذين آمنوا ادخلوا الخ اعلم انه تعالى لما حكى عن المنافق انه يسعى فی الارض ليفسد فيها ويهلک الحرث والنسل امر المسلمين بما يضاد ذلک وهو الموافقة فی الاسلام وفی شرائعه فقال يايها الذين آمنوا ادخلوا فی السلم سل بنی اسرائيل الخ بيان هذا الكلام انه تعالیٰ قال يايها الذين آمنوا فامر بالاسلام ونهى عن الكفر ثم قال فان زللتم ای فان اعرضتم عن هذا التكليف صرتم مستحقين للتهديد بقوله فاعلموا ثم بين ذلک التهديد بقوله هل ينظرون ثم ثلث ذلک التهديد بقوله سل بنی اسرائيل يعنی سل هؤلاء الحاضرين انا لما آتينا اسلافهم آيات

بينات فانكروها لاجرم استوجبوا العقاب من الله تعالىٰ وذلك وتنبيه لهؤلاء الحاضرين على الهم لوزلو عن آيات الله تعالىٰ لوقعوا فى العذاب كما وقع اولئك المتقدمون فيه زين للذين كفروا الخ اعلم انه تعالىٰ لما ذكر من قبل حال من يبدل نعمة الله من بعد ما جاء ته وهم الكفار الذين كذبوا بالدلالة والانبياء وعدلوا عنها اتبعه الله تعالىٰ بذكر السبب الذى لاجله كانت هذه طريقتهم فقال زين الخ كان الناس الخ اعلم انه تعالىٰ لما بين فى هذه الآية المتقدمة ان سبب اصرار هؤلاء الكفار على كفرهم هو حب الدنيا بين فى هذه الآية ان هذا المعنى غير مختص بهذا الزمان بل كان حاصلا فى الازمنة المتقادمة لان الناس كانوا امة واحدة قائمة على الحق ثم اختلفوا وما كان اختلافهم الا بسبب البغى والتحاسد والتنازع فى طلب الدنيا ام حسبتم الخ فى ابى السعود وخوطب به رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن معه من المؤمنين خالهم على الثبات على المصابرة على مخالفة الكفرة وتحمل المشاق من جهتهم اثر بيان اختلاف الامم على الانبياء عليهم السلام وقد بين فيه مآل اختلافهم وما لقى الانبياء ومن معهم من قبلهم من مكابدة الشدائد ومقاساة الهموم وان عاقبة امرهم النصر يسألونک ما ذا ينفقون الخ اعلم انه سبحانه وتعالىٰ لما بالغ فى بيان انه يجب على كل مكلف ان يكون معرضا عن طلب العاجل وان يكون مشتغلا بطلب الآجل وان يكون بحيث يبذل النفس والمال فى ذلک شرع بعد ذلک فى بيان الاحكام وهو من هذه الآية الى قوله الم تر الى الذين خرجوا لان من عادة القرآن ان يكون بيان التوحيد وبيان الوعظ والنصيحة وبيان الاحكام مختلطا بعضها بالبعض ليكون كل واحد منهما مقويا للآخرومؤكدا له فالحكم الاول هو هذه الآية

الحکم الثانی قوله تعالیٰ کتب علیکم القتال الخ الحکم الثالث قوله عز وجل یسئلونک عن الخمر الخ الحکم الرابع قوله ویسئلونک ما ذا ینفقون الخ الحکم الخامس قوله تعالیٰ ویسئلونک عن الیتامیٰ الخ الحکم السادس قوله تعالیٰ ولاتنکحوا المشرکات الخ الحکم السابع قوله تعالیٰ ویسئلونک عن المحیض الخ الحکم الثامن قوله تعالیٰ نساءکم حرث لکم الخ الحکم التاسع قوله تعالیٰ ولاتجعلوا الله عرضة الخ الحکم العاشر قوله تعالیٰ للذین یؤلون الخ الحکم الحادی عشر قوله تعالیٰ والمطلقات یتربصن الخ اعلم انه تعالیٰ ذکر فی هذا الموضع احکاما کثیرة للطلاق فالحکم الاول للطلاق وجوب العدة وبعولتهن احق الخ اعلم ان هذا هو الحکم الثانی للطلاق وهو الرجعة الطلاق مرتان الخ اعلم انه هذا هو الحکم الثالث من احکام الطلاق وهو الطلاق الذی تثبت فیه الرجعة ولایحل لکم الخ اعلم ان هذا هوالحکم الرابع من احکام الطلاق وهو بیان الخُلع فان طلقها الخ اعلم ان هذا هوالحکم الخامس من احکام الطلاق وهو بیان الطلقة الثالثة قاطعة لحق الرجعة واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن الخ اعلم ان هذا هو الحکم السادس من احکام الطلاق وهو حکم المرأة المطلقة بعد انقضاء العدة الحکم العاشر (ینظر الی هذا العاشر بعد ای تاسع ۱۲ منه) قوله والوالدات یرضعن اولادهن الخ الحکم الحادی عشر عدة الوفاة قوله تعالیٰ والذین یتوفون منکم الخ الحکم الثانی عشر خطبة النساء قال تعالیٰ ولا جناح علیکم الخ الحکم الثالث عشرحکم المطلقة قبل الدخول قوله تعالیٰ لاجناح علیکم ان طلقتم الخ الحکم الرابع عشر قوله تعالیٰ حافظوا علی الصلوات الخ وفی ابی السعود لعل الامر بها فی تضاعیف بیان احکام الازواج والاولاد

بل الاتمام للايذان بانّها حقيقة بكمال الاعتناء بشانها والمثابرة عليها من غير اشتغال عنها بشانهم بل بشان انفسهم ايضا كما يفصح عنه الامر بها فی حالة الخوف ولذلک امر بها فی خلال بيان ما يتعلق بهم من الاحكام الشرعية المتشابكة الآخذ بعضها بحجزة بعض فان خفتم فرجالا الخ اعلم انه تعالٰی لما اوجب المحافظة على الصلوات والقيام على ادائها باركانها وشروطها بين من بعد ان هذه المحافظة على هذا الحد لاتجب الا مع الامن دون الخوف فقال فان خفتم فرجالا او ركبانا الحكم الخامس عشر قوله تعالٰی والذين يتوفون منكم الخ الحكم السادس عشر قوله تعالٰی وللمطلقات متاع بالمعروف. الم تر الی الذين خرجوا الخ اعلم ان عادته تعالٰی فی القرآن ان يذكر بعد بيان الاحكام القصص ليفيد الاعتبار للسامع ويحمله ذلک الاعتبار على ترک التمر والعناد ومزيد الخضوع والانقياد فقال الم تر الخ وقاتلوا الخ فی ابی السعود عطف على مقدّر يعيّنه ما قبله كانهٗ قيل فاشكروا فضله بالاعتبار بما قص عليكم وقاتلوا فی سبيله لما علمتم ان الفرار لاينجی من الحمام وان المقدر لامردّ له فان كان قد حان الاجل فمرت فی سبيل الله والا فنصر عزيز وثواب من ذا الذی يقرض الخ فی ابی السعود المراد ههنا اِما الجهاد الذی هو عبارة عن بذل النفس والمال فی سبيل الله عز وجل ابتغاء لمرضاته واِما مطلق العمل الصالح المنتظم له انتظاما اوليّا. القصة الثانية القصة طالوت قوله عز وجل الم تر الی الملأ الخ قوله تعالٰی تلک آيات الله الخ فی ابی السعود اشارة ابی ما سلف من حديث الالوف وخبر طالوت على التفصيل المرقوم وانک لمن المرسلين فهی شهادة منه سبحانه برسالته عليه الصلوة والسلام اثر بيان ما يستوجبها تلک الرسل الخ فی ابی السعود فيه

رمز الی انه علیه الصلوة والسلام من افاضل الرسل العظام علیهم الصلوة والسلام اثر بیان کونه من جملتهم وفی الکبیر عزی اللّٰه رسوله عمار ای من قومه من التکذیب والحسد فقال هؤلاء الرسل الذین کلم اللّٰه تعالٰی بعضهم ورفع الباقین درجات واید عیسی بروح القدس قد نالهم من قومهم ما ذکرناه بعد مشاهدة المعجزات وانت رسول مثلهم فلاتحزن علی ما تری من قومک فلو شاء اللّٰه لم تختلفوا انتم واولئک ولکم ما قضی اللّٰه فهو کائن یایها الذین آمنوا انفقوا الخ اعلم ان اضعف الاشیاء علی الانسان بذل النفس فی القتال وبذل المآل فی الانفاق فاما قدم الامر بالقتال عقبه بالامر بالانفاق اللّٰه لا اله الا هو الخ اعلم ان من عادته سبحانه وتعالٰی فی هذا الکتاب الکریم انه یخلط هذه الانواع الثلثة بعضها بالبعض اعنی علم التوحید وعلم الاحکام وعلم القصص والمقصود من ذکر القصص اما تقریر دلائل التوحید وامّا المبالغة فی الالزام والاحکام والتکالیف وهذا الطریق هو الطریق الاحسن لا ابقاء الانسان فی النوع الواحد لانه یوجب الملال فاما اذا انتقل من نوع من العلوم الی نوع آخر فکانه یشرح به الصدر ویفرح به القلب فکانه سافر ممن بلد الی بلد آخر وانتقل من بستان الی بستان آخر وانتقل من تناول طعام لذیذ الی تناول نوع آخر ولاشک انه یکون الذواشهی ولما ذکر فیما تقدم من علم الاحکام ومن علم القصص ما رآه مصلحة ذکر الآن ما یتعلق بالتوحید فقال اللّٰه لا اله الا هو الخ لا اکراه فی الدین الخ فی ابی السعود جملة مستانفة جئ بها اثر بیان تفرده سبحانه وتعالٰی بالشؤن الجلیلة الموجبة للایمان به وحده ایذانا بان من حق للعاقل ان لایحتاج الی التکلیف والالزام بل یختار الدین الحق من غیر تردّد وتلعثم وقیل هو خبر فی

معنی النهی ای لاتکرهوا فی الدین فقیل منسوخ بقوله تعالی جاهد الکفار وقیل خاص باهل الکتٰب حیث حصنوا انفسهم باداء الجزیة الم تر الی الذی حاج الخ اعلم انه تعالٰی ذکر ههنا قصصا ثلاثا الاولی منها فی بیان اثبات العلم بالصانع والثانیة والثالثة فی اثبات الحشر والنشر والبعث وفی ابی السعود استشهاد علی ما ذکر من ان الکفرة اولیاءهم الطاغوت وعلی ما ذکر من ولایته تعالٰی للمؤمنین مثل الذین ینفقون الخ اعلم انه سبحانه وتعالٰی لما ذکر من بیان اصول العلم بالمبدأ وبالمعاد ومن دلائل صحتهما ما اراد اتبع ذلک ببیان الشرائع والاحکام والتکالیف فالحکم الاول فی بیان التکالیف المعتبرة فی انفاق الاموال الذین ینفقون اموالهم الخ اعلم انه تعالٰی لما عظم امر الانفاق فی سبیل اللّٰه اتبعه ببیان الامور التی یجب تحصیلها حتی یبقی ذلک الثواب منها ترک والمنّ والاذی ایود احدکم الخ ان هذا مثل آخر ذکر اللّٰه تعالٰی فی حق من یتبع انفاقه بالمن والاذی یایها الذین آمنوا انفقوا من طیبات الخ اعلم انه رغب فی الانفاق ثم بین ان الانفاق علی قسمین منه ما یتبعه المن والاذی ومنه ما لایتبعه ذلک ثم انه تعالی شرح ما یتعلق بکل واحد من هذین القسمین وضرب لکل واحد منهما مثلا یکشف عن المعنی ویوضح المقصود منه علی ابلغ الوجوه ثم انه تعالٰی ذکر فی هذه الآیة ان المال الذی امر بانفاقه فی سبیل اللّٰه کیف ینبغی ان یکون فقال انفقوا من طیبات ما کسبتم الشیطان یعدکم الفقر. اعلم انه تعالٰی لما رغب الانسان فی انفاق اجود ما یملکه حذره بعد ذلک من وسوسة الشیطان فقال الشیطان یعدکم الفقر ای یقول ان انفقت الاجود صرت فقیرا فلا تبال بقوله فان الرحمٰن یعدکم مغفرة منه وفضلا یؤتی الحکمة الخ اعلم انه تعالٰی

لما ذكر فى الآية المتقدمة ان الشيطان يعد بالفقر ويامر بالفحشاء وان الرحمٰن يعد بالمغفرة والفضل نبه على ان الامر الذى لاجله وجب ترجيح وعد الرحمٰن على وعد الشيطان هو ان وعد الرحمٰن الحكمة والعقل ووعد الشيطان الشهوة والنفس من حيث انهما يامر ان بتحصيل اللذة الحاضرة واتباع احكام الخيال والوهم ولاشك ان حكم الحكمة والعقل هو الحكم الصادق المبرأ عن الزيغ والخلل وحكم الحس والشهوة والنفس يوقع الانسان فى البلاء والمحنة فكان حكم الحكمة والعقل اولى بالقبول فهذا هو الاشارة الى وجه النظم وما انفقتم الخ فى ابى السعود بيان لحكم كلى شامل لجميع افراد النفقات وما فى حكمها اثر بيان حكم ما كان منها فى سبيل الله ان تبدوا الصدقات الخ ذكر فى هذه الآية ان الانفاق قد يكون ظاهرا وقد يكون خفيا وذكر حكم كل واحد من القسمين ليس عليك هدٰهم الخ هذا هو الحكم الرابع من احكام الانفاق وهو بيان ان الذى يجوز الانفاق عليه مَن هو للفقراء الذين احصروا الخ اعلم انه تعالٰى لما بين فى الآية الاولى انه يجوز صرف الصدقة الى اى فقير كان بين فى هذه الآية ان الذى يكون اشد الناس استحقاقا بصرف الصدقة اليه من هو الذين ينفقون الخ لما بين فى الآية المتقدمة ان اكمل من تصرف اليه النفقة من هو بين فى هذه الآية ان اكمل وجوه الانفاق كيف هو فكلما نزلت بهم حاجة محتاج عجلوا قضاءها ولم يؤخروها ولم يعلقوها بوقت ولاحال الحكم الثانى من الاحكام الشرعية المذكورة فى هذا الموضع من هذه السورة حكم الربا قوله تعالٰى الذين يأكلون الربوا الخ اعلم ان بين الربٰى وبين الصدقة مناسبة من جهة التضاد وذلک لان الصدقة عبارة عن تنقيص المال بسبب

اللّٰہ تعالٰی بذلک والربا عبارۃ عن طلب الزیادۃ علی المال مع نہی اللّٰہ عنہ فکانا متضادین فلاجرم ذکر عقیب حکم الصدقات حکم الربوا یمحق اللّٰہ الربوا الخ ذکر ھنا ما یجری مجری الداعی الی ترک الصدقات وفعل الربا وکشف عن فسادہ ان الذین آمنوا الخ اعلم ان عادۃ اللّٰہ تعالٰی فی القرآن مطردۃ بانہ مما ذکر وعیدا ذکر بعدہ وعدا فلما بالغ ھھنا فی وعید المرابی اتبعہ بھذا الوعد یایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ الخ اعلم انہ تعالٰی لما بین فی الآیۃ المتقدمۃ ان من انتہی عن الربوا فلہ ما سلف فقد کان یجوز ان یظن انہ لافرق بین المقبوض منہ وبین الباقی فی ذمۃ القوم فقال تعالٰی وذروا. الحکم الثالث من الاحکام الشرعیۃ المذکورۃ فی ھذا الموضع من ھذہ السورۃ آیۃ المداینۃ قولہ تعالٰی یایھا الذین آمنوا اذا تداینتم بدین الخ لما ذکر قبل ھذا الحکم نوعین من الحکم احدھما الانفاق فی سبیل اللّٰہ وھو یوجب تنقیص المال والثانی ترک الربوا وھو ایضا سبب تنقیص المال اتبع ذلک بان ندبہ الی کیفیۃ حفظ المال الحلال وصونہ عن الفساد والبوار فان القدرۃ علی الانفاق فی سبیل اللّٰہ وعلی ترک الربوا وعلی ملازمۃ التقوی لایتم ولا یکمل الا عند حصول المال والوجہ الثانی لما منع الربا اذن فی السلم مع ان جمیع المنافع المطلوبۃ من الربا حاصلۃ فی السلم وان کنتم علی سفر الخ لما امر فی آخر الآیۃ المتقدمۃ بالکتبۃ والاشھاد وانہ ربما تعذر ذلک فی السفر ذکر نوعا آخر من الاستیثاق وھو اخذ الرھن للّٰہ ما فی السمٰوٰت الخ اعلم انہ تعالٰی لماجمع فی ھذہ السورۃ اشیاء کثیرۃ من علم الاصول وھو دلیل التوحید والنبوۃ واشیاء کثیرۃ من علم الاصول ببیان الشرائع والتکالیف ختم اللّٰہ تعالٰی ھذہ السورۃ بھذۃ الآیۃ علی سبیل التھد وقال

الشعبی وعکرمة ومجاهد انه تعالیٰ لما نهی عن کتمان الشهادة واوعد علیه بین ان له ملک السمٰوٰت والارض فیجازی علی الکتمان والاظهار آمن الرسول الخ قال المسکین وجه الارتباط ظاهر من شان النزول وفی ابی السعود لما ذکر فی فاتحة السورة الکریمة ان ما انزل الی الرسول صلی اللّٰه علیه وسلم من الکتٰب العظیم الشان هدی للمتقین بما فصل هناک من الصفات الفاضلة التی من جملتها الایمان به وبما انزل قبله من الکتب الالهة وانهم حائزون لاثرتی الهدی والفلاح من غیر تعیین لهم بخصوصهم ولاتصریح بتحقق اتصافهم بها اذ لیس فیما یذکر فی حیز الصلة حکم بالفعل وعقب ذلک ببیان حال من کفر به من المجاهرین والمنافقین ثم شرح فی تضاعیفها من فنون الشرائع والاحکام والمواعظ والحکم واخبار سوالف الامم وغیر ذلک مما یقتضی الحکمة شرحه عیّن فی خاتمتها المتصفون بها وحکم باتصافهم بها علی طریق الشهادة لهم من جهته عز وجل بکمال الایمان وحسن الطاعة لایکلف اللّٰه نفسا الخ فی ابی السعود جملة مستقلة جئ بها اثر تلیتهم لتکالیفه تعالیٰ بحسن الطاعة اظهارا لماله تعالیٰ علیهم فی ضمن التکلیف من محاسن آثار الفضل والرحمة ابتداء لابعد السؤال کما سیجئ هذا. ربنا لاتؤاخذنا الخ فی ابی السعود شروع فی حکایة بقیة دعواتهم اثر بیان سر التکلیف.

سورۃ آل عمران

(وجه تعلق اولها بآخر ما قبلها ان السورة المتقدمة ختمت علی سوال النصر علی الکافرین وفی مفتح هذه السورة بین لصرتهم علی الکفار باللسان والسنان ۱۲ منه عفی عنه).

الم اللّٰه لا اله الا هو الخ اعلم ان مطلع هذه السورة له نظم لطيف عجيب وذلک لان اولٰئک النصارى الذين نازعوا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كانه قيل لهم اما ان تنازعوه فى معرفة الآله اوفى النبوة فان كان النزاع فى معرفة الآله وهو انكم تثبتون انه ولدا وان محمدا لايثبت له ولدا فالحق معه بالدلائل العقلية القطعية فانه قد ثبت بالبرهان انه حى قيوم والحى القيوم يستحيل عقلا ان يكوم له ولدا وان كان النزاع فى النبوة فهذا ايضا باطل لان بالطريق الذى عرفتم ان اللّٰه تعالٰى انزل التوراة والانجيل علٰى موسٰى وعيسٰى فهو بعينه قائم فى محمد صلى اللّٰه عليه وسلم وما ذاک الا بالمعجزة وهو حاصل ههنا فكيف يمكن منازعته فى صحة النبوة فهذا هو وجه النظم وهو مضبوط حسن جدا ان اللّٰه لايخفى عليه شئ الخ قال المسكين لقرير التوحيد وابطال الألوهية عيسٰى عليه اللاسلام هو الذى انزل الخ فى ابى السعود شروع فى ابطال شبهتم الناشئة عما نطق به القرآن فى نعت عيسٰى عليه السلام بطريق الاستيناف اثر بيان اختصاص الربوبية ومناطها به سبحانه وتعالٰى تارة بعد اخرى وكون كل من عداه مقهورا تحت ملكوته تابعًا لمشيته ربنا لاتزغ قلوبنا الخ اعلم انه تعالٰى لما حكى عن الراسخين انهم يقولون آمنا به حكى عنهم انهم يقولون ربنا لا تزغ انک الخ اعلم ان هذا الدعاء من بقية كلام الراسخين فى العلم ان الذين كفروا الخ اعلم ان اللّٰه سبحانه وتعالٰى لما حكى عن المؤمنين دعائهم وتضرعهم حكى كيفيية حال الكافرين وشديد عقابهم فى ابى السعود اثر ما بين الدين الحق والتوحيد وذكر احوال الكتب الناطقة به وشرح شأن القرآن العظيم

وکیفیة ایمان العلماء الراسخین شرع فی بیان حال من کفر به قل للذین کفروا الخ قال المسکین هذا بیان لعقاب الکفار فی الدنیا والآخرة قد کان لکم آیة الخ هذه الآیة کالدلالة علی صحة قوله قل للّذین کفروا ستغلبون زین للناس الخ فی ابی السعود کلام مستانف سیق لبیان حقارة شان الحظوظ الدنیویة باصنافها وتزهید الناس بها وتوجیه رغباتهم الی ما عنده تعالٰی اثر بیان عدم نفعها للکفرة الذین کانوا یتعززون بها قل اؤنبئکم بخیر الخ فی ابی السعود اثر ما بین شان من خرفات الدنیا وذکر ما عنده تعالٰی من حسن المآب اجمالا امر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بتفصیل ذلک المجمل للناس مبالغة فی الترغیب شهد اللّٰه الخ اعلم انه تعالٰی لما مدح المؤمنین والثنی علیهم بقوله الذین یقولون ربنا آننا آمنا اردفه بان بین ان دلائل الایمان ظاهرة جلیة فقال شهد اللّٰه ان الدین عند اللّٰه الخ فی ابی السعود جملة مستانفة مؤکدة للاولی ای لادین مرضیا للّٰه تعالٰی سوی الاسلام الذی هو التوحید والتدرف بالشریعة الشریفة وما اختلف الذین الخ الغرض من الایة بیان ان اللّٰه تعالی اوضح الدلائل ازال الشبهات والقوم ما کفروا الا جل التقصیر فان حاجوک الخ اعلم انه تعالٰی لما ذکر من قبل ان اهل الکتاب اختلفوا من بعد ما جائهم العلم وانهم اصروا علٰی الکفر مع ذلک بین اللّٰه تعالٰی للرسول صلی اللّٰه علیه ما یقوله فی محاجتهم فقال فان حاجوک الخ ان الذین یکفرون الخ اعلم انه تعالٰی لما ذکر من قبل حال من یعرض ویتولی بقوله وان تولوا اردفه بصفة هذا المتولی الم تر الی الذین الخ اعلم انه تعالٰی لما نبه علی عناد القوم بقوله فان حاجوک بین فی هذه

الآية غاية عنادهم وهو انهم يدعون الى الكتاب الذين يزعمون انهم يؤمنون به وهو التوراة ثم انهم يتمردون ويتولون وذلک يدل على غاية عنادهم قل اللهم مالک الخ امر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بدعاء وتمجيد يدل على مباينة طريقه وطريق اتباعه لطريقة هؤلاء الكفرين المعاندين المعرضين فقال معلما نبيه كيف يمجد ويعظم ويدعو ويطلب قال المسكين لعل الاقرب انه اوعد الكفار فيما قبل انهم سيغلبون فاستبعدوه وتعجبوا منه فاشار اللّٰه تعالىٰ الى قرب وقوعه بانه تعالىٰ مالک الملک وكل شئ بمشيته وقدرته فلا غرو اى يغلب المغلوب ويغلب الغالب لا يتخذ المؤمنون الخ لما بين انه تعالىٰ مالک الدنيا والآخرة بين انه ينبغي ان تكون الرغبة فيما عنده وعند اولياءه دون اعدائه قل ان تخفوا الخ في ابى السعود من الضمائر التى من جملتها ولاية الكفرة يوم تجد كل نفس الخ اعلم ان هذه الآية من باب الترغيب والترهيب ومن تمام الكلام الذى تقدم قل ان كنتم تحبون اللّٰه الخ اعلم انه تعالىٰ لما دعا القوم الى اللايمان به والايمان برسوله على سبيل التهديد والوعيد دعاهم الى ذلک من طريق آخر وهو ان اليهود كانوا يقولون نحن ابناء اللّٰه واحباءه فنزلت هذه اللآية ان اللّٰه اصطفىٰ الخ اعلم انه تعالىٰ لما بين ان محبته لاتتم الا بمتابعة الرسل بين علو درجات الرسل وشرف مناصبهم فقال ان اللّٰه اصطفىٰ آدم فى ابى السعود لما بين اللّٰه تعالىٰ ان الذين المرضى عنده هو الاسلام والتوحيد وان اختلاف اهل الكتابين فيه انما هو للبغى والحسد وان الفوز برضوانه ومغفرته ورحمته منوط باتباع الرسول صلى اللّٰه عليه وسلم واطاعته شرع فى تحقيق رسالته وكونه

من اهل بیت النبوة القدیمة فبدأ ببیان جلالة اقدار الرسل علیهم الصلوة والسلام کافة واتبعه ذکر مبدأ امر عیسٰی علیه الصلوة والسلام وامه وکیفیة دعوته للناس الی التوحید والاسلام تحقیقًا للحق وابطالاً لما علیه اهل الکتابین فی شانهما من الافراط والتفریط ثم بین بطلان محاجتهم فی ابراهیم علیه الصلوة والسلام وادعائهم الانتماء الی ملته وتره ساحته العلیة عما هم علیه من الیهودیة والنصرانیة ثم نص علی ان جمیع الرسل علیهم الصلوة والسلام دعاة الی عبادة اللّٰه عز وجل وحده وطاعته منزهون عن احتمال الدعوة الی عبادة انفسهم او غیرهم من الملٰئکة وان اممهم قاطبة ماموررون بالایمان بمن جاءهم من رسول مصدق لما معهم تحقیقا لوجوب الایمان برسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وکتابه المصدق لما بین یدیه من التورٰة والانجیل وتحتم الطاعة له جسما سیأتی تفصیله اذ قالت امرأة عمران الخ فی ابی السعود لتقریر اصطفاء آل عمران وبیان کیفیته هناک الخ فی ابی السعود کلام مستأنف وقصة مستقلة سیقت فی تضاعیف حکایة مریم لما بینهما من قوة الارتباط وشدة الاشتباک مع ما فی ایرادها من تقریر ما سیقت له حکایتها من بیان اصطفاء آل عمران فان فضائل بعض الاقرباء دالة علی فضائل الآخرین واذ قالت الملٰئکة یٰمریم ان اللّٰه اصطفٰک الخ فی ابی السعود شروع فی شرح بقیة احکام اصطفاء آل عمران اثر الاشارة الی نبذ من فضائل بعض اقاربهم اذ قالت الملٰئکة یا مریم ان اللّٰه یبشرک الخ اعلم انه تعالٰی لما بین شرح حال مریم علیها السلام فی اول امرها وفی آخر امرها شرح کیفیة ولادتها بعیسٰی علیه السلام

فلما احس الخ شرع فی بیان ان عیسٰی لما شرح لهم تلک المعجزات واظهر لهم تلک الدلائل فهم بماذا عاملوه فقال تعالٰی فلما احس فاما الذین کفروا الخ اعلم انه تعالٰی لما ذکر الیّ مرجعکم بین بعد ذلک مفصلًا ما فی ذلک الاختلاف ذلک نتلوه الخ قال المسکین اشارة الی اثبات نبوة محمد علیه السلام فی تضاعیف القصة کنظائرها فیما قبل لان المحاجّة کانت فی التوحید والرسالة فمن حاجک فیه الخ بعد هذه الدلائل الواضحة والجوابات اللائحة فاقطع الکلام معهم وعاملهم بما یعامل به المعاند وهو ان تدعوهم الی الملاعنة قل یا هل الکتاب تعالوا الخ واعلم ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لما اورد علی نصاری نجران انواع الدلائل وانقطعوا ثم دعاهم الی المباهلة فخافوا وما شرعوا فیها وقبلوا الصغار باداء الجزیة وقد کان علیه السلام حریصا علی ایمانهم فکانه تعالٰی قال یا محمد اترک ذلک المنهج من الکلام واعدل الی منهج آخر یشهد کل عقل سلیم وطبع مستقیم انه کلام مبنی علی الانصاف وترک الجدال قل یاهل الکتاب لم تحاجون الخ قال المسکین هو من بقیة الکلام مع اهل الکتاب ودت طائفة الخ اعلم انه تعالٰی لما بین ان من طریقة اهل الکتاب العدول عن الحق والاعراض عن قبول الحجة بین انهم لایقتصرون علی هذا القدر بل یجتهدون فی اضلال من آمن بالرسول علیه السلام بالقاء الشبهات یآهل الکتٰب لم تکفرون الخ ویاهل الکتاب لم تلبسون الخ اعلم ان علماء الیهود والنصاری کانت لهم حرفتان احدهما انهم کانوا یکفرون بمحمد صلی اللّٰه علیه وسلم مع انهم کانوا یعلمون بقلوبهم انه رسول حق من عند اللّٰه واللّٰه

تعالیٰ نهاهم عن هذه الحرفة فی الآیة الاولی وثانیتهما انهم کانوا یجتهدون فی القاء الشبهات وفی اخفاء الدلائل واللّٰه تعالیٰ نهاهم عن هذه الحرفة فی هذه الآیة الثانیة فالمقام الاول مقام الغوایة والضلال والمقام الثانی مقام الاغواء والاضلال وقالت طائفة من اهل الکتٰب الخ اعلم انه تعالیٰ لما حکی عنهم انهم یلبسون الحق بالباطل اردف ذلک بان حکی عنهم نوعًا واحدا من انواع تلبیساتهم وهو المذکور فی هذه الآیة ومن اهل الکتاب الخ فی ابی السعود شروع فی بیان خیانتهم فی المال بعد بیان خیانتهم فی الدین ان الذین یشترون بعهد اللّٰه الخ اعلم انه تعالیٰ ذکر فی الآیة السابقة خیانتهم فی اموال الناس ثم ذکر فی هذه الآیة خیانتهم فی عهد اللّٰه وخیانتهم فی تعظیم اسمائه حین یحلفون بها کذبا وان منهم لفریقا الخ قال المسکین هذه بقیة خیانات الیهود فی الاحکام الالٰهیة ما کان لبشر الخ فی ابی السعود بیان لافترائهم علی الانبیاء علیهم السلام حیث قال نصاری نجران ان عیسٰی علیه السلام امرنا ان نتخذه رباحا شاه علیه السلام وابطال له اثر بیان افترائهم علی اللّٰه سبحانه وابطاله واذ اخذ اللّٰه میثاق الخ اعلم ان المقصود منُ هذه الآیات تعدید تقریر الاشیاء المعروفة عند اهل الکتاب مما یدل علی نبوة محمد صلی اللّٰه علیه وسلم قطعا لعذرهم واظهار العنادهم ومن جملتها ما ذکره اللّٰه تعالیٰ فی هذه الآیة افغیر دین اللّٰه الخ اعلم انه تعالیٰ لما بین فی الآیة الاولی ان الایمان بمحمد صلی اللّٰه علیه وسلم شرع شرعه اللّٰه تعالیٰ واوجبه علی جمیع من مضی من الانبیاء والامم لزم ان کل من کره ذلک فانه یکون طالبًا دینا غیر دین اللّٰه قل آمنا باللّٰه الخ اعلم انه تعالیٰ لما ذکر

فی الآية المتقدمة انه انما اخذ الميثاق على الانبياء فی تصديق الرسول الذی يأتی مصدقا لما معهم بين فی هذه الآية ان من صفته صلی الله عليه وسلم كونه مصدقا لما معهم ومن يتبع غير الاسلام الخ اعلم انه تعالٰى لما قال فی آخر الآية المتقدمة ونحن له مسلمون اتبعه بان بين فی هذه الآية ان الدين ليس الا اللاسلام وان كل دين سوی الاسلام فانه غير مقبول عند اللّٰه تعالٰى كيف يهدی اللّٰه الخ اعلم انه تعالٰى لما عظم الامر الاسلام والايمان بقوله ومن يبتغ اكد ذلک التعظيم بان بين وعيد من ترک الاسلام فقال كيف يهدی اللّٰه قومًا الخ الا الذين تابوا الخ وان الذين كفروا بعد ايمانهم الخ ان الذين كفروا وماتوا الخ اعلم ان الكافر على ثلثة اقسام احدها الذی يتوب عن الكفر توبة صحيحة مقبولة وهو الذی ذكره اللّٰه تعالٰى فی قوله الا الذين تابوا من بعد ذلک واصلحوا وثانيها الذی يتوب عن ذلک الكفر توبة فاسدة وهو الذی ذكره اللّٰه تعالٰى فی الآية المتقدمة وقال اللّٰه لن يقبل توبة وثالثها الذی يموت على الكفر من غير توبة البتة وهو المذكور فی هذه الآية لن تنالوا البر الخ اعلم انه تعالٰى لما بين ان الانفاق لاينفع الكافر البتة علم المؤمنين كيفية الانفاق الذی ينتفعون به فی الآخرة كل الطعام كان حلا الخ اعلم ان الآيات المتقدمة الى هذه الآية كانت فی تقرير الدلائل الدالة على نبوة محمد صلى اللّٰه عليه وسلم وفی توجيه الالزامات الواردة على اهل الكتاب فی هذا الباب واما هذه الآية فهی فی بيان الجواب عن شبهات القوم وفی ابی السعود وهو رد على اليهود وتبكيت لهم فی ضنع النسخ والطعن فی دعوی الرسول صلى اللّٰه عليه وسلم موافقته

لابراهيم عليه السلام بتحليله لحوم الابل والبانها ان اول بيت وضع الخ فى ابى السعود شروع فى بيان كفرهم ببعض آخر من شعائر ملته عليه السلام اثر بيان كفرهم بكون كل المطعومات حلاً له عليه السلام وفى الكبير المراد منه الجواب عن شبهة اخرى وذلك لانه عليه السلام لما حول الى الكعبة طعن اليهود فى نبوته فاجاب الله تعالٰى بقوله ان اول بيت الخ وان اليهود والنصارى زعم كل فرقة منهم انه على ملة ابراهيم وقد سبقت هذه المناظر فى الآيات المتقدمة فالله تعالٰى بين كذبهم من حيث ان حج الكعبة كان ملة ابراهيم واليهود والنصارى لايحجون فيدل هذا على كذبهم فى ذلك ولله على الناس الخ اعلم انه تعالٰى لما ذكر فضائل البيت ومناقبه اردفه بذكر ايجاب الحج قل ياهل الكتاب لم تكفرون الخ لما اورد الدلائل على نبوة محمد صلى الله عليه وسلم ثم ذكر عقيب ذلك شبهات القوم فالشبهة الاولى ما يتعلق بانكار النسخ واجاب عنها بقوله كل الطعام والشبهة الثانية ما يتعلق بالكعبة ووجوب استقبالها فى الصلوة ووجوب حجها واجاب عنها بقوله وان اول بيت فعند هذا تممت وظيفة الاستدلال وكمل الجواب عن شبهات ارباب الضلال فبعد ذلك خاطبهم بالكلام اللين وقال لم تكفرون بآيات الله بعد ظهور البينات وزوال الشبهات يايها الذين آمنوا ان تطيعوا الخ واعلم انه تعالٰى لما حذر الفريق من اهل الكتاب عن الاغواء والاضلال حذر المؤمنين عن اغوائهم واضلالهم ومنعهم عن الالتفات الىٰ قوله يايها الذين آمنوا اتقوا الله الخ اعلم انه تعالٰى لما حذر المؤمنين من اضلال الكفار ومن تلبيساتهم فى الآية الاولى امر

المؤمنين فى هذه الآيات بجمامع الطاعات ومعاقد الخيرات ولتكن منكم امة الخ اعلم انه تعالٰى فى الآيات المتقدمة عاب اهل الكتاب على شيئين احدهما انه عابهم على الكفر ثم بعد ذلک عابهم على سعيهم فى القاء الغير فى الكفر فلما انتقل منه الى مخاطبة المؤمنين امرهم اولاً بالتقوى والايمان ثم امرهم بالسعى فى القاء الغير فى الايمان والطاعة فقال ولتكن الخ كنتم خير امة الخ فى ابى السعود كلام مستانف سيق لتثبيت المؤمنين على ما هم عليه من الانفاق على الحق والدعوة الى الخير ولو آمن اهل الكتٰب الخ المقصود من هذا الكلام ترغيب اهل الكتاب فى هذا الدين ضربت عليهم الذلة الخ اعلم انه تعالٰى لما بين انهم ان قاتلوا رجعوا مخذولين غير منصورين ذكر انهم مع ذلک قد ضربت عليهم الذلة ليسوا سواء الخ فى ابى السعود جملة مستانفة سيقت تمهيد التعداد محاسن مؤمن اهل الكتاب وتذكيرا لقوله تعالٰى منهم المؤمنوُنَ ان الذين كفروا لن تغنى الخ لما وصف من آمن من الكفار بما تقدم من الصفات الحسنة اتبعه تعالٰى بوعيد الكفار مثل ما ينفقون الخ اعلم انه تعالٰى لما بين ان اموال الكفار لاتغنى عنهم شيئا ثم انهم ربما انفقوا اموالهم فى وجوه الخيرات فيخطر ببال الانسان انهم ينتفعون بذلک فازال اللّٰه تعالٰى بهذه الآية تلک الشبهة يايها الذين آمنوا لاتتخذوا الخ اعلم انه تعالٰى لما شرح احوال المؤمنين والكٰفرين شرع فى تحذير المؤمنين عن مخالطة الكفرين فى هذه الآية هانتم اولاء الخ اعلم ان هذا نوع آخر من تحذير المؤمنين عن مخالطة المنافقين ان تمسسكم الخ فى ابى السعود بيان لتناهى عداوتهم الخ واذ غدوت الخ اعلم انه تعالٰى

لما قال وان تصبروا وتتقوا لايضركم كيدهم شيئا اتبعه بما يدلهم على سنة اللّٰه فيهم في باب النصر والمعونة ودفع مضار العدو اذاهم صبروا واتقوا وخلاف ذلک فيهم اذا لم يصبروا ولقد نصركم اللّٰه ببدر الخ فی ابی السعود جملة مستانفة سيقت لايجاب الصبر والتقوى بتذكير ما ترتب عليهما من النصر اذر تذكير ما ترتب على ما عدمهما من الضرور وقيل لايجاب التوكل على اللّٰه تعالٰى بتذكير ما يوجبه وما جعله اللّٰه الا بشرى الخ مسوق من جنابة تعالٰى لبيان ان الاسباب الظاهرة بمعزل من التاثير وان حقيقة النصر مختص به عز وجل ليثق به المؤمنون ولايقنطوا منه عند فقد ان اسبابه ليس لک من الامر الخ فی ابی السعود اعتراض لتحقيق ان لا تاثير للمنصورين اثر بيان ان لاتاثير للناصرين يايها الذين آمنوا لاتأكلوا الخ فی ابی السعود كلام مبتدأ مشتمل على ما هو ملاک الامر فی كل باب لاسيما فی باب الجهاد من التقوى والطاعة وما بعدهما من الامور المذكورة على نهج الترغيب والترهيب جئ به فی تضاعيف القصة مسارعة ای ارشاد المخاطبين الى ما فيه وايذان بكمال وجوب المحافظة عليه فيما هم فيه من الجهاد فان الامور المذكورة فيه مع كونها مناطا للفوز فی الدارين على الإطلاق عمدة فی امر الجهاد عليها بدر فلک النصر والغلبة كيف لا ولو حافظوا على الصبر والتقوى وطاعة الرسول صلى اللّٰه عليه وسلم لما لقوا ما لقوا ولعل ايراد النهى عن الربا فی اثنائها لما ان الترغيب فی تحصيل المال فكان مظنة مبادرة الناس الى طرق الاكتساب ومن جملتها الربا فنهوا عن ذلک قد خلت من قبلكم الخ فی ابی السعود رجوع الى تفصيل

بقية القصة بعد تمهيده مبادى الرشد والصلاح وترتيب مقدمات الفوز والفلاح ولا تهنوا الخ فى ابى السعود تشجيع للمؤمن وتقوية لقلوبهم وتسلية عما اصابهم يوم احد من القتل والقرح ان يمسسكم الخ هذا من اتمام قوله ولا تهنوا ام حسبتم الخ اعلم انه تعالىٰ لما بين فى الآية الاولى الوجوه التى هى الموجبات والمؤثرات فى مداولة الايام ذكر فى هذه الآية ما هو السبب الاصلى لذلک فقال ام حسبتم ان تدخلوا الجنة بدون تحمل المشاق وما كان لنفس الخ فى ابى السعود كلام مستأنف سيق للتنبيه على خطاهم فيما فعلوا حذرا من قتلهم وبناء على الارجاف بقتله عليه السلام وكاين من نبى الخ فى ابى السعود كلام مبتدأ ناعٍ عليهم تقصيرهم وسوء صنيعهم فى صدورهم عن سنن الربانيين المجاهدين فى سبيل الله مع الرسل الخالية عليهم السلام وما كان قولهم الخ فى ابى السعود كلام مبيّن لمحاسنهم القولية معطوف على ما قبله من الجمل المبيّنة لمحاسنهم الفعلية فاتاهم الله ثواب الدنيا الخ اعلم انه تعالىٰ لما شرح طريقة الربيين فى الصبر وطريقتهم فى الدعاء ذكر ايضا ما ضمن لهم فى مقابلة ذلک فى الدنيا والآخرة يايها الذين آمنوا ان تطيعوا الخ واعلم ان هذه الآية من تمام الكلام الاول وذلک ولان الكفار لما ارجفوا ان النبى صلى الله عليه وسلم قد قتل ودعا المنافقون بعض ضعفة المسلمين الى الكفر منع المسلمين بهذه الآية عن الالتفات الى كلام اولٰئک المنافقين سنلقى فى قلوب الخ اعلم ان هذه الآية من تمام ما تقدم ذكره فانه تعالىٰ ذكر وجوهًا كثيرة فى الترغيب فى الجهاد وعدم المبالاة بالكفار ومن جملتها ما ذكر فى هذه الآية انه تعالىٰ

یلقی الخوف فی قلوب الکفار ولاشک ان ذلک مما یوجب استیلاء المسلمین علیهم ولقد صدقکم الخ لما وعدهم اللّٰه تعالٰی فی الآیة المتقدمة القاء الرعب فی قلوبهم اکد ذلک بان ذکرهم ما انجزهم من الوعد بالنصر فی واقعة احد ثم اُنزل علیکم الخ انه تعالٰی لما بین انه نصر المؤمنین اولا فلما عصی بعضهم سلط الخوف علیهم ثم ذکر انه ازال ذلک الخوف عن قلب من کان صادقا فی ایمانه مستقرا علی دینه بحیث غلب النعاس علیه یایها الذین آمنوا لاتکونوا الخ اعلم ان المنٰفقین کانوا یعیرون المؤمنین فی الجهاد مع الکفار بقولهم لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا ثم انه لما ظهر عن بعض المؤمنین فتور وفشل فی الجهاد حتی وقع یوم احد ما وقع وعفا اللّٰه بفضله عنهم ذک فی هذه الآیة ما یدل علی النهی عن ان یقول احد من المؤمنین مثل مقالتهم فبما رحمة من اللّٰه الخ فی ابی السعود تلوین للخطاب وتوجیه له الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم والفاء لترتیب مضمون الکلام علی ما ینبئ عنه السیاق من استحقاقهم اللائمیة والتعنیف بموجب الجبلة البشریة او من سعة مساحة مغفرته تعالٰی ان ینصرکم اللّٰه الخ فی ابی السعود جملة مستأنفة سیقت بطریق تلوین الخطاب تشریفا للمؤمنین لایجاب توکلهم علیه تعالٰی وحثهم علی اللجا الیه وتحذیرهم عما یفضی الی خذلانه وما کان لنبی الخ اعلم انه تعالٰی لما بالغ فی الحث علی الجهاد اتبعه بذکر احکام ومن جملتها المنع من الغلول افمن اتبع الخ اعلم انه تعالٰی لما قال ثم توفی اتبعه بتفصیل هذه الجملة وبین ان جزاء المطیعین ما هو وجزاء المسیئین ما هو لقد من اللّٰه علی المؤمنین الخ لما بین خطأهم

من نسبته الى الغلول والخيانة اكد ذلك بهذه الآية وذلك لان هذا
رسول ولد فى بلدهم ونشأ فيما بينهم ولم يظهر منه طول عمره الا
الصدق والامانة والدعوة الى اللّٰه والاعراض عن الدنيا فكيف يليق
بمن هذا حاله الخيانة او لما اصابتكم الخ فى ابى السعود كلام مبتدأ
مسوق لابطال بعض ما صدر عنهم من الظنون الفاسدة والاقاويل
الباطلة الناشئة منها اثر ابطال بعض آخر منها وما اصابكم الخ اعلم
ان هذا متعلق بما تقدم من قوله او لما اصابتكم فذكر فى الآية الاولى
انها اصابتهم بذنبهم ومن عند انفسهم وذكر فى هذه الآية انها
اصابتهم بوجه آخر وهو ان يتميز المؤمن عن المنافق الذين قالوا
لاخوانهم الخ اعلم ان الذين حكى عنهم انهم قالوا لو حلم قتالا
لاتبعناكم وصفهم اللّٰه تعالىٰ بانهم كما قعدوا واحتجوا القعود هم
فكذلك ثبطوا غيرهم واحتجوا لذلك ولاتحسبن الذين قتلوا الخ
فى ابى السعود كلام مستأنف مسوق لبيان ان القتل الذى يحذرونه
ويحذرون الناس منه ليس مما يحذر بل هو من اجل المطالب التى
يتنافس فيها المتنافسون اثر بيان ان الحذر لايجدى ولايغنى
يستبشرون بنعمة الخ فى ابى السعود كر لبيان ان الاستبشار
المذكور ليس بمجرد عدم الخوف والحزن بل به وبما يقارنه من
نعمة عظيمة لايقادر قدرها وهى ثواب اعمالهم وقد جواز ان يكون
الاول متعلق بحال اخوانهم وهذا بحال انفسهم بيانا لبعض ما اجمل
فى قوله تعالىٰ فرحين الذين استجابوا الخ اعلم ان اللّٰه تعالىٰ مداح
المؤمنين على غزوتين تعرف احداهما بغزوة حمراء الاسد والثانية
بغزوة بدر الصغرى وكلاهما متصلة بغزوة احدا ما غزوة حمراء الاسد

فمهی المراد من هذه الآية الذين قال لهم الناس الخ نزلت في غزوة بدر الصغرى ولايحزنک الخ فی ابی السعود تلوین للخطاب وتوجيه له الى رسول الله صلى الله عليه وسلم لتشريفة بتخصيصه بالتسلية والا لان باصالته في تدبير امور الدين والاهتمام بشؤنه ولايحسبن الذين كفروا الخ قال المسكين له جواب عن ما يتوهم ان الكفار الذين اوعدو الله تعالٰى نراهم فی خصب وسعة فكيف هذا فاجاب عنه في هذه الآية ما كان الله ليذر المؤمنين الخ هذه الآية من بقية الكلام فی قصة احد ولا يحسبن الذين يبخلون الخ اعلم انه تعالٰى لما بالغ في التحريض على بذل النفس فی الجهاد فی الآيات المتقدمة شرع ههنا في التحريض على بدل المال فی الجهاد وبين الوعيد الشديد لمن يبخل ببذل المال فی سبيل الله لقد سمع الله الخ لما امر المكلفين ببذل النفس والمال فی سبيل الله شرع بعد ذلک فی حكاية شبهات القوم فی الطعن فی نبوته فاشبهة الاولى انه تعالٰى لو طلب الانفاق فی تحصيل مطلوبه لكان فقيرا ولما كان الفقر على الله تعالٰى محالا كان ذلک يدل على كذب اسناد هذا الطلب الى الله تعالى الذين قالوا الخ اعلم ان هذه هی الشبهة الثانية للكفار فی الطعن فی نبوته صلى الله عليه وسلم كل نفس الخ فی ابی السعود وعد ووعيد للمصدق والمكذب لبتلون فی اموالكم الخ فی ابی السعود شروع فی تسلية رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن معه من المؤمنين عما سيلقونه من جهة الكفرة من المكارة اثر تسليتهم عما قد وقع منهم ليوطنوا انفسهم على احتماله عند وقوعه واذ اخذنا ميثاق الخ فی ابی السعود كلام مستأنف سيق لبيان بعض اذياتهم وهو

كمالهم من شواهد نبوته عليه السلام وغيرها لايحسبن الذين يفرحون الخ فی ابی السعود الجملة مسوقة لبيان ما تستتبعه اعمالهم المحكية من العقاب الاخروی اثر بيان قباحتها وقد ادمج فيها بيان بعض آخر من شنائعهم وهو اصرارهم علی ما هم عليه من القبائح وفرحهم بذلك ومحبتهم لان يوصفوا بما ليس فيهم من الاوصاف الجميلة ان فی خلق السمٰوٰت الخ اعلم ان المقصود من هذا الكتاب الكريم جذب القلوب والارواح من الاشتغال بالخلق الی الاستغراق فی معرفة الحق فلما طال الكلام فی تقرير الاحكام والجواب عن شبهات المبطلين عاد الی انارة القلوب بذكر ما يدل علی التوحيد والالٰهية والكبرياء والجلال الذين يذكرون الخ اعلم انه تعالٰی ذكر دلائل الالٰهية والقدرة والحكمة وهو ما يتصل بتقرير الربوبية ذكر بعدها ما يتصل بالعبودية فاستجاب لهم الخ بين فی هذه الآية انه استجاب دعاءهم لايغرنك الخ اعلم انه تعالٰی لما وعد المؤمنين بالثواب العظيم وكانوا فی الدنيا فی نهاية الفقر والشدة والكفار كانوا فی النعم ذكر اللّٰه تعالٰی فی هذه الآية ما يسليهم ويصبرهم علی تلك الشدة لكن الذين اتقوا الخ لما ذكر الوعيد اتبعه بالوعد وان من اهل الكتٰب الخ اعلم انه تعالٰی لما ذكر المؤمنين وكان قد ذكر حال الكفار من قبل بان مصيرهم الی النّار بين فی هذه الآية ان من آمن منهم كان داخلا فی صفة الذين اتقوا فی ابی السعود جملة مستانفة سيقت لبيان ان اهل الكتاب ليس كلهم كمن حكيت هناتهم من نبذ الميثاق وتحريف الكتاب وغير ذلك بل منهم من له مناقب جليلة يايها الذين آمنوا الخ فی ابی السعود اثر ما بين فی تضاعيف السورة الكريمة فنون الحكم والاحكام ختمت بما يوجب المحافظة عليها.

سورة النساء

یاایها الناس اتقوا الخ ا لم ان هذه السورة مشتملة على انواع كثيرة من التكاليف و ذلک لانه تعالیٰ امر الناس فی اول هذه السورة بالعطف على الاولاد والنساء والایتام والرافة بهم وايصال حقوقهم الهم و حفظ اموالهم عليهم و بهذا المعنی ختمت السورة و هو قوله تعالیٰ يستفتونک و ذكر فی اثناء هذه السورة انواعا اٰخرمن التكاليف و هی الامر بالطهارة والصلوة و قتال المشركين و لماكانت هٰذه التكاليف شاقة على النفس لثقلها على الطباع لاجرم افتتح السورة بالعلة التی لاجلها يجب حمل هذه التكاليف شاقة و هی تقوى الرب الذی خلقنا والاله الذی او جدنا فلهذا قال يا ايهاالناس اتقوا الخ واٰتواليتٰمى الخ اعلم انه تعالیٰ لما افتتح السورة بذكر مايدل علے انه يجب على العبد ان يكون منقاداً لتكاليف الله تعالیٰ محترز اعن مساخطه شرع بعد ذلک فی شرح اقسام التكليف فالنوع الاول.

مايتعلق باموال اليتامی و هو هذه الأية وان خفتم ان لا تقسطوا الخ اعلم ان هذا هوالنوع الثانے من الاحكام التی ذكر ها فی هذه السورة هو حكم الانكحة ولا تؤتواالسفهاء الخ و اعلم ان هذا هوالنوع الثالث من الاحكام المذكورة فی هذه السورة فی ابی السعود رجوع الى بيان بقية الاحكام المتعلقة باموال اليتامی و تفصيل ما اجمل فيما سبق من شرط ايتاء ها و وقته و كيفيت وابتلوا الخ اعلم انه تعالیٰ لما امر من قبل بدفع مال اليتيم اليه بقوله و اٰتوااليتامی بين فی هذه الأية متی يؤتيهم اموالهم للرجال نصيب الخ

اعلم ان هذا هو النوع الرابع من الاحكام المذكورة فى هذه السورة و هو ما يتعلق بالمواريث والفرائض واليخش الذين الخ فى ابى السعود امر للاوصياء بان نخشواالله تعالیٰ ان الذين ياكلون الخ فى ابى السعود استيناف جی ئه لتقرير مضمون ما فصل من الاوامر والنواهى يوصيكم الله الخ فى ابى السعود شروع فى تفصيل احكام المواريث لجملة فى قوله تعالیٰ للرجال نصيب الخ تلك حدود الله الخ انه تعالیٰ بعد بيان سهام المواريث ذكر الوعد والوعيدترغيبا فى الطاعة و ترهيباً عن المعصية واللاتى ياتين الخ فى ابى السعود شروع فى بع اخر من الاحكام المتعلقة بالنساء اثر بيان احكام المواريث انما التوبة الخ اعلم انه تعالیٰ لما ذكر فى الأية الاولى ان المرتكبير للفاحشة اذا تابا واصلحا زال الاذى عنهما و اخبر على الاطلاق ايضا انه تواب رحيم ذكر وقت التوبة و شرطها و رغبهم فى تعجيلها لئلا يأتيهم الموت و هم مصرون فلا تنفعهم التوبة وليست التوبة الخ اعلم انه تعالیٰ لما ذكر شرائط التوبة المقبولة ارد فها بشرح التبوة التى لا تكون مقبولة يا يها الذين اٰمنوا الخ اعلم انه تعالیٰ بعد وصف التوبة عادالى احكام النساء و اعلم ان اهل الجاهلية كانوا يؤذون النساء بانواع كثيرة من الايذاء و يظلمونهن بضروب من الظلم فالله تعالیٰ نهاهم عنها فى هذه الأيات فالنوع الاول قوله فايحل لكم النوع الثانى ولا تعضلوهن الخ النوع الثالث و عاشرو هن الخ والنوع الرابع قوله تعالى و ان اردتم الخ النوع الخامس من الامور المتعلقة بالنساء ولا تنكحوا ما نكح الخ النوع السادس قوله تعالیٰ حرمت عليكم امهاتكم الخ النوع السابع قوله تعالى و من لم يستطع يريد الله الخ

فی ابی السعود استیناف مسوق لتقریر ما سبق من الاحکام و بیان کونها جاریة علی مناهج المهتدین من الانبیاء والصالحین والل یرید الخ فی ابی السعود جملة مبتدأة مسوقة لبیان کمال منفعة ما اراده اللہ تعالیٰ و کمال مضرة ما یرید الفجرة لا لبیان اراة تعالی لتوبة علیهم حتی یکون من باب التکریر للتقریر النوع الثامن قوله تعالی یایهاالذین اٰمنوا لاتاکلوا الخ لما شرح کیفیة التصرف فی النفوس بسبب النکاح ذکر بوه کیفیة التصرف فی الاموال ولا تقتلوا انفسکم الخ فی ابی السعود قد جمع فی التوصیة بین حفظ النفس و حفظ المال لما انه شقیقها من حیث انه سبب لقوامها و تحصیل کمالاتها ان تجتنبوا الخ اعلم انه تعالی لما قدم ذکر الوعید اتبعه بتفصیل ما یتعلق به ولا تتمنوا ما فضل الخ فی ابی السعود قال الفقال لما نهاهم اللہ تعالی عن اکل اموال الناس بالباطل و قتل الانفس عقبه بالنهی عمایؤدی الیه من الطمع فی اموالهم و تمنیها و قیل نهاهم اولا عن التعرض لاموالهم بالجوارح ثم عن التعرض لها بالقلب علی سبیل الحسد لتطهیر اعمالهم الظاهرةوالباطنة للرجال نصیب الخ فی ابی السعود لکل من الفریقین فی المیراث نصیب معین المقدار مما اصابه بحسب استعداده و لکل جعلنا موالی الخ فی ابی السعود جملة مبتدأة مقررة لمضمون ماقبلها الرجال قوامون الخ فی ابی السعود کلام مستانف مسوق لبیان سبب استحقاق الرجال الزیاة فی المیراث تفصیلا اثر بیان تفاوت استحقاقهم اجمالا النوع التاسع واعبدوا اللہ الخ اعلم انه تعالی لما ارشد کل واحد من الزوجین الی المعاملة الحسنه مع الاٰخروالی ازالة الخصومة والخشونة ارشد فی

بهذه الأية الى سائر الاخلاق الحسنة و ماذا عليهم الخ فى ابى السعود
ى على من ذكر من الطوائف قال المسكين اى غيرالمؤمنين و
غير المخلفين فى الانفاق ان الله لا يظلم الخ اعلم ان تعلق هذه الأية
هو بقوله تعالى وماذا عليهم فكيف اذا الخ وجه النظم هو انه تعالى
بين ان فى الأخرة لايجرى على احد ظلم وانه تعالى يجازى المحسن
على احسانه و يزيده على قدرحقه فبين تعالى فى هذه الأية ان ذلک
يجرى بشهادة الرسل الذين جعلهم الله الحجة على الخلق و يكون
هذا وعيد اللكفار و وعداللمطيعين النوع العاشر ياايهاالذين امنوالا
تقربوا الصلوة الخ قوله تعالى الم ترالى الذين يزاوتوانصيبا الخ قال
المسكين لعله مرتبط بقوله تعالى و يكتمون مااتاهم الله عن فضله اى
من العلم و نعت النبى صلى الله عليه وسلم بقرينة قوله تعالى ثمه
واعتدنا للكافرين لان كتمانهم هذا كفرلا كتمان الاموال فقرر فى
هذه الأية مايتعلق بهذا الكتمان من اخذ حطام الدنيا عليه و تحريف
الكتاب و معاداة صاحب النعت يا ايها الذين اوتواالكتٰب الخ بعد ان
حكى عن اليهود انواع مكرهم و ايذاء هم امرهم بالايمان و قرن بهذا
الامر الوعيد الشديد على الترک ان الله لا يغفرالخ فى ابى السعود
كلام مستأنف مسوق التقرير ما قبله من الوعيد فان الشرع قد نص
على اشراک اهل الكتٰب قاطبة الم ترالى الذين يزكون الخ اعلم انه
تعالىٰ لما هدداليهود بقوله ان الله لا يغفرقالو لنامن المشركين بل
نحن من خواطر لله تعالىٰ كما حكى تعالى عنهم انهم قالو انحن ابناء
الله واحبائوه فذكرتعالىٰ فى هذه الأية انه لاعبرة بتزكية الانسان
نفسه وانما العبرة بتزكية الله الم ترالى الذين اوتوا الخ اعلم انه تعالىٰ

حکی عن الیهود نوعا اخرمن المکروهم انهم کانوا یفضلون عبدۃ الاصنام علی المؤمنین ولا شک انهم کانواعالمین بان ذلک باطل فکان اقدامهم علی هذا القولبحض العناد والتعصب ام لهم نصیب الخ اعلم انه تعالیٰ وصف الیهود فی الأیة المتقدمة بالجهل الشدید و هواعتقادهم ان عبادة الاوثان افضل من عبادة الله و وصفهم فی هذه الأیة بابخل والحسد فنهم من أمن الخ والمعنی ان اولئک الانبیاء مع خصصتهم به من النبوة والملک جرت عادة امهم فیهم ان بعضهم أمن به و بعضهم بقواعلی الکفرفاتت یامحمد لاتتعجب مما علیه هؤلاء و ذلک لسلیة من الله ان الذین کفروا الخ اعلم انه تعالیٰ بعد ماذکرالوعید بالطائفة الخاصة من اهل الکتاب بین ما یعلم لکافرین من الوعید والذین امنوا الخ اعلم انه قدجرت عادة الله تعالیٰ فی هذالکتٰب الکریم بان الوعدوالوعید یتلا زمان فی الذکر علی سبیل الاغلب ان الله یأمرکم الخ لما حکی عن اهل الکتٰب انهم کتموا الحق امرالمؤمنین فی هذه الأیة باداء الامانات فی جمیع الامورسواء کانت تلک الامور من باب المذاهب والدیانات او من باب الدنیا والمعاملات یا ایهاالذین الخ اعلم انه تعالیٰ لما امرالرعاة والولاة بالعدل فی الرعیة امرالرعیة بطاعة الولاة الم ترالی الذین الخ اعلم انه تعالیٰ لما اوجب فی الأیة اولالی علی جمیع المکلفتین ان یطیعواالله و یطیعواالرسول ذکر فی هذه الأیة ان المنافقین والذین فی قلوبهم مرض لایطیعون الرسول ولا یرضون بحکمه وانما یریدون حکم غیره و ما ارسلنامن رسول الخ اعلم انه تعالی لما امر بطاعة الرسول فی قوله واطیعواالرسول رغب فی هذه الأیة مرة

اخرى فى طاعة الرسول ولو انا كتبنا الخ اعلم ان هذا الأية متصلة بما تقدم من امرالمنافقين و ترغيبهم فى الاخلاص و ترک النفاق والمعنى انا لوشددنا التكليف على الناس لصعب ذلک عليهم و حينئذيظهر كفرهم و عنادهم فلما لم نفعل ذلک رحمة منا على عبادنا بل اكتفينا بتكليفهم فى الامورالهلة فليقبلوها بالاخلاص حتى ينالواخيرالدارين و من يطع الله الخ اكرالامر بطاعة الله و طاعةالرسول فى هذه الأية مرة اخرى ياايهاالذين اٰمنواخذوا الخ اعلم انه تعالى عاد بعالترغيب فى طاعة الله و طاعة الرسول الى ذكر الجهاد الذى تقدم لانه اشق الطاعات ولا نه اعظم الامور التى بها يحصل تقوية الدين فليقاتل الخ اعلم انه تعالیٰ لما ذم المبطئين فى الجهاد عاد الى الترغيب فيه وما لكم لاتقاتلون الخ اعلم ان المراد منه انكاره تعالیٰ التركهم القتال فصار ذلک توكيدا لماتقدم من الامر بالجهاد الذين اٰمنو ايقاتلون الخ قال ابوالسعود كلام مبتدأ سيق لترغيب المؤمنين فى القتال و تشجيعهم ببيان كمال قوتهم بامداد الله تعالیٰ و نصرة و غاية ضعف اعدائهم الم ترالى الذين قيل لهم الخ قال ابوالسعود تعجيب لرسول الله صلى الله عليه وسلم من احجامهم عن القتالى مع انهم كانو قبل ذلک راغبين فيه حراصاً عليه اين ماتكونوا الخ والمقصود من هٰذا الكلام تبكيت من حكى عنهم انهم عند فرض القتال يخشرن الناس الخ فبين تعالى انه لاخلاص لهم من الموت بان يقع على وجه يكون مستعقباللسعادة الابدية كان اولى و ان تصبهمالخ لما حكى عن المنافقين كونهم متاقلين عن الجهاد حكى عنهم فى هذه الأية خصلة اخرى قبية اقبح من الاولى

وارسلنک للناس الخ قال ابوالسعود بیان لحلاله منصه علیه السلام و مکانته عندالله عزو جل لعه بیان بطلان زعمهم الفاسد فی حقه علیه الصلوة والسلام بناء علی جهلهم بشانه الجلیل من یطع الرسول الخ قال ابوالسهود بیان لاحکام رسالة علیه الصلوة والسلام الر بیان تحققها و ثبوتها و یقولون طاعة الخ قال ابوالسعود شروع فی بیان معاملتهم مع الرسول صلی الله علیه وسلم بعد بیان وجوب طاعة افلا یتدبرون القرأن الخ اعلم انه تعالیٰ لما حکی عن المنافقین انواع مکرهم و کیدهم و کان کل ذلک لا جل انهم کانوا یعتقدون کونه محقا فی اداء الرسالة صادقا فیه بل کانوا یعتقدون انه مفتر متخرص فلاجرم امرهم الله تعالی بان ینظرو اویتفکروا فی الدلائل الدالة علی صحته نبوته واذا جاء هم امر من الامن او الخوف الخ اعلم انه تعالیٰ حکی عن المنافقین فی هذه الأیة نوعا اٰخر من الاعمال الفاسدة و هوانه اذا جاء هم الخ فقاتل فی سبیل الله الخ اعلم انه تعالیٰ لما امر بالجهاد و رغب فیه اشد الترغیب فی الأیات المتقدمة عاد فی هذه الأیة الی الامر بالجهاد من یشفع شفاعةً الخ قال ابوالسعود جملة سیقت لبیان ان له علیه الصلوة والسلام فیما امر به من تحریض المؤمنین حظا موفوراً و اذا حییتم الخ فی النظم وجهان الاول انه لما امرالمؤمنین بالجهاد امر هم ایضابان الاعداء لورضوابالمسالمة فکونوا انتم راضین بها الثانی ان الرجل فی الجهاد کان یلقی الرجال فی دارالحرب او ما یقاربها فیسلم علیه فقد لا یلتفت الی سلامه علیه ویقتله و ربما ظهرانه کان مسلما فمنع الله المؤمن عنه الله لا اله الا هو الخ اکدبالوعید فی قوله ان الله کان علی کلی شئی حسیبا ثم بالغ

فی تاکید ذلک الوعید بهذه الأیة فالکم فی المنافقین الخ اعلم ان هذا نوع آخرمن احوال المنافقین ودوالوتکفرون الخ لماقال قبل هذه الأیة اتریدون قرر ذلک الاستعبادبان قال انهم بلغوا فی الکفر الی انهم .... ان تصیروا ایها المسلمون کفار فلما بلغوا فی تعصبهم فی الکفرالی هذا الحله فکیف تطمعون فی ایمانهم و ما کان لمؤمن الخ اعلم انه تعالیٰ لما رغب فی مقابلة الکفار و حرض علیها ذکر بعد ذلک ما یتعلق بهذه المحابرة فمنها انه قدیتفق ان یری الرجل رجلا یظنه کافراحربیا فیقتله ثم یتبین انه کان مسلما فذکر الله تعالی حکم هذہ الواقعة فی هذه الأیة و من یقتل مؤمناً الخ اعلم انه تعالی لما ذکر حکم القتل الخطأ ذکر بعده بیان حکم القتل العمدوله احکام و قد ذکر تعالی ذلک فی سورة البقرة فلا جرم همنا اقتصر علی بیان عافیه من الاثم والوعید یایها الذین امنوا اذا ضربتم الخ اعلم ان المقصود من هذة الایة المبالغة فی تحریم قتل المؤمنین و امرالمجاهدین بالتثبت فیه لئلایسفکوادما حراما بتاویل ضعیف لایسوی القاعدون الخ قال ابوالسعود بیان لتفاوت طبقات المؤمنین بحسب تفاوت درجات مساعیهم فی الجهاد بعدما مرمن الامریه و تحریض المؤمنین علیه لیانف القاعد عنه و یترفع بنفسه عن انحطاط رتبته فیهتزله رغبة فی ارتفاع طبقته ان الذین توفاهم الخ قال ابوالسعود بیان لحال القاعدین عن الهجرة اثر بیان حال القاعدین عن الجهاد و من یهاجر الخقال ابوالسعود ترغیب فی المهاجرة و تانیس لها و اذاضربتم فی الارض الخ اعلم ان احدالامورالتی یحتاج المجاهد الیها معرفته کیفیته اداء الصولة فی زمان الخوف والاشتغال

بمحاربة العدو فلهذا المعنى ذكره الله تعالىٰ فى هذه الأية واذا كنت فيهم الخ اعلم انه تعالىٰ لمابين فى الأية المتقدمة حال قصرالصلوة بحسب الكمية فى العده بين فى هذه الأية حالها فى الكيفية ولا تهنوا الخ اعلم انه تعالىٰ لما ذكر بعض الاحكام التى يحتاج المجاهد الى معرفتها عادمرة اخرى الى الحث على الجهاد انا انزلنا اليک الخ لما شرح احوال المنافقين على سبيل الاستقصاء ثم اتصل بذلک امرالمحابرة واتصل بذكر المحاربة ما يتعلق بهامن الاحكام الشرعية رجع الكلام بعد ذلک الى الحوال المنافقين و ذكر انهم كانوايحاولون ان يحملوا الرسول عليه الصلوة والسلام على ان يحكم بالباطل ويذرالحكم الحق فاطلع الله رسوله عليه وامره بان لايلتفت اليهم ولا يقبل قولهم فى هذا الباب و من يشاقق الرسول الخ اعلم ان تعلق هذه الأية بما قبلها هو ماروى ان طعمة بن ابيرق لما راى ان الله تعالى هتک ستره و برأ اليهودى عن تهمته السرقة ارتدو ذهب الى مكة و نقب جدارانسان لاجل السرقة فتهدمالجدار عليه ومات فنزلت هذه الأية ان الله لا يغفر الخ انما يحسن اتصالها بما قبلها لوكان المراد ان ذلک السارق لو لم يرتد لم يصرمحروما عن رحمتى و لكنه لما ارتدواشرک بالله صارمحروما قطعاً عن رحمة الله ثم انه تعالىٰ بين كون المشرک ضلالا بعيد افقال ان يدعون الخ ليس بامانيكم الخ قال المسكين ابطلا للامانى المذكورة سابقا فى قوله تعالى يعدهم و يمنيهم و ذكر امانى اهل الكتٰب استطراد اوتتميما للفائدة ثم ذكر كون الايمان والاعمال معتبرا بقوله من يعمل الخ و من احسن دينا الخ اعلم ان تعالىٰ لما شرط حصول النجاة

بالحجة يكون الانسان مؤمنا شرح الايمان و بين فضله و
ذلک فى النساء الخ اعلم ان عادة الله تعالىٰ فى ترتيب هذا
ب الكريم وقع على احسن الوجوه و هوانه يذكر شيئا من
احكام ثم يذكر عقيبه آيات كثيرة فى الوعد والوعيد والترغيب
والترهيب و يخلط بهاآيات دالة على كبرياء الله و جلال قدرته
وعظمة الٰهيته ثم يعودمرة اخرى الى بيان الاحكام و هذا احسن
انواع الترتيب و اقربها الى التاثير فى القلوب لان التكليف بالاعمال
الشاقة لايقع فى موقع القبول الااذا كان مقرونا بالوعد والوعيد
والوعد والوعيد لايوثر فى القلب الاعندالقطع بغاية كمال من صدر
عنه الوعد والوعيد فظهر ان هذا الترتيب احسن الترتيبات اللائقة
بالدعوة الى الدين الحق اذا عرفت هذا فنقول اله سبحانه ذكر فى
اول هذه السورة انواعا كثيرة من الشرائع والتكاليف ثم اتبعها بشرح
احوال الكافرين والمنافقين استقصے فى ذلک ثم ختم تلک الآيات
بالآيات الدالة على عظمة جلال امه و كمال كبرياء ه ثم عادبعد
ذلک الى بيان الاحكام فقال و يستفتونک الخ و ان امراة خافت
الخ اعلم ان هذا من جملة ما اخبر الله تعالى اله يفتيهم به فى النساء
ممالم يتقدم ذكره فى هذه السورة ولله ما فى السمٰوٰت الخلما
ذكرانه يغنى كلامن سعته و انه واسع اشارة الى ماهوكا لتفسير لكونه
واسعاً يا ايهاالذين آمنوا كونوا الخ تقدم فى هذه السورة امر الناس
بالقسط و امرهم بالاشهاد عند دفع اموال اليتامى اليهم و امرهم بعد
ذلک ببذل النفس والمال فى سبيل الله و اجرى فى هذه السورة
قصة طعمة بن ابيرق و اجتماع قومه على الذب عنه بالكذب و

الشهادة على اليهودى بالباطل ثم انه تعالى امر فى هذه الاية بالمصالحة مع الزوجة و معلوم ان ذلك امر من الله لعباده بان يكونوا قائمين بالقسط شاهدين لله على كل احد بل و على انفسهم فكانت هذه الأية كالموكدلكل ماجرى ذكره فى هذه السورة من انواع التكاليف يا يهاالذين امنوا الخ لما بين الاحكام الكثيرة فى هذه السورة ذكر عقيبها اية الامر بالايمان ان الذين امنوا الخ اعلم انه تعالى الامر بالايمان و رغب فيه بين فساد طريقة من يكفر بعدالايمان بشرالمنافقين الخ قال المسكين ذكر المنافقين اثر ذكرالكافرين ياايها الذين امنوالا تتخذوا الكفرين الخ اعلم انه تعالى لماذم المنافقين بانهم مرة الى الكفرة و مرة الى المسلمين من غير ان يستقروامع احدالفريقين نهى المسلمين فى هذه الأيتان يفعلوا مثل فعلهم لايحب الله الجهر الخ قال المسكين نهى الله تعالى فيما سبق عن موالاة الكفارو نهى فى هذه الأية عن عاد اتهم بمالم ياذن به الشرع ان الذين يكفرون بالله و رسله الخ اعلم انه تعالىٰ لما تكلم على طريقة المنافقين عاديتكلم على هذا هب اليهود والنصرى و منا قضاتهم و ذكرفى اخر هذه السورة من هذا الجنس انواعا النوع الاول من اباطيهم ايمانهم ببعض الانبياء دون البعض والذين أمنوا الخ لما ذكرالوعيد اردفه بالوعد يسالك اهل الكتاب الخ اعلم ان هذا هو النوع الثانى من جهالات اليهود فبظلم الخ اعلم انه تعالىٰ لما شرح فضائح اعمال اليهود و قبائح الكفرين ذكر عقيبه تشديده تعالىٰ عليهم فى الدنيا والأخرة لكن الراسخون الخ اعلم انه تعالىٰ لما وصف طريقة الكفار والجهال من اليهود وصف طريقة المؤمنين

انا اوحینا الیک الخ اعلم انه تعالی لما حکی ان الیهود سالوا الرسول صلی الله علیه وسلم ان ینزل علیهم کتابامن السماء و ذکر بعده انهم لایطلبون ذلک لاجل الاسترشاد و لکن لاجل العناد واللجاج و حکی انواعا کثیرة من فضائحهم و قبائحهم و امتد الکلام الی هذا المقام شرع الأن فی الجواب عن تلک الشبهة فقال انا اوحینا الخ والمعنے انا توافقنا علی نبوة نوح و ابراهیم و اسماعیل و جمیع المذکورین فی هذه الأیة و علی ان الله تعالی اوحی الیهم ولا طریق الی العلم بکونهم انبیاء الله و رسهل ظهورالمعجزات علهیم ولکل واحد منهم نوع اٰخر من المعجزات علی التعیین وما انزل الله علی کل واحد من هؤلاء المذکورین کتابا بتمامه مثل ما انزل الی موسیٰ فلما لم یکن عدم انزال الکتاب علی هؤلاء دفعة واحدة قادحا فی نبوتهم بل کفی فی اثبات نبوتهم ظهور نوع واحد من انواع المعجزات علیهم علمنا ان هذه الشبهة زائلة و ان اصرارالیهود علی طلب هذه المعجزة باطل لکن الله یشهد الخ لما قال انا اوحینا الیک و قال القوم نحن لانشهد لک بذلک فنزل لکن الله یشهد ان الذین کفرو او صدوا الخ اعلم ان هذا من صفات الیهود الذین تقدم ذکر هم یاایهاالناس قدجاء کم الرسول الخ اعلم انه تعالیٰ لما اجاب عن شبهة الیهود علی الوجوه الکثیرة و بین فساد طریقة هم ذکر خطاباعاما یعمهم و یعم غیرهم فی الدعوة الی دینمحمد علیه الصلوة والسلام یاهل الکتاب لا تغلوا واعلم انه تعالی لما اجاب عن شبهات الیهود تکلم بعد ذلک مع النصاری فی هذه الأیة یاایها الناس قدجاء کم برهان الخ انه تعالی لما اورد الحجة علی جمیع الفرق من

المنافقين والكفار واليهود و النصارى واجاب عن جميع شبهاتهم عمهم الخطاب و دعا جميع الناس الى الاعتراف برسالة محمد عليه الصلوة والسلام يستفتونک الخ اعلم انه تعالى تكلم فى اول السورة فى احكام الاموال وختم اٰخر ها بذلک و يكون الأخر مشاكلا للاول ووسط السورة مشتمل على المناظرة مع الفرق المخالفين للدين وجه تعلق اولها ماٰخرما قبلها ان كليها مشترک فى الامر بالتقوى ۱۲ منه

سورة المائدة

احلت لكم الخ اعلم انه تعالى لماقرربالآة الاولى جميع المكلفين انه يلزمهم الانقياد لجميع تكاليف الله تعالى و ذلک و كالاصل الكلى والقاعة الجملية شرع بعد ذلک فى ذكرالتكاليف المفصلة فبدأ بذكر ما يحل و ما يحرم من المطعومات ياايها الذين اٰمنو الاتحلوا الخ اعلم انه تعالى لما حرم الصيد على المحرم فى الأية الاولى اكد ذلک بالمنهى فى هذه الأية عن مخالفة تكاليف الله تعالى حرمت عليكم الخ اعلم انه تعالى قال فى الاول السورة احلت لكم بهيمة الانعام ثم ذكر فيه استثناء اشياء تتلے عليكم فههنا ذكر الله تعالى تلک الصور المستثناة عن ذلک العموم اليوم يئس الذين الخ لماعد فيما مضى ما حرمه و ما احله (وجه الارتباط بين اولها واٰخرما قبلها ان الله تعالى ختم النسورة المتقدمة بقوله يبين الله هلكم ان تضلوا و فى هذه السورة بين الاحكام الضرورية ۱۲ منه عفى عنه)

حرضهم على التمسک بما شرع لهم باكمل ما يكون يسألونک ما ذا احل الخ و هذا ايضا متصل بماتقدم من ذكرالمطاعم

والماكل اليوم احل لكم الخ اعلم انه تعالى اخبر فی الأية المتقدمة انه احل الطيبات و كان المقصود من ذكره الاخبار عن الحكم لم اعاد ذكره فی هذه الأية والغرض من ذكره انه قال اليوم الحكمت لكم الخ فبين انه كما اكمل الدين و اتم النعمة فی كل ما يتعلق بالدين فكذلک اتم النعمة فی كل مايتعلق بالدنيا و منها احلال الطيبات والغرض مِن الاعادة رعاية هذه النكتة و من يكفرالخ المقصود منه الترغيب فيما تقدم من التكاليف والاحكام يايها الذين امنوا اذا قمتم الخ قال ابوالسعود شروع فی بيان الشرائع المتعلقة بدينهم بعد بيان مايتعلق بدنياهم واذكروا نعمة الله الخ لما ذكر هذا التكليف اردفه بما يوجب عليهم القبول والانقياد وذلک من وجهين الاول كثرة نعمة الله عليهم والثانی هوالميثاق يايها الذين امنوا كونوا الخ قال ابوالسعود شروع فی بيان الشرائع المتعلقة بما يحرى بينهم و بين غيرهم اثر بيان ما يتعلق بانفسهم يايها الذين امنوا اذكروا الخ قال السعودتذكير لنعمة الانجاء من الشرائر بعد تذكير نعمة ايصال الخيرالذی هو نعمة الاسلام وما يتبعها من الميثاق و لقد اخذ الله ميثاق بنی اسرائيل الخ لما خاطب المؤمنين فيما تقدم فقال والذكروانعمة الله عليكم و ميثاقه ثم ذكرا لأن انه اخذالميثاق من بنی اسرائيل لكنهم نقضوه وتركوا الوفاء به فلا تكونوا ايها المؤمنون مثل اولئک اليهود فی هذا الخلق مالديهم لئلا تصيروا مثلهم فيما نزل بهم من المنوالذلمة والمسكنة ومن الذين قالوا انانصاری الخ المراد ان سبيل النصاری مثل سبيل اليهود فی نقض المواثيق يااهل الكتاب قدجاء كم رسولنا الخ اعلم أنه تعالىٰ لما حكی عن اليهود و

عن النصارى لنقضهم العهد و تركهم ما امروا به دعاهم عقيب ذلك الى الايمان محمد صلى الله عليه وسلم و اذ قال موسى لقومه الخ قال ابوالسعود جملة مستأنفة مسوقة لبيان مافعلت بنواسرائيل بعداخذ الميثاق منهم و كيفية نقضهم له واقل عليهم نبا ابنى الادم الخ قال المسكين هذا توطئته لما هوالمقصود ههنا من ذكر جنايات بنى اسرائيل كما قال ابوالسعود عند قوله تعالى من اجل ذلك كتبنا على بنى اسرائيل الخ شروع فيما هوالمقصود من تلاوة النبأمن بيان بعض أخر من جنايات بنى اسرائيل و معاصيهم انما جزاء الذين يحاربون الخ اعلم انه تعالىٰ لما ذكر فى الأية الاولى تغليظ الاثم فى قتل النفس بغير قتل نفس ولا فساد في الارض اتبعه ببيان ان الفساد فى الارض الذى يوجب القتل ماهو فان بعض مايكون فسادا فى الارض لا يوجب القتل يايها الذين أمنوا اتقوالله الخ قال ابوالسعود لما ذكر عظم شان القتل والفساد و بين حكمها واشير فى تضاعيف ذلك الى مغفرته تعالى لمن تاب من جناية امرالمؤمنون بان يتقره تعالى فى كل مایاتون و ما يذرون بترك ما يجب اتقاء ہ من المعاصى التى من جملتها ماذكر من القتل والفساد و يفعل الطاعات التى من زمرتها السعى فى احياء النفوس و دفع الفساد والمسارعة الى التوبة والاستغفاران الذين كفروا الخ قال ابوالسعود كلام مسوق لتاكيد و جوب الامتثال بالاوامرالسابقة و ترغيب المومنين فى المسارة الى تحصيل الوسيلة اليه عز و جل قبل اتقضاء او انه والسارق والسارقة الخ قال ابوالسعود شروع فى بيان حكم السرقتة الصغرى بعد بيان احكام الكبرى و قد عرفت اقتضاء المال لا يراد ما توسط بينهما من

المقال الم تعلم ان الله الخ اعلم انه تعالیٰ لما اوجب قطع الید و عقاب الأخرة علی السارق قبل التوبه ثم ذکرانه یقبل توبة ان تاب اردفه ببیان ان له ان یفعل مایشاء و یحکم مایرید یاایهاالرسول لا یحزنک الخ اعلم انه تعالی لما بین بعض التکالیف والشرائع و کان قدعلم من بعض الناس کونهم متسارعین الی الکفر لاجرم صبر رسوله علی تحمل ذلک فان جاء وک الخ قال ابوالسعود لما بین تفاصیل امورهم الواهیة واحوالهم المختلفة الموجبة لعدم مبالاة بهم وبافاعیلهم جسما امربه علیه السلام خوطب علیه الصلوة والسلام ببعض ما یبتنی علیه من الاحکام بطریق التفریع والفاء فصیحة ای و اذاکان حالهم کما شرح فان جاء ذک الخ و کیف یحکمونک الخ قال ابوالسعود تعجیب من تحکیمهملمن لایؤمنون به و بکتابه والحال ان الحکم منصوص علیه فی کتابهم الذی یدعون الایمان به وتنبیه علی انهم ما قصدوا بالتحکیم معرفة الحق و اقامة الشرع وافاطلبوابه ماموهون علیهم و ان لم یکن ذلک حکم الله علی زعمهم انا انزلنا التورة الخ اعلم ان هذا تنبیه من الله تعالیٰ للیهود المنکرین لوجوب الرجم و ترغیب لهم فی ان یکونو اکمتقدمیهم من مسلمی احبارهم والانبیاء المبعوثین الیهم و کتبنا علیهم فیها الخ المعنی انه تعالیٰ بین فی الورٰة ان حکم الزانی المحصن هوالرجم والیهود غیروه وبدلوه و بین فی هذه الأیة ایضا انه تعالی بین فی التوراته ان النفس بالنفس و هؤلاء الیهود غیرو اهذا الحکم ایضاً ففضلوا بنی النضیر علی بنی قریظة و خصصوا ایجاب القودبنے قریظة دون بنی النضیر و قفینا علی اٰثارهم الخ قال ابوالسعود شروع

فی بیان احکام الانجیل الر بیان احکام التورٰة و انزلنا الیک الکتاب بالحق الخ قال المسکین شروع فی بیان احکام القراٰن الر بیان احکام الکتابین لکل جعلنا الخ قال ابوالسعود کلام مستأنف جیئ به لحمل اهل الکتابین من معاصربه علیه الصلوة والسلام علی الانقیاد لحکمه بما انزل الیه من القراٰن الکریم ببیان انه هوالذی کلفواالحمل به دون غیره من الکتابین و انما الذین کلفوا الحمل بهما من مضی قبل نسخهما من الامم السالفة یاایها الذین اٰمنواالاتتخذوا الخ قال المسکین نهی المؤمنین عن موالاة اهل الکتابین اثر ذکر اوصاف الفریقین التی هی ضد لصفات المؤمنین و من اقوی الزواجر عن موالاتهما فتری الذین الخ قال المسکین بیان المداهنة المنافقین فی موالاة الکفار واعتذارهم الباطل فی ذلک یاایها الذین اٰمنوامن یرتد الخ قال ابوالسعود شروع فی بیان حال المرتدین علی الاطلاق انما و لیکم الله الخ لما نهی فی الاٰیات المتقدمة عن موالاة الکفار امر فی هذه الاٰیة بموالاة من یجب موالاة یاایهاالذین اٰمنوالاتتخذوا الذین اتخذوا الخ اعلم انه تعالی نهی فی الاٰیتا لمتقدمة عن اتحاذالیهود والنصاری اولیاء و ساق الکلام فی تقریره ثم ذکرههنا النهی العام عن موالاة جمیع الکفار واذا نادیتم الخ لما حکی فی الاٰیة الاولی عنهم انهم اتخذوا دین المسلمین هزواولعبا ذکرههنا بعض مایتخذونه من هذا الذین هزوا والعبا قل یا اهل الکتٰب هل تنقمون الخ لما حکی عنهم انهم اتخذوا دین الاسلام هزوا ولعبا قال لهم ما الذی تنقمون من هذا الدین وما الذی تجدون فیه هما یوجب اتخاذه هزوا والعباً قل هل انبئکم الخ لما امر علیه

السلام بالزامهم ان ملارنقمهم الدين انما هواشتماله على مايوجب
رتضاء ه عدهم ايضاوكفرهم بما هو مسلم هم امر عليه الصلوة
والسلام عقيبه بان بكتهم ببيان ان الحقيق بالنقم والعيب حقيقة ما هم
عليه و اذا جاء و كم قالوا الخ قال المسكين ذم لمن نافق من
المذكورين و ترى كثيرا منهم الخ قال المسكين ذم لبعض اخرمنهم
ياايها الرسول الخ امرالرسول بان لاينظر الى قلة المقتصدين و كثرة
الفاسقين ولا يخشى مكروههم يااهل الكتاب لستم الخ قال
المسكين من حملة التبليغ ان الذين امنوا الخ قال المسكين لما امر
بالايمان فيما قبل بين فضيلة الايمان ههنا لقد اخذنا ميثاق الخ قال
ابوالسعود كلام مبتداء مسوق لبيان بعض اخرمن جناياتهم المناية
باستبعاد الايمان منهم لقد كفرالذين قالو الخ اعلم انه تعالى لما
استعصى الكلام مع اليهود شرع ههنا فى الكلام مع النصارى قل
اتعبدون الخ و هذا دليل اخر على فساد قول النصارى قل يا اهل
الكتاب لاتفعلوا الخ لما تكلم اولا على اباطيل اليهود ثم تكلم ثانيا
على اباطيل النصارى فعند ذلک خاطب مجموع الفريقين لعن الذين
كفروا الخ لما خاطب اهل الكتاب بهذا الخطاب وصف السلافهم
ترى كثيرا منهم الخ اعلم انه تعالى لما وصف اسلافهم بما تقدم
وصف الحاضرين منهم بانهم يتولون الكفار و عبدة الاوثان لتجدن
اشدالناس الخ لما ذكر من احوال اهل الكتاب من اليهودوالنصرى
ماذكره ذكر فى هذه الأية ان اليهود فى غاية العداوة مع المسلمين
ياايهاالذين امنوالا تحرموا الخ اعلم انه تعالىٰ لما استقصى فى
المناظرة مع اليهود والنصارى عاد بعده الى بيان الاحكام و ذكر

جملة منها النوع الاول ما يتعلق بحل المطاعم والمشارب واللذات النوع الثانى من الاحكام المذكورة فى هذا الموضع قوله تعالى لا يؤاخذكم الله الخ قال المسكين اخذامن الكبير وجه المناسبة بينه و بين ما قبله قول الصحابة فكيف نصنع بايماننا اى على ترك الطيبات قوله تعالى يا ايهالذين أمنوا انما الخمر الخ اعلم ان هذاهوالنوع الثالث من الاحكام المذكورة فى هذا الموضع ووجه اتصاله بما قبله انه تعالى قال فيما تقدم لا تحرمواطيبات الخ وكلوا مما رزقكم الله الخ ثم مماكان من جملة الامور المستطابة الخمروالميسر لاجرم انه تعالى بين انهما غير داخلين فى المحللات بل فى المحرمات و قال المسكين لعل الاقرب ان يقال كان ما تقدم نهياً عن تحريم الحلال و هذا نهى عن تحليل الحرام الى قوله تعالى ما جعل الله من بحيرة الخ بل لا يبعدان قيل الى حكم الايصاء و ما يتعلق به ليس على الذين أمنوا الخ روى انه لما نزلت اية تحريم الخمر قالت الصحابة ان اخواننا كانوا قد شربواالخمر يوم احد ثم قتلوافكيف حالهم فنزلت هذه الأية ياايها الذين امنوا ليبلونكم الخ اعلم ان هذا نوع أخرمن الاحكام ووجه النظم انه تعالى لما قال لاتحرمو الطيبات ثم استثنے الخمر والميسر عن ذلک و فکذلک استثنے هذا النوع من الصيد عن المحللات و بين دخوله فى المحرمات جعل الله الكعبة الخ اعلم ان اتصال هذه الأية بما قبلها هوان الله تعالى حرم فى الاية المتقدمة الاصطياد على المحرم فبين ان الحرم كما انه سبب لامن الحواش والطير فکذلک هو سبب لامن الناس عن الأفات و المخافات و سبب لحصول الخيرات والسعادات فى الدنيا والأخرة اعلموا الخ

قال ابوالسعود و عید لمن انهک محارمه و وعلالمن حافظ علی مراعاة حرماة ما علی الرسول الخ قال ابوالسعود تشدید فی ایجاب القیام بما امربه ای الرسول قداتی بما وجب علیه من التبلیغ بمالا مزید علیه و قامت علیکم الحجة ولزمتکم الطاعة فلا عذرلکم من بعد فی التفریط قل لا یستوی الخ قال ابوالسعود حکم عام فی نفی المساواة عندالله تعالیٰ بین الردی من الاشخاص والاعمال والاموال وبین جیدها قصد به الترغیب فی جید کل منها والتحذیر عن ردئیها یا ایهاالذین اٰمنوا لا تسئلوا الخ لما قال ما علی الرسول الا البلاغ صاد التقدیر کانه قال ما بلغه الرسول الیکم فخذوه قال المسکین اخذا من ابی السعود رد و ابطال لما ابتدعه اهل الجاهلیة اثرابطال بعض اعمالهم من تناولهم الخمر والمیسر و غیرهما یا ایهاالذین اٰمنوا علیکم انفسکم الخ لما بین انواع التکالیف والشرائع والاحکام ثم قال ما علی الرسول الا البلغ الی قوله واذا قیل لهم تعالو الخ فکانه تعالی قال انه هؤلاء الجهال مع ماتقدم من انواع المبالغة فی الاعذار والانذار والترغیب والترهیب لم ینتفعوابشئی منه بل بقوا مصرین علی جهلهم مجدین علی جهالتهم وضلالتهم فلا تبالوا ایها المؤمنون بجهالتهم و ضلالاتهم بل کونوامنقادین لتکالیف الله مطیعین لا وامره و نواهیه فلاضرکم ضلالتهم و جهالتهم یاایهاالذین اٰمنو اشهادة بینکم الخ قال ابوالسعود استیناف مسوق لبیان الاحکام المتعلقة بامور دنیا هم اثر بیان الاحوال المتعلقة بامور دینهم یوم یجمع الله الرسول الخ اعلم ان عادة الله تعالیٰ جاریة فی هذا الکتاب الکریم انه اذا ذکر انواعاً کثیرة من الشرائع و التکالیف

والاحکام اتبعها اما بالالٰہیات واما بشرح احوال الانبیاء او بشرح احوال القیامة لیصیر ذلک مؤکدالماتقدم ذکرہ من التکالیف والشرائع فلا جرم لما ذکر فیما تقدم انواعاً کثیرة من الشرائع اتبعها بوصف احوال القیامة اولا ثم ذکر احوال عیسیٰ علیه السلام اذ قال الله یعیسی ابن مریم اذکر الخ اعلم انا بینا ان الغرض من قوله للرسول ماذااجبتم تو بیخ من تمرد امهم و استدالامم افتقارالی التوبیخ والملامة النصاری لازطعن سائرالامم کان مقصود اعلی الانبیاء و طعن هؤلاء تعدی الی جلال الله و کبریاء ہ فلاجرم ذکرتعالی انه یعدد انواع نعمه علی عیسی فان کل واحدة من تلک النعم المعدودة تدل علی انه عبدولیس باله اذ قال الحواریون الخ قال ابوالسعود کلام مستانف مسوق لبیان بعض ماجری بینه علیه السلام و بین قومه منقطع عما قبله و اذقال الله یعیسی ابن مریم ء انت الخ قال ابوالسعود ای اذکر وقت قول الله تعالی علیه السلام فی الأخرة تو بیخا للکرفة و تبکیتالهم باقراره علیه السلام علی رؤس الاشهاد بالعبودیة وامره لهم بعبادة عز و جل قال الل ههذایوم الخ قال ابوالسعود کلام مستأنف ختم به حکایة ما حکی مما یقع یوم یجمع الله الرسل علیهم الصلوة والسلام واشیرالی نتیجته وماٰ له لله ملک السمٰوات الخ ان السورة اشتملت علی انواع کثیرة من العلوم فمنها بیان الشرائع والاحکام والتکالیف و منها المناظرة مع الیهود فی انکارهم شریعة محمد علیه الصلوة والسلام و منها المناصرة مع النصاری فی قولهم بالتثلیث فختم السورة بهذه النکتة الوافیة باثبات کل هذه المطالب۔

سورۃ الانعام

الحمد لله الخ قال المسكين اخذامن ابى السعود بيان لموحيات توحيده وبطلان اشراكهم به مع معاينتم لها هوالذى خلقكم من طين الخ قال ابوالسعود استيناف مسوق لبيان بطلان كفرهم بالبعث مع مشاهدتهم لما يوجب الايمان به اثر بطلان اشراكهم به تعالى مع معاينتهم لموجبات توحيده (وجه المناسبة بين الولها واخر بقها ان كليها مشترك فى اثبات التوحيد ۱۲ منه عفى عنه)

وهوالله الخ قال ابوالسعود جملة مسوقة لبيان شمول احكام الٰهية تعالى لجميع المخلوقات واحاطة علمه بتفاصيل الحوال العباد واعمالهم المؤدية الى الجزاء اثر الاشارة الى تحقق المعاد وماتاتيهم من أيته الخ قال ابوالسعود كلام مستانف وارد لبيان كفرهم بأيات الله و اعراضهم عنها بالكلية بعد ما بين فى الأية الاولى الشراكهم بالله سبحانه واعراضهم عن بعض ايات التوحيد و فى الأية الثانية امتراء هم فى البعث واعراضههم عن بعض اياية فقد كذبوابالحق الخ قال ابوالسعود فان الحق عبارة عن القرأن الذين اعرضواعنه حين اعرضواعن كل اية اية منه عبر عنه بذلک ابانة لكمال قبح فافعلوا به فان تكذيب الحق ممالايتصود صدوره عن احدالم يرواكم اهلكنا الخ اعلم ان الله تعالى لما منعهم عن ذلک الاعراض و التكذيب والاستهزاء بالتهديد والوعيد ابتعه بما يجرى مجرى الموعظة والنصيحة فى هذا الباب فوعظهم بسائرالقرون الماضية كقوم نوح و عاد و ثمود و غيرهم ولونزلنا عليک الخ قال ابوالسعود جملة

مستالفة سيقت بطريق تلوين الخطاب لبيان شدة سكيمتهم فى المكابرة وما يتفرع عليها من الاقاديل الباطلة الربيان اعراضهم عن ايات الله و تكذيبهم بالحق واستحقاقهم بذلک لنزول العذاب ولهٖ التنزيل ههنا اليه عليه السلام مع نسبة اتيان الأيات و مجئ الحق فيما سبق اليهم للاشعار بقدحهمفى نبوة عليه السلام فى ضمن قدحهم فبما نزل عليه صريحا و قالوالولانزل الخ قال ابوالسعود شروع فى قدحهم فى نبوة عليه السلام صريحا بعد ما اشيرالى قدحهم فيها ضمنا ولقد استهزئ برسل الخ قال ابوالسعود تسلية لرسول الله صلى الله عليه وسلم عمايلقاه من قومه قل سيروا الخ قال ابوالسعود بعد بيان ما فعلت الامم الخالية و ما فعل بههم خوطب رسول الله صلى الله عليه وسلم بانذارقومه و تذكيرهم باحوالهم الفطيعة تحذير الهم عما هم عليه و تحملة لستلية بما فى ضمنه من العدة اللطيفة بانه سيحيق بهم مثل ما حاق باضرابهم الاولين قل لمن ما فى السموٰت الخ قال المسكين عود الى تقرير التوحيد وابطال الشرک قل اى شئى اكبر شهادة الخ قال ابوالسعود روى ان قيرشا قالوالرسول الله صلى الله عليه وسلم يا محمد لقد سألنا عنک اليهود و النصارى فزعموا ان ليس عندهم ذكرو لا صفة فارلامن يشهد لک انک رسول الله فنزلت قال المسكين فهو عود الى الجواب عن قدحهم فى النبوة الذين اٰتينا هم الخ قال ابوالسعود جواب عما سبق من قولهم لقد سألنا عنک والخ و من اظلم الخ احكم على اولٰئک بالخسران بين سبب الخسران و يوم نحشرهم الخ قال المسكين بيان حال اهل الشرک يوم الجزاء و منهم من يستمع اليک الخ قال

ابوالسعود کلام مبتدأ مسوق لحکایة ما صدر فی الدنیا عن بعض المشرکین من احکام الکفرلم بیان ما سیصدرعنهم یوم الحشر تقریر الماقبله و تحقیقا لمضمونه و هم ینهون عنه الخقال المسکین بیان لسعیهم فی کفر غیرهم مع کفر الفسهم ولوتری اذوقفوا علی النار الخ قال ابوالسعود شروع فی حکایة ما سیصدرعنهم یوم القیامة من القول المناقض لما صدرعنهم فی الدنیا من القبائح المحکیة مع کونه کذبا فی نفسه و قالوا ان هی الخ قال المسکین هذا توطئة لاسیاتی من قوله تعالی و لو تری اذوقفوا علی ربهم الح بین فی هذه الأیة کیفیة حالهم فی القیامة قد خسرالذین کذبوا الخ اعلم ان المقصود من هذه الأیة شرح حالة اخری من احوال منکری البعث والقیامة و هی امران احدهما حصول الخسران والثانی حمل الاوزارالعظیمة وما الحیاة الدنیا الخ قال ابوالسعود لما حقق فیما سبق ان وراء الحیاة الدنیا حیوة اخری یلقون فیها من الخطوب مایلقون بین بعده حال تینک الحیاتین فی انفسهما قد نعلم انه لیحزنک الخ قال ابوالسعود استیناف مسوق لتسلیة رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الحزن الذی یعتریه مما حکی عن الکفرة من الاصرار علی التکذیب المبالغة فیه بیان انه علیه السلام بماکنة من الله عزوجل و ان ما یفعلون فی حقه فهوراجع الیه تعالی فی الحقیقة وانه ینتقم منهم لا محالة اشد انتقام ولقد کذبت رسل الخ قال ابوالسعود افتنان فی تسلیمة علیه الصلوة والسلام فان عموم البلیبة ربما یهون امرها بعض تهوین و ارشاد له علیه الصلوة والسلام الی لاقتداء بمن قبله من الرسل الکرام علیهم الصلوة والسلام فی الصبر علی ما اصابهم من

امهم من فنونه الاذية وعدة ضمنية له عليه الصلوة والسلام بمثل مامنحوه من النصروان كان كبر عليك الخ قال ابوالسعود كلام مستانف مسوق لتاكيد ايجاب الصبر المستفاد من التسلية ببيان انه امر لامحيد عنه اصلا انما يستجيب الذين الخ اعلم انه تعالى بين السبب في كونهم بحيث لايقبلون الايمان ولا يتركون الكفر وقالوا لو لانزل الخ قال ابوالسعود حكاية لبعض اخر من اباطيلهم بعد حكاية ما قالوافى حق القران الكريم و بيان ما يتعلق به وما من دابة فى الارض الخ لما قدم ذكر الكفارو بين انهم يرجعون الى الله و يحشرون بين ايضا بعد هبقوله و ما من دابة الخ انهم يحشرون والمقصود بيان ان الحشروالبعث كما هو حاصل فى حق الناس فهوايضاً حاصل في حق الهائم قال المسكين فالمراد تفظيع شان الحشر والذين كذبوا الخ قال المسكين بيان لجهلهم و عنادهم مع اقامة البراهين لملجئةُ من يشأ الله يضلله الخ قال ابوالسعود تحقيق للحق و تقرير لما سبق من حالهم ببيان انهم من اهل الطبع لايتاتى منهم الايمان اصلا قل ارأيتكم ان اناكم الخ قال ابوالسعود امر لرسول الله صلى الله عليه وسلم بان يبكتهم ويلقهم الحجر بما لاسبيل لهم الى النكيرولقد ارسلنا الى امم الخ اعلم انه تعالى بين فى الأيتالاولى ان الكفار عند نزول الشدائدير جعون الى الله تعالىٰ ثم بين فى هذه الأية انهم لايرجعون الى الله عند كل ما كان من جنس الشدائد يرجعون الى الله تعالى ثم بين فى هذه الأية انهم لايرجعون الى الله عندكل ماكان من جنس الشدائد بل قديبقون مصرين على الكفر منجمدين عليه غيرراجعين الى الله تعالى فلما نسواما ذكروابه

الحاعلم ان هذا الكلام من تمام القصة الاولى قل ارايتم ان اخذالله الخ قال ابوالسعود امر رسول الله صلى الله عليه وسلم وسلم تكريرالتبكيت عليهم و نثنية الالزام الاول قل ارأيتكم ان اتاكم عذاب الله بغتة الخ قال السعود بتكيت اخرلهم بالجائهم الى الاعتراف باختصاص العذاب بهم و ما نرسل المرسلين الخ قال ابو السعود كلام مستانف مسوق لبيان وظائف الرسالة على الاطلاق و تحقيق ما فى عهدة الرسل عليهم السلام و اظهار ان مايقترحه الكفرة عليه عليه السلام ليس مما يتعلق بالرسالة اصلا قل لا اقول لكم الخ قال ابوالسعود استيناف مبنى على ما اسس من السنة الالٰهية فى شان ارسال الرسل و انزل الكتب مسوق لا ظهارتبرية عليه السلام عما يدورعليه مقترحاتهم و انذربه الذين يخافون الخ قال ابوالسعود بعد ما حكى لرسول الله صلى الله عليه وسلم ان من الكفرة قوما لايتعظون ولا يتأثرون امر عليه الصلوة والسلام بتوجيه الانذارالى من يتوقع منهم التأثر فى الجملة ولاتطرد الذين الخ قال ابوالسعود لما امر صلى الله عليه وسلم بانذارالمذكورين لينتظموافى سلك المتقين نهى صلى الله عليه وسلم عن كون ذلك بحيث يؤدى الى طردهم و كذلک فتنا الخ قال ابوالسعود استيناف مبين المانشأ عنه ماسبق من النهى هوقديمه تعالى لفقراء المومنين فى امرالدين بتوفيقهم للايمان مع ما هم عليه فى امرالدنيا من كمال سوء الحال و اذا جاءک الخ قال المسكين امر بتقريبهم اثر النهى عن تبعيدهم و كذلک نفصل الخ قال المسكين بيان لعلوته تعالى المستمرة فى تفصيل المهمات اثر التفصيل المذكور قل انى نهيت الخ قال

ابوالسعود امر علیه الصلوۃ والسلام بالرجوع الی مخاطبة المصرین علی الشرک اثرما امر بمعاملة من عداهم من اهل الانذاروالتبشیر بما یلیق بحالهم قل انی علی بینة الخ قال ابوالسعود تحقیق للحق الذی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم و بیان لاتباعه ایاه اثر ابطال الباطل الذی علیه الکفرة و بیان عدم اتباعه له ما عندی ما تستعجلون الخ قال ابوالسعود استیناف مبین لخطأ هم فی شان ماجعلوه منشأ لتکذیبهم بهاو هو عدم مجئ ما وعد فیها من العذاب الذی کانوا یستعجلونه و عنده مفاتح الغیب الخ قال ابوالسعود بیان لاختصاص المقدورات به تعالی من حیث العلم اثر بیان اختصاص کلها به تعالی من حیث القدرة و هوالذی یتوفاکم الخ اعلم انه تعالی لما بین کمال علمه بالأیة الاولی بین کمال قدرة بهذه الأیة و هوالقاهر فوق عباده الخ اعلم ان هذا نوع اٰخرمن الدلائل الدالة علی کمال قدره الله تعالی و کمال حکمة قل من ینجیکم الخ قال ابوالسعودای قل لهم تقریرالهم بانحطاط شرکائهم عن رتبة الالٰهیة قل هوالقادر الخ قال ابوالسعود استیناف مسوق لبیان انه تعالیٰ هوالقادر علی القائم فی المهالک اثر بیان انه هوالمنجی لهم منها و فیه وعید ضمنی بالعذاب لاشراکهم وکذب به الخ قال ابوالسعود ایذان لعتوهم و مکابرتهم واذا رأیت الذین یخوضون الخ اعلم انه تعالی فی الأیة الاولی بین ان الذین یکذبون بهذا الذین فانه لا یجب علی الرسول ان یلازمهم و ان یکون حفیظا علیهم ثم بین فی هذه الأیة ان اولٰئک المکذبین ان ضموا الی کفرهم و تکذیبهم الاستهزاء بالدین والطعن فی الرسول فانه ینجب الاحتراز عن

مفارقتهم و ترک مجالستهم و ما على الذين يتقون الخ قال ابن عباسؓ قال المسلمون لئن كنا كلما استهزأ المشركون بالقران و خصلوافيه فقاطعنهم لما قدرنا على ان نجلس فى المسجد الحرام و ان نطوف بالبيت فنزلت هذه الأية و خصت الرخصة فيها للمؤمنين بان يقعدوامعهم و يذكرونهم و يفهمونهم وذرالذين اتخذوالخ قال المسكين بيان لسوء حالهم فى ضمن الامر بالاعراض عنهم و تذكير لهم بالقرآن قل اندعوا من دون الله الخ اعلم ان المقصود من هذه الأية الردعلى عبدة الاصنام و هى مؤكدة لقوله قل انى نهيت و هوالذى خلق السموٰت الخ اعلم انه تعالى لما بين فى الأيات المتقدمة فساد طريق عبدة الاصنام ذكر ههنا ما يدل على انه لامعبود الا الله وحده و اذ قال ابراهيم لابيه الخ اعلم انه سبحانه و تعالى كثيرا يحتج على مشركى العرب باحوال ابراهيم عليه السلام قال ابوالسعود الذى يدعون انهم على ملة و تلک حجتنا اتينا ها الخ اعلم انه تعالى لما حكى عن ابراهيم عليه السلام انه اظهر حجة الله تعالى فى التوحيد و نصرها وذب عنها عده وجوه نعمه واحسانه عليه فاولها قوله و تلک حجتنا و ثانيها انه تعالى خصه بالرفعة و ثالثها انه جعله عزيزا فى الدنيا و ذلک لانه تعالى جعل اشرف الناس و هم الانبياء والرسل من نسله و ذريته و ما قدرواالله حق قدره الخ اعلم انا ذكرنا ان مدارامرالقران على اثبات التوحيد و النبوة والمعاد و انه تعالى لما حكى عن ابراهيم عليه السلام انه ذكر دليل التوحيد و ابطال الشرک و قترر تعالى ذلک الدليل بالوجوه الواضحة شرع بعده فى تقرير امرالنبوة و هذا كتاب انزلناه الخ اعلم انه تعالى لما

ابطل بالدليل قول من قال ما انزل الله على بشرمن شيء ذكر بعده ان القرآن كتاب الله انزلا لله تعالى على محمد عليه الصلوة والسلام و من اظلم ممن افترى الخ اعلم انه تعالى لما شرح كون القران كتاباً نازلا من عندالله ذكر عقبيه ما يدل على و عيد من ادعى النبوة والرسالة على سبيل الكذب والافتراء ولقد جئتمونا فرادى الخ قال المسكين توبيخ لهم من الله تعالى بعد التوبيخ من الملئكة ان الله فالق الحب الخ اعلم انه تعالى لما تكلم فى التوحيد ثم ارد فه بتقرير امر النبوة ثم تكلم فى بعض بتقاريع هذا الاصل عادههنا الى ذكر الدلائل الدالة على وجود الصانع و كمال علمه و حكمته تنبيها على ان المقصود الاصلے من جميع المباحث العقلية والتقلية و كل المطالب الحكمية انما هو معرفة الله تعالى بذاته و صفاته و افعاله فالق الاصباح الخ هذا نوع اٰخرمن الدلائل و هوالذى جعل لكم الخ هذا هوالنوع الثالث من الدلائل و هوالذى انشاكم الخ هذا نوع رابع و هوالذى انزل الخ هذا النوع الخامس و جعلوا لله شركاء الخ اعلم انه سبحانه و تعالى لما ذكر هذه البراهين الخمسة من دلائل العالم الاسفل والعالم الاعلى على ثبوت الالٰهية و كمال القدرة والرحمة ذكر بعد ذلك ان من الناس من اثبت الله شركاء بديع السمٰوٰت والارض الخ اعلم انه تعالى لما بين فساد قول المشركين شرع فى اقامة الدلائل على فساد قول من يثبت له الولد ذلك الله ربكم الخ قال المسكين كانه فذلكة لجميع ماسبق مبينة لتوحده و عظمته قدجاء كم بصائر الخ قال المسكين بيان لفخامة الاٰيات المذكورة الدالة على تحقيق الحق وابطال الباطل و كذلك نصرف الخ قال

المسکین بیان لحسن تصریف الأیات وضلال بعض و ھدایة بعض
اتبع ما اوحی الیک الخ قال المسکین امرله علیه السلام بالثبات
علی تلک الأیات اثر بیان فحامتها و حسن تصریفها و قدح
المشرکین فیها و بعدم الاعتداد بھم و بابا طیلهم و لو شاء الله الخ
قال المسکین کانه تسلیة له علیه السلام فی اشراکهم معرضین عن
الأیات ولاتسبوا الذین یدعون الخ قال المسکین لما ذکر فی الأیات
السابقة جهلهم و عنادهم فلا بیعدان یغضب بعض المسلمین و
یشتموهم والٰهتهم فنهی الله تعالی عنه واقسموابالله الخ لما ذکر
فیما قبل ان الأیات المنزلة لم تنفع المشرکین ذکر ھھنا انهم طلبوا
الأیات المترحة تعصباً و عناداً و ذکر جوابه و نقلب الخ قال
المسکین مقرر لمضمون الجواب المذکور ولو اننا نزلنا الیهم الخ
اعلم انه تعالی بین فی ھذه الأیة تفصیل ما ذکره علی سبیل الاجمال
بقوله ما یشعرکم و کذلک جعلنا الخ قال ابوالسعود کلام مبتدأ
مسوق لتسلیة رسول الله صلی الله علیه وسلم عما کان یشاھده قال
المسکین من اعراضهم عن الأیات الالٰهیة واصغائهم الی زخرف
القول والتصغی الیه الخ قال المسکین ھو متمم للأبة الاولی
افغیرالله ابتغی الخ اعلم انه تعالی کما حکی عن الکفار انهم اقسموا
الخ واجاب عنه بانه لافائدة فی اظهار تلک الأیات لانه تعالیٰ
لواظهرھا لبقوا مصرین علی کفرھم ثم انه تعالی بین فی ھذه الأیة ان
الدلیل الدال علی نبوة قد حصل و کمل فکان ما یطلبونه طلبا للزیادة
وذلک مما لایجب الالتفات الیه و انما قلنا ان الدلیل الدال علی
نبوة قد حصل بوجهین الاول قوله و ھوالذی انزل الیکم الکتاب

والثانی قوله والذين اتيناهم الكتاب و قال ابوالسعود قوله تعالى و الذين اتيناهم الكتاب كلام مستانف غير داخل تحت القول المقدر مسوق من جهة تعالى لتحقيق حقية الكتاب الذى نيط به امرالحكمة قال المسكين و لعل هذاهوالاقرب لان الكلام فى تحقيق كون الأيات حقة صادقة لا فى امرالنبوة و تمت كلمة ربک الخ قال ابوالسعود شروع فى بيان كمال الكتاب المذكور من حيث ذاته اثر بيان كماله من حيث اضافة اليه تعالى بكونه منزلا منه بالحق و تحقيق ذلک بعلم اهل الكتاب به و ان تطع اكثر من فى الارض الخ قال المسكين تحذير عن اتباع من اعرض عن الأيات التامة الصادقة العادلة ان ربک هواعلم الخ قال المسكين تقرير لما قبله اى لما كان الله تعالىٰ عالما بالواقع فمن حكم عليه بالضلال فهو ضال لاشک فكلوا مما ذكراسم الله عليه الخ قال ابوالسعود امر مرتب على النهى عن اتباع المضلين الذين من جملة اضلالهم تحليل الحرام و تحريم الحلال قال المسكين اى خلاف الأيات و خذوا الخ اعلم انه تعالى لما بين انه فصل المحرمات اتبعه بما يوجب تركها بالكلية او من كان ميتا الخ اعلم انه تعالى لما ذكر فى الأية الاولى ان المشركين يجادلون المؤمنين فى دين الله ذكر مثلا يدل على حال المؤمن المهتدى و على حال الكافر الضال و كذلک جعلنا الخ قال المسكين تتمة لحال المضلين المجادلين و فى ضمنه تسلية لرسول الله صلى الله عليه وسلم واذا جاء تهم اٰية قالو الن نؤمن الخ قال المسكين رجوع الى بيان حال المعرضين عن الأيات المصريز على الجهالات فمن يردالله ان يهديه الخ قال المسكين بيان ان الانتفاع

بالایات بمحضض فضل الله تعالی فلا فائدة فی اظهار مقترحاتهم و هذا صراط ربک الخ قال المسکین بیان لکون مدلول الأیات حقانا لماللمتذکرین المستحقین لدارالسلام وولایة الله تعالی و یوم یحشرهم جمیعا الخ اعلم انه تعالی لمابین حال من یتمسک بالصراطا المستقیم بین بعده حال من یکون بالضد من ذلک لتکون قصة اهل الجنة مردفة بقصة اهل النار یمعشرالجن والانس الخ قال ابوالسعود شروع فی حکایة ما سیکون من توبیخ المعشرین و تفریعهم بتفریطهم فیما یتعلق بخاصة انفسهم اثر حکایة توبیخ معشر الجن باغواء الانس واضلالهم و بیان مال امرهم ذلک ان لم یکن الخ اعلم انه تعالی لما بین انه ما عذاب الکفار الابعدان بعث الیهم الانبیاء والرسل بین بهذه الأیة ان هذا هوالعدل والحق ولکل درجات الخ اعلم انه تعالیٰ لما شرح احوال اهل الثواب والدرجات و احوال اهل العقاب والدرکات ذکر کلاما کلیا و ربک الغنی الخ بین ان تخصیص المطیعین بالثواب والمذنبین بالعذاب لیس لاجل انهمحتاج الی طاعة المطیعین او ینتقص بمعصیة المذنبین قل یقوم اعملوا الخ اعلم انه لما بین بقوله انما توعدون امر رسوله من بعده ان یهدد من ینکرالبعث من الکفار و جعلواالله الخ اعلم انه تعالی لما بین قبح طریقتهم فی انکارهم البعث والقیامة ذکر عقیبه انواعا من جهالاتهم ورلالات اقوالهم وکذلک زین الخ اعلم ان هذا هوالنوع الثانی من احکامهم الفاسدة و مذاهبهم الباطلة قالوا هذه انعام الخ اعلم ان هذا نوع ثالث من احکامهم الفاسدة وقالو اما فی الخ هذا نوع رابع من انواع قضایا هم الفاسدة وهوالذی انشاجنات الخ قال

ابوالسعود تمهید لما سیأتی من تفصیلاحوال الانعام ای هوالذی انشا
من غیر شرکة لاحد فی ذلک بوجه من الوجوه و من الانعام حملة
قال ابوالسعود شروع فی تفصیل حال الانعام و ابطال ما تقولو اعلی
الله تعالی فی شانها بالتحریم والتخلیل قل لااجد فیما اوحی الخ اعلم
انه تعالی لما بین فساد طریقة اهل الجاهلیة فیما یحل میحرم من
المطعوعات اتبعه بالبیان الصحیح فی هذا الباب سیقول اللین
اشرکو الخ قال ابوالسعود حکایة لفن اخرمن کفرهم قل هلم شهداء
کم الخ اعلم انه تعالی لما ابطل علی الکفار جمیع انواع
ج.........بین انه لیس لهم علی قولهم شهود البتة قل تعالوا الخ اعلم
انه تعالی لما بین فساد مایقوله الکفار ان الل هحرم علینا
کذاوکذاردفه ببیان الاشیاء التی حرمها علیهم و ان هذا صراطی الخ
انه تعالیٰ لما بین فی الایتین المتقدمتین ما وحی به اجمل فی اخره
اجمالاً یقتضی دخول ما تقدم فیه و دخول سائر الشریعة فیه ثم اٰتینا
موسی الخ قال ابوالسعود کلام مسوق من جهة تعالی تقریر اللوصیة
و تحقیقا لها و لمهید الما یعقبه من ذکر انزال القراٰن المجید کما
بینئی عنه تغییر الاسلوب بالالتفات الی التکلم هل ینظرون الخ اعلم
انه تعالیٰ لما بین انه انما انزل الکتاب ازالة للعذر وازاحة للعلة بین
انهم لایؤمنون البتة و شرح احوالاً توجب الباس عن دخولهم فی
الایمان ان الذین فرقوا الخ قال ابو السعود استیناف لبیان احوال اهل
الکتابین اثر بیان احوال لمشرکین من جاء بالحسنة الخ قال
ابوالسعود استیناف مبین لمقادیر اجزیة العاملین قل اننی هدانی الخ
قال ابوالسعود امر رسول الله صلی الله لعیهوسلم بان یبین لهم ماهو

علیه من الدین الحق الذی یدعون انهم علیه وقد فارقوه بالکلیة قل ان
رانی الخ قال ابوالسعود عیدالامر لما ان الما موربه معلق بفروع
الشرائع و ما سبق باصولها قل اغیرالله ابغی الخ اعلم انه تعالی لما
امر محمدا صلی الله علیه وسلم بالتوحید المحض امره بان یذکرما
یجری مجری الدلیل علی صحة هذا التوحید ثم بین انه لا یرجع الیه
من کفرهم و شرکهم ذم ولا عقاب ثم بین تعالیٰ ان رجوع هؤلاء
المشرکین الی موضع لاحاکم فیه ولا امرالا الله تعالی وهوالذی
جعلکم الخ قال المسکین بین فی هذه الأیة الامور الحاملة علی
امتثال جمیع الاوامر من النعم والاجتناب عن جمیع النواهی من النقم
فکانها تاکید و تقریر لجمیع ما فی السودة مع غیرها والله اعلم
(للدلولة علیها بقوله فیما قبل ینبئهم بما کانو یفعلون ۱۲ منه)

سورة الاعراف

اتبعوا ما انزل الخ اعلم ان امرالرسالة انما یتم بالمرسل و هوالله
سبحانه و تعالی والمرسل و هو الرسول والمرسل الیه و هوالامة فلما
امر فی الأیة الا ولی الرسول بالتبلیغ ولانذارمع قلب قوی و عرم
صحیح امرالمرسل الیه و هوالامة فلما امر فی الأیة الاولی الرسول
بالتبلیغ و الانذار مع قلب قوی و عزم صحیح امرالمرسل الیه و هم
الامة بمتابعة الرسول و کم من قریة اهلکناها الخ اعلم انه تعالی لما
امرالرسول علیه الصلوة والسلام بالانذارو التبیغ و امرالقوم بالقبور
والمتابعة ذکر فی هذه الأیة ما فی ترک المتابعة والاعراض عنها من
الوعید فلنسئلن الذین الخ قال ابوالسعود بیان لعذابهم الاخروی اثر

بیان عذابهم الدنیوی خلاانه قد تعرض لبيان مبادی احوال المكلفين جميعاً لكونه ادخل فى التهويل والوزن يومئذ الخ اعلم انه تعالىٰ لما بين فى الأية الاولىٰ السؤال والحساب بين فى هذه الأية وزن الاعمال ولقد مكنا كم فى الارض الخ اعلم انه تعالى لما امرالخلق بمتابعة الانبياء عليهم السلام ثم خوفهم بعذاب الدنيا ثم خوفهم بعذاب الأخرة رغبهم فى هذه الأية بطريق اخروهو انه كثرت نعم الله عليهم و كثرة النعم توجب الطاعة ولقد خلقناكم الخ قال ابوالسعود تذكير لنعمة عظيمة فائضة على ادم عليه السلام سارية الى ذرية موجبة لشكرهم كاف يا بنى ادم قد انزلنا الخ فى نظم الأية وهان الاول انه تعالى لما بين انه امرادم و حواء بالهبوط الى الارض و جمل الارض مستقرابين بعده انه تعالى انزل كل مايحتاجون اليه فى الدين والدنيا﴿لما بين فى احرالسورة المتقدمة مسلك النبى صلى الله عليه وسلم و ما هو عليه من الدين الحق بقوله قلى النبى هدافى' الخ امرفى اول هذه السورة بتبليغ دينه ذلك الى الناس و ايضا كان المذكور فى خاتمة السورة الاول كونه تعالى سريع الحساب و ذكر فى اول هذه السورة سوال الامم والانبياء و الوزن فحصلت الماسبة بهذين الوجهين ۱۲ منه عفى عنه﴾من جملتها اللباس الوجه الثانى انه تعالى لما ذكر واقعة ادم فى انكشاف العورة و انه كان يخصف الورق عليها اتبعه بان بين انه خلق اللباس للخق ليستروابها عورتهم و نبيه على المنته العظيمة على الخلق بسبب انه اقدرهم على التستر يا بنى ادم لايفتننكم الخ اعلم ان المقصود من ذكر قصص الانبياء عليهم السلام حصول العبرة لمن يسمعها فكانه تعالى لما ذكر قصة ادم و بين فيها شدة عداوة

الشیطان لأدم و اولاده اتبعها بان حذراولاد ادم من قبول وسوسة الشیطان واذافعلوا فاحشة الخ قال المسکین بیان لولایة الشیطان للکافرین فی فعلهم الفاحشة و تقلیدهم الباطل والافتراء هم علی الله تعالی قل امر ربی بالقسط الخ اعلم اله تعالی لما بین امر الامر بالفحشاء بین تعالی ان یأمر بالقسط والعدل و اقیموا و جوهکم الخ قال المسکین هذا من جملة القسط و کذاقوله وادعوه ثم اشاربقوله کما برأکم الی وقوع الجزاء ثم بین حال القائمین بالقسط والناکبین عنه بقوله فریقاً هدی ثم عال ضلالتهم بقوله انهم اتخذوا الخ یا بنی ادم خذوا الخ اعلم ان الله تعالی لما امربالقسط فی الأیة الاولی و کان من جملة القسط امر اللباس وامرالماکول والمشروب لاحرم اتبعه بذکرهما قل انماحرم ربی بی الفواحش الخ اعلم انه تعالی لما بین فی الأیة الاولی ان الذی حرموه لیس بحرام بین فی هذه الأیة انواع المرمات ولکل امة اجل الخ انه تعالیٰ لمابین الحلال والحرام و احوال التکلیف بین ان لکل احداجلا معینا لایتقدم ولایتأ خرواذاجاء ذلک الاجل مات لامحالة والغرض منه التخویف لیتشدد المرء فی القیام بالتکالیف کما ینبغی یا نبی ادم اما یاتینکم الخ اعلم انه تعالی لما بین احوال التکلیف و بین ان لکل احد اجلامعینا لایتقدم ولا یتاخربین انهم بعد الموت انه کانوا مطیعین فلاخوف علیهم ولاحزن وان کانوا متمردین واقعوا فی اشدالعذاب فمن اظلم من افتری الخ اعلم ان قوله تعالی فمن اظلم یرجع الی قوله والذین کذبوا قال ادخلوا فی امم الخ ﴿من ملبوسات فی الطواف و ما کولات من البحائر والسوائب و غیرهما ۱۲ منه﴾اعلم ان هذه الأیة

من بقية شرح احوال الكفار و هوانه تعالى يدخلهم الناران اللذين كذبوا الخ اعلم ان المقصود منه اتمام الكلام فى وعيد الكفار والذين امنوا و عملوا الخ اعلم انه تعالى لما استوفى الكلام فى الوعيد اتبعه بالوعد فى هذه الأية و نادى اصحاب الجنة الخ اعلم انه تعالى لما شرح وعيد الكفار وثواب اهل الايمان والطاعات اتبعه بذكر المناظرات التى تدوربين الفريقين ولقد جئنا هم لكتاب الخ اعلم انه تعالى لما شرح احوال اهل الجنة و اهل النار واهل الاعراف ثم شرح الكلمات الذائرة بين هؤلاء الفرق الثلاث على وجه يصير سماع تلك المناظرات حاملا للمكلف على الحذروالاحتراز وداعياله الى النظر والاستدلال بين شرف هذا الكتاب الكريم و نهاية منفعة هل ينظرون الخ اعلم انه تعالى لما بين ازاحة العلة لست انزال هذا الكتاب المفصل الموجب للهداية والرحمة بين بعده حال من كذب ان ربكم الله الخ اعلم انا بينا ان مدارالقرأن على تقرير هذه المسائل الاربع و هى التوحيد والنبوة والمعاد و القضاء والقدر ولاشك ان مداراثبات المعاد على اثبات التوحيد والقدرة والعلم فلما بالغ الله تعالى فى تقرير المعاد عاد الى ذكر الدلائل الدالة على التوحيد و كمال القدرة والعلم لتصرى تلك الدلائل مقررة لاصول التوحيد و مقررة ايضالا ثبات المعاد وادعواربكم الخ اعلم انه تعالى لما ذكرالدلائل الدالة على كمال القدرة والحكمة والرحمة ابتعه بذكر الاعمال اللائقة بتلك و هوالذى يرسل الرياح الخ لما ذكردلائل الالٰهية و كمال العلم والقدرة من العالم العلوى اتبعه بذكر الدلائل من بعض احوال العالم السفلى قال

المسکین واستدل فی ضمنه علی صحة البعث بقوله کن لک نخرج الموتی والبدل لطیب الخ قال ابوالسعود و هذا کماتری مثل لارسال الرسل علیهم السلام بالشرائع التی هی ماء حیاة القلوب الي المکلفین المنقسمین الی المقتبسین من انواها والمحرومین من مغانم أثارها و قد عقب ذلک بما یحققه و یقرره من قصص الامم الخالیة بطریق الاستیناف فقیل ولقدارسلنا نوحا الخ فی الکبیر﴿فهوبصورته مناسب لقوله فانزلنا به الماء فاخرجنابه من کل الثمرات بمعناه مناسب لقوله ولقد جئناهم بکتاب فصلناه بحیث افادوجه التقیید بقوله لقوم یؤمنون ۱۲ منه﴾اعلم انه تعالی لما ذکر فی تقدر المبدأ والمعاد دلائل ظاهرة و بینات قاهرة و براهین باهرة اتبعهابذکر قصص الانبیاء علیهم السلام و فیه فوائد احدها التنبیه علی ان اعراض الناس عن قبول هذه الدلائل من خواص قوم محمد علیه الصلوة والسلام بل هذه العادة المذمومة کانت حاصلة فی جمیع الاموالسالفة والمصیبة اذا عمت خفت فیفید تسلیة الرسول علیه السلام و ثانیها انه تعالی یحکی فی هذه القصص ان عاقبة المنکرین کان الی الکفرواللعن والخسارة و عاقبة امر المحقین الی الدولة والسعادة و ذلک یقوی قلوب المحقین و یکسرقلوب المبطلین و ثالثها التنبیه علی انه تعالی و ان کان یمهل هؤلاء المبطبین ولکنه لایهملهم بل ینتقم منهم علی اکمل الوجوه ورابعها بیان ان هذه القصص دالته علی نبوة محمد علیه الصلوة والسلام لانه علیه السلام کان امیا و ما طالع کتابا ولا فلمذاستاذ افاذا ذکرهذه القصص علی الوجه من غیر تحریف ولاخطأدل ذلک

على انه انما عرفها بالوحى من الله و ذلک يدل على صحة نبوته و ما ارسلنا فى قرية الخقال ابوالسعود اشارة اجمالية الى بيان احوال سائرالامم اثر بيان احوال الامم المذكورة تفصيلا ولو ان اهل القرى الخ اعلم انه تعالى لما بين فى الأية الاولى ان الذين عصواو تمردوااخذهم الله بغتة بين فى هذه الأية انهم لواطاعوالفتح الله عليهم ابواب الخيرات او لم يهدللذين يرثون الخ اعلم انه تعالى لما بين فيما تقدم من الأيات حال الكفار الذين اهلكهم الله تعالى بالاستيصال مجملا و مفصلا اتبعه ببيان الغرض من ذكرهذه القصص حصول العبرة لجميع المكلفين فى مصالح اديانهم و طاعتهم ثم بعثنامن بعدهم موسى الخ اعلم ان هذا هوالقصة السادسة من القصص التى ذكرها الله تعالى فى هذه السورة و ذكر فى هذه القصة من الشرح والتفصيل مالم يذكر فى سائر القصص لاجل ان معجزات موسى كانت اقوى وجهل قومه كان اعظم وافحش الذين يتبعون الرسول النبى الامى الخ اعلم انه تعالى لما بين ان من صفة من يكتب له الرحمة التقوى وايتاء الذكوة والايمان بالأيات ضم الى ذلک ان يكون من صفة اتباع النبى الامى فكانه تعالى بين بهذه الأية ان هذه الرحمة لايفوزبها من بنى اسرائيل الامن اتقى واتى الزكوٰة وأمن بالدلائل فى زمن موسى و من هذه صفت فى ايام الرسول اذاكان مع ذلک متبعا للنبى الامى فى شرائعه قل ياايهاالناس الخ قال ابوالسعود لما حكى ما فى الكتابين من نعوت رسول الله صلى الله عليه وسلم و شرف من يتبعه من اهلهما و نيلهم السعادة الدارين امرعليه الصلوة والسلام ببيان ان تلک السعادة غير مختصة بهم بل شاملة لكل من

بعده كالنبا من كان ببيان عموم رسالة للثقلين مع اختصاص رسالة سائر الرسل عليهم السلام باقوامهم و من قوم موسى امة الخ قال ابو السعود كلام مبتدأ مسوق لدفع ما عسى يوهمه تخصيص كتب الرحمة والتقوى والايمان بالأيات بمتبعي رسول الله صلى الله عليه وسلم من حرمان اسلاف قوم موسى من كل خير و بيان ان كلهم ليسواكما حكيت احوالهم بل منهم امته الخ و قطعناهم اثنتى عشرة الخ قال المسكين هذا بقية من حكاية قصة بني اسرائيل واسألهم عن القرية التى الخ قال المسكين هذا ايضاً بعض قبائح اليهود و اذتاذن ربک الخ قال المسكين هذا بيان الجزائهم من الذل والصغار اثر بيان قبائهم و قطعنا هم فى الارض الخ هذا ايضامن بقايا احوالهم الى قوله تعالى واذنتقنا الجبل الخ واذا حذربک الخ لما شرح قصة موسى عليه السلام مع توابعها على اقص الوجوه ذكر فى هذه الأية ما يجرى مجرى تقرير الحجة على جميع المكلفين واتل عليهم نباالذى الخ قال المسكين هذا تقبيح لمن ضل بعد العلم والهدى كبعض علماء بنى اسرائيل الذين ذكرت اخبارهم فيما قبل اوكل من ذكره الله تعالى باياته و مواثيقه التى اخذها فى عالم الذر كمايدل عليه قوله تعالى ذلک مثل الذين كذبو الخ ساء مثلا القوم الذين الخ اعلم انه تعالى لما قال بعد تمثيلهم بالكلب ذلک مثل القوم الذين كذبوا بأيٰتنا وزجر بذلک عن الكفروالتكذيب الكره فى باب الزجر بقوله ساء مثلامن يهدے الله الخ اعلم انه تعالیٰ لما وصف الضالين بالوصف المذكور و عرف حالهم بالمثل المذكور بين فى هذه الأية ان الهدايت والضلالة من الله تعالیٰ ولقد ذرأنا لجهنم الخ قال

ابوالسعود كلام مستانف مقرر لمضمون ما قبله بطريق التذييل و لله
الاسماء والحسنى الخ قال ابوالسعود تنبيه للمومنين على كيفية
ذكره تعالى و كيفية المعاملة مع المخلين بذلك الغافلين عنه
سبحانه و عما يليق به الر بيان غفلتهم التامة وضلالتهم الطامة و ممن
خلقنا امته يهدون الخ اعلم انه تعالى لما قال ولقد ذرأنا فاخبران
كثيرا منهم مخلوقون للنارالتبعه بقوله و ممن خلقنا امة ليبين ايضا ان
كثيرا منهم مخلوقون للجنة والذين كذبوا باياتنا الخ اعلم انه تعالى
لما ذكر حالى الامة الهادية العادلة اعاد ذكر المكذبين بأيات الله
تعالى و ما عليهم من الوعيد اولم يتفكروا الخ قال ابوالسعود كلام
مبتدأ مسوق لانكار عدم تفكرهم فى شانه عليه الصلوة والسلام
وجهكهم بحقيقة حال الموجبة للايمان به وبماانزل عليه من الأيات
التى كذبوابها اولم ينظروا فى ملكوت الخ قال ابوالسعود استيناق
اخر مسوق للكانكار والتوابيخ باخلالهم بالتامل فى الأيات التكوينية
المنصوبة فى الأفاق والانفس الشاهدة لحصة مضمون الأيات
المنزلة الر ما فعى عليهم باخلالهم بالتفكر فى شانه عليه الصلوة
والسلام من يضلل الله الخ قالابوالسعود استيناف مقرر لما قبله منبئ
عن الطبع على قلوبهم يسئلونک عن الساعة الخ قال ابوالسعود
استيناف مسوق لبيان بعض احكام ضلالهم و طغيانهم قل لا املک
الخ قال ابوالسعود شروع فى الجواب عن السؤال ببيان عجزه عن
علمها الر بيان عجز الكل عنه وابطال زعمهم الذى بنو اعليه سؤالهم
من كونه عليهالصلوة والسلام ممن يعلمها هوالذى خلقكم من نفس
واحدة الخ اعلم انه تعالى رجع فى هذه الأية الى تقرير امرالتوحيد

وابطال الشرک خذالعفو الخ قال ابوالسعود بعد ما عدمن اباطیل المشرکین و قبائحهم مالا یطاق تحمله امر علیه السلام بجامع مکارم الاخلاق التی من جملتها الاغضاء عنهم و امایننزغنک الخ قال ابوزید لما نزل قوله و اعرض عن الجاهلین قال النبی صلی الله علیه وسلم کیف یارب والغضب فنزل قوله و اما ینزغنک ان الذین اتقوا الخ قال ابوالسعودا استیناف مقرهما قبله ببیان ان ما امربه علیه السلام من الاستعادة بالله تعالی سنة مسلوکت للمتقین والاخلال بهادیدنِ َالغاوین واذا لم تأتهم بأیته الخ قال المسکین عود الی اثبات حقیقة الأیات المنزلة ﴿الاولی ان یقال ممن یدعی علمها ۱۲ منه﴾ علیه علیه السلام و کفایتها فی امرالایمان و اغنائها عن الأیات المقترحة واذا قریٔ الخ قال ابوالسعود ارشاد الی طریق الفوزبما اشیرالیه من المنافع الجلیلة التی ینظری علیها القرٰان واذکر ربک الخ قال المسکین لماکانت التلاوة المذکورة منه علیه السلام بالجهر لیتمکن السامع من استماعه امر فی هٰذه الأیة بالذکر الخفی لیفی حق الجلوة والخلوة ان الذین عندربک الخ لما رغب الله رسوله فی الذکر و فی المواظبة علیه ذکر عقیبه ما یقوی دواعیه فی ذلک

سورة الانفال

﴿لما ابطل طریقة المشرکین فی خاتمة السورة السابقة و هوالجهاد باللسان بین فی هذه السورة احکام الجهاد بالسان ۱۲ منه﴾

انما المؤمنون الذین الخ اعلم انه تعالیٰ لما قال واطیعواالله و رسوله ان کنتم مؤمنین و اقتضےٰ ذلک کون الایمان مستلزما للطاعة شرح ذلک فی هذه الأیة مزید شرح و تفصیل و بین ان

الایمان لایحصل الاعند حصول هذه الطاعات کما اخرجک ربک الخ قال المسکین عود الی حکم الانفال والتشبیة فی الکراهة حالا والموافقة للحکمة مالا واذیعدکم الله الخ قال المسکین تفصیل لقصة بدریا ایها الذین اٰمنوا اذا القیتم الخ قال ابوالسعود خطاب للمؤمنین بحکم کلی جارفیما سیقع من الوقایع و الحروب جئ به فی تضاعیف القصة اظهار اللاعتناء بشانه و مبالغة فی حضهم علی المحافظة علیه فلم تقتلوهم الخ قال ابوالسعود رجوع الی بیان بقیة احکام الوقعة واحوالها و تقریر ما سبق منها ان تستفتحوا فقد الخ قال ابوالسعود خطاب لاهل مکة علی سبیل التهکم بهم و ذلک انهم حین ارادوا الخروج تعلقواباستارالکعبة وقالوا اللهم انصر علی الجندین و اهدی الفئتین واکرم الحزبین یاایها الذین اٰمنوا اطیعوا الخ قال المسکین لما خاطب اهل مکة بالتهکم امرالمؤمنین بان لایکونو امثلهم بل یطیعوا الله و رسوله واتقوا فتنة الخ قال المسکین لما امر فی الاٰیة الاولی بالاطاعة والاستجابة امر فی هذه الاٰیة بحمل غیرهم علیها بالامر بالمعروف والنهی عن المنکر واذکروا اذا انتم الخ قال المسکین بیان لموجبات الاطاعة من النعم الجلیلة یا ایهاالذین اٰمنوالا تخونوا الله الخ قال المسکین لما امر فیما قبل الاطاعة نهی ههنا عن المعصیة والخیانة و لما کان الحامل علیها فی الاغلب حب المال والولد شرح کونهما فتنة یاایها الذین اٰمنوا ان تتقوا الل هالخ قال المسکین فیه الحض علی التقوی و بیان کونه مدارالسعادة الدنیا و الاخرة اثرالا مربه فیما قبل واذیمکربک الخ اعلم انه تعالی لماذکرالمؤمنین نعمه علیهم بقوله واذکروا اذانتم قلیل فکذلک

ذکر رسوله نعمه علیه واذا تتلی علیهم ایٰتنا الخ اعلم انه تعالی لما حکی مکرهم فی ذات محمد پ حکی مکرهم فی دین محمد صلی الله علیه وسلم و ما کان الله لیعذبهم الخ قال ابوالسعود جواب لکلمتهم الشنعاء و بیان للموجب لامهالهم والتوقف فی اجابة دعائهم و مالهم ان لا یعذبهم الخ قال ابوالسعود بیان لاستحقاقهم العذاب بعد بیان ان المانع لیس من قبلهم و ما کان صلاتهم الخ قال ابوالسعود مساق الکلام لتقریر استحقاقهم العذاب او عدم ولایتهم للمسجد فانها لاتلیق بمن هذه صلاته ان الذین کفروا ینفقون الخ اعلم انه تعالی لما شرح احوال هؤلاء الکفار فی الطاعات البدنیة اتبعا بشرح احوالهم فی الطاعات المالیة قال المسکین و حسن موقعها ههنا نزولها فی المطعمین یوم بدرقل للذین کفروا الخ اعلم انه تعالی لما بین صلاتهم فی عباداتهم البدنیة و عباداتهم المالیة ارشدهم الی طریق الصواب و قاتلوهم حتی الخ اعلم انه تعالی لما بین ان هؤلاء الکفار ان انتهوا عن کفرهم حصل لهم الغفران و ان عادوافهم متوعدون بسنة الاولین اتبعه بان امربقتالهم اذا اصروا واعلموا ان ماغنمتم الخ اعلم انه تعالی لما امر بالمقاتلة فی قوله و قاتلوهم و کان من المعلوم ان عند المقاتلة قد تحصل الغنیمة لاجرم ذکرالله تعالی حکم الغنیمة اذانتم بالعدوة الدنیا الخ قال المسکین متعلق ببدریا ایهاالذین اٰمنوا اذالقیتم الخ اعلم انه تعالی لما ذکرانواع نعمه علی الرسول و علی المؤمنین یوم بدرعلمهم اذاالتقوا الثبات و ان یذکروا الله کثیراً واذزین لهم الشیطان الخ قال المسکین هذا ایضا متعلق ببدرولوتری اذیتو فی الخ اعلم انه تعالی لما شرح احوال هؤلاء

الکفار شرح احوال موتهم والعذاب الذی یصل الیهم کداب ال فرعون الخ لما بین ماانزله باهل بدرمن الکفارعاجلا واجلا اتبعه بان بین ان هذه طریقة و سنته فی الکل فقال کدأب الخ ثم ذکر مایجری مجری العلة فی العقاب الذی انزله بهم فقال ذلک بان الله الخ ان شرالدواب الخقال ابوالسعود بعدما شرح احوال المهلکین من شرارالکفرة شرع فی بیان احوال الباقین منهم و تفصیل احکامهم فاماتثقفهم الخ قال ابوالسعود شروع فی بیان احکامهم بعد تفصیل احوالهم و لا یحسبن الذین کفرواسبقوا الخ اعلم انه تعالی لما بین مایفعل الرسول فی حق من یجده فی الحرب و یتمکن منه و ذکر ایضاً ما یجب ان یفعله فیمن ظهر منه نقض العهدبین ایضا حال من فاته فی یوم بدر وغیره واعدوالهم الخ اعلم انه تعالی لما اوجب علی رسوله ان یشرد من صدرعته نقض العهدوان ینبذالعهد الی من خاف منه النقض امره فی هذه الأیة بالاعداد لهؤلاء الکفار قال ابوالسعود اولقتال الکفار علی الاطلاق و هوالانسب لسیاق النظم الکریم و ان جنحوا الخ اعلم انه لما بین ما یرهب به العدومن القوة والاستظهار بین بعده انهم عندالارهاب اذا جنحوای مالواالی الصلح فالحکم قبول الصلح قال المسکین ثم لما کان فی الصلح احتمال الخداع و عدنبیه بحسبانه تعالی ایاه و علله بنصره وبالمؤمنین فی قوله و ان یریدوا الخ یا ایهاالنبی حسبک الله و من اتبعک الخ قال ابوالسعود شروع فی بیان کفایة تعالی ایاه علیه الصلوة والسلام فی جمیع اموره والمورالمؤمنین او فی الامور الواقعة بینهم و بین الکفرة کافة اثر بیان کفایته تعالی ایاه علیه الصلوة والسلام فی مادة خاصته یاایها

النبی حرض الخ بعد ما بین کفایته ایاهم بالنصروالامداد امر علیه الصلوة والسلام بترتیب مبادی نصره و امداده ماکان لنبی ان یکون الخ واعلم ان المقصود من هذه الأیة تعلیم حکم اخرمن احکام الغزو والجهاد فی حق النبی صلی الله علیه وسلم یا ایهاالنبی قل لمن فی ایدیکم الخ اعلم ان الرسول لما اخذا لفداء من الاساریٰ و شق علیهم اخذاموالهم منهم ذکرالله تعالی هذه الأیة استماله لهم ان الذین امنواوهاجروا الیٰ خرالسورة اعلم انه تعالی قلم المؤمنین فی زمان الرسول صلی الله علیه وسلم الی اربعة اقسام و ذکر حکم کل واحد منهم و تقریر هذه القسمة انه علیه السلام ظهرت نبوة بمکة و دعا الناس هناک الی الذین ثم انتقل من مکة الی المدینة فحین هاجرمن مکة الی المدینة صارالمؤمنون علی قسمین منهم من واقعته فی تلک الهجرة و منهم من لمیوافقه فیها بل بقی هناک اماالقسم الاول فهم الماجرون الاولون و قدوصفهم بقوله ان الذین امنوا الخ و انما قلنا ان المراد منهم المهاجرون الاولون لانه تعالی قال فی اخر الأیة والذین امنوا من بعدوها جروله و اما القسم الثانی من المؤمنین الموجودین فی زمان محمد صلی الله علیه وسلم فهم الانصار اوواونصروا القسم الثالث من اقسام مومنی زمان الرسوله علیه السلام و هم المؤمنون الذین ماوافقواالرسول فی الهجرة و بقوافی مکته و هم المعنیون بقوله والذین امنوا ولم بهاجروا القسم الرابع من مؤمنی زمان محمد صلی الله علیه وسلم هم الذین لم یوافواالرسول فی الهجرة الا انهم بعد ذلک هاجروا الیه وهوالمراد من قوله تعالی والذین امنوامن بعد قال المسکین لما کانت الوظیفة هوالجهاد وقت القدرة والهجرة عندالعجز ذکر الهجرة و بعض احکامها بعد ذکرالجهاد

سورة التوبہ

﴿اعلم ان كلتاالسورتين مشتملة على بيان احكام الجهاد و ها المناسبة ظاهرة ١٢ منه عفى عنه سقطت ههنا كلمة ١٢ مصحح﴾

ماكان للمشركين ان يعمروا مساجد الله الخ اعلم انه تعالى بدء السورة بذكر البراء ة عن الكفار و بالغ فى ايجاب ذلک و ذكر من انواع فضائحهم و قبائحهم مايوجب تلک والبراء ة قال المسكين واشعر ذلک باهانتهم اجاب عما افتخروابها ياايهاالذين اٰمنوالا تتخذوا اٰباء كم الخ قال المسكين اخذامن الكبير لما بالغ فى البراء ة عن الكفار كان مظنة ان يقال ان البراء ة عن الاقارب صعب جدافذكرها فى هذه الأية لقد نصركم الله فى مواطن الخ قال المسكين لما امرالله تعالى فيما قبل بترجيح موالاة الله تعالى على موالاة غيره والقطع عما سواه الكده بتذكير واقعته حنين واضرابها بان كثرة جماعتكم لم تغن شيئا وانما نفعكم نصرالله تعالى فحق عليكم التوكل عليه لا على غيره ياايهاالذين اٰمنواانما المشركون الخ لما امر صلى الله عليه وسلم عليا ان يقرأ على مشركى مكة اول سورة براء ة وينبذاليهم عهدهم قالاناس ستعلمون ماتلقونه من الشدة لانقطاع السبل وفقد الحمولات فنزلت هذه الأية واجاب الله تعالى بقوله و ان خفتم عليةً قاتلواالذين قال ابوالسعودامر هم بقتال اهل الكتابين اثرامرهم بقتال المشركين و قالت اليهود الخ قال ابوالسعود جملة مبتدأة سيقت لتقرير ما مرمن عدم ايمان اهل الكتابين بالله سبحانه و انتظامهم بذلک فى سلک المشركين

...علموا احبارهم الخ قال ابوالسعود زیادة تقریر لما سلف من کفرهم بالله تعالیٰ یریدون ان یطفوا الخ اعلم ان المقصود منه بیان نوع من الافعال القبیحة الصادرة عن رؤساء الیهود والنصاری وهو سعیهم فی ابطال امر محمد صلی الله علیه وسلم هوالذی ارسل رسوله الخ اعلم انه تعالی لما حکی عن الاعداء اهم یحاولون ابطال امر محمد صلی الله علیه وسلم و بین تعالی انه یابی ذلک الابطال و انه یتم امره بین کیفیة ذلک الاتسام یاایهالذین امنوا ان کثیرا الخ قال ابوالسعودشروع فی بیان حال الاحبارو الرهبان فی اغوائهم لارذالهم اثر بیان سوء حال الاتباع اتخاذهم لهم اربابا ان عدة الشهود الخ قال المسکین رجوع الی بیان بعض قبائح المشرکین و ضلالاتهم وجها لا تهم من تغییراحکام الله تعالی الموجبة لقتالهم ما ایهاالذین امنوا مالکم الخ اعلم انه تعالی لما شرح مصائب هؤلاء الکفار و فضائحهم عاد الی الترغیب فی مقاتلتهم انفروا اخفافا و ثقالا الخ قال ابوالسعود تجرید للامر بالنفوربعد التوبیخ علی ترکه والانکار علی المساهلة فیه لوکان عرضا الخ قال ابوالسعود صرف للخطاب عنهم و توجیه له الی رسول الله صلی الله لعیه وسلم تعدید الماصدرعنهم من الهنات قولا و فعلا علی طریق المباثة و بیان لدناء ة همهم وسائررذائلهم قال المسکین شرع الله تعالی من ههنا قبائح المنافقین و فضائحهم فی غزوة تبوک و امتد هذاالبیان الی اخرالسورة الامام وقع من بعض احوال المنافقین فی التضاعیف استطراداوالا قوله وما کان الله لیضل فکانه تسلیة للذین استغفرواللمشرکین قبل ذلک قوله تعالی لقد جاء کم رسول من

انفسکم الخ اعلم انه تعالی لما امررسوله علیه السلام ان یبلغ فی هذه السورة الی الخلق تکالیف شاقة شدیدة صبعة یعسرتحملها الامن حصه الله تعالی بوجوه التوفیق و الکرامة ختم السورة بما یوجب سهولة تحمل تلک التکالیف فان تولد الخ قال ابوالسعود تویز للخطاب و توجیه له الی النبی صلی الله علیه وسلم تسلیة له.

سورة یونس

﴿خاتمته ما قبلها و فاتحتها تشترکان فی اثبات الرسالة ۱۲ منه عفی عنه﴾

ان ربکم الله الذی الخ اعلم انه تعالی لما حکی عن الکفارانهم تعجبوامن الوحی والبعثة والرسالة ثم انه تعالی ازال ذلک التعجب بانه لایبعد البتته فی ان یبعث خالق الخلق الیهم رسولا یبشرهم علی الاعمال الصالحة بالثواب و علی الاعمال الباطلة الفاسدة بالعقاب کان هذا الجواب انما یتم ویکمل باثبات امرین احمدهما اثبات ان لهذا العالم الٰها قاهر اقادرانا فذالحکم بالامر والنهی والتکیف والثانی اثبات الحشر والنشروالبعث والقیامة حتی یحصل الثواب والعقاب اللذان اخبرالانبیاء عن حصولهما فلاجرم انه سبحانه ذکر فی هذا الموضع مایدل علی تحقیق هذالمطلوبین هوالذی جعل الشمس ضیاء الخ قال ابوالسعود تنبیه علی الاستدلال علی وجوده تعالیٰ ووحدته و علمه و قدرته و حکمته باٰثار صنعه فی النیرین بعدالتنبیه علی الاستدلال بمامرمن ابداع السمٰوٰات والارض والاستواء علی العرش و غیر ذلک و بیان لبعض افراد التدبیر الذی اشیرالیه اشارة اجمالیة و ارشادالی انه حیث دبرت امورهم المتعلقة

بمعاشهم هذا التدبير البديعفلان يدبر مصالحهم المتعلقة بالمعاد بارسال الرسل و انزال الكتاب و تبيين طرأيق الهدى و تعيين مهاوى الردى اولى و احرى ان الذين لايرجون لقاء ناالخ اعلم انه تعالى لما اقام الدلائل القاهرة على صحة القول باثبات الأله الرحيم الحكيم و على صحة القول بامعاد والحشروا انه شرع بعده فى شرح احوال من يكفربها و فى شرح احوال من يؤمن بهاولو يعجل الله للناس الشر الخ ان الذى يغلب على ظنى ان ابتداء هذه السورة فى ذكر شبهات المنكرين للنبوة مع الجواب عنها فاالشبهة الاولى ان القوم تعجبوامن تخصيص الله تعالى منا عليه السلام بالنبوة فازال الله تعالى ذلك التعجب بقوله اكان للناس عجبا ثم ذكر دلائل التوحيد و دلائل صحة المعاد و حاصل الجواب انه يقول انى ماجئتكم الا بالتوحيد والاقرار بالمعاد و قددللت على صحتها فلم يبق للتعجب من نبوتى معنى والشبهة الثانية للقوم انهم كانواابدايقولون اللهم ان كان مايقول محمد حقا فى ادعاء الرسالة فامطر علينا حجارة من السماء او ائتينا بعذاب اليم فاجاب الله تعالى عن هذه الشبهة بما ذكره فى هذه الأية و اذامس الانسان الضر الخ انه تعالى حكى عنهم انهم يستعجلون فى نزول العذاب ثم بين فى هذه الأية انهم كاذبون فى ذلك الطلب والاستعجال لانه لونزل بالانسان ادنى شئى يكرهه و يؤذيه فانه يتضرع الى الله تعالى فى ازالة عنه و فى دفعه عنه و ذلك يدل على انه ليس صادقا فى هذا الطلب و لقد اهلكنا القرون الخ بين فى هذه الأية ما يجرى محرى التهديد وهوانه تعالى قد ينزل عذاب الاستيصال ولا يزيله و اذا تتلى عليهم اٰياتنا بينات الخ اعلم انه هذا

الكلام هوالنوع الثالث من شبهاتهم و كلماتهم التى ذكرو ها فى الطعن فى نبوة النبى صلى الله عليه وسلم حكا هاالله تعالى فى كتابه و اجاب عنها فمن اظلم ممن افترى الخ اعلم ان تعلق هذه الأية بما قبلها ظاهر و يعبدون من دون الله الخ قال ابوالسعود حكاية لجناية اخرى لهم نشأت عنها جنايتهم الاولى قال المسكين اى قولهم ائت بقرأن غير هذا اوبدله لان فى القرأن ابطال الوهية اصنامهم و ما كان الناس الامة الخ اعلم انه تعالى لما اقام الدلائل القاهرة على فساد القول بعبادة الاصنام بين السبب فى كيفية حدوث هذا المذهب الفاسدوالمقالة الباطلة و يقولون لولا الخ اعلم ان هذا الكلام هوالنوع الرابع من شبهات القوم فى انكارهم نبوة واذا اذقناالناس رحمة الخ اعلم ان القوم لما طبلو امن رسول الله صلى الله عليه وسلم أية اخرى و اجاب الجواب و هو قوله انما الغيب لله ذكر جوابا أخرو تقريره ان عادة هؤلاء الاقوام المكرواللجاج والعناد و عدم الانصاف و اذا كانوا كذلك فبتقريران اعطوا ما سألوه من انزال معجزات اخرى فانهم لايؤمنون بل يبقون على كفرهم هوالذى لسيركم فى البحر الخ قال المسكين هذا متهم لما قررقبله انما مثل الحيوة الدنيا الخ اعلم انه تعالى لما قال يا ايها الناس انما بغيكم الخ اتبعه هذا المثل العجيب الذى صربه لمن يبغى فى الارض و يغتربالدنيا و يشتدتمسكه بهاوالله يدعوا الى الخ اعلم انه تعالى لما نفرالغافلين عن الميل الىٰ الدنيا بالمثل السابق رغبهم فى الاخرة هذه الأية للذين احسنوا الخ اعلم انه تعالى لما دعا عباده الى دارالسلام ذكر السعادات التى تحصل لهم فيها والذين كسبوا السيآت اعلم انه

كما شرح حال المسلمين فى الأية المتقدمة شرح حال من اقدم على السيئات فى هذه الاربعة و يوم نحشرهم جميعا الخ اعلم ان هذا نوع اخر من شرح فضائح اولئك الكفار الذين كسبوا السيات هنالك زيلوا الخ هذه الأية كالتتمة لما قبلها قل من يرزقكم من السماء الخ اعلم انه تعالى لما بين فضائح عبدة الاوثان اتبعها بذكر الدلائل الدالة على فساد هذا المذهب و ما كان هذا القران الخ قال ابوالسعود شروع فى بيان ردهم للقران الكريم اثر بيان ردهم للادلة العقلية المندرجة فى تضاعيفه قال المسكين كانه عود الى تقرير مضمون قوله تعالى فى اول السورة و اذا تتلیٰ عليهم ايتنا بينات قال الذين لايرجون لقاء نااتت بقران غيرهذا الأية و منهم من يؤمن به الخ قال المسكين بيان لمعاملة الكفار مع القران و صاحب القران على انحاء شتى و يوم نحشرهم كان لم يلبثوا الخ اعلم انه تعالى لما وصف هولاء الكفار بقلة الاصغاء و ترک التدبر اتبعه بالوعيد ولكل امة رسول الخ اعلم انه تعالى لما بين حال محمد صلى الله عليه وسلم مع قومه بين ان حال كل الانبياء مع اقوامهم كذلک و يقولون متى هذا الخ اعلم ان هذا هو الشبهة الخامسة من شبهات منكرى النبوة فانه عليه السلام كلما هددهم بنزول العذاب و مرزمان ولم يظهرذلک العذاب قالوامتى هذا الوعد الخ قل ارايتم ان اتاكم الخ اعلم ان هذا هوالجواب الثانى عن قولهم متى هذا الوعد ويستنبؤنک احق هو الخ قال المسكين هى تتمة لا قبلها و كذاقوله تعالیٰ الاان لله ما فى السمٰوٰت والارض الخ تتمة للجواب المذكور ببيان ان الله تعالى ما لک العلويات والسفليات ووعده حق والاحياء

والاماته بيده فهوقادر على نزول العذاب متى شاء و انه ينزل لامحالة ياايهاالناس قدجاء كم الخ اعلم ان الطريق الى اثبات نبوة الانبياء عليهم السلام امر ان الاول ان يقول ان هذا الشخص قداعى النبوة و ظهرت المعجزة على يده و كل من كان كذلک فهو رسول من عنه الله حقا و صدقا و هذا الطريق مما قد ذكره الله تعالى فى قوله و ما كان هذا القرآن ان يفترى الخ فنقوله انه تعالى لما بين صحة نبوة محمد صلى الله عليه وسلم بطريق المعجزة ففے هذه الأية بين صحة نبوة بالطريق الثانى و هذا الطريق طريق كاشف عن حقيقة النبوة معرف لما هيتها فاستدلال بألمجزة هوالذى يسميه المنطقيون برهان الان و هذا الطريق هوالطريق الذى يسمونه برهان اللم وهو اشرف و اعلى و اكمل و افضل قل ارايتم ما انزل الله الخ لما ذكرالدلائل الكثيرة على صحته النبوة و بين فساد سؤالاتهم و شبهاتهم فى انكارها اتبع ذلک ببيان فساد طريقتهم فى شرائعهم احكامهم و ماتكون فى شان الخ اعلم انه لما اطال الكلام فى امرالرسول بايرادالدلائل على فساد مذاهب الكفار و فى امره بايرادالجواب عن شبهاتهم و فى امره بتحمل اذا هم بالرفق معهم ذكر هذا الكلام ليحصل به تمام السلوة والسرور للمطيعين و تمام الخوف و الفزع للمذنبين و هو كونه سبحانه و تعالى عالما بعمل كل واحد و بما فى قبله من الدواعى والصوارف الاان اولياء الله الخ اعلم انا بينا ان قوله تعالى و ما تكون فى شان و ما تتلوامنه من قرآن مما يقوى قلوب المطيعين و مما يكسر قلوب الفاسقين فاتبعه الله تعالى بشرح احوال المخلصين الصادقين الصديقين فى هذه الأية و يحزنک قولهم الخ

قال ابوالسعود تسلية للرسول عليه الصلوة والسلام عما كان يلقاه من جهتهم من الاذية الناشئة عن مقالاتهم الموحشة و تبشيرله عليه الصلوة والسلام بانه عزو جل ينصره و يعزه عليهم الر بيان ان له ولاتباعه امنا من كل محذور و فوزابكل مطلوب الاان الله الخ قال ابوالسعود و هو مع مافيه من التاكيد لما سبق من اختصاص العزة لله تعالى الموجب لسلوته عليه السلام و عدم مبالاته بالمشركين و بمقالاتهم تمهيد لما لحق من قوله تعالى و ما يتبع الذين الخ و برهان على بطلان ظنونهم و اعمالهم المنيته عليها هوالذى جعل لكم الخ قال ابوالسعود تنبيه على تفرده تعالى بالقدرة الكاملة وانعمة الشاملة ليدهم على توحيده سبحانه باستحقاق العبادة و تقرير لما سلف من اختصاص العزة به سبحان و قالوا اتخذالله الخ اعلم ان هذا نوع اخرمن الاباطيل التى حكاها الله تعالى عن الكفار قل ان الذين يفترون الخ اعلم انه تعالى لما بين بالدليل القاهران اثبات الولدلله تعالى قول باطل ثم بين انه ليس لهذا القائل دليل على صحة قوله فقد ظهر ان ذلك المذهب افتراء على الله و نسبة لما لا يليق به اليه فبين ان من هذا حاله فانه لايفلح البتة واتل عليهم نبأنوح الخ قال ابوالسعود ليتدبرو اما فيه من زوال ما تمتعوابه من النعيم و حلول عذاب الغرق الموصول بالعذاب المقيم فينزجروابذلک عماهم عليه من الكفراوتنكسر شدة شكيمتهم او يعترف بعضهم بصحة نبوتک بان عرفوا ان مانتلوه موافق لما ثبت عندهم من غير مخالفة بينهما اصلامع علمهم بانک لم تسمع ذلک من احدليس الابطريق الوحى و فيه من تقرير ما سبق من كون الكل لله سبحانه و اختصاص

العزة به تعالى و انتفاء الخوف والحزن عن اولياء ه عز و علاقالطة و تشجيع النبى صلى الله عليه وسلم و حمله على عدم المبالاة بهم و باقوالهم و افعالهم ما لا يخفى ولقد بوأنا بنى اسرائيل الخ قال ابوالسعود كلام مستانف سيق لبيان النعم الفائضة عليهم اثر نعمته الانجاء على وجه الاجمال واخلالهم بشكرها و اداء حقوقها فان كنت فى شك الخ اعلم انه تعالى لما ذكر من قبل اختلافهم عندما جاء هم اوردعلى رسول الله صلى الله عليهوسلم فى هذه الاية ما يقوى فى صحة القران والنبوة ان الذين حقت عليهم الخ قال لوالسعود كلام مستأنف لتقرير ما سبق من استحالة ايمان من حقت عليهم كلمة تعالى لسوء اختيارهم مع تمكنهم من التدارك فيكون الاستثناء الأتى بيانالكون قوم يونس عليه السلام ممن لم يحق عليه الكلمة لاهتدائهم الى التدارك فى وقته و لو شاء ربك لأمن الخ قال ابوالسعود عقبق لدوران ايمان كافة المكلفين وجود اوعدما على قطب مشيئة تعالى مطلقا اثر بيان تبعية كفرالكفرة لكلمة قل انظروا ماذا فى السمٰوٰت الخ اعلم انه تعالى لما بين فى الأيات السالفة ان الايمان لايحصل الابتخليق الله تعالى و مشيئة امر بالنظروالاستدلال فى الدلائل حتى لايتوهم ان الحق هوالجبرالمحض فهل ينتظرون الخ قال المسكين تقرير لما سبق من عدم اغناء الأيات والنذرعنهم ببيان انهم لايؤمنون حتى يقع عليهم العذاب فيؤمنون حيث لاينفعهم الايمان قل ياايها الناس ان كنتم فى شك الخ اعلم انه تعالىٰ لما ذكر الدلائل على اقصى الغاٰيٰت وابلع النهايات امر رسوله باظهاردينه وباظهارالمباينة عن المشركين لكے

نزول الشکوک والشبهات فی امره و تحرج عبادة الله تعالى من طريقة السرالی الاظهاروان يمسسک الله بضر الخ قال ابوالسعود تقرير لما اوردفی حيزالصلة من سلب النفع من الاصنام و تصوير لاختصاصه به سبحانه قل يا ايهاالناس قد جاء كم الحق الخ قال المسكين اتمام للحجة بعد تبليغ الدين واتبع الخ قال المسكين امرله عليه الصلوة والسلام بالاتباع والصبر على التبليغ الرالامر باالتبليغ

سورة هود

﴿فاتحة هذه و خاتمة ما قبلها تشتملان على بيان الرسالة ۱۲ منه﴾

ان لاتبعدوا الخ ابوالسعود كانه قيل كتاب احكمت اياته ثم فصلت لئلاتعبدوا الا الله اى لتتركواعبادة غيرالله عز و جل وتمحضوا فى عبادته فان الاحكام والتفصيل على مافصل من المعانى مما يدعوهم الىٰ الايمان والتوحيد و ما يتفرع عليه من الطاعات قاطبة الاانهم يثنون صدورهم الخ قال المسكين بيان للتولى واشارة الى جزاء ہ و ما من دابة فى الارض الخ اعلم انه تعالى لما ذكر فى الأية الاولى انه يعلم ما يسرون و ما يعلنون اردفه بمايدل على كونه تعالى عالما بجميع المعلومات فذكر ان رزق كل حيوان انما يصل اليه من الله تعالىٰ فلولم يكن عالما بجميع المعلومات لما حصلت هذه المهمات و هوالذى خلق السمٰوٰت الخ اعلم انه تعالىٰ لما اثبت بالدليل المتقدم كونه عالما مالمعلومات اثبت بهذاالدليل كونه تعالى قادرا﴿فهو تقرير بقوله تعالى فيما قبل و هو على كل شئى قدير ۱۲ منه﴾على كل المقدورات ولئن قلت انكم الخ اعلم انه

تعالی لما بین انه خلق هذا العالم لاجل ابتلاء المکلفین و امتحانهم فهذا یوجب القطع بحصول الحشروالنشر فعندهذا خاطب محمد اعلیه الصولة والسلام و قال ولئن قلت الخ ولئن اخرنا عنهم العذاب الخ قال المسکین اخذامن ابی السعود لما اوعدهم الله تعالی بالعذاب فی قوله و ان تولوافانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر تعجبوا من تاخیره فاجاب الله تعالی فی هذه الأیة ولئن اذقنا الانسان منارحمة الخ قال ابوالسعود ووجه تعلق الأیات الثلث بما قبلهن من حیث ان اذا قته النعماء و مساس الضراء فصل من باب الابتلاء واقع موقع التفصیل من الاجمال الواقع فی قوله لیبلوکم ایکم احسن عملا والمعنی ان کلامن اذاقة النعماء و نزعها فی کونه ابتلاء للانسان ایشکرام یکفر لایهتدی فیه الی سنن الصواب بل یحید فی کلتا الحالتین عنه الی مهاوی الضلال فلایظهر منه باحسن عمل الامن الصابرین الصالحین او من حیث ان انکارهم بالبعث واستهزاء هم العذاب بسبب بطرهم و فخرهم کانه قیل انما فعلواما فعلوالان طبیعة الانسان مجبولة علی ذلک فلعک تارک الخ اعلم انه هذا نوع اخرمن کلمات الکفار والله تعالی بین ان قلب الرسول ضاق بسببه ثم انه تعالی قواه وایده بالاکرام والتائید ام یقولون افتراه الخ اعلم ان القوم لما طلبوامنه المعجز قال معجزی﴿لقولهم لولانزل علیه کنزاوجاء معه ملک ۱۲ منه عفی عنه﴾هذاالقرآن و لما حصل المعجزالواحد کان طلب الزیادة بغیا و جهلا ثم قدر کونه معجزابان تحداهم بالمعارضة من کان یریدالحیوة الدنیا الخ قال ابوالسعود لما امرنبیه علیه الصلوة والسلام والمؤمنین بان یزدادواعلما و یقینا بان

القران منزل بعلم الله و بان لاقدرة لغيره على شئ اصلا و هيجهم على الثبات على الاسلام والرسوخ فيه عند ظهورعجز الكفرة و ما يدعون من دون الله عن المعارضة و لبين انهم ليسوا على شئ اصلااقتضى الحال ان يتعرض لبعض شئونهم الموهمة لكونهم على شئ في الجملة من نيلهم الحظوظ العاجته واستيلائهم على المطالب الدنيوية و بيان ان ذلک بمعزل عن الدلالة عليه ولقد بين ذلک ای بيان ثم اعيدالترغيب فيما ذكر من الايمان بالقرآن والتوحيد والاسلام فقيلا فمن كانه على بينة من ربه الخ و تقديره افمن كانه على بينة من ربه كاولئک الذين ذكرت اعمالهم و بين مصيرهم و مالهم يعنى ان بيهما تفاوتا عظيما و من اظلم ممن افترى الى قوله هم الاخسرون قال ابوالسعود و هذه الأيات كماترى مقررة لما سبق من انكار المماثلة بين من كان على بينة من ربه و بين من كان يريدالحيوة الدنيا ابلغ تقرير فانهم حيث كانوأ اظلم من كل ظالم واخسرمن كل خاسر لم يتصور مماثلة بينهم و بين احدمن الظلمة الاخسرين فماظنک بالماثلة بينهم و بين من هو فى اعلى مدارج الكمال و لما ذكر فريق الكفار و اعمالهم شرح فى بيان حال اضدادهم اعنى فريق المؤمنين وما يول اليه امرهم من العواقب الحميدة تكملة لما سلف من محاسنهم المذكورة فى قوله تعالى افمن كان على بينة من ربه الأية يتبين مابينهما من التباين البين حالا و مالأفقيل ان الذين امنوا الخ و بعد بيان حاليهما عقلا اريد بيان تباينهما حسا فقيل مثل الشريقين كالا عمے الخ ولقد ارسلنا نوحا الى قومه الى اخرالقصص المذكورة فى السورة قال ابوالسعود ولما بين

من فاتحة السورة الكريمة الى هذا المقام انها كتاب محكم الأيات مفصلها نازل فی شان التوحيد و ترک عبادة غیرالله سبحانه و ان الذی انزل عليه نذير و بشير من جهة تعالى و قرر فی تضاعيف ذلک ماله مدخل فی تحقيق هذاالمرام من الترغيب والترهيب والزام المعاندين بما يقارنه من الشواهد الحقة الدالة على كونه من عندالله تعالى و تسلية الرسول صلى الله عليه وسلم مما عراه من ضيق الصدرالعارض له من اقتراحاتهم الشنيعة و تكذيبهم له و تسميتهم للقران تارة سحرا و اخرى مفترى و تثبية عليه الصلوة والسلام والمؤمنى على التمسک به والعمل بموجبه على ابلغ وجه ابداع اسلوب شرع فی تحقيق ماذكرو تقرير بذكر قصص الانبياء صلواة الله عليهم اجمعين المشتملة على ما اشتمل عليه فاتحة السورة الكريمة ليتاكد ذلک بطرق احدها ان ما اضربه من التوحيد و فروعه مما اطبق عليه الانبياء قاطبة والثانی ان ذلک انما علمه رسول الله صلى الله لعيه وسلم بطريق الوحی فلا يقى فی حقيقة كلام اصلا و ليتسلى بما بشاهده من معاناة الرسل قبله من اممهم و مقاساتهم الشداء من جهتهم ان فی ذلک لأية لمن الخ قال المسكين ذكر اعظم منافع بيان القصص ثم اتبعه بذكر يوم الأخرة واحواله و ما يلقے الناس فيه من سعداء واشقياء فلاتک فی مرية الخ قال ابوالسعود و لما كان مساق النظم الكريم قبيل الشروع فی القصص لبيان غاية سوء حال الكفرة و كمال حسن حال المؤمنين و قد ضرب لهم مثلا فقيل مثل الفريقين الخ و قد قص عقيب ذلک من انباء الامم السالفة مع رسلهم المبعوية اليهم ما يتذكربه المتذكر نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كونه فی شک من مصيرامر هولاء المشركين فی العاجل والأجل ثم علل ذلک فقيل ما يعبدون الخ ای هم و اباء هم سواء فی الرک وقد بلغک ما لحق باباتهم فيسلحقهم مثل ذلک فان

تماثل الاسباب يقتضى تماثل المسببات ولقد اتينا موسى الخ اعلم الله تعالى لما بين فى الأية الاولى اصرار كفار مكة و بين تعالى ان هؤلاء الكفار كانوا على هذه السيرة الفاسدة مع كل الانبياء عليهم السلام ضرب لذلک مثلا و هوانه لما انزل التورٰية اختلفوا فيه و ذلک يدل على ان عادة الخلق هكذا فاستقم الخ قال ابوالسعود لما بين فى تضاعيف القصص سوء عاقبة الكفرو عصيان الرسل و ان كل واحد من المؤمنين والكافرين يو فى جزاء عمله امر رسوله الله صلى الله عليه وسلم بالاستيقامة كما امربه و اقم الصلوة الخ اعلم انه تعالى لما امره بالاستقامة اردفه بالامر بالصلوة و ذلک يدل على ان اعظم العبادات بعد الايمان بالله هوالصلوة فلولا كان من القرون الخ اعلم انه تعالى لما بين ان الامم المتقدمين حل بهم عذاب الاستيصال بين السبب فيه و لوشاء ربک الخ قال المسكين كان المذكور فى الأية الاولى السبب الظاهرى و فى هذه الأية السبب الحقيقى وكلا نقص عليک الخ انه تعالى لما ذكر القصص الكثيرة فى هذه السورة ذكر فى هذه الأية نوعين من الفائدة و قل للذين لايؤمنون الخ اعلم انه تعالى لما بلغ الغاية فى الاعذاروالانذاروالترغيب والترهيب اتبع ذلک بان قال للرسول و قل الخ

سورة يوسف

﴿لما قال فى اخر السورة التى تقدمت و كلانقص من انباء الرسل الخ بين فى هذه السورة القصة التى هى احسن القصص ۱۲ منه عفى عنه﴾

ذلک من انباء الغيب الخ اعلم ان المقصد من هذا اخبارعن الغيب فيكون معجزا و ما اكثر الناس ولوحرصت اعلم ان وجه اتصال هذه الأية بما قبلها ان كفار قريش و جماعة من اليهود الطلبوا

هذه القصة من رسول الله صلى الله عليهوسلم على سبيل التعنت واعتقد رسول الله صلى الله عليه وسلم انه اذا ذكرها فربما امنوا فلما ذكرها اصرواعلى كفرهم فنزلت هذه الأية قال المسكين ثم ذكر غفلتهم عن الأيات الكونية كغفلتهم عن الأيات المنزلة وذكرالوعيد بالعذاب على الغفلة ثم امر عليه السلام باظهار حقيقة سبيل الحق الذى بعث به والدعوة اليه ثم دفع الاستبعاد فى كونه عليه الصلوة والسلام رسولا لكونه بشراوذكر عاقبة المكذبين للرسول من حلول العذاب بهم و لوبعد حين ثم نبه على فائدة ذكر القصص فى القرأن و قرركون القرأن المشتمل على هذه القصص حقا و صدقا﴿ احدهما للرسول و ثانيهما للمؤمنين ۱۲ منه ﴾

سورة الرعد

﴿والمناسبة بين اول هذه السورة واخرة المتقدمة ان كليهما يشترک فى اثبات حقية القرأن ۱۲ منه عفى عنه﴾

الله الذى رفع السمٰوٰت الخ اعلم انه تعالى لما ذكر ان اكثر الناس لايؤمنون ذكر عقيبه ما يدل على صحة التوحيد والمعاد و هوالذى مدالارض الخ اعلم انه تعالى لما قررالدلائل السماوية اردفها بتقرير الدلائل الارضية و فى الارض قطع الخ قال ابوالسعود جملة مستانفة مشتملة على طائفة اخرى من الأيات و ان تعجب الخ اعلم انه تعالى لما ذكرالدلائل القاهرة على ما يحتاج اليه فى معرفة المبدء ذكره بعده مسئلة المعاد و يستعجلونک بالسئية الخ اعلم انه صلى الله عليه وسلم كان يهدهم تارة بعذاب القيامة و تارة بعذاب

...الدنيا والقوم كلما هدهم بعذاب القيامة انكروا القيامة والبعث والحشر والنشرو هوالذى تقدم ذكره فى الأية الاولى و كلما هددهم بعذاب الدنيا قالو اله فجئنا بهذا العذاب فلهذا البسبب حكى الله عنهم انهم يستعجلون و يقول الذين كفروا الخ اعلم انه تعالى حكى عن . الكفار انهم طعنوا فى نبوة بسبب طعنهم فى الحشروالنشراولاً ثم طعنوا فى نبوته بسبب طعنهم فى صحته ما يلزمهم به من نزول عذاب الاستيصال ثانيا ثم طعنوا فى نبوته بان طلبوا منه المعجزة﴿اى من مقترحاتهم الواهية ١٢ منه﴾والبينة ثالثا وهوالمذكور فى هذه الأية الله يعلم ما تحمل الخ قال المسكين هذاالركوع بكماله تقرير للتوحيد وابطال للشرک مرتبط بقوله الله الذى رفع السموات الخ و فى تضاعيفه جعل قول ان الله لا يغيرما بقوم الخ غاية للحفظ المذكور فى قوله يحفظونه من امرالله و ضرب امثالا للحق والباطل و بين جزاء المحق والمبطل ثم ذكر اوصاف المحقين والمبطين بقوله افمن يعلم انما انزل اليک الى قوله اولئک لهم اللغة ولهم سوء الدار. قوله تعالى الله يبسط الخ اعلم انه تعالیٰ لما حكم على نقض عهد الله فى قبول التوحيد والنبوة بانهم ملعونون فى الدنيا و معذبون فى الأخرة فكانه قيل لوكانوا اعداء الله لما فتح الله عليهم ابواب النعم واللذات فى الدنيا فاجاب الله عنه بهذه الأية و يقول الذين كفروا الخ قال المسكين كان المذكورالى ههنا امرالتوحيد و ما يتعلق به والأن شرع فى اثبات الرسالة والجواب عن شبهاتهم فيها و تقريعهم على انكارها ففى هذه الأية اجاب عن شبهتهم المشورة لولاانزل عليه اية من ربه حاصل الجواب

انا اعطیناک اٰیة عظیمة هی الذکر ای القراٰن الذی تطمئن به قلوب المؤمنین و یضل به المردة من الطاغین کذلک ارسلناک فی امة الخ قال المسکین فیه تصریح بالمقصود واما قوله وهم یکفرون بالرحمٰن فلعل المرابه تسلیة النبی صلی الله علیه وسلم ای لاتحزن لو کفروابک فانهم یکفرون بالرحمٰن فتوکل علیه ولاتهتم بهم ولو ان قراٰنا سیرت به الجبال الخ قال المسکین فیه اثبات لامر القراٰن الدال علی النبوة و اقناط من ایمانهم و بیان الجزاء هم علی الکفرو لقد استهزئ برسل الخ قال المسکین فیه تسلیة للنبی صلی الله علیه وسلم عما لقی من المشرکین من التکذیب والاقتراح علی طریقة الاستهزاء به ووعید لهم ثم اشارالی استحقاقهم العذاب فی قوله افمن هو قائم علی کل نفس الخ ببیان ان امرالتوحید عقلی بدیهی لا عذر لاحد فی الاعراض عنه و اهمال امره مثل الجنة التی وعد الخ اعلم انه تعالیٰ لما ذکر عذاب الکفار فی الدنیا والاٰخرة اتبعه بذکر ثواب المتقین والذین اٰتیناهم الکتاب الخ قال المسکین هذا دلیل اٰخر علی حقیقة القراٰن الذی جاء به الرسول بان اهل الکتاب یصدقونه ثم اشارالی رکاکة رای المنکرین بقوله قل انما امرت الخ ای لیس فیما انزل الی الاامرالتوحید و هذا مما لاینکروکذلک انزلناه الخ قال المسکین فیه تصریح ایضابالمقصود من انزال القراٰن علی الرسول ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک الخ اعلم ان القوم کانوایذکرون انواعاً من الشبهات فی ابطال نبوة فالشبهة الاولی قولهم ما لهذ الرسول یأکل الطعام و یمشی فی الاسواق و هذه الشبهة انما ذکرها الله تعالی فی سورة اخری والشبهة الثانیة قولهم

الرسول لابدوان یکون من جنس الملٰئکة فاجاب الله تعالی عنه ههنا بقوله ولقدارسلنا لا الشبهة الثالثة عابوارسول الله صلی الله علیه وسلم بکثرة الزوجات فاجاب الله تعالیٰ عنه بقوله ولقد ارسلنا الخ والشبهة الرابعة قالوالوکان رسولا من عندالله لکان ای شیئی طلبنا منه من المعجزات اتی به ولم یتوفق فاجاب الله تعالی عنه بقوله و ما کان لرسول الخ الشبهة الخامسة انه علیه السلام کان یخوفهم بنزول العذاب ثم ان ذلک الموعود کان یتاخرفاجاب الله عنه بقوله ولکل اجل کتاب الشبهة السادسة قالوا لوکان فی دعوی الرسالة محقا لما نسخ الاحکام التی نص الله تعالی علی ثبوتها فی الشرائع المتقدمة فاجاب الله سبحانه عنه بقول یمحوالله مایشاء و اما نرینک بعض الذی نعدهم الخ قال المسکین کانه تفصیل و توضیح لقوله و ما کان لرسول ان یاتی بایٰته الا باذن الله لکل اجل کتاب اولم یروا انا نأتی الخ اعلم انه تعالی لما وعد رسوله بان یره بعض ما وعدوه او یتوفاه قبل ذلک بین فی هذه الأیة ان اٰثار حصول تلک المواعید و علاماتها قدظهرت و یقول الذین کفروا الخ اعلم انه تعالی حکی عن القوم انهم انکروا کونه رسولا من عندالله ثم انه تعالی احتج علیهم بامرین الاول شهادة الله والمراد انه تعالی اظهر المعجزات والثانی قوله و من عنده علم الکتاب

سورۃ ابراہیم

﴿بین امر الرسالة فی اٰخر المتقدمة و اوّل هذه فهذا هو وجه الربط بینهما ۱۲ منه﴾

وما ارسلنا من رسول الخ قال المسکین کانه قسیم لقوله لتخرج

الناس من الظلمات ای کافتهم فکان الحاصل انا بعثنا جمیع الرسل الی اقوامهم خاصة وارسلناک الی الناس عامة ولقد ارسلنا موسی الخ قال ابوالسعود شروع فی تفصیل﴿ وقد مرمراراً ما فی ذکرالقصص من الحکم ۱۲﴾ ما اجمل فی قوله عز و جل ولقد ارسلنا و اذتاذن الخ قال ابوالسعود من جملة مقال موسی علیه الصلوة والسلام لقومه الم یأتکم نبأ الذین الخ قال المسکین هذا ترهیبه من علیه السلام غب ترغیب و یحتمل ان یکون ابتداء مخاطبة من الله تعالیٰ لقوم الرسول صلی الله علیه وسلم ثم ذکر تعالی المناظرة التی وقعت بین الانبیاء علیهم السلام و اقوامهم الی خاتمة الرکوع ثم ذکر تعالی جزاء المکذبین فی قوله تعالیٰ فاوحی الیهم ربهم الی اٰخر الرکوع و اشار فی تضاعیف بقوله تعالی الم تران الله خلق السموات والارض الخ الی ان من هذاشانه حقیق بان یؤمن به و یرجی ثوابه یو یخشی عقابه و قال الشیطان لما قضی الامر الخ اعلم انه تعالی لما ذکرالمناظرة التی وقعت بین الرؤساء والاتباع من کفرة الانس اردفها بالمناظرة التی وقعت بین الشیطان و بین اتباعه من الانس و ادخل الذین اٰمنوا الخ اعلم انه تعالی لما بالغ فی شرح احوال الاشقیاء من الوجوه الکثیرة شرح احوال السعداء الم تر کیف ضرب الله الخ اعلم انه تعالی لما شرح احوال الاشقیاء و احوال السعداء ذکر مثالا یبین الحال فی حکم لهذین القسمین یثبت الله الخ قال المسکین بیان کیفیة الشیة واٰثاره الم ترالی الذین بدلوا الخ اعلم انه تعالی عادالی وصف احوال الکفار فی هذه الأیة قل لعبادی الذین اٰمنوا الخ اعلم انه تعالی لما امرالکافرین علی

سبیل التهدید والوعید بالتمتع بنعیم الدنیا امرالمؤمنین فی هذه
الایة بترک التمتع بالدنیا والمبالغة فی المجاهدج بالنفس والمال
الله الذی خلق السموات الخ اعلم انه تعالی
لما اطال الکلام فی وصف احوال السعداء و احوال الاشقیاء
و کانت العمدة فی حصول السعادات معرفة الله تعالیٰ بذاته و
بصفاته و فی حصول الشقاوة فقدان هذه المعرفة لاجرم ختم الله
تعالی وصف احوال السعداء والاشقیاء بالدلائل الدالة علی
وجودالصانع و کمال علمه و قدرته و اذقال ابراهیم الخ اعلم انه
تعالی لما بین بالدلائل المتقدمة انه لامعبودالاالله سبحانه و تعالی
وانه لایجوز عبادة غیره تعالی البتة حکی عن ابراهیم علیه السلام
مبالغة فی انکار عبادة الاوثان ولا تحتسبن الله غافلا الخ قال
المسکین هذا عود الی ذکر جزاء المکذبین بالتوحید والنبوة
ویمتد الی خاتمة السورة فخلاصة السورة کلها تقریر امرا النبوة
ووعید المنکرین لها والله اعلم ثم فخم شان الکتاب الکافل لما
ذکر بقوله هذا بلغ للناس و بین فوائد العلمیة والعملیة.

سورة الحجر

﴿ختم السورة التی مرت ببیان جزاء المکذبین بین فی الول
هذه السورة تمنیهم الاسلام اذارأوا الجزاء ١٢ منه عفی عنه﴾
ربما یودالذین الخ قال ابوالسعود لما بین کون السورة
الکریمة بعضامن الکتاب والقران لتوجیه المخاطبین الی حسن
تلقی ما فیها من الاحکام والقصص والمواعظ شرع فی بیان

ماتتضمنه فقيل ربما و قال هذا بيان حقارة شان الكفار و عدم الاعتداد بما هم فيه من الكفروا التكذيب كما ينطق به قوله تعالى ذرهم ياكلوا و مااهلكنا من قرية الخ قال ابو السعود شروع فى بيان سرتاخير عذابهم و قالوا ياايها الذى نزل الخ قال ابوالسعود شروع في بيان كفرهم بمن انزل عليه الكتاب بعد بيان كفرهم بالكتاب ومايول اليه حالهم انا نحن نزلنا الذكر الخ قال ابوالسعود ردلا نكارهم التنزيل واستهزاء هم برسول الله صلى الله عليه وسلم و تسلية له ولقد ارلسنا من قبلک الخ اعلم ان القوم لما اساؤا فى الادب و خاطبوه بالساهة وقالوا انک لمجنون فاالله تعالى ذكر ان عادة هؤلاء الجهال مع جميع الانبياء هكذا كانت ولک اسوة فى الصبر ولو فتحنا عليهم بابا الخ ان القوم لما طلبوانزول ملائكة بين الله تعالى فى هذه الأية ان بتقدير ان يحصل هذا المعنى لقال الذين كفرواهذامن باب السحر ولقد جعلنا فى السماء بروجا الخ اعلم انه تعالى لما اجاب عن شبهة منكرى النبوة و كان قدثبت ان القول بالنبوة متفرع على القول بالتوحيد اتبعه بدلائل التوحيد فقال ولقد جعلنا فى السماء الخ والارض مددنا ها الخ وجعلنا لكم فيها معائش الخ وان من شئى الاعندنا الخ وارسلنا الرياح لواقح الخ و انا لنحن نحيى الخ ولقد علمنا المستقدمين ﴿اقول كان فيما قبل بيان الكفارالسابقين و ههنا ذكر حال الموجودين منهم ۱۲ منه﴾

الخ و ان ربک هو يحشر الخ ولقد خلقنا الانسان الخ و اذقال ربک للملئكة الخ اعلم انه تعالى لما ذكر حدوث الانسان الاول واستدلال بذكره على وجود الا له القادر المختار ذكر بعده واقعته

ان المتقین فی جنات الخ اعلم انه تعالی لما شرح احوال اهل العقاب ببعه بصفة اهل الثواب و نبئهم عن ضیف ابراهیم الخ قال ابوالسعود المقصود اعتبارهم بما جری علی ابراهیم علیه الصلوة والسلام مع اهله من البشری فی تضاعیف الخوف و بما حل بقوم لوط من العذاب و نجاته علیه الصلوة والسلام مع اهله التابعین له فی ضمن الخوف و تنبیههم بحلول انتقامه تعالی من المجرمین و علمهم بان عذاب الله هوالعذاب الالیم و فی الکبیر اعلم انه تعالی لما بالغ فی تقریر النبوة ثم اردفه بذکر دلائل التوحید ثم ذکر عقیبه احوال القیامة و صفة الاشقیاء والسعداء اتبعه بذکر قصص الانشبیاء علیهم السلام لیکون سماعها مرغبا فی الطاعة الموجبة للفوزبدرجات الانبیاء و محذراعن المعصیة لاستحقاق درکات الاشقیاء فبدأ اولا بقصة ابراهیم علیه السلام و ما خلقنا السموات والارض الخ اعلم انه تعالی لما ذکر انه اهلک الکفار فکانه قیل الاهلاک والتعذیب کیف یلیق بالرحیم الکریم فاجاب عنه بانی انما خلقت الخلق لیکونوا مشتغلین بالعبادة والطاعة فاذا ترکوها و اعرضوا عنها وجب فی الحکمة اهلاکهم و تطهیر وجه الارض منهم ولقد اتیناک سبعاً الخ اعلم انه تعالی لما صبره علی اذی قومه وامره بان یصفح الصفح الجمیل اتبع ذلک بذکر النعم العظیمة التی خص الله تعالیٰ محمد اصلے الله علیه وسلم بهالان الانسان اذاتذکر کثرة نعم الله علیه سهل علیه الصفح والتجاوزلاتمدن عینیک الخ لما عرف رسوله عظم نعمه علیه فیما یتعلق بالدین نهاه عن الرغبة فی الدنیا و قل انی انا الخ اعلم انه تعالی لما امررسوله بالذهد فی الدنی او خفض الجناح للمومنین

امره بان يقول للقوم الى انا المنذير المبين فيدخل تحت كونه نذيرا كونه مبلغا لجميع التكاليف ولقد نعلم انک يضيق الخ اعلم انه' تعالى لما ذكران قومه يسفهون عليه قال له ولقد نعلم لان الجبلة البشرية و المزاج الانسانى يقتضى ذلک فعندهذا قال له فسبح الخ

﴿ليس المراد بالوجوب الوجوب العقلے كما عندالمعتزلة بل بمحض ارادته و مشية كما عند اهل الحق ۱۲ منه﴾

سورة النحل

﴿ختم السورة السابقة باثبات الرسالة وافتتح هذه ببيان التوحيد و ايضا لما قال فى تلک ولقد نعلم انک يضق صدرک اخبر فى هذه بانه اتى امرالله الخ لئلايصق صدره ۱۲ منه عفى عنه﴾

اتى امرالله فلا تستعجلوه الخ قال المسكين لعل المقصود الاصلى منه اثبات التوحيد و افتتحه بالوعيد على الاعراض عنه واتبعه ببيان انه دين اجمع عليه جمهورالانبياء عليهم الصلوة والسلام و امروا بدعوة الناس اليه خلق السمٰوٰت الخ اعلم انه تعالى لما بين فيما سبق ان معرفته الحق مطلع السعادات اتبعه بذكرالدلائل على وجود الصانع الالٰه تعالى و كمال قدرته و حكمته افمن يخلق كمن لا يخلق الخ قال المسكين هوكا لنتيجة لما سبق من الدلائل التى هى نعم ايضا و اذا قيل لهم ماذا انزل الخ اعلم انه تعالى لما بالغ فى تقرير دلائل التوحيد واورد الدلائل القاهرة فى ابطال مذاهب عبدة الاصنام -ذكر بعد ذلک شبهات منكرى النبوة مع الجواب عنها فالشبة الاولى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما احتج على صحة نبوة

بمسه بكون القرآن معجزة طعنوا فى القران و قالوا انه اساطير الاولين وليس هو من جنس المعجزات و لما ثبت كون القرآن معجزامرا راكبيرة لاجرم اقتصر فى هذه الأية على مجرد الوعيد قدمكرالذين من قبلهم الخ اعلم ان المقصود من هذه الأية المبالغة فى وصف وعيد اولئک الكفار و قيل للذين اتقواالخ اعلم انه تعالى لما بين احوال الاقوام الذين اذا قيل لهم ماذا انزل ربكم قالوا اساطير الاولين اتبعه بذكروصف المؤمنين هل ينظرون الا ان الخ اعلم ان هذا هوالشبهة الثانية لمنكرى النبوة فانهم طلبوا ان ينزل الله تعالى ملكامن السماء يشهد على صدقه فى ادعاء النبوة و قال الذين اشركو الخ اعلم ان هذا هوالشبهة الثالثة لمنكرى النبوة و تقريرها انهم تمسكوا بصحة القول بالجبر على الطعن فى النبوة فالكل من الله ولا فائدة فى مجيئک وارسالک فكان القول بالنبوة باطلا واقسموابالله جهدايمانهم الخ اعلم ان هذا هوالشبهة الرابعة لمنكرے النبوة فقالوا القول بامعث والحشر والنشر باطل فكان القول بالنبوة باطلاوالذين هاجروا الخ اعلم انه تعالى لما حكى عن الكفار انهم تمادوا فى العى والجهن والضلال و فى مثل هذه الحالة لايبعد اقدامهم على ايذاء المسلمين و حينئذيلزم على المؤمنين ان يهاجروا قدكر تعالىٰ حكم تلک الهجرة و ما ارسلنا من قبلک الخ اعلم ان هذا هوالشبهة الخامسة لمنكرى النبوة كانوا يقولون الله اعلى واجل من ان يكون رسوله و احدامن البشرا فامن الذين مكروا الخ قال المسكين اخذامن الكبير لعله راجع الى بيان حال الذين اضطرالمسلمون الى الهجرة من ايذائهم فهدهم الله تعالى اولم يروا الى ما خلق الله الخ

قال المسکین رجوع الی الباث التوحید و اقامته الدلائل و ابطال اقوال المشرکین من اتخاذالولدله تعالی و نحوه و تهدید هم بقوله ولویؤاخذالله الناس و فساد مذهب عبدة الاصنام بالامثال من قوله ضرب الله مثلا عبدا الخ و ضرب الله مثلاً رجعین الخ واختصاص علم الغیب به تعالی فی قوله ولله غیب السموت والارض و کمال قدرةه علی کل شئی من الامور التی یؤید مطلب التوحید وامتدت هذه الدلائل الی قوله تعالی و الله جعل لکم مما خلق ظللاوجعل لکم من الجبال اکنانا الی اخرالأیة ثم نبه علی کون تلک الامور نعما تاما بقوله کذلک یتم نعمة علیکم لعلکم تسلمون ثم سلی رسوله الله صلی الله علیه وسلم ان تولوا وانکروا بعدالمعرفة بقوله فان تولواوقوله یعرفون نعمة الله الخ و یوأنبعث من کله امۃ شهید الخ اعلم انه تعالی لما بین من حال القوم انهم عرفوا نعمتَ الله ثم انکروها اتبعه بالوعید فذکر حال یوم القیامة قال المسکین وامتد ذلک الی قوله و یوم نبعث المکررولما کان المبین لهذه المهمات هو القرأن ختمه بالثناء علی القرأن بقوله و نزلنا علیک الخ ان الله یامر بالعدل الخ قال المسکین اخذامن ابی السعود کانه دلیل لکون القرأن تبیانا لکل شئی یعنیامرالله تعالی فی هذا القرأن بکل محمود و نهی فیه عن کل مذموم فصدق کونه تبیانا و هدی الخ و یحتمل ان یکون اجمالا لما سبق من تفصیل الاحکام واوقوابعهما الله الخ اعلم انه تعالی لما جمع کل المامورات والمنهیات فی الأیة الاولی علی سبیل الاحمال ذکر فی هذه الأیة بعض تلک الاقسام ولوشاء الل هالخ قال المسکین هذا بیان حکمة نخصیص التبیین بیوم القلیمة ما

...کم ینفد الخ قال ابو السعود تعلیل للخیریة بطریق الاستیناف من
...ل صالحاً من ذکر الخ قال ابو السعود شروع فی تحریض کافة
...ومنین علی کل عمل صالح غب ترغیب طائفة منهم فی الثبات
...علی ماهم علیه من عمل صالح مخصوص دفعالتوهم اختصاص
الاجرالموفوربهم و بعملهم للذکور فاذاقرات القران الخ اعلم انه
تعالی لما قال قبل هذه الأیة و تجزینهم اجرهم باحسن
ماکانوایعملون ارشد الی العمل الذی به تخلص اعماله عن الوساوس
فقال فاذا قرأت القران قال ابو السعود و تخصیص قراء ة القرأن من
بین الاعمال الصالحة بالاستعاذة عندارادتها للتنبیه علی انها لغیره
علیه السلام و فی سائرالاعمال اهم فانه علیه السلام حیث امربها
عند قراء ة القرأن الذین لایاتیه الباطل من بین یدیه ولامن خلفه
فماظنکم بمن عداه علیه السلام فیما عداالقراء ة من الاعمال و اذا
بدلنا اٰیة الخ اعلم انه تعالی شرع من هذاالموضع فی حکایة
الشبهات منکری نبوة محمد صلی الله علیه وسلم من کفر بالله من
بعدایمانه الخ قال ابو السعود هوابتداء کلام لبیان حال من کفربایات
الله بعدما اٰمن بها بعد بیان حال من لم یومن بهاراًساً ثم ان ربک
للذین هاجروا الخ لماذکر فی الأیة المتقدمة حال من کفربالله وحال
من اکراه علی الکفر ذکر بعده حال من هاجرمن بعدما فتن قال
المسکین ثم ذکراليوم الذی یجازی فیه الکافروالمؤمن فقال یوم
تاتی کل نفس الخ و ضرب الله مثلا قریة الخ اعلم انه تعالی
لماهددالکفار بالوعید الشدید فی الأخرة هددهم ایضا باٰفات الدنیا و
هوالوقوع فی الجوع والخوف ولقد جاء هم رسوله منهم الخ قال

ابو السعود من تتمة المثل جئ بهما لبيان ان مافعلوه من كفران النعم لم يكن مزاحمة منهم لقفية العقل فقط بل كان ذلك معارضة لحجة الله على الخلق ايضافكلوا ممارزقكم الله الخ يعتى ان ذلك الجوء انما كان بسبب كفركم فاتركوا الكفر حتى تاكلوا انما حرم عليكم الميتة الخ يعنى انكم لما امنتم و تركتم الكفر فكلوا الحلال الطيب واتركوا الخبائث ولاتقولوالماتصف الخ اعلم انه تعالى لما حصرالمحرمات بالغ فى تاكيد ذلك الحصر و على الذين هادوا الخ قال ابوالسعود هو تحقيق لما سلف من حصر المحرمات فيما فصل بابطال ما يخالفه من فرية اليهود و تكذيبهم فى ذلك فانهم كانوا بقولون لسنااول من حرمت عليه وانما كانت محرمة على نوح و ابراهيم و من بعدهما حتى انتهى الامر الينا قال المسكين يمكن ان يكون هذاتائيداً لما سلف من وقوع الجوع والخوف على القرية بسبب كفرهم و حينئذمحط الفائدة قوله تعالى و ما ظلمنا هم الخ ثم ان ربك للذين عملوا الخ اعلم ان المقصود بيان ان الاوتراء على الله و مخالفة امرالله يامنعهم من التوبة و حصول المغفرة والرحمة ان ابراهيم كان امة الخ اعلم انه تعالى لما زيف فى هذه السورة مذاهب المشركين فى قولهم باثبات الشركاء و طعنهم فى نبوة الانبياء و قولهم تحليل اشياء و تحريم اشياء و كان ابراهيم عليه السلام رئيس الموحدين و قدوة الاصوليين والمشركون كانوا مفتخرين به لاجرم ذكره الله تعالى فى اٰخرهذه السورة ليصير ذلك حاملا على الاقرار بالتوحيد والرجوع عن الشرك انما جعل السبت الخ قال ابوالسعود تحقيق لذلك النفى الكلى و توضيح له بابطال

ما عسی یتوهم کونه قادحاً فی کلیة فان الیهود کانوایدعون ان السبت من شعائر الاسلام وان ابراهیم علیه السلام کان محافظا علیه ای لیس السبت من شرائع ابراهیم و شعائر ملة التی امرت باتباعها حتی یکون بینه علیه الصلوة والسلام و بین بعض المشرکین علاقة فی الجملة وانما شرع ذلک لنبی اسرائیل بعد مدة طویلة ادع الی سبیل ربک الخ اعلم اله تعالی لما امر محمد اصلی الله علیه وسلم باتباع ابراهیم علیه السلام بین الشئی الذی امره بمتابعته فیه فقال ادع الخ و ان عاقبتم فعاقبوا الخ قال ابوالسعود بعدما امره علیه الصلوة والسلام فیما یختص به من شان الدعوة بما امره به من الوجه اللائق عقبه بخطاب شامل له و لمن شایعه فیما یعم الکل فان الدعوة المامور بها لاتکاد تنفک عن ذلک کیف لاوهی موجبة لصرف الوجوه عن القبل المعبودة وادخال الاعناق فی قلادة غیرمعهودة قاضیة علیهم بفساد مایاتون و مایذرون و بطلان دین استمرت علیهم اباؤهم و قد ضاقت علیهم الحیل و عییت لهم العلل و سدت علیهم طرق المحاجة و المناظرة وارتجت دونهم ابواب المباحثة والمحاورة

سورۃ بنی اسرائیل

﴿لما سلی الله تعالی رسوله صلی الله علیه وسلم فی اخرالسورة المتصدمة اراده تسلیلة فی هذه ببیان اکرامه بالاسراء کیلا یلتفت الی اعداءه ١٢ منه عفی عنه﴾

واتینا موسی الکتاب الخ ذکرالله تعالی فی الأیة الاولی اکرامه

محمد اصلی الله علیه وسلم بان اسری به وذکر فی هذه الأیة انه اکرم موسی علیه الصلوة والسلام قبله بالکبتاب الذی اتاه ذریة من حملنا الخ قال ابوالسعود والمراد تاکید الحمل علی التوحید بتذکیر انعامه تعالی علیهم فی ضمن انجاء اٰباء هم من الغرق فی سفینة نوح علیه السلام انه کان عبداشکورا الخ قال ابوالسعود فیه ایذان بان انجاء من معه کان ببرکة شکره علیه الصلوة والسلام و حث للذریة علی الاقتداء به وزجرلهم عن الشرک الذی هو اعظم مراتب الکفران و قضینا الی بنی اسرائیل الخ اعلم انه تعالی لما ذکر انعامه علی بنی اسرائیل بانزال التورته علیهم و بانه جعل التوراة هدی لهم بین انهم ما اهتدوابهداه بل وقعوا فی الفساد ان احسنتم احسنتم الخ اعلم انه تعالی حکی عنهم انهم لما عصوا سلط علیهم اقواما و لما تابوازال عنهم تلک المحنة فعند ذلک ظهرانهم ان اطاعوافقد احسنوا الی انفسهم و ان اصرواعلی المصیة فقد اساؤالی انفسهم ان هذا القراٰن یهدی الخ انه تعالی لما شرح ما فعله فی حق عباده المخلصین و هوالاسراء برسول الله صلی الله علیه وسلم وایتاع الکتاب لموسی علیه السلام و ما فعله فی حق العصاة والمتمردین و هو تسلیط انواع البلاء علیهم کان ذلک تنبیها علی انه طاعة الله توجب کل خیر و کرامة و معصیة توجب کل بلیة و غرامة لاجرم اثنی علی القراٰن و یدع الانسان بالشر الخ قال ابوالسعود بیان لحال المهدی اثر بیان الهادی و اظهار لما بینهما من التباین والمراد بالانسان الجنس اسندالیه حال بعض افراده او حکی عنه حاله فی بعض احیانه فالمعنی علی الاول ان القراٰن یدعوالانسان الی الخیر

الذی لاخیر فوقه من الاجرالکبیر و یحذره من الشروراء ه من العذاب الالیم و هوای بعض منه و هوالکافریدعولنفسه بما هوالشرمن العذاب المذکور اما بلسانه حقیقة کذاب من قال منهم اللهم ان کان هذا هو الحق من عندک فامطر علینا حجارة من السماء او ائتنابعذب الیم و اما باعمالهم السیئة المضبنه الیه الموجبة له مجازا کما هود یدن کلهم و علی الثانی ان القرآن یدعوا الانسان الی ماهو خیروهو فی بعض احیانه کما عندالغضب یدعه و یدعو الله تعالی لنفسه و اهله و ماله بما هو شروجعلنا اللیل والنهار الخ لما بین فی الأیة المتقدمة ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم و ذلک الاقوم لیس إلاذکرالدلائل الدالة علی التوحید والنبوة لاجرم اردفه بذکر دلائل التوحید و هو عائب العالم العلوی والسفلی و کل انسان الزمناه الخ قال المسکین لما بین تعالی ان القرآن یهدیللتی هی اقوم و بین حال المکلفین نبه فی هذه الأیة ان امرالاعمال لیس مهملابل یسئلون عنه یوم القیامة من اهتدی فانما الخ قال ابوالسعود فذلکة لما تقدم من بیان کون القرآن هادیالا قوم الطرائق ولزوم الاعمال لاصحابها و لاتزروازرة الخ قال ابوالسعود تاکید للجملة الثانیة و ما کنا معذبین الخ قال ابوالسعود بیان للعنایة الربانیة اثر بیان اختصاص اثارالهدایة والضلال باصحابها و عدم حرمان المهتدی من ثمرات هدایة و عدم مؤاخذة النفس بجنایة غیرها واذا اردنا الخ قال ابوالسعود بیان لکیفیة وقوع التعذیب بعدالبعثة التی جعلت غایة لعد صحنه من کان یریدالعاجلة الخ قال المسکین لما ذکر فیما سبق جزاء الاعمال ذکر فی هذه الأیة شرط قبولها و هوارادة الأخرة

بالعمل و بین عدم الاغترار بالدنیا و زخارفها بانها من العطاء العالم الذی لایدل علی القبول لاتجعل مع الله الٰها اٰخر الخ لما بین ان الناس فریقان منهم من یرید بعمله الدنیا فقط و هو اهل العقاب والعذاب و منهم من یرید به طاعة الله و هم اهل الثواب ثم شرط ذلک بشرائط ثلثة اولها ارادة الأخرة و ثانیها ان یعمل عملا و یسعی سعیا موافقا لطلب الاخرة و ثالثها ان یکون مؤمنا لاجرم فصل فی هذه الأیة تلک المجملات فبدأ اولا بشرح الایمان و اشرف اجزاء الایمان هوالتوحید و نفی الشرکاء والاضداد فقال لاتجعل مع الله الٰها اٰخر ثم ذکر عقیبه سائرالاعمال التی یکون المقدم علیها والمشتغل بها ساعیا سعیاً یلیق بطلب الأخرة و صارمن الذین سعدطائرهم و حسن بختهم و کملت احوالهم ذلک مما اوحیٰ الیک ربک الخ اعلم انه تعالی جمع فی هذه الأیة خمسة و عشرین نوعاً من التکالیف بعضها اوامروابعضها نواه جمعها الله تعالی فی هذه الأیات و جعل فاتحتها قوله ولا تجعل مع الله الٰها اٰخر فتقعدمذموما مخذولاً و خاتمتها قوله ولاتجعل مع الله الٰها اٰخر فتلقیٰ فی جهنم ملوماً مدحورا ولقد صرفنا الخ قال المسکین اخذامن ابی السعود هذاتاکید لاثبات الاوهیا ای کررنا هذا المعنی فی هذا القراٰن بحیث لایبقیٰ التباس فیه قل لوکان الخ قال المسکین عود الی ابطال الشرک واذا قرأتِ القراٰن الخ اعلم انه تعالی لما تکلم فی الأیة المتقدمة فی المسائل الالٰهیة تکلم فی هذه الأیة فیما یتعلق بتقریر النبوة قالواء اذاکنا الخ اعلم انه تعالی لما تکلم اولاً فی الالٰهیات ثم اتبعه بذکر شبهاتهم فی النبوات ذکر فی هذه الأیة

شبهات القوم فى انكار المعاد والبعث و قد ذكرنا كثيرا ان مدارالقران على المسائل الاربعة و هى الالهيات والنبوات والمعاد والقضاء والقدر و قل لعبادى الخ لما ذكر الحجة اليقينية فى ابطال الشرك وفى صحة المعاد قال فى هذه اذاردتم ايرادالحجة على المخالفين فاذكروا تلك الدلائل بالطريق الاحسن و هوان لايكون ذكرالحجة مخلوطاً بالشتم والسب ربكم اعلم بكم الخ قال المسكين كانه تعليل للقول الاحسن و عدم الخشونة بانه لافائدة فيها لان الهداية والضلال متعلقان بالمشيئة الازلية و ربک اعلم بمن الخ بمعنى انه غير مقصور عليكم ولاعلى احوالكم بل علمه بجميع الموجودات والمعدومات فيعلم حال كل واحد و يعلم ما يليق به من المصالح والمفاسد فلهذا السبب فضل بعض النبيين على بعض واتى موسى التورٰة وداؤد الزبور و عيسى الانجيل فلم يبعد ايضا ان يوتى محمد القرآن و ان يفضله على جميع الخلق قل ادعواالذين زعمتم الخ قال المسكين رجوع الى ابطال الشرک ببيان ان الذين تعبدونهم محتاجون الى الاله الحق فكيف تتخذونهم الهة و ان من قرية الانحن الخ قال ابوالسعود بيان لتحتم حلول عذابه تعالى بمن لايحذره اثر بيان انه حقيق بالحذروان اساطين الخلق من الملٰئكة والنبيين عليهم الصلوة والسلام على حذرمن ذلک و مامنعنا الخ قال المسكين عود الى مسئلة النبوة بالجواب عن اقتراحهم بالأيات الدالة علىٰ النبوة على زعمهم و اذ قلنالک ان ربک الخ قال المسكين اخذامن ابى السعود هذا متمم للجواب المذكور فى الأية الاولى و حاصله ان الله محيط بجميع الاشياء و قدعلم ان هؤلاء

يكذبون ولو ظهرت لهم مقترحاتهم كما كذبوا بالرويا التى اريناك و كما كذبوابالشجرة التى جعلت فى القران للملعونينو تنبت فى اصل الجحيم فلوانا ارسلنا بما اقترحوه من الأيات لفعلولها مافعلوا بنظائرها و فعل بهم ما فعل باشياعهم و قد قضينا بتاخير العقوبة العامة لهذه الامة الى الطامة الكبرى و هو معنى قوله و نخوفهم فمايزيدهم الاطغيانا كبيرا و اذ قلنا للملئكة اسجدوا الخ قال المسكين لما قررالله تعالى امرالتوحيد والنبوة و كيفية الاعمال شرع الأن فى تعدبدالنعم الباعثة على الايمان والرادعة عنالكفر فذكر اولاً قصة اكرام بنى أدم بذكر اكرام ابيهم ادم عليه السلام و تضمنت هذه الحكاية تحقيق مضمون قوله تعالى اولئك الذين يدعون ببيان ان للملئكة امتثلواواطاعوامن غير تردد و تلعثم و تحقيق مضمون قوله تعالى فما يزيد هم الاطغيانا كبيرا ببيان عناد ابليس و عتوه عن امرالله تعالى ربكم الذى يزجى لكم الخ قال ابوالسعود و هذاتذكير لبعض النعم التى هى دلائل التوحيد و تمهيد لذكر توحيد هم عند مساس الضر تكملة لما مرمن قوله تعالى فلايملكون الخ ولقد كرمنا بنى ادم الخ اعلم ان المقصود من هذه الأية ذكر نعمته اخرى جليلة رفعية من نعم الله تعالى على الانسان يوم ندعوا كل اناس الخ اعلم انه تعالى لما ذكر انواع كرامات الانسان فى الدنيا ذكراحول درجاته فى الأخرة قال المسكين و ايضاهو تقرير لما مرمن اثبات البعث والحساب و ان كادواليفتنونك تلخ قال المسكين هذا بيان لعداوة الكفار مع النبى صلى الله عليه وسلم فى امرالدين و هوالمذكور فى هذه الأية و فى المر الدنيا و هو فيما بعد فى قوله تعالى و ان

کادوا لیستفزونک الخ و هو راجع الی بحث النبوة فکان المذکور فیما سبق هوالتکذیب و ههنا العداوة اقم الصلوة لدلوک الشمس الخ لما قال وان کادوا لیستفزونک امره تعالی بالاقبال علی عبادته تعالی لکی ینصره علیهم فکانه قیل لاتبال لسعیهم فی اخراجک من بلدتک ولا تلتفت الیهم واشتغل بعبادة الله تعالی و دوام علی اداء الصلوات و نظیره قوله تعالی فاصبر علی مایقولون واسبح بحمد ربک قال المسکین ثم ذکر ثمرة اقباله علیه السلام علی عبادة تعالی تطیبا لقلبه و شغلاله عن عداوتهم والاهتمام بهم فقال عسی ان یبعثک ربک مقاما محمود ثم امره علیه الصلوة والسلام بان یفوض امرد خوله و خروجه الیه تعالی فی کل حال و یطلب منه العزوالنصرو لایبالی بکیدهم ولا یدبرلنفسه فقال و قل رب ادخلنی مدخل صدق الخ ثم بشره الله تعالی باجابة دعائه بالنصر فقال و قل جاء الحق و زهق الباطله و ننزل من القران ما هو شفاء الخ قال المسکین هذا دلیل لنبوته علیه السلام ببیان معجزته التی فاقت کل معجزة فهوایضا عائد الی تقریر النبوة التی ذکرت فی الأیات السالفة ثم انه تعالی ذکر السبب الاصلی فی وقوع هؤلاء الجاهلین الضالین فی اودیة الضلال و مقامات الخزی والنکال و هوالاستکبار والبطرو الیاس والقنوط ویجمعها الغفلة والقسوة فقال واذا انعمنا علی الانسان الخ ثم بین فی قوله قل کل یعمل الخ ان اعمال المومنین من قبول الهدیٰ والرحمة و اعمال الکفرین من الغفلة والقسوة علی طریقتهم التی تشاکل حالهم و یسئلونک عن الروح الخ قال المسکین هذا ایضا متعلق بمسئلة النبوة وجواب عما ارادالیهود

بالسؤال عنه ابطال امر نبوة عليه السلام و الزام الحجة عليه ولئن شئنا لنذهبن الخ قال المسكين هذا ايضا تقرير لنبوته عليه السلام بكونه عليه السلام مؤيدابالوحي و ثباته من الله تعالى قل لئن اجتمعت الانس الخ قال المسكين هذا ايضاتقرير لنبوته عليه السلام ببيان كون وحيه معجزاولقدصرفنا الخ قال المسكين بيان لجلالة القراٰن العظيم بانه كاف شاف واف للمقصود و ذكر لشدة عاد الكفار المنكرين و قالوالن نؤمن الخ قال المسكين هذا جواب عن قدحهم فى نبوة عليهالسلام باقتراح الأيات عناد او حاصل الجواب انى بشرلا اقدر بنفسى على الايتان بالأيات لكنى رسول يكفى للدلالة على رسالتى دليل مالان الدليل الواحد السالم عن القادح يكفى فى اثبات المطلوب ولايلزم اجتماع الدلائل الكثيرة والالم يثبت شئى من المطالب لان المخاصم لا ينتهى الى حدبل لايزال يطالب مدة عمره بالدلائل الغير المتناهية و هذه سفسطة بينة و ما منع النّاس ان يومنوا الخ اعلم انه تعالىٰ لما حكى شبهة القوم فى اقتراح المعجزات الزائدة واجاب عنها حكى عنهم شبهة اخرى و هى ان الله تعالى لوارسل رسولا الى الخلق لوجب ان يكون من الملئكة فاجاب الله تعالىٰ عن هذه قل كفى بالله الخ تقريره ان الله تعالى لما اظهر المعجزة على و فق دعواى كان ذلك شهادة من الله تعالى على كونى صادقا فبعد ذلك قول القامل بان الرسول يجبان يكون ملكالا انساناتحكم فاسدو من يهدى الله فهو المهتد الخ اعلم انه تعالى لما اجاب عن شبهات القوم فى انكار النبوة و اردفها بالوعيد الاجمالى و هو قوله انه كان

بعباده الخ ذکر بعده الوعیدالشدید علی سبیل التفصیل قال المسکین و علل الوعید بشیئین الکفربالأیات الدالة علی التوحید والنبوة و انکار البعث ثم اجاب عن استبعادهم للبعث بقوله او لم یروان الله الخ فمدارالکلام ههنا علی امرالنبوة والمعاد قل لوانتم تملکون الخ ان الکفارلما قالو الن نؤمن لک الخ طلبوا اجراء الانهار والعیون فی بلدتهم لتکثراموالهم و تتسع علیهم معیشتهم فبین الله تعالیٰ لهم انهم لوملکواخزائن رحمة الله لبقوعلیٰ بخلهم و شحهم.ولما اقدموا علیٰ ایصال النفع الی احدوعلی هذاالتقدیر فلا فائدة فی اسعافهم بهذا المطلوب الذی التمسوه قال المسکین خلاصة المرام ان اظهار المقترحات اما للدلالة علی النبوة فجوابه ماصر فی قوله هل کنت الابشرا رسولا و اما لاتساع الارزاق فجوابه علی ماذکر ههنا ان الاتساء لایکون حسب قانون التمدن الابان یعاون بعضهم بعضا و هؤلاء بنخلهم مالا نوالعیان فانتفت هذه الفائدة ایضا فکان اظهار المقترحات عبثا محضاً فافهم والاحسن والاقرب ان یفسروالرحمة بالنبوة و یقال انه تعالی لما بین فیما قبل انکارهم للنبوة الدال علی المکراهة فرع علی هذه الکراهة انکم لو تملکون فرضا امرالنبوة لما اعطیتموها احدا و لقد اتینا موسی الخ قال المسکین تنظیر لاتیان الرسول بالأیات العظام وعناد الکفرة الجهلة اللئکم بالحق انزلناه الخ عادالی تعظیم حال القرأن و جلالة درجة قل ادعواالله الخ قال المسکین تقریر للتوحید والعبادة فی الخاتمة کما کان فی الفاتحة فتناسب الاوّل والاخر

سورة الكهف

﴿ختم السورة المتقدمة بالتكبير والفتح هذه بالتحميد وتعانقهما ظاهرا﴾

قيما لينذر الخ اعلم انه تعالىٰ لما ذكر انه انزل على عبده هذا الكتاب الموصوف بهذا الصفات المذكورة اردفع ببيان مالا جله انزله فلعلک باخع الخ الغرض تسا وية لرسول صلى الله عليه وسلم انا جعلنا ما على الارض الى قوله صعيدا جرز اقال ابوسعود والمعنى لاتحزن بما غاينت من القوم تكذيب ما انزلنا عليک من الكتاب فانا قد جعلنا ما على الارض من متفاوته الاشياء زينة لها لنختبر اعمالهم فنجازيهم بحسبها وانا لمفنون جميع الناس عن قريب و مجاورةلهم بحسب اعمالهم قال المسكين خلاصة الكلام ان الدنيا دار الابتلاء لادار الجزاء فلا يحزنک تمتعهم ههنا فانما يجازون ولا بد فی دارالجزاء ام حسبت ان الخ قال المسكين لما لا بين الله تعالىٰ فی الايات المتقدمة انزال الكتاب عليه صلى الله عليه وسلم الدال على نبوته و قد ارادالیهود امتحان نبوته بالسؤال عن امورمنها قصة اصحاب الكهف حكاها الله تعالىٰ ليستدل بها على دعوى النبوة و اما حكمته بداها بهذا العنوان العجيب فتقرير على ما فی الكبير و يظهربه ايضا وجه ارتباط عنوان هذه الايته بعنوان الاية المتقدمة هكذا اعلم ان القوم تعجبوا من قصة اصحاب الكهف وسألو اعنها رسول على سبيل الاستحاذ فقال تعالىٰ ام حسبت انهم كانو عجبا من اياتنا فقد فلا تحسبن ذلک فان اياتنا كلها عجب فان من كان قادر علىٰ تخليق السموات والارض ثم يزين الارض بانواع المعادون

والنبات والحیوان لم یجعلهابعد ذلک صعیدا جرزا خالیته عن الکل کیف یستبعدون من قدرته و حفظه و رحمته حفظ طائفة مدة ثلثماء ة سنة واکثر فی النوم واتل ما اوحیٰ الخ قال المسکین عود الی مضمون قول انزل علی عبده الکتاب و قوله لینذرباء ساشدید امن لدنه و یبشر المؤمنین الخ فذکر الله تعالیٰ هٰهنا اداب التبلیغ من التسویة بین المخاطبین الاغنیاء منهم والفقراء و عدم الالتنات الی الدنیا لفناء ها وعدم المبالاة بعدم ایمانهم لکون النارجزاء و فاقالهم وما یقارب ذلک من المضامین کما فی الکبیر اعلم ان من هذه الایة الی قصة موسیٰ والخضر کلام واحد من قصة واحدة و ذلک ان اکابر کفار قریش احتجوا و قالو الرسول الله صلی الله علیه وسلم ان اردنت ان نؤمن بک فاطر دمن عندک هؤلاء الفقراء الذین آمنوا بک والله تعالیٰ نهاه عن ذلک ومنعه عنه و اطنب فی جملة هذه الایات و قل الحق من ربکم الخ لما امر رسوله بان لایلتفت الی اولئک الاغنیاء قال و قل الحق ای قل نهؤلاء ان هذا الدین الحق انما اتی من عند الله فان قبلتموه عاد النفع الیکم و ان لم تقبلوا عاد الضرر الیکم ان الذین امنوا الخ اعلم نه تعالی لماذکر وعید المبطلین اردفعه بوعد المحقین واضرب لهم مثلا الخ اعلم ان المقصود من هذا ان الکفار افتخرو اباموالهم وانصارهم علی فقراء المسلمین لبین الله تعالیٰ ان ذلک لایوجب الافتخارلاحتمال ان یصیر الفقیر غنیا والغنی فقیرا اما الذی یجب حصول المفاخرة به فطاعة الله و عبادته وعی حاصلة لفقراء المؤمنین و بین ذلک بضرب هذا المثل المذکور فی الایة واضرب لهم مثل الحیوة الدنیا الخ اعلم ان

المقصود اضرب مثلا اخریدل علی حقارة الدنیا وقلة بقآء ها المال والبنون الخ لما بین تعالےٰ ان الدنیا سریعة الانقراض بین تعالیٰ ان المال والبنین زینة الحیوة الدنیا و یوم نسیر الجبال الخ اعلم نه تعالےٰ لمابین خساسته الدنیا و شرف القیامة اردفه باحوال القیامة واذ قلنا للملئکة الخ قال ابوالسعود والمرادبتذکر قصته تشدید النکیر علی المتکبرین المفتخرین بانسابهم واموالهم المستنکفین عن الانتظام فی سلک فقراء المؤمنین ببیان ان ذلک من صنیع ابلیس و انهم فی ذلک تابعون لستویله کما ینبئی عنه قوله تعالیٰ افتتخذونه وذریته اولیاء من دونی فتطیعونهم بدل طاعتی ماشهد تهم الخ قال ابوالسعود استیناف مسوق لبیان عدم استحقاقهم للاتخاذ المذکورو یوم یقول نا دوالخ قال المسکین هو بیان لعد م نفع ولایة الشیاطین لهم ولقد صرفنا فی هذا القرآن الخ قال المسکین بیان لکون الموعظة القرانیة فی الواقعة المذکورة و غیرها بالغة و جدأل الانسان فیها و تمادی کفره الی ان یقع به العذاب والاشارة الی قرب و وقوعه بهم فاضرابهم من اهل القری وذا قال موسی لفتاه الخ اعلم ان هذا ابتداء قصة ثالثة ذکر ها الله تعالٰی فی هذه السورة و هذا و ان کان کلاما مستقلا فی نفسه الا انه یعین علی ماهو المقصود اما نفع هذه القصة فی الرد علی الکفار فهوان موسی علیه السلام مع کثرة علمه و عمله وعلوا مصمبر ذهب الی الخضر لطلب العلم و تواضع له و ذلک یدل علی ان التواضع ﴿حصوماً فی طلب العلم خصوصاً من افضل الانبیاء محمد صلی الله علیه وسلم ۱۲ منه﴾ خیں من التکبر و یسئلونک عن ذی القرنین الخ ان الیهود امروا المشرکین

يسالوا رسول الله صلے الله عليه وسلم عن قصة اصحٰب الكهف
عن قصة ذى القرنين و عن الروح فالمراد من قوله و يسئلونك
عن ذى القرنين هو ذلك السؤال قال المسكين و يمكن ان يجعل
اشارة الى ان ذم المال والجاه الذى ذكر فيما مر لبس على الاطلاق
بل اذاجعله الانسان طاغيا باغيا و اما اذشكرالله تعالےٰ عليهما و نفع
بهما عبادة فهو من اعظم النعم كما كان لذى القرنين الذى جمع
المال والعلم افحسب الذين كفروا الخ اعلم نه تعالےٰ لمابين من حال
الكافرين انهم اعرضوا عن الذكرو عن استماع ما جاء به الرسول
اتبعه يقوله فحسب الخ والمراد فظنوا انهم ينتفعون بما عبدوه مع
اعراضهم عن تدبر الايات و تمردهم عن قبول ا مره و امر رسوله ان
الذين امنوا الخ اعلم انه تعالےٰ لما ذكرالوعيد اتبعه بالوعدو لما ذكر
فے الكفاران جهنم نزلهم اتبعه بذكرما يرغب فى الايمان والعمل
الصالح قل لو كان الجرمدادا اعلم نه تعالےٰ لما ذكر فى هذه السورة
انواع الدلائل والبينات و شرح فيها اقا صيص الاولين نبه على كمال
حال القرآن فقال قل لو كان البحرمداد الخ قل انما انا بشر مثلكم
الخ قال ا لمسكين لما بين تعالےٰ فى الايتين المتقدمتين فضل الايمان
والعمل الصالح و فضل القرآن العظيم ذكر ما يدل على اثبات النبوة
بالجواب عن طعن الكفار بالبشرية بان البشرية لاتنا فى النبوة بل
مدار النبوة علٰى الوحى و قد يوحى الى و خصص من بين ما يوحى امر
التوحيد لاهتمامه ولمنا سبة المقام لان التوحيد والنبوة اصلان
عظيمان للايمان ثم نبه على مالا بد من رعايته فى الاعتدا دللآخرة من
العمل الصالح و شرط قبوله من ترك الشرك الجلے والخفے الذى
هو الرياء فقال من كان يرجو القاء ربه الخ

سورۃ مریم علیہا السلام

﴿ماختم السورة المتقدمة بالبات نبوته عليه السلام بقوله قل انما انا بشر مثلكم وبين فى هذا السورة نبوة بعض الانبياء السابقين حصل المناسبة بينهما منه عفى عنه﴾

اعلم ان الغرض من هذه السورة بيان التوحيد والنبوة والحشر والمنكرون للتوحيد هم الذين اثبتوا معبود سوى الله تعالىٰ وهولاء فريقان منهم من اثبت معبودا غير الله حيا عاقلاوهم النصارى ومنهم من اثبت معبود غير الله جماد اليس يحى ولا عاقل ولافاهم وهم عبدة الاوثان قال المسكين فى قصص هذه السورة اثبات للتوحيد كما ذكر من قصة عيسى عليه السلام و فيه رد للفريق الاول و من وعظ ابراهيم عليه السلام وفيه رد للفريق الثانى واثبات للنبوة بوجهين احدهما ببيان نبوة الانبياء للدلالة على ان النبوة ليست بامر بدع فاى بعد فى نبوة محمد صلى الله عليه وسلم وثانيها ان النبى صلى الله عليه وسلم لم يخالط العلماء ثم قص القصص على ماوقعت فهذه دلالة بينة على كونه مؤيد ابالوحى ثم بعد ذكر القصص ذكر المعاد مختلطا بالتوحيد كما يظهر من تلاوة تلك الايات اولئك الذين انعم الله عليهم الخ اعلم انه تعالىٰ اثنى على كل واحد ممن تقدم ذكره من الانبياء بما يخصه من الثناء ثم جمعهم اخرا فقال اولئك الذين فخلف من بعدهم خلف الخ اعلم انه تعالىٰ لما وصف هؤلاء الانبياء بصفات المدح ترغيبا لنا فى التأسى بطريقتهم ذكر بعدهم من هو بالضد منهم الامن تاب الخ قال ا لمسكين هذا استثناء

من المذکورین جنات عدن الخ اعلم انه تعالیٰ لما ذکر فی التائب انه یدخل الجنة وصف الجنة بامور وما نتنزل الابامر ربک الخ قال المسکین هذا حکایة لقول جبرئیل علیه السلام ولعل وضعه ههنا لتقریر امر التوحید والنبوة ببیان ان الملئکة مامورون تحت امر الله تعالٰی فدل ذلک علی کمال عظمة الله تعالی و انفراده بالامرکله و دل علی ان الرسالة شأنها محض المامورية فلا یحتمل ان یقولوا مالم یؤمروا فانتفت شکوک الشاکین فیها ویقول الانسان الخ قال المسکین شرع من ههنا فی اثبات المعاد واحواله واذا تتلٰی علیهم ایاتنا الخ قال المسکین اخذا من ابی السعود حکایة لما قالوا عند سماع الایات الناعیة علیهم فظاعة حالهم ووخامة مالهم ثم ردعلیهم اغتراء هم بزخارف الدنیا ﴿من کونهم فی طیب عیش فی الدنیا واجاب عنها بقوله وکم اهلکنا وبقوله قل من کان فی الضلالة الخ منه﴾

بقوله وکم اهلکنا قبلهم من قرن الخ ثم بین حکمة امهالهم بقوله قل من کان فی الضلالة الخ ثم ذکرمت غایة للمدو هذا هو المقصود وما سبق کان للتمهید له فی قوله مت حتی اذارأوا ما یوعدون الخ ویمکن ان یکون کما فی الکبیر جوابا عن شبهتهم فی البعث بانا فی سعة ههنا فکذا ثمه لوکان فرضا ویزید الله الذین الخ قال ابوالسعود کلام مستانف سیق لبیان حال المهتدین اثر بیان حال الضالین افرأیت الذی کفر الخ اعلم انه تعالی لما ذکر الدلائل اولا علی صحت البعث ثم اورد شبهة المنکرین و اجاب عنها اوردعنهم الأن ماذکروه علی سبیلِ الاستهزاء طعنا فی القول بالحشر واتخذوامن دون الله الخ اعلم انه تعالی لماتکلم فی مسئلة الحشروالنشر تکلم

الأن فی الرد علی ﴿تقریر امر التوحید وابطال الشرک وبیان خاتمة حالهم یوم المعادبانهم یبقون منفردین لاشفیع لهم﴾عبادالاصنام و قالو اتخدوا الرحمن الخ قال ابوا اسعود حکایة لجنایة الیهود والنصاری ومن یزعم من العرب ان الملئکة بنات الله سبحانه و تعالی عن ذلک علوا کبیرا اثر حکایة عبدة الاصنام بطریق عطف القصة علی القصة ان الذین امنوا الخ اعلم انه تعالٰی لمارد علٰی صناف الکفرة وبالغ فی شرح احوالهم فی الدنیا والاخرة ختم السورة بذکر احوال المؤمنین و انما یسرناه بلسانک الخ کلام مستانف بین به عظیم موقع هذه السورة لما فیها من التوحید و النبوة والحشر و النشر والرد علی فرق المضلین المبطلین وکم اهلکنا الخ قال ابوا السعود وعد لرسول الله صلی الله علیه وسلم فی ضمن وعید الکفرة بالاهلاک و حث له علیه الصلوة والسلام علی الانذار

سورة طٰہٰ

﴿ختم السورة المقدمة بذکر نزول القرآن وتیسیره بلسان محمد صلی الله علیه وسلم وکذلک افتتح هذا السورة ببیان تنزیل القرآن ونفی العسرو المشقة عنه صلی الله علیه وسلم وهذا هو وجه التناسب بینهما۱۲ منه عفی عنه.﴾

ماانزلنا علیک الخ قال ابوالسعود استیناف مسوق لتسلیة علیه الصلوة والسلام بما کان یعتریه من جهة المشرکین من التعب الاتذکرة الخ قال ابوالسعود کانه قیل ما انزلنا علیک القرآن لتغب فی تبلیغه ولکن تذکرة لمن یخشی تنزیلا ممن خلق﴿فی الکبیر انه

تعالیٰ عظم حال القرآن بان نسبه الی اله تنزیل ممن خلق الارض وخلق السموات علی علوها وانما قال ذلک لان تعظیم الله تعالیٰ یظهر بتعظیم خلقه ونعمة ۱۲ منه عفی عنه﴾ الخ' قال ابوالسعود مصدر مؤکد لمضمر مستأنف مقرر لما قبله ای نزل تنزیلا الرحمن علی العرش استوی قال ابوالسعود فیه اشارة الی ان تنزیل القرآن ایضا من احکام رحمة تعالیٰ ینبئ عنه قوله تعالیٰ الرحمن علم القرآن له ما فی السموات الخ قال ابو السعود بیان لسبعة سلطنة و شمول قدرته لجمیع الکائنات و ان تجهر بالقول الخ قال ابو السعود بیان لاحاطة علمه تعالی بجمیع الاشیاء اثربیان سعة سلطنته و شمول قدرة لجمیع الکائنات الله لااله الا هو قال ابو السعود استیناف مسوق لبیان ان ماذکر من صفات الکمال موصوفها ذلک المعبود بالحق له الاسماء ہ الحسنی قال ابو السعود بیان لکون ما ذکر من الخالقیة والرحمانیة والمالکیة و العالمیة اسماء و صفاته من غیر تعدو فی ذاته تعالیٰ وهل اتک حدیث موسی الخ قال ابو السعود استیناف مسوق لتقریر امر التوحید الذی الیه انتهی مساق الحدیث و بیان انه امر مستمرفیما بین الانبیاء کابراعن کابرو قد حوطب به موسی علیه السلام حیث قبل له اننی انا الله لا اله الا انا وبه ختم علیه الصلوة والسلام مقاله حیث قال انما الهکم الذی لااله الا هو واما ما قیل من ان ذلک لترغیب النبی صلی الله علیه وسلم فی الائتساء بموسی علیه الاسلام فی تحمل اعباء النبوة والصبر علی مقاساة الخطوب فی تبلیغ احکام الرسالة فیاباه ان مساق النظم الکریم لصرفه علیه الصلوة والسلام عن اقتحام المشاق کذالک نقص الخ

اعلم انه سبحانه و تعالیٰ لماشرح قصة موسی علیه السلام اتبعه بقوله کذلک نقص علیک من سآئراخبار الامم و احوالهم تکثیر الشانک وزیادة فی معجزانک ولیکثر الاعتبارو الاستبصار للمکلفین بها فی الدین قال المسکین ثم ذکر الکتاب المنطوی علی هذه القصص ثم عظم امره ببیان و عید المعرض عنه و ذکر یوم الوعید واهواله من نفخ الصورو الحشرو نسف الجبال و غیرها ثم بین حال قسیم المعرض المؤمن بالقرآن والعامل به فی قوله و قد اتیناک من لدنا ذکرا الی قوله فلایخاف ظلما ولاهضما وکذلک انزلناه قرآنا عربیا الخ اعلم ان قوله وکذلک عطف علی قوله کذلک نقص ای و مثل ذلک الانزال و علی نهجه انزلنا القرآن کله فتعالیٰ الله الملک الحق الخ قال ابو السعود استعظام له تعالی ولشؤنه التی یصرف علیها عباده من الاوامر ولنواهی والوعد والوعید و غیر ذلک ولاتعجل بالقرآن الخ قال ابو السعود نهی عن ذلک اثر ذکر الانزال بطریق الاسطرا دوامرنا بستفاضة العلم واستزادته منه تعالی فقیل و قل ای فی نفسک رب زدنی علما ای سل الله عزوجل زیادة العلم فانه الموصل الی طلبتک دون الاستعجال ولقد عهدنا الی ادم الخ قال ابوالسعود کلام مستأنف مسوق لتقریر ماسبق من تصریف الوعید فی القرآن و بیان ان اساس بنی ادم علی العسیان و عرقه ارسخ فی النسیان مع مافیه من انجاز الموعود فی قوله تعالیٰ کذالک نقص علیک من انباء ما قد سبق افلم یهدلهم الخ قال ابوالسعود کلام مستأنف مسوق التقریر ما قبله من قوله تعات وکذلک نخری ولولا کلم سبقت الخ قال ابو السعود

مستانف سيق لبيان حكمت عدم و قوع ما يشعربه قوله تعالى
الم يهد لهم الاية من ان يصيبهم مثل ما اصاب القرون المهلكة
على ما يقولون الخ لما اخبرنبيه بانه لايهلك احدا قبل استيفاء
امره بالصبر ثم قاله فسبح وهو نظير قوله واستعينوا بالصبر
لاتمدن عينيك الخ اعلم نه تعالىٰ لما صبر رسوله عليه
على ما يقولون وامره بان يعدل الى التسبيح اتبع ذلك نهيه عن
عينيه الى ما منع به القوم وأمر اهلك الخ قال ابوالسعود امر عليه
بان يامراهل بيته اوالتابعين له من امته بعد ما امر هو بها ليتعا و
على الاستعانة على خصاصتم ولايهتمو بامرالمعيشتة ولايلتفتو
ارباب الثروة وقالو الولا ياتينا الخ انه سبحانه بعد هذه الوصية
حكى عنهم شبهتهم فكانه من تمام قوله فاصبر على مايقولون ثم بين انه
تعالىٰ ازاح لهم كن عذر وعلته فى التكليف فقال ولوانا اهلكنا الخ ثم
انه سبحانه ختم السورة بضرب من الوعيد فقال قل كل متربص الخ

سورة الانبياء

﴿ختم التى تقدمت وافتتح هذه بذكر الوعيد بالتربص والحساب فالمناسبته جلية غير خفية لامنه عفى عنه﴾

اقترب للناس الخ قال ابو السعود مناسبة هذه الفاتحة الكريمة لما قبلها من الخاتمة الشريفة غنية عن البيان مايأتيهم من ذكر الخ قال المسكين هذا بيان لاعراضهم و غفلتهم بذر جناياتهم المعتادة من لعبهم و لهوهم و جنايتهم الخاصية من اسرارالنجوى قال ربى يعلم الخ لماورد هذا الكلام عقيب ما حكى عنهم وجب ان يكون

كالجواب لما قالوه فكانه قال الكم وان اخفيتم قولكم وطعالكم فان ربى عالم بذلك واله من وراء عقوبته فتوعدوا بذلك لكيلا يعودوا الى مثله بل قالو اضغاث احلام الخ اله تعالىٰ عادالى حكايته قوله المتصل بقوله هل هذا الابشر الخ ثم ان الله تعالىٰ بدأ بالجواب عن هذه السوال الاخير بقوله ما امنت والمعنى انهم فى العتوا شد من الذين اقترحوا على انبيائهم الايات و عهدو انهم يؤمنون عندها فلما جاء تهم نكثوا و خالفوا فاهلكهم الله فلو اعطينا هم ما يقترحون لكانو اشد نكثا وما ارسلنا قبلك الخ قال ابوالسعود جواب لقولهم هل هذا الابشر الخ متضمن لردماد سوا تحت قولهم كما ارسل الاولون من التعرض بعد م كونه عليه السلام مثل اولئك الرسل صلوات الله عليهم اجمعين ثم صدقنا هم الوعد الخ قال المسكين متمم لحكايته الرسل لتسلية رسول الله صلى الله عليه وسلم و تهديد المنكرين لقد انزلنا اليكم الخ قال ابوالسعود كلام مستأنف مسوق لتحقيق حقيقة القرآن العظيم الذى ذكر فى صدر السورة الكريمة اعراض الناس عمايأتيهم من اياته والستهزاء هم به وتسميتهم تارة سحرا وتارة اضغاث احلام و اخرى مفترىً و شعرا و بيان علورتبته اثر تحقيق رسالته صلى الله عليه وسلم ببيان انه كسائرالرسل عليهم الصلوة والسلام و كم قصمنا من الخ قال ابوالسعود نوع تفصيل لاجمال قوله تعالى واهلكنا المسرفين و بيان نكفته اهلاكهم و سببه و تنبيه على كثرتهم وما خلقنا السماء والارض الخ قال المسكين لمانعى الله تعالىٰ على الكفار الموجودين والماضين شناعة حالهم فى الاعراض واللهوو الظلم بين ان الانسان

لم يخلق عبثا ولم يترک سدیً ببيان القول الکلی فی ذلک لانه يلزم منه الهو واللعب فی جنابه تعالٰی عن ذلک علوا کبيرا بل مقتضی حكمته ان يميربين الحق والباطل وان ذلک مما يقتضی ارسال الرسل الذين منهم محمد صلى الله عليه وسلم الذی ينكرون نبوته و يصفونه بما لايليق به عليه السلام و يستحقون به الويل ثم اكدكون العباد مكلفين بقوله وله من فی السموات والارض الخ فحاصل هذا الكلام تقرير لامر النبوة ام اتخدوا الهة من الارض الخ اعلم ان الكلام من اول السورة الى ههنا كان فی النبوات وما يتصل بها من الكلام سوالا و جوابا واما هذه الايات فانها فی بيان التوحيد و نفی الاضدادو الانداد وما جعلنا لبشر من قبلک الخ قال المسكين جواب عن شماتتهم بموته عليه السلام و تمهيد لبيان المعاد المذكور فی قوله والينا لاترجعون المقصود فشرع من ههنا فی اثباته بعد النبوة والتوحيد الى قوله و كفی بنا حاسبين و ذكر فی تضاعيفه استهزاء هم بالرسول المحبر عن المعادو استعجالهم بالعذاب ومال المستهزئين وكلاء ة الله تعالى لهم فی الدنيا عن العذاب و ضعف الهتهم عنها و عدم اغترارهم بالتمتع الدنيوی ووقوع ما يدفع نزول العذاب بهم من نقص الاطراف و يتقن و قوع العذاب لاتيان الوحی به وان لم لسمعه الصم و غير ذلک مما يناسب المعاد ولقد اتينا موسى و هارون الخ اعلم انه سبحانه و تعالى لما تكلم فی دلائل التوحيد والنبوة والمعاد شرع فی قصص الانبياء عليهم السلام و فيه كما قال ابوالسعود نوع تفصيل لما اجمل فی قوله تعالى وما ارسلنا قبلک الارجالا نوحی اليهم الى قوله تعالیٰ واهلكنا المسرفين

واشارة الى كيفية انجائبهم و اهلک اعدائهم ان هذه امتكم امة واحدة الخ قال المسكين كانها نتيجة القصص اى ملة التوحيد الذى اجمع عليه الانبياء عليهم السلام ملة واحدة ثم افسده هؤلاء بالتفريق المذكور فى قوله و تقطعوا امرهم ثم ذكر امرالمعاد بقوله كل الينا راجعون الى قوله وعدا علينا انا كنا فاعلين او الى قوله الصالحون ان فسر الارض بارض الجنة و ان فسرت بارض الدنيا كان مناسبة هذه الاية الاخيرة بما قبلها ان الاعمال الصالحة موجبة للاعزاز فى الدارين اما فى دارالاخرة فذكر اولا واما فى دارالدنيا فذكر فى هذه الاية ثم اثنى على السورة الكريمة المشتملة على التوحيد والنبوة والمعاد بقوله ان فى هذا لبلاغا لقوم عابدين ثم على الرسول الاتى بهذا الكتاب بقوله وما ارسلناک الا رحمة للعالمين قل انما يوحى الى الخ اعلم انه تعالى لما اورد على الكفارالحج فى ان لا اله سواه من الوجوه التى تقدم ذكرها و بين انه ارسل رسوله رحمة للعالمين اتبع ذلک بمايكون اعذارا وانذارا فى مجاهدتهم والاقدام عليهم.

سورة الحج

﴿ كانت السورة المتقدمة مفتحة وهذه مفتحته بالانذارفالارتباط ظاهر ۱۲ منه عفى عنه﴾

يايها الناس اتقوا الخ امرا الناس بالتقوى ثم علل وجوبها عليهم بذكر الساعة ووصفها باهول صفة و من الناس من يجادل الخ قال ابوالسعود كلام مبتدأ جئى به اثر بيان عظم شان الساعة المنبئة عن البعث بيانا لحال بعض المنكرين لها يايها الناس ان كنتم الخ اعلم انه

سبحانه و تعالى لما حكى عنهم الجدال بغير العلم فى اثبات الحشر والنشور وذمهم عليه فهو سبحانه اوردالد لالة على صحة ذلك من وجهين احدهمآ الاستدلال بخلقة الحيوان اولاً الوجه الثانى الاستدلال بحال خلقته النبات على ذلك و من الناس من يجادل فى الله بغير علم ولاهدى الخ قال ابومسلم الاية الاولى واردة فى الاتباع المقلدين وهذه الاية واردة فى المتبوعين المقلدين قال المسكين والقرينة عليه قوله تعالىٰ ههنا ليضل عن سبيل الله فان الاضلال من شان المتبوع و من الناس من يعبد الله الخ اعلم انه تعالىٰ لمابين حال المظهرين للشرك المجادلين فيه عقبه بذكر المنافقين ان الله يدخل الخ اعلم انه سبحانه لمابين فى الاية السابقة حال عبادة المنافقين و حال معبودهم بين فى هذه الاية صفة عبادة المؤمنين و صفة معبودهم من كان يظن ان لن ينصره الله الخ. قال المسكين بيان لنصرة المعبود الحق لاولياء ه مقابلة لقوله فى الالهة الباطلة مالايضره ومالا ينفعه ان الذين امنوا والذين هادوا الخ قال المسكين بيان لمال كل فريق اثر تقسيم الناس الى طرائق الم تران الله يسجد له الخ قال ابوالسعود بيان لمايوجب الفصل المذكور من اعمال الفرق المذكورة مع الاشارة الى كيفيته وكونه بطريق التعذيب والاثابة والاكرام والاهانة ان الذين كفروا ويصدون الخ اعلم انه تعالى بعد ان فصل بين الكفار والمؤمنين ذكر عظم حرمة البيت و عظم كفر هؤلاء ان الله يدافع الخ اعلم انه تعالىٰ لمابين مايلزم فى الحج ومناسكه وما فيه من منافع الدنيا والاخرة وقد ذكر ان الكفار صدوهم اتبع ذلك ببيان مايزيل الصد و يؤمن معه التمكن من الحج

و ان یکذبوک الخ قال ابوالسعود تسلیة لرسول الله صلی الله علیه وسلم متضمنة للوعد الکریم باهلاک من یعادیه من الکفرة و تعیین لکیفیة نصره تعالی له الموعود بقوله تعالیٰ ولینصرن الله من ینصره ویستعجلونک بالعذاب الخ قال المسکین لما تضمنت الایة الاولی و عید العذاب لهم استعجاوابه فاجابهم الله تعالی قل یایها الناس الخ قال المسکین هذا بیان لعدم مدخلیة علیه السلام فی العذاب وانما شانه الانذار فقط ثم بین حال الفریقین فی قوله فالذین امنوا وعملوا الصالحات الخ ومارسلنا من قبلک الخ قال المسکین لما بین الله تعالیٰ سعی الکفار فی ابطال الایات وکیدهم فیما قبل ذکر فی هذه الایة کیدالشیاطین فیه وما نسخه الله تعالیٰ والذین هاجروا الخ اعلم انه تعالیٰ لما ذکران الملک له یوم القیامة وانه یحکم بینهم ویدخل المؤمنین الجنات اتبعه بذکر وعده الکریم للمهاجرین ذلک و من عاقب بمثل ماعوقب به الخ قال المسکین ذکر فیما قبل کون المهاجر مقتولا والان ذکر حکم کونه قاتلا وجارحا ووعده بالنصر ثم ذکرا قدرته علی النصر بقوله ذلک بان الله یولج اللیل الخ ثم ذکرا اختصاصه بالقدرة بقوله ذلک بان الله هو الحق الخ الم تران الله انزل الخ اعلم انه تعالیٰ لمادل علی قدرته من قبل بما ذکره من ولوج اللیل فی النهار وینبه به علی نعمه اتبعه بانواع اٰخر من الدلائل علی قدرته ونعمته لکل امة جعلنا الخ قال ابوالسعود کلام مستانف جیٔ به لزجرمعا صریه علیه السلام من اهل الادیان اسماویة عن منازعته علیه السلام ببیان حال ما تمسکوابه من الشرائع و اظهارخطأهم فی النظر قال المسکین فکانه قسیم لقوله فی صدر

السورة و من الناس من یجادل فی الله بغیر علم فکانت تلک المجادلة بغیر علم و هذه بعلم لکن مع الخطأ و یعبدون من دون الله الخ قال ابوالسعود حکایة لبعض اباطیل المشرکین و احوالهم الدالة علی کمال سخافته عقولهم ورکاکته ارائهم من بناء امردینهم علی غیر مبنی من دلیل سمعی او عقلی واعراضهم عما القی علیهم من سلطان بین هواساس الدین و قاعدته اشد اعراض الله یصطفی من الملئکة الخ اعلم انه سبحانه لما قدم ما یتعلق بالالهیات ذکرههنا مایتعلق بالنبوات یایها الذین امنوا ارکعو الخ اعلم انه سبحانه لما تکلم فی الالٰهیات ثم فی النبوات اتبعه بالکلام فی الشرائع.

سورۃ المؤمنون

﴿کان فی خاتمة السورة الاولی ذکر الشرائع من الامر بالرکوع والسجود والمجاهدة فی الله وکذا فی اول هذه السورة فارتبطتاً ۱۲ منه عفی عنه﴾

ولقد خلقنا الانسان الخ اعلم انه سبحانه لما امر بالعبادات فی الایة المتقدمت والاشتغال بعبادة الله تعالیٰ لایصح الابعد معرفة الاله الخالق لاجرم عقبها بذکر مایدل علی وجوده و اتصافه بصفات الجلال والوحدانیة فذکر من الدلائل انواعا النوع الاول الاستدلال بتقلب الانسان فی ادوار الخلقة و اکوان الفطرة وهو قوله تعالیٰ ولقد خلقنا الانسان النوع الثانی من الد لائل الاستدلال بخلقة السموات وهو قوله تعالیٰ ولقد خلقنا فوقکم الخ النوع الثالث الاستدلال بنزول الامطارو کیفیة تاثیراتها فی النبات قوله تعالیٰ وانزلنا من السماء ماء

الخ النوع الرابع الاستدلال باحوال الحیوانات قوله تعالی وان لکم فی الانعام الخ واعلم انه سبحانه و تعالی لمابین دلائل التوحید اردفها بالقصص کما هو العادة فی سائر السور القصة الاولی قصة نوح علیه السلام قوله تعالیٰ ولقد ارسلنا نوحا الخ قال ابوالسعود شروع فی بیان اهمال الامم السالفة و ترکهم النظرو الاستدلال فیما عد من النعم الفائتة للحصروعدم تذکرهم بتذکیر رسلهم وماحاق بهم لذلک من فنون العذاب تحذیر اللمخاطبین قال صاحب الکبیر القصة الثانیة قصة هود او صالح علیهما السلام قوله تعالے ثم انشأنا من بعدهم قرنا اٰخرین القصة الثالثة قوله تعالیٰ ثم انشأنا من بعدهم قرونا اخرین الخ اعلم انه سبحانه و تعالی یقص القصص فی القرآن تارة علی سبیل التفصیل کما تقدم واخری علی سبیل الاجمال کههنا و قیل المراد قصة لوط و شعیب و ایوب و یوسف علیهم السلام القصة الرابعة قصة موسی علیه السلام قوله تعالے ثم ارسلنا موسی الخ القصة الخامسة قصة عیسی ومریم علیهما السلام قوله تعالی وجعلنا ابن مریم الخ یایها الرسل الخ قال المسکین لماامرالله تعالے بالعبادة فی صدرالسورة ثم ذکرالایات الدالة علی القدرة والنعم وایدها ببیان القصص بین ههنا ان الامر بالعبادة وافاضة النعم و ترتب العبادة علیها شرع قدیم امر به جمعی الرسل و ان هذه امتکم امة واحدة الخ المعنی انه کما تجب اتفاقهم علی اکل الحلال والاعمال الصالحة فکذلک هم متفقون علی التوحید و علی التقاء من معصیة الله تعالیٰ فتقطعوا امرهم الخ قال ابوالسعود حکایة لماظهر من امم الرسل بعدهم من مخالفة الامروشق العصا ان الذین هم من خشیة

بهم الخ قال ابوالسعود استیناف مسوق لبیان من له المسارعة فی الخیرات اثر اقناط الکفار عنها وابطال حسبانهم الکاذب لانکلف نفسا الاوسعها الخ قال ابوالسعود جملة مستانفة سیقت للتحریض علی ماوصف به السابقون من فعل الطاعات المؤدی الی نیل الخیرات ببیان سهولته و قوله تعالےٰ ولدینا کتاب الخ تتمة لما قبله من بیان احوال ما کلفوه من الاعمال واحکامها المترتبة علیها من الحساب والثواب والعقاب بل قلوبهم فی غمرة الخ قال المسکین تمهید لبیان مؤاخذة الکفار المذکور فی قوله تعالےٰ حتی اذا اخذنا مترفیهم بالعذاب اثرذکر اعمالهم مع بیان عدم النصرة لهم قد کانت ایاتی تتلےٰ علیکم الخ اعلم انه سبحانه لما بین فیما قبل انه لاینصراولئک الکفاراتبعه بعلته ذلک ثم انه سبحانه لما وصف حالهم ردعلیهم بان بین ان اقدامهم علی هذه الامور لابدوان یکون لاجد امورا ربعة احدها ان لایتأ ملوا فی دلیل نبوة وهو المراد من قوله افلم یدبر واالقول وثانیها ان یعتقدوا ان مجیئ الرسل امر علی خلاف العادة وهو المراد من قوله ام جاء هم مالم یأت وثالثها ان لایکونواعالمین بدیانته و حسن خصاله قبل ادعائه للنبوة وهوالمراد من قوله ام لم یعرفوارسولهم ورابعها ان یعتقدوافیه الجنون وهو المراد من قوله ام تقولون به جنة ثم انه سبحانه بعد ان عدهذه الوجوه رنبه علی فسادها قال بل جاء هم الخ ولواتبع الحق قال ابو السعود استیناف مسوق لبیان ان اهواء هم الزائغة التی ماکرهوا الحق لالعدم موافقته ایاها مقتضیة لطامة بل اتیناهم بذکرهم الخ قال ابوالسعود انتقال من تشنیعهم بکراهة الحق الذی به یقول العالم الی تشنیعهم

بالاعراض عما جبل عليه كل نفس من الرغبة فيما فيه خير ما فى الكبير ثم بين سبحانه انه عليه السلام لايطمع فيهم حتى يكون ذلك سببالنفرة فقال ام تسئلهم خرجا قوله وانك لتدعوهم الخ اعلم انه سبحانه و تعالى لمازيف طريقة القوم اتبعه ببيان صحة ما جاء به الرسول صلى الله عليه وسلم قال المسكين ثم بين عدولهم عن الصراط المستقيم و علة عدولهم عنه بقوله تعالىٰ وان الذين لايؤمنون الخ ثم بين شدة عنادهم ولجاجهم بقوله ولورحمناهم وكشفنا مابهم الخ ولقد اخذنا هم بالعذاب الخ قال ابوالسعود استيناف و مسوق للاستشهاد على مضمون الشرطية قال المسكين ثم بين الستكانتهم اذا عاينو عذابا لاخرة بقوله حتى اذا فتحنا عليهم الخ وهو الذى انشالكم السمع الخ قال المسكين عود الى باب التوحيد والانعام اثر بيان ما يتعلق بالنبوة بل قالو امثل ما قال الاولون الخ اعلم انه سبحانه لما اوضح القول فى دلائل التوحيد عقبه بذكر المعاد قل لمن الارض الخ اعلم انه يمكن ان يكون المقصود من هذه الايات الرد على منكرى الاعادة وان يكون المقصود الرد على عبدة الاوثان مااتخذ الله من ولد الخ قال المسكين ظاهره اثبات التوحيد و فيه اشارة الى اختصاصه بالقدرة على البعث و عدم قدرة احد على معارضة تعالى فيه قل رب اماترينى الخ قال ابوالسعودا ايذ ان بكمال فظاعة ماوعدوه من العذاب وكونه بحيث يجب ان يستعيذ منه من لايكاد يمكن ان يحيق به وردلانكاره اياه واستعجالهم به على طريقة الاستهزاء به قال المسكين ثم امره عليه السلام بما يعامل به الكفار فے انكارهم واستهزاء هم بقوله ادفع بالتى هى احسن و قل رب

اعوذبک الخ اعلم انه سبحانه لما ادب رسوله عليه السلام بقوله ادفع بالتی هی احسن اتبعه بما يقوى على ذلک حتى اذا جاء احدهم الموت الخ قال المسكين تتميم لذكر المعادو وقته واحواله وما يقع فيه الى اخرالسورة و من يدع مع الله الخ اعلم انه سبحانه لمابين انه هو الملک الحق لااله الا هو اتبع بان من ادعى الها اخر فقد ادعى باطلا من حيث لابرهان لهم فبه قال ابوالسعود بدأت السورة الكريمة بتقرير فلاح المؤمنين و ختمت بنفی الفلاح عن الكافرين ثم امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالاستغفار والاسترحام فقيل و قل رب اغفر الخ ايذانا بانهما من اهم الامور الدينية حيث امربه من قد غفرله ماتقدم من ذنبه وماتأخر فكيف بمن عداه.

سورۃ النور

﴿انكر تعالى فی خاتمة السورة المتقدمة على خلق الانسان عبثا مهملا وبين فی هذاه السورة كون الانسان مكلفا ببعض الاحكام واستلزام التكليف عدم كون خلقه عبثا بديهی ۱۲ منه عفی عنہ﴾

سورة انزلناها الخ اعلم انه سبحانه ذكر فی هذه السورة احكاما كثيرة الحكم الاول قوله تعالیٰ الزانية والزانی فاجلد وا الخ الحكم الثانی قوله تعالى الزانی لاينكح الازانية الخ الحكم الثالث القذف قوله تعالى والذين يرمون المحصنات الخ الحكم الرابع حكم اللعان قوله تعالى والذين يرمون ازواجهم الخ الحكم الخامس قصة الافک قوله تعالیٰ ان الذين جاؤا بالافک الخ الحكم السادس فی الاستيذ ان قوله تعالیٰ يايها الذين امنو الاتدخلوا الخ الحكم السابع حكم

النظر قوله تعالى قل للمؤمنين الخ الحكم الثامن مايتعلق بالنكاح قوله تعالى وانكحوا الايامىٰ منكم الخ الحكم التاسع فى الكتابة قوله تعالى والذين يبتغون الكتاب الخ الحكم العاشر الاكراه على الزنا قوله تعالى ولاتكرهو افتياتكم الخ قوله تعالىٰ ولقد انزلنا اليكم الخ قال ابوالسعود كلام مستانف جئ به فى تضاعيف ماوردمن الايات السابقة واللاحقة لبيان جلالة شؤنها المستوجبة للاقبال الكلى على العمل بمضمونها الله نور السموات الخ قال ابوالسعود استيناف مسوق لتقرير مافيها من البيان مع الاشعار بكونه فى غاية الكمال فى بيوت اذن الله الخ قال ابوالسعود لما ذكر شان القرآن الكريم فى بيانه للشرائع والاحكام ومبايها وغاياتها المرتبتة عليها من الثواب والعقاب و غير ذلک من الاحوال الاخرة واهوالها واشير الى كونه فى غاية مايكون من التوضيح والاظهار حيث مثل بما فصل من نور المشكوٰة واشيرالى ان ذلک النور مع كونه فى اقصى مراتب الظهور انما يهتدى بهداه من تعلقت مشية الله تعالىٰ بهدايته دون من عذاه عقب ذلک بذكر الفريقين و تصوير بعض اعمالهم المعربة عن كيفية حالهم فى الاهداء وعدمه الم تران الله يسبح له الخ اعلم انه سبحانه لما وصف انوار قلوب المؤمنين و ظلمات قلوب الجاهلين اتبع ذلک بدلائل التوحيد قال المسكين وامتدهذا الى قوله ان الله على كل شىء قدير ثم عاد الى وصف الايات بقوله تعالى لقد انزلناايات مبينات الخ ويقولون امنا بالله الخ قال ابوالسعود شروع فى بيان احوال بعض من لم يشأ الله هدايته الى الصراط المستقيم قال الحسن نزلت فى المنافقين انما كان قول المؤمنين الخ اعلم انه

تعالی لما حکی قول المنافقین وما قالوه وما فعلوه اتبعه بذکر ماکان یجب ان یفعلوه وما یجب ان یسلکه المؤمنون وعد الله الذین امنوا الخ قال ابوالسعود استیناف مقرر لما فی قوله تعالےٰ و ان تطیعوه تهتدو امن الوعد الکریم و معرب عنه بطریق التصریح و مبین لتفاصیل ما اجمل فیه من فنون السعادات الدینیة والدنیویة التی هی من اثار الاهتداء و متضمن لماهو المراد بالطاعة التی نیط بها الاهتداء لاتحسبن الذین کفروا الخ قال ابوالسعود لما بین حال من اطاعه علیه الصلوة والسلام واشیرالی فوزه بالرحمة المطلقة المستتبعة لسعادة الدارین عقب ذلک ببیان حال من عصاه علیه الصلوة والسلام ومال امره فی الدنیا والاخرة بعدبیان تناهیه فی الفسق تکمیلا لامرالترغیب والترهیب یایها الذین امنوا لیستاذنکم الخ قال ابوالسعود رجوع الی بیان تتمة الاحکام السابقة بعد تمهید مایوجب الامتثال بالاوامرو النواهی الواردة فیها و فی الاحکام اللاحقة من التمثیلات والترغیب والترهیب والوعید انما المؤمنون الذین امنوا الخ قال ابوالسعود استیناف جئ به فی اواخرالاحکام السابقة تقریر الها وتاکید الوجوب مراعاتها و تکمیلا لها ببیان بعض اخر من جنسها لاتجعلوا دعاء الرسول الخ قال ابوالسعود استیناف مقرد لمضمون ما قبله

سورة الفرقان

﴿هی التی ذکرت فی قوله تعالی واقیموا الصلوة﴾

تبارک الذی نزل الفرقان الخ اعلم ان الله سبحانه و تعالیٰ تکلم فی هذه السورة فی التوحید والنبوة و احوال القیامة ثم ختمها بذکر

صفات العباد المخلصين الموقنين ولما كان اثبات الصانع واثبات صفات جلاله يجب ان يكون مقدما على الكل لاجرم افتتح الله هذه السورة بذلك واتخذ وامن دون الله الهة الخ اعلم انه سبحانه و تعالى لماوصف نفسه بصفات الجلال والعزة والعلواردف بتزئيف مذهب عبدة الاوثان و قال الذين كفروا الخ اعلم انه سبحانه تكلم اولا فى التوحيد وثانيا فى الرد على عبدة الاوثان و ثالثا فى هذه الاية تكلم فى مسئلة النبوة و حكى سبحانه شبهتم﴿ختم السورة المتقدمة بذكر حقوق الرسول عليه الصلوة والسلام ووجوب اطاعة كن لك اثبت رسالة بالدلائل وازاحة الشبهات فى مفتح هذه السودة فتناسبتا ١٢ منہ﴾ فى انكار نبوة محمد صلى الله عليه وسلم الشبهة الاولى قولهم ان هذا الا افك وان الله تعالى اجاب عن هذه الشبهة بقوله فقد جاؤا ظلما وزورا الشبهة الثانية لهم قوله تعالى و قالوا اساطير الاولين و اجاب الله عن هذه الشبهة بقوله قل انزله الذى يعلم السر الخ الشبهة الثالثه وهى فى نهاية الركاكة ذكر واله صفات خمسة فزعموا انهاتخل بالرسالة فاجاب الله تعالى عن هذه الشبهة بوجوه احدهما قوله انظر كيف ضربوا الخ تبارك الذى انشاء جعل الخ اعلم ان هذا هو الجواب الثانى عن تلك الشبهة بل كذبوا بالساعة الخ هذا جواب ثالث عن تلك الشبهة كانه سبحانه و تعالى قال ليس ما تعلقوابه شبهة علمية فى نفس المسئلة بل الذى حملهم على تكذيبك تكذيبهم بالساعة استثقالا للاستعدا دلها و يحتمل ان يكون المعنى انهم يكذبون بالساعة فلايرجون ثواب ولاعقابا ولايتحملون كلفة النظرو الفكر فلهذا لاينتفعون بما يورد عليهم من

الدلائل قل اذلک خیر الخ اعلم انه تعالیٰ لما وصف حال العقاب المعد للمکذبین بالساعة اتبع بما یؤکد الحسرة والندامة فقال لرسوله قل الخ و یوم نحشرهم الخ اعلم ان قوله تعالی و یوم نحشرهم راجع الی قوله واتخذ وامن دونه الهة وما ارسلنا قبلک الخ هذا جواب عن قولهم مالهذا الرسول یاکل الطعام وجعلنا بعضکم لبعض الخ صبره الله تعالی علی کل تلک الاذیة و بین انه جعل الخلق بعضهم فتنة لبعض و قال الذین لایرجون الخ اعلم ان قوله تعالی و قال الذین الخ هو الشبهة الرابعة لمنکری نبوة محمد صلی الله علیه وسلم وحاصلها لم ینزل االله الملئکة حتی یشهدوا ان محمد امحق فی دعواه اونری ربنا حتی یخبرنابانه ارسله الینا لقد استکبروا الخ اعلم ان هذا هوا الجواب عن تلک الشبهة یوم یرون الملئکة الخ هو جواب لقولهم لولا انزل علینا الملئکة فبین تعالی ان الذی سالوه سیوجدولکنهم یلقون منه مایکرهون و قدمنا الیٰ ماعملوا الخ قال المسکین بیان لارتفا ع اسباب النفع اثر بیان اجتما ع اسباب الضرر اصحاب الجنة یومئذ خیر الخ اعلم انه سبحانه و تعالی لمابین حال الکفار فی الخسارالکلی والخیبة التامة شرع وصف اهل الجنة تنبیها علی ان الحظ کل الحظ فی طاعة الله تعالی و یوم تشقق السماء الخ اعلم ان هذا الکلام مبنی علی مااستدعوه من انزال اللملئکة فبین سبحانه انه یحصل ذلک فی یوم له صفات وقال الرسول یارب الخ اعلم ان الکفار لما اکثرو امن الاعتراضات الفاسدة ووجوه التعنت ضاق قدر الرسول صلی الله علیه وسلم وشکاهم الی الله تعالی و قال یارب الخ ثم انه تعالی قال مسلیا

لرسوله علیه الصلوة والسلام و معزياله وكذلک جعلنا الخ و قال الذين كفرو الولا انزل الخ اعلم ان هذاهوا الشبهة الخامسة لمنكرى نبوة محمد صلى الله عليه وسلم ولاياتونک الخ لمابين فساد قولهم بالجواب الواضح قال ولاياتونک بمثل من الجنس الذى تقدم ذكره من الشبهات الاجئناک بالحق الذى يدفع قولهم الذين يحشرون الخ الاقرب انه صفة للقوم الذين اوردوا هذه الاسئلة على سبيل التعنت و ان كان غيرهم من اهل النار يد خل معهم واعلم انه تعالى بعد ان تكلم فى التوحيد و نفى الانداد و اثبات النبوة والجواب عن شبهات المنكرين لها و فى احوال القيامة شرع فى ذكر القصص على السنة المعلومة القصة الاولى قوله تعالى ولقد اتينا موسى الخ اعلم انه تعالى لما قال و كذلک جعلنا لكل نبى عدوا من المجرمين اتبعه بذكر جماعة من الانبياء و عرفه بمانزل بمن كذب من اممهم القصة الثانية قصة نوح عليه السلام قوله تعالى و قوم نوح الخ القصة الثالثة قوله تعالى وعا داو ثمودا الخ القصة الرابعة قوله تعالى ولقد اتوا على القرية الخ قوله تعالى واذاراؤک الخ اعلم انه سبحانه لمابين مبالغة المشركين فى انكار نبوة و فى ايراد الشبهات فى ذلک بين بعد ذلک انهم اذارأواالرسول اتخدوه هزوا فلم يقتصروا على ترک الايمان به بل زادوا عليه بالاستهزاء والاستحقاق وسوف يعلمون الخ لما حكى عنهم هذا الكلام زيف طريقتهم فى ذلک الم ترالى ربک الخ اعلم انه تعالى لمابين جهل المعرضين عن دلائل الله تعالى و فساد طريقتهم فى ذلک ذكر بعده انواعامن الدلائل الدالة على وجود الصانع قال المسكين وامتد هذا الاستدلال الى قوله تعالى و

كان ربك قديرا و اشار فى تضاعيفه الى عموم بعثة عليه السلام بقوله ولوشئنا لبعثنا ونهاد عليه الصلوة والسلام عن المداراة مع الكفار والتلطف فى الدعوة فى قوله فلاتطع الكافرين مناسبة لقوله فابى اكثر الناس الاكفورا و يعبدون من دون الله الخ اعلم انه تعالى لما شرح دلائل التوحيد عاد الى تهجين سيرتهم فى عبادة الاوثان ومآارسلناك الامبشرا الخ قال المسكين لمازيف طريق الكفار امر الرسول عليه الصلوة والسلام بدعوتهم الى الحق و عدم الحزن ان لم يؤمنو وباعلامهم باخلاص الدعوة وبالتوكل على الله تعالى فيما يعرض فى الدعوة ثم لما امره بان يتوكل عليه وصف نفسه بامور الحيوة والعلم والقدرة والرحمة واذا قيل لهم اسجدوا الخ قال المسكين لما ذكر اوصاف الكمال له تعالى ذكر جهالة الكفار فى نفورهم عن عبادة من هو موصوف بتلك الاوصاف والكمالات تبارك الذى جعل الخ اعلم انه سبحانه لما حكى عن الكفار مزيد النفرة عن السجود ذكر ما لو تفكروافيه وجوب السجود والعبادة للرحمن فقال تبارك الذى جعل فى السماء بروجا و عباد الرحمن الخ قال ابو السعود كلام مستانف مسوق لبيان اوصاف خلص عباد الرحمن واحوالهم الدنيوية والاخروية بعد بيان حال النافرين عن عبادته والسجود له قل مايعبأبكم الخ قال ابوالسعود امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بان يبين للناس ان الفائزين بتلك النعماء الجليلة التى يتنافس فيها المتنافسون انما نالو ها بما عدد من محاسنهم ولولا هالم يعتدبهم اصلا فقد كذبتم الخ قال ابو السعود بيان لحال الكفرة من المخاطبين كما ان ما قبله بيان لحال المؤمنين منهم.

سورۃ الشعراء

﴿لعله سقط ههنا لفظ من الناسخ وكان العبارة لعلموا وجوب الخ ۱۲ منه﴾.....﴿فى الكبير عن ابن عباس رضى الله عنه عنهما البروج هى الكواكب العظام ۱۲ منه﴾.....﴿فالدعاء بمغنى العبادة ۱۲﴾.....﴿ذكر فى خاتمة السورة المتقدمة الوعيد على التكذيب وذكر فى هذه السورة تفصيل جزاء المكذبين السابقين ۱۲ منه عفى عنه﴾

طسم تلک ايات الكتاب الخ لماذكر الله تعالى انه بين الامور قال بعده لعلک باخع منبهاً بذلک على ان الكتاب وان بلغ فى البيان كل غاية فغير مدخل لهم فى الايمان لما انه سبق حكم الله بخلافه فلاتبالغ فى الحزن والاسف على ذلک ثم بين تعالى انه قادر على ان ينزنل اية يذلون عندها و يخضعون و قوله مايأتيهم الخ من تمام قوله ان نشاء ننزل عليهم فنبه تعالىٰ على انه مع قدرته على ان يجعلهم مؤمنين بالالجاء رحيم بهم من حيث ياتيهم حال بعد حال بالقران وهو الذكر وهم مع ذلک على حد واحد فى الاعراض والاستهزاء ثم عند ذلک زجروتوعد فقال فقد كذبوا ثم انه تعالى بين انه مع انزله القرآن حالا بعدحال قد اظهرا دلة تحدث حالا بعد حال فقال اولم يروا الى الارض الخ اما قوله ان فى ذلک لاية وما كان اكثرهم مؤمنين المعنى ان فى ذلک دلالة لمن يتفكرويتد برومع كل ذلک يستمرا كثرهم على كفرهم و ان ربک لهوا العزيز الرحيم المراد انهم مع كفرهم و قدرة الله تعالى على ان يعجل

عقابهم لايترک رحمتهم بما تقدم ذكره من خلق كل زوج كريم من النبات ثم من اعطاء الصحة والعقل والهداية واذنادى ربک الخ قال ابوا السعود كلام مستانف مسوق لتقرير ماقبله من اعراضهم عن كل ماياتيهم من الايات التنزيلية و تكذيبهم بها الر بيان اعراضهم عما يشاهدونه من الايات التكوينية واذمنصوب على المفعولية بمضمر خوطب به النبى عليه السلام اى واذكر لاولئک المعرضين المكذبين زجرالهم عماهم عليه من التكذيب و تحذيرا من ان يحيق بهم مثل ماحاق باضرابهم المكذبين الظالمين فى الكبير القصة الثانية قصة ابراهيم عليه السلام قوله تعالى واتل عليهم الخ القصة الثالثة قصة نوح عليه السلام قوله تعالى كذبت قوم نوح الخ القصة الرابعة قصة هود عليه السلام قوله تعالى كذبت عاد الخ القصة الخامسة قصة صالح عليه السلام قوله تعالى كذبت ثمود الخ القصة السادسة قصة لوط عليه السلام قوله تعالى كذبت قوم لوط الخ القصة السابعة قصة شعيب عليه السلام قوله تعالىٰ كذبت اصحاب الايكة الخ القول فيما ذكره الله تعالى من احوال محمد عليه الصلوة والسلام قوله تعالى وانه لتنزيل الخ قال المسكين هذا اعودالى ماذكر فى صدر السورة من حقيقة الكتاب المبين و نبوة عليه السلام و تمهد هذا الى اخر السورة و ذكر فى تضاعيفها جهل الكفار وعنادهم وامره عليه السلام بالتبليغ وعدم الاهتما سيكيد هم و شرهم واجاب عن شبهاتهم الواهية و ختم السورة بالتهديد العظيم لمن انكر بعد وضوع الحجة.

سورۃ النمل

﴿بين حقيقة القرآن فى فاتحة هذه وخاتمة ماقبلها فحصلت المناسبة ۱۲ منه عفى عنه﴾

قال المسكين افتتح الله هذه السورة بحقيقة القرآن وايمان السعداء به وانكار الاشقياء له ومال كل من الفريقين وانک لتلقى الخ هذه الاية بساط و تمهيد المايريد ان يسوق بعدها من الاقاصيص واعلم ان الله تعالىٰ ذكر فى هذه السورة انواعا من القصص القصة الاولى قصة موسى عليه السلام قوله اذقال موسى الخ القصة الثانية قصة داوٗد و سليمان عليهما السلام قوله تعالى ولقد اتينا داوٗد الخ القصة الثالثة قصة صالح عليه السلام قوله تعالى ولقد ارسلنا الى ثمود الخ القصة الرابعة قصة لوط عليه السلام قوله تعالىٰ و لوطا اذ قال لقومه الخ القول فى خطاب الله تعالى مع محمد صلى الله عليه وسلم قوله تعالى قل الحمد لله الخ قال المسكين لما فرغ من ذكر القصص بدأ فى التوحيد واثباته بالدلائل وابطال الشرک فالمقصود هو قوله الله خيرام مايشركون الخ واما قوله قل الحمدلله وسلام على عباده الذين اصطفٰے فهو كالخطبة المقدمة على المقصود توطئة و تبركا قل لايعلم من فى السموات الخ قال ابوا السعود بعد ما حقق تفرده تعالٰے بالالوهية ببيان اختصاصه بالقدة الكاملة التامة والرحمة الشاملة العامة عقبه بذكر ماهو من لوازمه وهو اختصاصه بعلم الغيب تكميلا لماقبله و تمهيد المابعده من امرالبعث بل ادارک علمهم الخ قال ابوالسعود لما نفى عنهم علم الغيب واكد ذلک بنفى

یورهم بوقت ماهو مصیرهم لامحالة بولغ فی تاکیده و تقریره و
قال الذین کفرو الخ قال ابوا السعود بیان لجهلهم بالاخرة وعمیهم
منها بحکایة انکارهم للبعث قل سیروا فی الارض الخ قال المسکین
امر صلی الله علیه وسلم بتهدیهم علی التکذیب ولاتحزن علیهم الخ
قال المسکین هذا تسلیة له علیه الصلوة والسلام ویقولون متی هذا
الوعد الخ قال المسکین عود الی انکارهم للبعث بنهج اخر ثم اجاب
عنه بوعدهم ببعض مااستعجلوه فی قوله قل عسی ان یکون الخ ثم
بین سبب تاخر العذاب الاکبر بقوله و ان ربک لذوفضل الخ ثم
اشار الی ان لهم قبائح غیرما یظهرونه وانه تعالیٰ یجازیهم علی الکل
فی قوله وان ربک لیعلم ماتکن الخ ثم اشارالی ان قبائحهم کماهی
معلومة له تعالی کذاهی مثبتة مع الاشیاء الاخر فی اللوح المحفوظ
فی قوله وما من غائبة فی السماء الخ ثم بین فضائل القرآن العظیم
المشتمل علی هذه الامور المهمة النافعة فی قوله ان هذا القرآن الخ
ثم صلی رسول الله صلی الله علیه وسلم بان قضاء هم موکول الی
الله تعالی فلاتهتم بهم ان کذبوک ولاتخفهم ان عاندونک بل
توکل علی الله ولاتحزن ان لم یؤمنوا لانهم کالموتی والصم والعمی
فی قوله تعالی ان ربک یقضی الی قوله فهم مسلمون فکل هذا متعلق
بالنبوة ثم عادالی المعاد فقال واذا وقع القول علیهم الخ قال
ابوالسعود و بیان لما اشیرالیه بقوله تعالی بعض الذی تستعجلون من
بقیة مایستعجلونه من الساعة ومبادیها و یوم نحشرمن کل امة الخ
قال ابوالسعود بیان اجمالی لحال المکذبین عند قیام الساعة بعد
بیان بعض مبادیها الم یروا انا جعلنا اللیل الخ قال المسکین اخذا من

ابی السعود هذا دلیل لصحة البعث والموذج له یستدل به علیها فان من تامل فی تعاقب اللیل والنهار وشاهد من الافاق تبدل ظلمة اللیل المحاکیة للموت بضیاء النهار المضاهی للحیوة وعاین فی نفسه تبدل النوم الذی هوا اخوا الموت بالانتباه الذی هو مثل الحیوة قضی بان الساعة اتیة لاریب فیها وان الله یبعث من فی القبور و یوم ینفخ الخ اعلم ان هذا هو العلامة الثانیة ﴿وکانت الاولی خروج دابة الار ض ۱۲ منه﴾ لقیامة وتری الجبال الخ اعلم ان هذا هوا لعلامة الثالثة لقیام القیامة من جاء بالحسنة الخ اعلم انه تعالی لماتکلم فی علامات القیامة شرح بعد ذلک احوال المکلفین بعد قیام القیامة انما امرت ان اعبد الخ قال ابوالسعود امر علیه الصلوة والسلام ان یقول لهم ذلک بعد مابین لهم احوال المبدأ والمعاد وشرح احوال القیامة تنبیها لهم علی انه قد اتم امرالدعوة بما لامزید علیه ولم یبق له علیه الصلوة والسلام بعد ذلک شأن سوی الاشتغال بعبادة الله عزوجل والاستغراق فی مراقبته غیر مبال بهم ضلوا ام رشدوا اصلحوا اوافسدوا وقل الحمد لله سیریکم الخ انه سبحانه ختم هذه الخاتمة فی نهایة الحسن وهی قوله و قل الحمد لله علی مااعطانی من نعمة العلم والحکمة والنبوة اوعلی ما وفقنی من القیام باداء الرسالة وبالانذار سیریکم ایاته القاهرة فتعرفونها لکن حین لاینفعکم الایمان وما ربک بغافل عما تعملون لانه من وراء جزاء العاملین.

سورة القصص

﴿فی خاتمة السورة السابقة لماتمم الحجة علی الکفار بقوله ومن ضل فقل انما انا من المنذرین بین فی هذه حال من ضل کفر

عون ومن انذر کموسی علیه السلام ۱۲ منه عفی عنه﴾

ان فرعون علا الخ قال ابو السعود استیناف جار مجری التفسیر للمجمل الموعود ولقد اتینا موسی الکتب الخ قال ابوالسعود والتعرض لبیان کون ایتاء ها بعد اهلاکهم للاشعار بمساس الحاجة الداعیة الیه تمهید المایعقبه من بیان الحاجة الداعیة الی انزال القرآن الکریم علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فان اهلاک القرون الاولی من موجبات اندراس معالم الشرائع وانطماس اثارها واحکامها المودیین الی اختلال نظام العالم و فساد احوال الامم المستدعیین للتشریع الجدید بتقریر الاصول الباقیة علی من الدهور و ترتیب الفروع المتبدلة بتبدل العصور و تذکر احوال الامم الخالیة الموجبة للاعتبار وماکنت بجانب الغربی الخ قال ابوالسعود شروع فی بیان ان انزال القران الکریم ایضا واقع فی زمان شدة مساس الحاجة الیه واقتضاء الحکمة له البتة ولولا ان تصیبهم الخ قال المسکین هذا تعلیل للارسال ای ارسلناک قطعا لمعاذیر هم بالکلیة فلما جاء هم الحق الخ قال المسکین من ههنا الی قوله تعالیٰ ضل عنهم ما کانو یفترون تهجین طریقة المشرکین فی اقوالهم و عقائدهم و بیان شبهاتهم والجواب عنها و تهدیدهم بتذکیر حال من قبلهم وبمایرون یوم القیامة واثبات توحیده تعالی و عدم اغناء الهتهم عنهم شیئا فهذا کله کلام واحد متداخل بعضه فی بعض ثم ذکر تعالی قصة قارون کالتفسیر الاجمال قوله تعالی و کم اهلکنا من قریة بطرت معیشتها الخ تنبیها علی ان متاع الحیٰوة الدنیا و زینتها لاینبغے الاغترار به فان ما عندالله خیر وابقی ثم ختم القصة ببیان من یصلح للدارالاخرة بقوله تلک الدارا الاخرة

نجعلها الخ ثم ذکر القول الکلی لبیان جزاء طالب الدنیا و طالب الاخرة بقوله من جاء بالحسنة الخ ثم لماختتم تفصیل احوال الکفار و کان رسول الله صلی الله علیه وسلم فی اهتمام و اغتمام من امرهم کما یدل علیه قوله تعالیٰ انک لاتهدی من احببت خاطب علیه السلام لیقوی قلبه ببعض البشارات و ذکره بعض امتنانات وامره بالاستقامة علی الحق و عدم المبالاة بالکفار والثبات علی الدعوة و تفویض الحکم الیه تعالی اذارجع الکل الیه کل هذا مذکور فی قوله تعالی ان الذی فرض علیک القرآن الی اخر السورة ولله الحمد.

سورة العنکبوت

﴿وجه تعلق السورتین مذکور فی المتن ۱۲ منه عفی عنه﴾

الم احسب الناس الخ الوجه فی تعلق اول هذه السورة بما قبلها هو انه تعالی لما قال فی اخر السورة المتقدمة وادع الی ربک و کان فی الدعاء الیه الطعان والحراب و الضراب لان النبی صلی الله علیه وسلم و اصحابه کانوا مامورین بالجهاد ان لم یؤمن الکفار بمجرد الدعاء فشق علی البعض ذلک فقال احسب الناس ان یترکوا الخ ولقد فتنا الذین من قبلهم الخ مایوجب تسلیتهم فقال کذلک فعل الله بمن قبلهم ولم یترکهم بمجرد قولهم امنا بل فرض علیهم الطاعات واوجب علیهم العبادات ام حسب الذین الخ لمابین حسن التکلیف بقوله احسب الناس بین ان من کلف بشیٔ ولم یات به یعذب وان لم یعذب فی الحاک فیعذب فی الاستقبال ولایفوت الله شیٔ فی الحال ولا فی المال من کان یرجوا الخ لمابین بقوله احسب

الناس ان العبد لایترک فی الدنیا سدی و بین فی قوله ام احسب الذین یعملون السیات ان من ترک ماکلف به یعذب کذابین ان من یعترف بالاخرة و یعمل لها لا یضیع عمله ولانجیب اصله و من جاهد الخ لمابین ان التکلیف حسن واقع و ان علیه وعدا وایعادا لیس لهما دافع بین ان طلب الله ذلک من المکلف لیس لنفع یعود الیه فانه غنی مطلقاً والذین امنوا الخ لما بین اجمالا ان من یعمل صالحا فلنفسه بین مفصلا بعض التفصیل جزاء المطیع الصالح عمله ووصینا الانسان الخ لمابین الله حسن التکالیف ووقعها و بین ثواب من حقق التکالیف اصولها و فروعها تحریضا للمکلف علی الطاعة ذکر المانع و منعه من ان یختار اتباعه فقال الانسان ان انقاد لاحد ینبغی ان ینقاد لابویه و مع هذا لو امراه بالمعصیة لایجوزاتباعهما غیر هما فلا یمنعن احد کم شیٔ من طاعة الله ولایتبعن احد من یأمربمعصیة الله والذین امنوا و عملوا الخ قال المسکین اعاده لان ماقبله کان بیانا لحالتهم الحقیقیة و هذا بیان لحالتهم الاضافیة و من الناس من یقول الخ نقول اقسام المکلفین ثلثة مؤمن ظاهر بحسن اعتقاده و کافر مجاهر بکفره و عناده ومذبذب بینهما یظهر الایمان بلسانه و یضمر الکفر فی فؤاده والله تعالی لمابین القسمین بقوله تعالی فلیعلمن الله الذین صدقواو لیعلمن الکاذبین و بین احوالها بقوله ام حسب الذین یعملون السیئات الی قوله والذین امنوا وعملوا الصلحت بین القسم الثالث و قال و من الناس من یقول امنا بالله و قال الذین کفرو اللذین امنوا الخ قال ابو السعود بیان لحملهم للمؤمنین علی الکفر بالاستمالة بعد بیان حملهم لهم بالاذیة والوعید ولقد ارسلنا نوحا

الخ ان الله تعالى لما بين التكليف و ذكر اقسام المكلفين ووعد المؤمن الصادق بالثواب العظيم واوعد الكافر والمنافق بالعذاب الاليم وكان قد ذكران هذا التكليف ليس مختصا بالنبى واصحابه وامته حتى صعب عليهم ذلك بل قبله كان كذلك كما قال تعالى ولقد فتنا الذين من قبلهم ذكر من جملة من كلف جماعة منهم نوح النبى عليه السلام و قومه ومنهم ابرهيم عليه السلام و غير هما مثل الذين اتخذو الخ لما بين الله تعالى انه اهلك من اشرك عاجلا و عذب من كذب اجلا و لم ينفعه في الدارين معبوده و لم يدفع ذلك عنه ركوع و سجوده مثل اتخاذه ذلك معبودا باتخاذا العنكبوت بيتا لايجير اويا ولا يريح ثاويا قال المسكين ثم قرر امر التوحيد ببيان ضعف ما يدعون من دونه و بلاغة المثل المذكور واضرا به وكونه تعالى خالقا بالحق ثم قال ان فى ذلك لاية للمؤمنين اى دليلا على التوحيد اتل ما اوحى اليك الخ يعنى ان كنت على كفرهم فاتل ما اوحى اليك لتعلم ان نوحا ولوطا وغيرهما كانوا على ما انت عليه بالغوا الرسالة وبالغوا فى اقامة الدلالة ولم ينقذ واقومهم من الضلالة والجهالة ولاتجادلوا اهل الكتاب الخ لما بين الله طريقة ارشاد المشركين و نفع من انتفع و صل الياس ممن امتنع بين طريقة ارشاد اهل الكتاب ثم بعد ذلك ذكر دليلا قياسيا فقال وكذلك انزلنا اليك الكتاب يعنى كما انزلنا على من تقدمك انزلنا اليك و هذا قياس وماكنت تتلوا من قبله الخ هذا المبحث فى الاجوبة عن الشبهات فى النبوة من اقتراحهم الايات واستعجال العذاب انكان نبيا و نحوهما وامتد هذا الى قوله ذوقوا ماكنتم تعملون يا عبادى الذين

منوا الخ قال المسكين بيان الامر الهجرة الر بيان عنا الكفار لمفضى اليها غالباً كل نفس ذائقة الموت الخ لما امرالله تعالى لمؤمنين بالمهاجرة صعب عليهم ترك الاوطان و مفارقة الاخوان قال لهم ان ماتكرهون لابد من وقوعه فان كل نفس ذائقة الموت والموت مفرق الاحباب فالاولى ان يكون ذلك فى سبيل الله يجازيكم عليه فان الى الله مرجعكم والذين امنوا و عملوا الصلحت الخ بين مايكون للمؤمنين وقت الرجوع الخ و كاين من دابة الخ قال ابوا السعود روى ان النبى صلى الله عليه وسلم لما امر المؤمنين الذين كالوا بمكة بالمهاجرة الى المدينة قالوا و كيف فقلم بلدة ليس لنا فيها معيشة ولئن سألتهم الخ قال المسكين عودالى تقرير التوحيد الذى كان مذكورا فى قوله تعالىٰ مثل الذين اتخذوا الخ بالثبات الخالقية و الرزاقية و غيرهماله تعالى ثم حقر شان الدنيا المانقة لهم عن الاقبال على الاخرة بالايمان بالله و رسول مع اعترافهم بالتوحيد و فت السؤال فى قوله وما هذه الحيوة الدنيا الخ ثم اشارالى عودهم الى الفطرة الاصلية التى تقتضى التوحيد اذا زال المانع من الركون الى الزخارف والشهوات وقت ركوبهم فى الفلك بقوله فاذا ركبوا فى الفلك الخ ثم ذكر لهم نعمة عظيمة من امنهم فى الحرم تحملهم على الايمان فى قوله اولم يروا انا جعلنا حرما الخ و من اظلم ممن افترى الخ لما بين الله الامور على الوجه الذكور ولم يؤمن به احدبين انهم اظلم من يكون والذين جاهدو افينا الخ قال المسكين كانه قسيم لقوله من اظلم ممن افترى اى حال العاصى ذلك و حال المطيع هذا والله اعلم.

سورة الروم

﴿لما كان المذكور فى خاتمة ماقبلها حال العاصى والمطيع من حيث ان احدهما ظالم مستحق لجهنم والاخر مهيد مستحق لميته تعالى بين فى فاتحة هذه السورة حالهما بوجه من حيث كون احدهما غالباً والاخر مغلوباكما افسح عنه قوله تعالىٰ ويومئذ يفرح المومنون بنصرالله ۱۲ منه عفى عنه﴾

اولم يتفكرو الخ قال ابوالسعود انكارواستقباح لقصم لظرهم على ماذكر من ظاهرالحيوة الدنيا مع الغفلة عن الاخرة اولم يسيروا فى الارض الخ قال ابوالسعود توبيخ لهم يعدم اتعاظهم بمشاهدة احوال امثالهم الذالة على عاقبتهم ومالهم الله يبدأ الخلق الخ قال المسكين كان ما ذكر من قوله اولم يسيروا الخ دليلا وانموذ جابو قوع الاخرة و هذا دعوى وقوعها وما تكون فيها من احوال المؤمنين والكفار فسبحان الله الخ قال ابو السعود اثر ما بين حال فريقى المؤمنين العاملين للصالحات والكافرين المكذبين بالايات ومالهما من الثواب والعذاب امروابما ينجى من الثانى و يفضى الى الاول من تنزيه الله عزوجل عن كل مالا يليق بشانه سبحانه و من حمده تعالى على نعمه العظام يخرج الحى من الميت الخ قال المسكين بيان لبعض اعاجيب قدرة تعالى ليدل على استحقاقه للحمد وليدل على صحة البعث التى فيها الكلام ههنا ثم ذكر الايات الدالته على البعث الى قوله وله المثل الا على فے السموات والارض وهو العزيز الحكيم قوله ضرب لكم مثلا الخ لما بين العادة والقدرة عليهابالمثل

بعد الدليل بين الوحدانية ايضابالمثل بعد الدليل واذا مس الخ لما
بين التوحيد بالدليل وبالمثل بين ان لهم حالة يعرفون بها وان كانوا
ينكرونها فى وقت وهى حالة الشدة ام انزلنا عليهم سلطانا الخ لما
سبق قوله تعالى بل اتبع الذين ظلموا اهواء هم بغير علم حقق ذلك
بالاستفهام بمعنى الانكا واذا اذقنا الناس رحمة الخ قال المسكين
بيان لاثار التوحيد المتزلزل الذى كان فى المشركين ثم بين قصور
نظرهم فى قوله اولم يروا الخ ببيان كون كل من الاحوال من الله
تعالى فيجب ان يرجع اليه فى كل حال ثم ذكر علامات اعتقاد كون
الرزق من الله الخ الذى يجب ان يتصف به المؤمنون عن ايتاء اهل
الحقوق حقوقهم الدال على كمال التوكل و عدم الخشية من
الاقلال ونهاهم عن الحرص واطمع و طلب الزيادة فى قوله فات
ذاالقربى حقه الى قوله اولئك هم المضعفون الله الذى خلقكم الخ
قال المسكين عود الى مسئلة التوحيد والحشر ظهر الفساد الخ وجه
تعلق هذه الاية بما قبلها هوان الشرك سبب الفساد قل سيرو افى
الارض الخ لمابين حالهم بظهور الفساد فى احوالهم بسبب فساد
اقوالهم بين لهم هلاك امثالهم واشكالهم الذين كانت افعالهم
كافعالهم فاقم وجهك الخ قال المسكين امر بالتوحيد مع الوعيد
من اتيان القيامة و فصل الامور فبما ومن اياته ان يرسل الخ قال
المسكين اقامة لدلائل التوحيد والبعث ولقد ارسلنا من قبلك والله
قال ابوالسعود لعل توسيط الاية الكريمة بطريق الاعتراض بين
ماسبق ومالحق من احوال الرياج واحكامها لانذار الكفرة و تحذير
هم عن الاخلال بمواجب الشكر المطلوب بقوله تعالى لعكم

تشکرون بمقالته النعم المعدوة المنوطة بارسالها کیلایحل بهم مثل ماحل باولئک الامم من الانتقام الله الذی یرسل الخ قال ابوالسعود استیناف مسوق لبیان ما اجمل فیما سبق من احوال الریاح ولئن ارسلنا الخ لمابین انهم عند توقف الخیر یکونون مبلسین ایسین وعندظهوره یکونون مستبشرین بین ان تلک الحالة ایضا لایدومون علیها بل لوا صاب زرعهم ریح مصفرلکفرو افهم منقلبون غیر ثابتین لنظرهم الی الحال لاالی المال فانک لا تسمع الموتی الخ لماعلم تعالیٰ رسوله انواع الادلة و اصناف الامثلة ووعدو اوعد ولم یزد هم دعاء ی الافرارا قال له فانک لاتسمع الخ الله الذی خلقکم الخ لما اعاد من الدلائل التی مضت دلیل من دلائل الافاق وهو قوله الله الذی یرسل الریاح وذکر احوال الریح من اوله الی اخره اعاد دلیلا من دلائل الانفس وهو خلق الأدمی و ذکر احواله فقال خلقکم من ضعف الخ ویوم تقوم الساعة الخ قال المسکین تصریح بالمطلوب من اثبات الحشر بعد المقدمة من بیان الدلیل ولقد ضربنا للناس الخ اشارة الی ازالة الاعذ اروالاتیان بمافوق الکفایة من الانذار والی انه لم یبق من جانب الرسول تقصیری فان طلبوا شیئا اخر فذلک عنادثم بین تعالی ان ذلک بطبع الله علی قلوبهم بقوله کذلک یطبع الله ثم انه تعالی سلی قلب النبی صلی الله علیه وسلم بقوله فاصبر الخ.

سورۃ لقمان

الم تلک ایات الکتاب الحکیم الخ وجه ارتباط اول هذه السورة باخرما قبلها هو ان الله تعالی لما قال ولقد ضربنا للناس الخ

اشارة الى كونه معجزة و قال ولئن جئتهم باية اشارة الى انهم يكفرون بالايات بين ذلك الم تلک ايات الكتاب الحكيم اى هذه ايات ولم يؤمنوا بهاوالى هذا اشار بعد هذا بقوله واذا تتلى الخ و من الناس من يشترى الخ لما بين ان القرآن كتاب حكيم يشتمل على ايات حكمية بين من حال الكفار انهم يتركون ذلک يشتغلون لغيره ان الذين امنو الخ لمابين حال من اذا تتلى عليه الايات ولى بين حال من يقبل على تلک الايات و يقبلها خلق السموات بغير عمد الخ قال ابوالسعود استيناف مسوق للاستشهاد بما فصل فيه على عزته تعالى التى هى كمالا اخدرة حكمة التى هى كمال العلم و تمهيد قاعدة التوحيد و تقريره وابطال امرا لاشراک و تبكيت اهله ولقد آتينا لقمان قال ابوالسعود كلام مستانف مسوق لبيان بطلان اشرک ووصينا الانسان الخ قال ابوالسعود كلام مستانف اعترض به على نهج الاستطراد فى اثناء وصية لقمان تاكيد المافيها من النهى عن الشرک يابنى انها ان تک الخ قال ابوالسعود شروع فى حكاية بقية وصايالقمان الر تقرير ما فى مطلعها من النهى عن الشرک و تاكيده بالاعتراض الم ترو ان الله سخر الخ قال ابوالسعود رجوع الى سنن ماسلف قبل قصة لقمان من خطاب المشركين و توبيخ لهم على اصرارهم على ماهم عليه مع مشاهد تهم لدلائل التوحيد و من يسلم وجهه الخ لمابين حال المشرک والمجادل فى الله بين حان المسلم المستسلم لامرالله و من كفر فلايحزنک الخ قال المسكين هذا تسلية للنبى عليه السلام ولئن سالتهم الخ لما استدل بخلق السموات بغير عمد و بنعمة الظاهرة

والباطنة بین انهم معترفون بذلک غیر منکرین له ولوان ما فی الارض الخ قال المسکین بیان لکمال عظمة تعالی ببیان عظمة کلماته ماخلقکم ولابعثکم الخ لمابین کمال قدرته وعلمه ذکر ما یبطل استبعادهم للحشر الخ الم تران الله یولج الخ قال المسکین عود الی اثبات التوحید بالدلائل و کذاقوله الم تران الفلک تجری الخ واذا غشیهم موج الخ لماذکر الله ان فی ذلک لایات ذکران الکل معترفون به غیر ان البصیر یدرکه اولا ومن فی بصیرته ضعف لایدرکه اولاً فاذا غشیه موج ووقع فی شدة اعترف یایها الناس الخ لماذکر الدلائل من اول السورة الی اخرها وعظ بالتقوی لانه تعالیٰ لما کان واحدا اوجب التقوی البالغة فان من یعلم ان الامربیدالثنین لایخاف احدهما مثل مایخاف لوکان الامر بیداحدهما لاغیر قال المسکین و ایضا فیه بیان لکیفیة الحشرو ماههنا ان الله عنده علم الساعة الخ قال المسکین لنا بین الساعتها فیما قبل سألو امتی الساعة فذکر الله تعالی اختصاصه بعلمها مع اخواتها من علوم الغیب والله اعلم.

سورۃ السجدہ

الم تنزیل الکتاب الخ لما ذکر الله تعالیٰ فی السورة المتقدمة دلیل الواحدنیة و ذکر الأصل الاخر وهو الحشر وختم السورة بهمابدأ ببیان الرسالة فی هذه السورة الله الذی خلق السموات الخ لماذکر الرسالة بین ما علی الرسول من الدعاء الی التوحید واقامة الدلیل وقالواء ذا ضللنا الخ لما قال قلیلا ماتشکرون بین عدم شکرهم باتیانهم بضده وهو الکفرو انکار قدرته علی احیاء الموتی وقد ذکرنا ان الله تعالیٰ فی کلامه

القديم كلما ذكراصلين من الاصوال الثلثة لم يترك الاصل الثالث و ههناكذلک ولما ذكر الرسالة بقوله تنزيل الكتاب الى قوله لتنذرو ذكر الوحدانية بقوله الله الذى خلق الى قوله جعل لكم السمع والابصار ذكر الاصل الثالث وهو الحشر بقوله تعالى و قالوا اء ذاضللنا الخ ولو ترى اذاالمجرمون الخ لما ذكرانهم يرجعون الى ربهم بين مايكون عند الرجوع على سبيل الاجمال انما يؤمن باياتنا الخ قال المسكين بيان لحال المؤمنين اثر حال الكافرين افمن كان مؤمنا الخ لما بين حال المجرم والمؤمن قال للعاقل هل يستوى الفريقان ثم بين انهما لايستويان ثم بين عدم الاستواء على سبيل التفصيل و من اظلم ممن الخ يعنى لنذيقنهم ولايرجعون فيكونون قد ذكرو اباايات الله من النعمٰ ولا والنقم ثانيا ولم يؤمنوا فلا اظلم منهم احد ولقد اتينا موسى الخ لما قررالاصول الثلثة على مابيناه عادالى الاصل الذى بدأبه وهو الرسالة فى قوله لتنذر قوما و قال قل ماكنت بدعاً من الرسل ان ربک هو يفصل الخ قال المسكين بيان للفصل بين من امن بالرسول و من لم يؤمن بهم اثر اثبات الرسالة اولم يهدلهم الخ قال المسكين وعيد للمكذبين الرسول و هذا تذكير لللنقم التى وبما تحمل على الايمان اولم يروا انا نسوق الماء الخ قال المسكين هذا تذكير للنعم التى ربما تحمل على الايمان ويقولون متى هذا الفتح الخ قال المسكين لما اوعد وابو قوع الفصل فى قوله ان ربک هو يفصل بينهم استبعدوه فحكے الله تعالىٰ استبعاد هم واجابهم عنه.

﴿وجه المناسبة بينها وبين ماقبلها مذكور فى المتن ۱۲ منه عفى عنه﴾

سورة الاحزاب

﴿ختم السورة بيان الوعيد للمكذبين الرسول وبين فيهذه حقوقه عليهم السلام من تصديقا وتعظيمه مفصلا وبينهما من انتقابل مالا يحقى ۱۲ منه عفى عنه﴾

قال المسكين فى جميع هذه السورة ذب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما اوذى به من انواع الانذاء قتال الاحزاب معه و معاونة المنافقين لهم وطعن المنافقين فى نكاحه عليه الصلوة والسلام بزينب رضى الله تعالىٰ عنها و طلب الزواج الزيادة فى الانفاق واشتغال بعض المسلمين بالاحاديث فى بيت عليه السلام ونحو ذلک مماتأ ذى به النبى صلى الله عليه وسلم فهذا القدرهو المقصود الاصلے من السورة وما سوى ذلک فهوا ما توطئة لبعض ماهوالمقصود واماكمل له كما يظهر كل ذلک من التامل فى النظم الكريم ولماكان اشد الايذاء من الكافرين و المنافقين بدٔ الله تعالىٰ بالا مريتقوى الله تعالىٰ و عدم خشية لهم التى تقضى احيانا الى الاطاعت و بالتوكل على الله فقال يايها النبى اتق الله الخ ثم صرح ببعض مقاصد السورة بقوله وماجعل ادعياء كم ابناء كم الخ جوابا من قصة زينب و ذكر قبله مثلا لتائيده بقوله ما جعل الله لرجل من قلبين فى جرفه وما جعل ازواجكم اللائى تظاهرون منهن امهاتكم ثم اشارالى ان نفى الابوة الصورة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لايستلزم نفى الابوة المعنويه بل هواقرب من الأباء فى هذه المرتبة فقال النبى اولى بالمؤمنين الخ ثم لما كان لنبى صلى الله عليه وسلم

ولاية مع جميع المؤمنين صارالمؤمنون كلهم اولياء بعضهم لبعض فازرلت شبهة التوارث بين كلهم فدفعها الله تعالى بقوله واولو الارحام الخ اى مدار التوارث الرحم لاهاذه الولاية المعنوية ثم اكدالله تعالى ما امره به من اتباع مايوحى بقوله واذاخذنا من النبين ميثاقهم الخ ببيان وقوع السوال عن التبليغ فوجب الاتباع وعدم الخوف من الطاعنين ثم شرع الله تعالىٰ فى حكاية غزوةالاحزاب بقوله وانزل الذين ظاهروهم الخ ثم ذكر طلب الازواج الزيادة فى الانفاق والجواب عنه بقوله يايها النبى قل لازواجك الخ ثم شرع فى قصة زينبؓ بقوله وما كان لمؤمن ولا مؤمنة الخ ثم ذكر الله تعالى حقوقه و حقوق نبيه على المؤمنين ليزدادوا تعظيما له واجلالا ولالوذوه فقال يايها الذين امنوا اذكروا الله الى قوله سراجا منيرا ثم امرنبيه بشارة المؤمنين المعظمين لو والذارالمنكرين المؤذين له بقوله و بشر المؤمنين الخ ثم ارادالله ان يذكر بعض احكام النكاح لنبيه عليه السلام التى لها شأن خاص تشعر باجلاله و محبوبية لله تعالى فى قوله يايها النبى انا احللنالك الخ و ذكر قبلها بعض الاحكام النكاحية المتعلقة بالمؤمنين ليظهر التفاوت بين النبى والامة بكون الاحكام المتعلقة بالامة عامة وبالنبى خاصةً فقال يايها الذين امنوا اذا نكحتم الخ ثم ذكر مسئلة دخول بيوت النبى والحجاب بقوله يايها الذين امنوا الاتدخلوا الخ ثم بين متمم مسئلة الحجاب بقوله لاجناح عليهن الخ ثم امربالصلوة على النبى صلى الله عليه وسلم لاكمال احترامه فقال ان الله وملئكته الخ ثم ذكر الوعيد على ايذاء الرسول و نبه على ان ايذاء ه كايذاء ه تعالىٰ فقال ان الذين يوذون

الله الخ ثم ذكر بعض افعال المنافقين من التعرض للجوارى الذى يتأذى به النبى صلى الله عليه وسلم والمؤمنون وارشد الى سدبابه فقال يايها النبى قل لازواجك وبناتك الخ ثم ذكر سؤالهم عن الساعة الذى قصدوابه تكذيب النبى صلى الله عليه وسلم و ايذاء ه فقال يسئلك الناس عن الساعة الخ ثم ختم السورة بالتصريح بالنهى عن ايذاء ه عليه السلام بقوله يايها الذين امنوا الاتكونوا كالذين اذوا موسى الخ ثم لمانهى الله تعالىٰ عما يوذى النبى صلى الله عليه وسلم امرهم بما ينبغى ان يصدرعنهم فقال يايها الذين امنوا اتقوالله الخ ثم بينا ان ما نكلفكم به انما تحملتموه من انفسكم لاانا حملنا كم فقال انا عرضنا الامانة الخ ثم ذكر حال الذين ادواحق الامانة والذين لم يودوه فقال ليعذب الله المنافقين الخ والحمد لله تعالى على ما القى فى روعى من تقرير الارتباط فيمابين ايات هذه السورة.

سورة سبا

﴿ لما ذكر فى خاتمة ماقبلها جزاء الحافظين للامانة والمضيعين لها ذكر فى اوّل هذه وقت الجزاء وهو الساعة واعظم الامانات وهو التوحيد ۱۲ منه عفى عنه﴾

الحمدلله الذى له ما فى السموات الخ قال المسكين صدرالسورة بتقرير التوحيد الذى من الاصول العظيمة الدين و قال الذين كفرو الخ قال المسكين ذكرامر الساعة اثرالتوحيد كما هو العادة الشائعة فى القرآن ولذكر الساعة ههنا مناسبة خاصة لامرالتوحيد لانه حكمفى الاية الا ولى باثبات الحمد له تعالى فى الاخرة و قد انكرالاخرة قوم فتصدى لاثباتها ليجزى الذى امنوا الخ

قال ابوالسعود علة لقوله تعالى لتا تہنكروبيان لما يتضى الباتها والذين سعوا فى اياتنا الخ لما بين حال المؤمنين يوم القيمة بين حال الكافرين ويرى الذين اوتوا العلم الخ قال ابوالسعود مستأنف مسوق للاستشهاد باولى العلم على الجهلة الساعين فے الايات و قال الذين كفرو الخ قال المسكين حكاية لقول منكرى الساعة بل الذين لايؤسون قال ابوالسعود جواب من جهة الله تعالى عن ترديدهم الوارد على طريقة الاستفهام بالاضراب عن شقه والبطالهما والبات قسم ثالث كاشف عن حقيقة الحال ناع عليهم سوء حالهم الم يروا الى مابين ايديهم الخ قال ابوالسعود استيناف مسوق لتهويلها اجتروا عليه من تكذيب آيات الله تعالى واستعظام ما قالوا فى حقه عليه الصلوة والسلام وانه من العظائم الموجبة لنزول اشد العقاب و حلول افظع العذاب من غير ريث و تاخيران نشأنخسف الخ قال ابوا لسعود بيان لماسبثى عنه ذكرا حاطتهما من المحذورالمتوقع من جهتهما ولقد اتينا داؤد الخ لما ذكر الله تعالى من ينيب من عباده ذكر منهم من اناب و اصاب و من جملتهم داؤد كما قال تعالىٰ عنه فاستغفر ربه و خررا كعا واناب و بين ما اتاه الله على انابة ثم لماذكر المنيب الواحد ذكر منيبا آخر وهو سليمان كما قال تعالى و القينا على كرسيه جسد اثم اناب و ذكرما استفادهو بالانابة فقال ولسيمان الريح الخ قال تعالى لقد كان لسبأ الخ لمابين الله حال الشاكرين لنعمه بذكر داؤد سليمان بين حال الكافرين بانعمه بحكاته اهل سباولقد صدق عليهم الخ قال المسكين بيان لكونهم متبعين لابليس فى كفرهم و كون المؤمنين بمعزل عن ذلك والحكمة فى تسلية

علیه قل ادعوا الذین الخ قال المسکین عود الی التوحید فی هیئة المناظرة التی لااعتسان فیها کما قال تعالیٰ و انا اوایاکم لعلی هدی او فی ضلل مبین الخ وما ارسلناک الاکافة الخ لما بین مسئلة التوحید سرع فی الرسالة و یقولون متی هذا الوعد الخ لما ذکر الرسالة بین الحشر وما ارسلنا فی قریة قال ابوالسعود تسلیة لرسول الله صلی الله علیه وسلم مما منی به من قوله من التکذیب والکفر بما جاء به والنافة بکثرة الاموال والاولاد والمفاخرة بحظوظ الدین وزخارفها والتکبر بذلک علی المؤمنین والاستهابة بهم من اجله قل ان ربی الخ قال ابوالسعود علیهم و حسم لمادة طمعهم الفارغو تحقیق للحق الذی علیه یدورامرالتکوین وما اموالکم الخ قال ابوالسعود کلام مستانف من جهة غرو علاخوطب به الناس بطریق التلوین والالتفات مبالغة فی تحفیق الحق. و تقریر ماسبق والذین یسعون الخ قال المسکین بیان لان الاموال لاتجدی نفعا للکفارالمحضرین وما انفقتم من شیء الخ قال المسکین بیان لنفع الاموال للمؤمنین خلاف ما علیه الکفار و یوم یحشرهم جمعا الخ قال المسکین تتمة لمسئلة الحشرو اذا تتلی علیهم الخ قال المسکین عود الی مسئلة الرسالة و تقریر دلیلالرساله من الایات القرانیة واثیان حقیتها ولوتری اذفزعوا الخ قال المسکین بیان لوضوح خطأهم اذا اکشف العطاء و تحسرهم حینئذ حیث لاینفع الندم.

سورۃ فاطر

﴿کانت السورة المتقدمة قد ختمت بتقریر الرسالة والوعید لمن انکرها وهذا السورة قد بدئت بالتوحید وتلاصقهما غی

عن لبیات ۱۲ منه عفی عنه ﴾

الحمدلله فاطر السموات الخ قال المسکین بدا الکلام بالتوحید ببیان الخالقیة والقدرة ونفوذ المشیئة و نفاذ الامرو الرازقیة وان یکذبوک الخ لما بین الاصل الاول وهو التوحید ذکر الاصل الثانی رهو الرسالة فقال تعالی و ان یکذبوک الخ ثم بین الاصل الثالث رهو الحشر فقال تعالی یایها الناس ان وعدالله حق الخ ثم قال تعالی ان الشیطن لکم عدو الخ لما قال ولایغرنکم ذکر ما یمنع العاقل من الاغترار ثم بین الله تعالیٰ حال حزبه و حال حزب الله فقال الذین کفروا افمن زین له سوء عمله الخ قال ابوالسعود تقریر لماسبق من التبائن البین بین عاقبتی الفریقین ببیان تبائن حالهما الودیین الی تینک العاقبتین والله الذی ارسل الخ قال المسکین دلیل علی صحة ابعث کمایدل علیه قوله تعالی کذلک النشور من کان یرید العزة الخ قال المسکین بیان لمایتعز ز به العبد عندالله تعالی من التوحید والعمل الصالح وما یتذلل به من المکرا السیئی والکفرون کان ظهور هذه العزة والذلة یوم الحشر ناسب ذکره بعده والله خلقکم من تراب الخ قال المسکین عود الی التوحید بحیث یتضمن الاستدلال علی صحة البعث من کیفیة بدخلق الانسان وایلاج اللیل فی النهار وبا لعکس و جریان کل من الشمس والقمر لاجل مسمی و بین فی الثناء ه مثلا لعدم استواء المؤمن والکافر فی قوله وما یستوی البحران یایها الناس انتم الفقراء الخ قال المسکین بیان لما یحمل العبد علی التوحید من فقره الیه تعالی وقدرته تعالی علیه بالتبدیل ان شاء و انحصار الفقرا الی الله تعالی ببیان ان احدا لایجدی احدا یوم

القيمة ولو كان ذا قربى ثم لما كان اصرار الكفرة مع هذه الدلائل يؤذى النبى صلى الله عليه وسلم اشد الايذاء بين الله تعالى لسعليه عليه السلام اختلاف احوال الناس فى استعدادهم لقبول الحق واوضحه بقوله ومايستوى الاعمى والبصير وارشده عليه الاسلام بان لايهتم بهم فان عليه الرسالة فقط وما هو باول من كذب من الرسل الم تر ان الله انزل من السماء ماء الخ قال ابو السعود استيناف مسوق لتقرير ماقبله من اختلاف احوال الناس ببيان ان الاختلاف والتفاوت امر مطرد فى جميع المخلوقات من التبات والجمادو والحيوان انما يخشى الله قال ابو السعرد تكملة لقوله تعالى انما تنذر الذين يخشون ربهم بالغيب ان الذين يتلون الخ قال المسكين بيان لثمرات الخشية من الايمان والاعمال الصالحة مع بيان جزاء ها من التجارة التى لن تبور ثم لتقرير قوله يتلون كتاب الله قال تعالىٰ والذى اوحينا اليک من الكتاب الخ ولتفصيل قوله تجارة لن تبور قال جنات عدن يدخلونها الخ ثم قال تعالى والذين كفرو الهم نار جهنم الخ عطف على قوله ان الذين يتلون كتاب الله وما بينهما كلام متعلق بالذين يتلون الكتاب ان الله عالم غيب الخ قال المسكين عود الى التوحيد ببيان كما لاته العلمية كما فى هذه الاية و كمالاته العملية كما فى قوله الاتى هو الذى جعلكم الخ قل ارأيتم شركاء كم الخ تقرير للتوحيد وابطال للاشراک ان الله يمسک السموات الخ لمابين انه لاخلق للاصنام ولاقدرة لها على جزء من الجزاء بين ان الله قد بقوله ان الله يمسک الخ ويحتمل ان يقال لما بين شركهم قال مقتضىٰ شركهم زوال السموات والارض كما قال تعالى تكاد السموات يتفطرن منه و تنشق

الارض الخ ويدل على هذا قوله فى اخرالاية انه كان حليما غفورا. واقسموا بالله الخ قال المسكين بيان لقبح كفرهم ان كفروا بعدان اقسموا الخ ثم اوعدهم بسنة الاولين على الكفر فى قوله فهل ينظرون الخ ثم بين فى قوله ولويؤاخذ الله الخ ان لايغترو بالامهال بل

سورۃ یٰسین

﴿كان الله تعالیٰ فى خاتمة فاطر قد اخبر عن قولهم لئن جاء هم نذير ليكونن اهدى من احدى الامم وقد قرر فى اول يٰس عليه الصلوة والسلام نذير احمد منه عفى عنه﴾

يٰس والقرآن الحكيم الخ قال المسكين مدارالكلام على اثبات الرساله بالقسم والغرض من الرسالة من الانذار والاشارة الى الدليل عليها من القران و بيان ما على الرسول من الانذار فقط لاالجبر على الهداية و انما امرها الى الله تعالى و قد حق القول على اكثرهم انهم لايؤمنون و بيان منعنهم عن الايمان و بيان ان المنتفعون بالانذارمن هم و هذا كله مذكور الى قوله اجر كريم كما يظهر بالتأمل انا نحن نحيى الموتى الخ قال ابوالسعود بيان لشان عظيم ينطوى على الانذاروالتبشير انطواء اجماليا واضرب لهم مثلا الخ قال الله انك لمن المرسلين و قال لتنذر قال قل لهم ماكنت بدعاً من الرسل بل قبلى بقليل جاء اصحاب القرية مرسلون ياحسرة على العباد الخ قال المسكين تلهف على التكذيب اثراقتصاص حال المكذبين الم يرواكم اهلكنا الخ لمابين الله تعالى حال الاولين قال للحاضرين الم يروا الخ وان كل لماجميع الخ قال ابوا السعود بيان لرجوع الكل

الی المحشر بعد بیان عدم الرجوع الی الدنیا وایة لهم الارض الخ مناسب لما قبله من وجهین احدهما انه لما قال و ان کل لماجمیع لدینا محضرون کان ذلک اشارة الی الحشر فذکر مایدل علی امکانه و ثانیهما انه لما ذکر حال المرسلین و کان شغلهم التوحید ذکر مایدل علیه واذا قیل لهم اتقوا الخ قال ابوالسعود بیان لاعراضهم عن الایات التنزیلیة بعد بیان اغراضهم عن الایات الافاقیة التی کانوا یشاهدونها واذا قیل لهم انفقوا الخ قال المسکین بیان لشناعتهم الاخری اشدمن الاولی فان الانکار لقدرة الله الذی هو الغرض من کلامهم لا الامتناع من الانه ناق اشد من الاحراض عن ایات الله فکانه دلیل لمضمون الایة السابقة ای اذا اتوا بالانکار فای استبعاد فی الاعراض و یقولون متی هذا الوعد الخ قال المسکین عود الی مسئلة الحشر فهو مرتبط بقوله و ان کل لما جمیع لدینا محضرون وامتدهذا الی قوله الیوم نختم علی افواههم الایة ولونشاء لطمسنا الخ قال المسکین هذا تقریب لوقوع الختم یوم القیامة ای لونشاء لاوقعنا الظمس والمسخ فی الدنیا جزاء علی کفرهم لکنا لم نشأو نشاء الختم یوم القیامة فیقع ثم استدل علی تقریب الطمس والمسخ بقوله تعالی و من نعمره ننکسه فان هذا التغییر قریب من تغییر المسخ والطمس فالقادر علی واحد قادر علی اخروما علمناه الخ لما ذکر الاصلین الواحدانیة والحشر ذکر الاصل الثالث وهو الرسالة ثم انه تعالی اعاد الواحدانیت ودلائل دالة علیها فقال تعالی اولم یروا انا خلقنا الخ و قوله فلایحزنک قولهم الخ اشارة الی الرسالة لان الخطاب معه مایوجب تسلیة قلبه دلیل اجتباء ہ واختیارہ

اياه اولم يرالانسان الخ قال ابوا السعود كلام مستأنف مسوق لبيان بطلانِ انكارهم البعث بعدماشاهد وا فى انفسهم اوضح دلائله واعدل شواهده كما ان ما سبق مسوق لبيان بطلان اشركهم بالله تعالى بعد ماعاينوا فيما بايديهم مايوجب التوحيد والاسلام.

سُوْرَةُ الصّٰفّٰت

﴿قد ذكر فى خاتمة السورة المارة امر البعث متضمنا لتقرير الواحدانية والرسالة وذكر فى فاتحة هذه دليل الواحدانية ثم عقبها بالبعث فالمناسبة ظاهرة ١٢ منه عفى عنه﴾

قال المسكين افتتح الله تعالىٰ هذه السورة باثبات التوحيد بعد القسم كمايدل عليه قوله تعالى ان الهكم لواحد ثم استدل عليه بربوبية تعالى للسموات والارض و غيرهما ثم بتزيين السماء بالكواكب بحيث يتضمن اثبات الرسالة ببيان امتناع الشياطين من الاستراق ثم شرع فى اثبات المعاد بقوله فاستفتهم اهم اشد خلقا الخ وامتد هذا الى قوله ثم ان مرجعهم لالى الجحيم انهم الفوا اباء هم الخ قال ابوالسعود تعليل لاستحقاقهم ما ذكر من فنون العذاب بتقليد الاباء فى الدين من غيران يكون لهم ولالاباء هم شیء يتمسک به اصلاولقد ضل قبلهم الخ ذكر لرسوله مآيوجب السلية له فى كفرهم وتكذيبهم فبين تعالى انارساله للرسل قدتقدم والتكذيب لهم قد سلف ولقد نادانا نوح الخ اعلم انه تعالى لما قال من قبل ولقد ضل قبلهم اكثر الاولين و قال فانظر كيف كان عاقبة المنذرين اتبعه بشرح وقائع الانبياء عليهم السلام فالقصة الاولى

حکایة نوح علیه السلام قوله لقد نادانا القصة الثانیة قصة ابراهیم علیه السلام قوله تعالی و ان من شیعته لابراهیم الخ قوله تعالی ولقد مننا علی موسی الخ اعلم ان هذا هوالقصة الثالثة من القصص المذکورة فی هذه السورة وان الیاس الخ اعلم ان هذه القصة الرابعة من القصص المذکورة فی هذه السورة وان لوطالمن المرسلین الخ هذا هواالقصة الخامسة وان یونس لمن المرسلین الخ اعلم ان هذا هواالقصة السادسة وهواخرالقصص المذکورة فی هذه السورة فاستفتهم الربک البنات الخ قال ابوالسعود امرالله عزوجل فی صدرالسورة الکریمة رسوله صلی الله علیه وسلم تبکیت قریش وابطال مذهبهم فے انکار البعث بطریق الاستفتاء وساق البراهین القاطعه الناطقة بتحققه لامحالة و بین وقوعه وما سیلقونه عند ذلک من فنون العذاب واستثنی منهم عبادة المخلصین و فصل مالهم من النعیم المقیم ثم ذکرانه قدضل من قبلهم اکثر الاولین وانه تعالی ارسل الیهم منذرین علی وجه الاجمال ثم اوردقصص کل واحد منهم علی وجه التفصیل منبها فی کل قصة منها انهم من عباده تعالی و اصفالهم تارة بالاخلاص واخری بالایمان ثم امره علیه السلام والصلوة ههنا بتبکیتهم بطریق الاستفتاء عن وجه امر منکر خارج عن العقول بالکلیة و هی القسمة الباطلة اللازمة لمآ کانوا علیه من الاعتقاد الزائغ حیث کانوا یقولون کبعض اجناس العرب جهینة و نبی سلمة وخزاعة و بنی ملیح الملئکة بنات الله والفاء لترتیب الامر علی ما سبق من کون اولئک الرسل الذین هم اعلام الخلق علیهم الصلوة والسلام عباده تعالی فان ذلک ممایؤکد التبکیت و یظهر

بطلان مذهبهم الفاسد ثم تبكيتهم بمايتضمنه كفرهم المذكور من الاستهانة بالملئكة بجعلهم اناثا ثم ابطل اصل كفرهم المنطوى على هٰذين الكفرين وهو نسبة الولد اليه سبحانه و تعالٰى ان ذلک علوا كبيرا ولم ينظمه فی سلک التبكيت لمشاركتهم النصارى فى ذلک و جعلوابينه و بين الجنة الخ قال ابوالسعود التفات الى الغيبة لايذان بانقطاعهم عن الجواب سقوطهم عن درجة الخطاب واقتضاء حالهم ان يعرض عنهم و تحكى جناياتهم لاخرين والمراد بالجنة الملئكة وانما اعيد ذكره تمهيد المايعقبه من قوله تعالى ولقدعلمت الجنة انهم لمحضرون الخ والمرادبه المبالغة فى التكذيب ببيان ان الذين يدعى هؤلاء لهم تلک النسبة ويعلمون انهم اعلم منهم بحقيقة الحال يكذبونهم فی ذلک ويحكمون بانهم معذبون لاجله حكما مؤكدا قوله سبحان الله عما يصفون حكاية نتنزيه الملٰئكة اياه تعالى عما وصفه المشركون به بعد تكذيبهم لهم فى ذلک و قوله تعالى الاعباد الله المخلصين شهادة منهم ببراء ة المخلصين من ان يصفوه تعالى بذلک و قوله تعالى فانكم وماتعبدون الخ تعليل و تحقيق لبراء ة المخلصين مما ذكر ببيان عجزهم عن اغوائهم واضلالهم وقوله تعالى ومامناالاله مقام الخ تبيين لجلية امرهم وتعيين لحيزهم فى موقف العبودية بعد ماذكر من تكذيب الكفرة فيما قالو اوتنزيه الله تعالى عن ذلک و تبرئة المخلصين عنه واظهار لقصور شانهم و قماء تهم هذا هذا هوالذى يقتضيه جزالة التنزيل انتهى مقال ابى السعود و ان كانو اليقولون الخ قال المسكين تعيير للكافر فى كفرياتهم المذكورة و غير المذكورة بانهم فى هذاياناتهم كلها ناقضون

للعهدنا كثون للوعد فيالها من عاروشنارمع اهليتهم للنار ولقد سبقت كلمتنا الخ قال ابوالسعود استيناف مقرر للوعيد و تول عنهم حتى حين الخ قال ابواالسعود تسلية لرسول الله صلى الله عليه وسلم اثر تسلية و تاكيد لوقوع الميعاد غب تاكيد سبحان ربک الخ قال ابوالسعود تنزيه لله سبحانه عن كل مايفصه المشركون به ممالا يليق بجناب كبريائه وجبروته مماذكر فى السورة الكريمة ومالم يذكرو قوله تعالى وسلام على المرسلين. تشريف لهم عليهم السلام بعد تنزيهه تعالى عما ذكر و تنويه بشانهم وايذا ان بانهم سالمون عن كل المكاره فائزون بجميع المآرب و قوله تعالى والحمد لله رب العالمين الى وصفه عزوجل بصافته الكريمة الثبوتية بعد التنبيه على اتصافه بجميع صفاته السلبية.

سورۃ ص

﴿كان المذكور فى خاتمة ماسبق امر التوحيد فى قوله سبحان ربک الخ والرسالة فى قوله وسلام على المرسلين الخ وهذا هو المذكور فى فاتحة هذه السورة فتامل تستنبط ۱۲ منه عفى عنه﴾

والقرآن ذى الذكر الخ قال المسكين افتتح السورة بتنويه شان القرآن وجواب القسم محذوف اى انه لحق او نحوه بل الذين كفروا الخ قال ابوالسعود اضراب كانه قيل لاريب فيه قطعا وليس عدم اذعان الكفرة له لشائبة ريب ما فيه بل هم فى استكبار وحمية شديدة و شقاق بعيد الله تعالى ولرسوله ولذلک لايذعنون له كم اهلكنا من قبلهم الخ قال ابوالسعود وعيدلهم على كفرهم

واستكبارهم ببيان ماصاب من قبلهم من المستكبرين. وعجبوا ان جاء هم الخ قال ابوالسعود حكاية لاباطيلهم المتفرعة على ماحكے من استكبار هم وشقاقهم قال المسكين ومخلص اباطيلهم هذه انكار النبوة ثم ذكر الجواب عنها بقوله بل هم في شک من ذكرى الى قوله فلير تقوا في الاسباب جند ما هنالک الخ قال المسكين هو تسلية لرسول الله صلى الله عليه وسلم بانهم جند ما من الكفار المتحزبين على الرسل مهزوم مكسور عما قريب فلاتبال بمايقولون ولاتكترث بما يهذون كذبت قبلهم الخ قال ابوالسعود استيناف مقرر لمضمون ماقبله ببيان احوال العتاة الطغاة الذين هؤلاء جند مامن جنودهم ممافعلوا من التكذيب و فعل بهم من العقاب ان كل الاكذب الخ قال ابوا لسعود استيناف جئ به تقرير التكذيبهم وبيانا لكيفية و تمهيد السماء يعقبه وما ينظر هؤلاء الخ قال ابوالسعود شروع في بيان عقاب كفار مكة اثر بيان عقاب اضرابهم من الاحزاب وقالوا ربنا عجل النا الخ قال ابوا السعود حكاية لماقالوه عندسماعهم بتأخير عقابهم إلى الاخرة اصبر على ما يقولون الخ قال المسكين هذا تسلية لرسوله صلى الله عليه وسلم بتعليم الصبرو تذكيره قصص الرسل الذين كانوا صابرين اوا بين اولى الايدى والابصار متحملين للشدائد في دين الله وانجر هذا الى قوله كل من الاخيار واورد في مطاوى القصص لتقرير البعث والحساب والجزاء الذى ذكر فے قوله وما ينظر هؤلاء الخ كلاما مستأنفاهو قوله وما خلقنا السماء والارض الخ اى خلقنا هما بالحكمة البالغة المقتضية لان لايهمل امر الخلق سدى ثم اشارالى مال المؤمنين وانفجار في

قوله ام نجعل الذين امنوا و عملوا الصلحت الخ ثم لما كان الهاى الى هذه الاسرار والحكم هو القرآن اثنى عليه بقوله كتاب انزلناه اليک الخ ثم بعد تمام القصص عاد الى ذكر الحساب والجزاء بقوله وان للمتقين لحسن مآب الى قوله ان ذلک لحق تخاصم اهل النار ثم عاد الى ماذكر فى اول السورة من امر التوحيد والرسالة فقال قل انما انا منذر تصريح بالرسالة وما من اله الا الله الواحد القهار الخ تصريح بالتوحيد قل هونبأ عظيم الخ قال المسكين عود الى تنويه شان القرآن الذى اشيراليه فى صدر السورة وهو المراد بضمير هو كمايدل عليه اخرالسورة من قوله قل ما اسالكم عليه من اجر الخ ما كان لى من علم بالملأ الاعلى الخ قال ابوالسعود استيناف مسوق لتحقيق انه نبأ عظيم وارد من جهته تعالى بذكر نبأ من انبائه على التفصيل من غير سابقة معرفة به ولا مباشرة سبب من اسبابها المعتادة فان ذلک حجة بنية دالة على ان ذلک بطريق الوحى من عند الله تعالى وان سائر انبائه كذلک ان يوحى الى الخ قال ابوالسعود اعتراضِ وسط بين اجمال اختصامهم و تفصيله تقرير الثبوت علمه عليه السلام و تعيينا لسبب اذ قال ربک للملئكة الخ قال ابوالسعود شروع فى تفصيل ما اجمل من الاختصام الذى هو ماجرى بينهم من التقاول قال المسكين وايضا المقصود من ذكر هذه القصة ههنا كما فى الكبير المنع من الحسد والكبرو ذلک لان ابليس انما وقع فيما وقع فيه بسبب الحسد والكبر والكفار انما نازعوا محمدا عليه السلام بسبب الحسد والكبر قل مااسئلكم عليه الخ قال المسكين عود الى كون القرآن من عند الله تعالىٰ وكون ما فيه حقا واقعا ولوبعد حين كما ذكرنا فى تفسير قوله تعالى قل هو نبأ عظيم فتذكر.

سورة الزمر

﴿كما قال تعالى بل الذين كفروا فى عزة وشقاق ۱۲ منه﴾

انا انزلنا اليک الكتاب الخ قال ابوا السعود شروع فی بيان شان المنزل اليه وما يحب﴿ المذكور فی فاتحتها وخاتمته ماقبلها كون القرآن حقا منزلا من الله تعالیٰ ۱۲ منه عفی عنه﴾عليه الخ بيان شان المنزل وكونه من عندالله﴿من العبادة الخالصة المامور بها فی قوله فاعبدالله الخ ۱۲ منه﴾تعالى الا لله الدين الخالص الخ قال بوا السعود استيناف مقرر لما قبله من الامر باخلاص الدين له تعالى ووجوب الامتثال به والذين اتخدو امن دونه الخ قال ابواالسعود تحقيق لحقية ماذكر من اخلاص الدين الذی هو عبارة عن التوحيد ببيان بطلان الشرک الذی هو عبارة عن ترک اخلاصه لواراد الله الخ قال المسكين ابطال لنوع اخر من الشرک من اتخادالو لدله تعالى عن ذلک علوا كبيرا خلق السموات والارض الخ اعلم ان الاية المتقدمة دلت على انه تعالى بين كونه منزها عن الولد بكونه الها واحدا و قهارا غالباً ای كامل القدرة فلما بنى تلک المسئلة على هذه الاصول ذكر عقيبها مايدل كمال القدرة و على كمال استغناء وايضافانه تعالى طعن فی الهية الاصنام فذكر عقيبها الصفات التی باعتبارها تحصيل الالهية ان تكفروا الخ قال المسكين قطع للحجة و فصل للقول بعد ذكر فنون نعمائه و تعريف شئونه العظيمة الموجبة للايمان والشكرو اذا مس الانسان الخ اعلم ان الله تعالى لما بين فساد القول بالشرک. بين ان الله تعالى هوالذی يجب ان

یعبد بین فی هذه الایة ان طریقة هؤلاء الکفار الذین یعبدون الاصنام متناقضة قل تمتع الخ قال ابوا السعود تهدید لذلک الضال والمضل وبیان لحاله وماله امن هو قانت الخ قال ابوالسعود من تمام الکلام الماموربه کانه قیل له تاکید اللتهدید وتهکما به أانت احسن حالا ومالا ام من هو قائم بمواجب الطاعات ودائم علی اداء وظائف العبادات حالتی السراء والضراء لاعندمساس الضر فقط کدأبک قل هل یستوی الخ قال ابوالسعود بیان للحق و تنبیه علی شرف العلم والعمل قل یاعباد الخ قالابوا السعود امر صلی الله علیه وسلم بتذکیر المؤمنین وحملهم علی التقوی والطاعة اثر تخصیص التذکر باولی الالباب ایذانا بانهم هم کما سیصرح به قل انی امرت الخ قال ابوالسعود امر رسول الله صلی الله علیه وسلم ببیان ما امربه نفسه من الاخلاص فی عبادة الله الذی هو عبارة عما امر به المؤمنون من التقوی مبالغة فی حثهم علی الاتیان بما کلفوه و تمهید المایعقبه مما خوطب به المشرکون والذین اجتنبوا الخ اعلم ان الله تعالی لما ذکر وعید عبدة الاصنام والاوثان ذکر وعد من اجتنبا عبادتها واحترز عن الشرک لیکون الوعد مقرونا بالوعید ابدا فیحصل کماالترغیب والترهیب الم تر ان الله انزل الخ اعلم انه تعالی لما وصف الاخرة بصفات توجب الرغبة العظیمة لاولی الالباب فیها وصف الدنیا بصفة توجب اشتداد النفرة عنها افمن شرح الله صدره الخ اعلم انه تعالیٰ لما بالغ فی تقریر البیانات الدالة علی وجوب الاقبال علی طاعة الله وجوب الاعراض عن الدنیا بین بعد ذلک ان الانتفاع بهذه البیانات لایکمل الااذا شرح الله صدره ونور القلب الله نزل احسن

الحديث الخ لما بين تعالى ذلك اردفعه بمايدل على ان القرآن سبب لحصول النورو الشفاء والهداية وزيادة الاطمينان افمن يتقے بوجهه الخ قال ابوالسعود استيناف جار مجرى التعليل لما قبله من تبائن حالى المهتدى والضال كذب الذين من قبلهم الخ لما بين الله تعالى كيفية عذاب القاسية قلوبهم فى الاخرة بين ايضا كيفية وقوعهم فى العذاب فى الدنيا ولقد ضربنا للناس الخ لماذكر الله تعالى هذاه الفوائد المتكاثرة والنفائس المتوافرة فى هذه المطالب بين تعالى انه بلغت هذه البيانات الى حد الكمال والتمام ضرب الله مثلا الخ اعلم انه تعالى لما بالغ فى شرح وعيد الكفار اردفع بذكر مثل مايدل على فساد مذهبهم و قبح طريقتهم انك ميت الخ قال ابوالسعود تمهيد لمايعقبه من الاختصام يوم القيامة ثوم انكم يوم القيامة الخ قال المسكين هذا هوالمقصود وهو مرتبط بقوله ضرب الله مثلاً الذى كان تقريراً للتوحيد و هذا اختصام فيه فمن اظلم الخ قال ابوا السعود مسوق لبيان كل من طرفے الاختصام الجارى فى شان الكفرو الايمان اليس الله بكاف الخ قال المسكين كان ماسبق بيانا لحال المحقين والمبطلين وهذا جواب عماكان المبطلون يخوفون المحقين به حيث قالو التكفن عن شتم الهتنا اوليصيبنک منهم خبل اوجنون ولئن سالتهم الخ اعلم انه تعالى لما اطنب فى وعيد المشركين و فى وعدالموحدين عاد الى اقامة الدليل على تزئيف طريقة عبدة الاصنام قل ياقوم اعملوا الخ لما اورد الله عليهم هذه الحجة التى لا دافع لها قال بعده على وجه التهد يد قل الخ انا انزلنا عليک الخ قال المسكين هذا تسلية لقلب النبى صلى الله عليه

وسلم من حزنه باصرارالمشركين على قبائحهم ثم عاد الى اقامة الدليل على التوحيد فقال الله يتوفى الانفس الخ ثم ابطل عقيدتهم الشركية فقال ام اتخدوا من دون الله الخ ثم لزيادة قوة قلبه عليه السلام امره بادعاء بقوله قل اللهم فاطرالسموات الخ اذاتحير فيا مر الدعوة وضجرمن شدة شكيمتهم في المكابرة والعناد ثم بين اثارالحكم الذى استدعاه النبى صلى الله عليه وسلم وغاية شدته وفضاعته بقوله ولو ان للذين ظلموا الخ ثم بين تناقضهم القبيح في انكارهم للتوحيد بانهم لايدومون على حال بل ينسبون الكل فى حال العجز والخاجة الى الله تعالىٰ و يقطعون عن الله فى حال السلامة والصحة فقال فاذا مس الانسان ضر الخ والتنا قض دليل القطع عن الحجة فعلم ان حجتهم على دعواهم الشرك داحضة فثبت التوحيد قل ياعبادى الذين الخ اعلم انه تعالى لما اطنب فے الوعيد اردفع بشرح كمال رحمة و فضله واحسانه فى حق العبيد قال المسكين وهو ايضا ازاحة لما عسى ان يختلج فى صدر من امر بالتوحيد ان الشرک الذى مضى منا كيف يغفرفذكر الله تعالى رحمة العامة و مغفرته التامة ثم ذكر شرطها من التوبة و الانابة واشار فى تضاعيفه الى اهوال يوم القيمة الله خالق كل شيء الخ اعلم انه تعالى لما اطال الكلام فى شرح الوعد والوعيد عاد الى دلائل الالهية والتوحيد وما قدروا الله حق قدره الخ قال المسكين تتميم للتوحيد ببيان عظمة الله تعالى و تفصيل لاحوال القيامة الذى كان مبذ منها قد ذكر فى ايات الانابة ثم كيفية احوال اهل العقاب ثم كيفية احوال اهل الثواب و ختم السورة.

سورة المومن

﴿ لماختتم السورة المتقدمة بذكر احوال المؤمنين والكافرين فى الاخرة بين فى اول هذه احوال الفريقين فى الدنيا من كون الكفار على شرف الهلاک وكون المؤمنين محبوبين عند الملئكة حيث يدعون لهم الخ ۱۲ منه عفى عنه﴾

مايجادل في ايات الله الخ اعلم انه تعالى لماقرران القرآن كتاب انزله ليهتدى به فى الدين ذكر احوال من يجادل لغرض ابطاله واخفاء امره كذبت قبلهم الخ قال المسكين كشف عن معنى قوله فلايغررک الخ الذين يحملون العرش الخ اعلم انه تعالىٰ لمابين ان الكفار يبالغون فى اظهار العداوة مع المؤمنين بين ان اشرف طبقات المخلوقات هم الملائكة الذين هم حملة العرش والحافون حول العرش يبالغون فى اظهار المحبة والنصرة للمؤمنين كانه تعالى يقول ان كان هؤلاء الارذال يبالغون فى العداوة فلاتبال بهم ولاتلتفت اليهم ولاتقم لهم وزنا فان حملة العرش معک والحافون من حول العرش معک ينصرونک ان الذين كفروا ينا دون الخ اعلم انه تعالى لما عاد الى شرح احوال الكافرين المجادلين فى الايت الله و هم الذين ذكر هم الله فى قوله مايجادل فى ايات الله الاالذين كفروا بين انهم فى القيامة يعترفون بذنوبهم واستحقاقهم العذاب الذى ينزل بهم ويسألون الرجوع الى الدنيا ليتلافوا ما فرط منهم ذلكم بانه اذا دعى الله الخ قال ابوالسعود جواب لهم باستحالة حصول مايرجونه ببيان مايوجبها من اعمالهم السيئة هوالذى يريكم اياته الخ قال

المسکین لما علل فی الاية السابقة عذابهم باشراكهم اشار الى دلائل التوحيد و بين فى تضاعيفه احوال القيمة تتميما لما مرمن بعض احوالها وامتد هذا الى قوله ان الله هو السميع البصير اولم يسيروا فى الارض الخ لما بالغ فى تخويف الكفار بعذاب الاخرة اردفع ببيان تخويفهم باحوال الدنيا ولقد ارسلنا موسى الخ اعلم انه تعالى لما سلى رسوله بذكر الكفار الذين كذبوا الانبياء قبله وبمشاهدة اثارهم سلاه ايضابذكر قصة موسى عليه السلام وانه مع قوة معجزاته بعثه الى فرعون و هامان و قارون فكذبوه وكابروه وقالوا هو ساحر كذاب واذ يتحاجون الخ اعلم ان الكلام فى تلك القصه لما انجر الى شرح احوال النار لاجرم ذكر الله عقيبها قصة المناظرات التى تجرى بين الرؤساء و الاتباع من اهل النار وانا لننصررسلنا الخ ان الكلام فى اول السورة انما وقع من قوله مايجادل فى ايات الله الخ وامتد الكلام فى الرد على اولئك المجادلين و على ان المحققين ابدا كانوا مشغولين بدفع كيد المبطلين و كل ذلك انما ذكره الله تعالىٰ لسلية للرسول صلى الله عليه وسلم وتصبير اله على تحمل اذى قومه ولمابلغ الكلام فى تقرير المطلوب الى الغاية القصوى و عد تعالى رسوله بان ينصره على اعدائه فى الحيوة الدنيا و فى الاخرة و لما بين الله تعالىٰ انه ينصر الانبياء والمؤمنين فى الدنيا والاخرة ذكر نوعا من انواع تلك النصرة فى الدنيا فقال ولقد اتينا موسى الهدى الخ ولما بين ان الله تعالىٰ ينصر رسله وينصر المؤمنين فى الدنيا والاخرة و ضرب المثال فى ذلك بحال موسى خاطب بعد ذلك محمدا صلى الله عليه وسلم فقال فاصبران وعدالله حق الخ

فالله ناصرک ثم امره بان یقبل علی طاعة الله ان الذین یجادلون الخ اعلم انا بینا ان الکلام فی اول هذه السورة انما ابتدئ ردا علی الذین یجادلون فی ایات الله تعالی واتصل البعض بالبعض وامتد علی الترتیب الذی لخصناه والنسق الذی کشفنا عنه الی هذا الموضع ثم انه تعالی نبه فی هذه الایة علی الداعیة التی تحمل اولئک علی تلک المجادلة لخلق السموات الخ قال ابوا السعود تحقیق للحق و تبیین لاشهرما یجادلون فیه من امرالبعث علی منهاج قوله تعالی اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلهم وما یستوی الاعمی الخ قال المسکین لما اقام الدلیل علی صحة البعث فقبل بعض وانکر بعض بین الفرق بینهما بمثال ان الساعة لاتیة الخ لماقدر الدلیل علی امکان وجودیوم القیمة اردفع بان اخبر عن وقوعها ودخولها فی الوجود و قال ربکم ادعونی الخ اعلم انه تعالی لما بین ان القول بالقیمة حق و صدق و کان من المعلوم بالضرورة ان الانسان لاینتفع یوم القیمة الابطاعة الله و کان اشرف انواع الطاعات الدعاء والتضرع لاجرم امرالله تعالی به فی هذه الایة الله الذی جعل لکم اللیل الخ قال المسکین لما امرا الله تعالی فی الایة السابقة بالعبادة واصل العبادة التوحید فاقام الدلائل علی التوحید الی قوله فانما یقول له کن فیکون الم ترالی الذین یجادلون الخ اعلم انه تعالی عاد الی ذم الذین یجادلون فی ایات الله فاصبر ان وعد الله حق الخ اعلم انه تعالیٰ لما تکلم من اصل السورة الی هذا الموضع فی تزئیف طریقة المجادلین امر فی هذه الایة رسوله بان یصبر علی ایذائهم بتلک المجادلات الله الذی جعل لکم الانعام الی اخر

السورة اعلم انه تعالیٰ راعی ترتیبا لطیفا فی اخر هذه السورة و ذلک انه ذکر فصلا فی دلائل الالهیة ثم اردفع بفصل فی التهدید والوعید

سورة حٰم السجدة

﴿مناسبة لقوله تعالیٰ الله الذی جعل لکم اللیل الخ ۱۲ منه .﴾

﴿مناسبة القوله فاما نرینک الخ ۱۲ منه﴾....﴿ختم السورة المتقلمة علی التوحید والتهدید وکذا فتح هذه ابالتوحید کما قال قل أ انکم لتکفرون الخ وبالتهدید کما قال فان اعرضوا الخ ۱۲ منه عفی عنه﴾

قال المسکین الاقرب ان المقصود ههنا اثبات التوحید الذی صرح به فی قوله قل أانکم لتکفرون بالذی خلق الارض الخ والذی قبله من کون القرآن منزلا من الرحمن الرحیم کالتمهیدله لاشتمال القرآن علی التوحید و ذکر معه اعراض الکفار والجواب عنه والامر بالاستقامة والاستغفار ولوعید علی الشرک والوعد للمؤمنین استطرادا و ذکر ایضا فی تضاعیفه ما هو المقصود من قوله انما الهکم اله واحد الخ قل ء انکم لتکفرون الخ اعلم انه تعالی لما امر محمد اصلی الله علیه وسلم فی الایة الاولی ان یقول انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الهکم اله واحد اردفع بما یدل علی انه لایجوز اثبات الشرکة بینة تعالی و بین هذه الاصنام فی الالهیة والمعبودیة فان اعرضوا الخ اعلم ان الکلام انما ابتدئ من قوله انما الهکم اله واحد واحتج علیه بقوله قل أانکم لتکفرون و حاصله ان الاله الموصوف بهذه القدرة القاهرة کیف یجوز الکفربه و کیف یجوز جعل هذه الاجسام الخسیسة شرکاء له فی الالهیة ولما تمم تلک

الحجة قال فان اعرضوا فقل انذرتكم صاعقة مثل صاعقة عادو ثمود
و بیان ذلک ان وظيفة الحجة قدتمت على اكمل الوجوه فان بقوا
مصرين على الجهل لم يبق علاج فى حقهم الا انزال العذاب عليهم و
يوم يحشرا عداء الله الخ اعلم انه تعالى لما بين كيفية عقوبة اولئک
الكفار فے الدنيا اردفع بكيفية عقوبتهم فى الاخرة ليحصل منه تمام
الاعتبار فى الزجر والتحذير وقيضنا لهم قرناء الخ اعلم انه تعالٰی ما
ذکر الوعيد الشديد فى الدنيا والاخر على كفراولئک الكفار
واردفه بذكر السبب الذى لاجله وقعوا فى ذلک الكفر و قال الذين
كفروا ل اتسمعوا الخ قال المسكين بيان لتزئين كفرهم بحيث
لايودون سماع الهداية ثم بين وعيدهم بالعذاب ثم عين ذلک
العذاب انه النار و قال الذين كفروا ربنا الخ اعلم انه تعالى لما بين ان
الذى حملهم على الكفر الموجب للعقاب الشديد مجالسة قرناء
السوء بين ان الكفار عند الوقوع فى العذاب الشديد يقولون ربنا ارنا
الخ ان الذين قالوا ربنا الله الخ اعلم انه تعالى لما اطنب فى الوعيد
اردفع بهذا الوعد الشريف و هذا ترتيب لطيف مدار كل القرآن عليه
و من احسن قولا الخ قال المسكين اخذ امن الكبير و ابى السعود لما
ذكر الله تعالى فى اول السورة ما قالوه للنبى صلے الله عليه وسلم من
ان قلوبنا فى اكنة و فى وسطها من قولهم لاتسمعو الهذا القرآن الخ و
كان عليه الصلوة والسلام يتأذى بهذه الاقوال امره تعالى فى هذه
الايات بالصبر على الدعوة ايذائهم و مقابلة اساء تهم بالاحسان و من
اياته الليل والنهار الخ قال المسكين عود الى التوحيد و اقامة الدلائل
عليه واشار فى الاخر الدلائل الى صحة البعث بقوله ان الذى احياها

لمحیی الموتی الخ ان الذین یلحدون فی ایاتنا الخ قال المسکین لما
اقام الله تعالی الدلائل هدد من ینازع فی هذه الدلائل و یلحد فیها ان
الذین کفروا بالذکر الخ قال السمیکن کان ما قبله بیانا للایات
التکوینیة و هذا بیان للایات التنزیلیة و شرفها مع التسلیة لرسول
علیہ الصلوة والسلام فی قوله ما یقال لک الا ما قد قیل الخ ولو
جعلناه قرآنا اعجمیا الخ هذا الکلام متعلق بقوله و قالوا قلوبنا فی
اکنة الخ وجواب له والتقدیر انا لو انزلنا هذا القرآن بلغة العجم لکان
لهم ان یقولوا کیف ارسلت الکلام العجمی الی القوم العرب و یصح
لهم ان یقولوا قلوبنا فی اکنة مماتدعونا الیه ای من هذا الکلام و فی
اذاننا و قرمنه لانفهم ولانحیط بمعناه امالما انزلنا هذا الکتاب بلغة
العرب وبالفاظهم وانتم من اهل هذه اللغة فکیف یمکنکم ادعاء ان
قلوبکم فی اکنة منها و فی اذانکم و قرمنها ولقد اتینا موسی قال ابوا
السعود کلام مستأنف مسوق لبیان ان الاختلاف فی شان الکتب
عادة قدصیة غیر مختص بقومک علی منها بقوله تعالی مایقال لک
الاما قد قیل الخ الیه یرد علم الساعة الخ اعلم انه تعالی لما هدد
الکفار بقوله من عمل صالحا الخ و معناه ان جزاء کل احد یصل الیه
فی یوم القمیة و کان سائلا قال و متی یکون ذلک الیوم فقال تعالی
انه لاسبیل الی الخلق الی معرفة ذلک الیوم ولا یعلمه الا لله ولما
بین الله تعالی من حال هؤلاء الکفار انهم بعد ان کانوا مصرین علی
القول باثبات الشرکاء والاضداد لله تعالی فی الدنیا تبرؤا عن تلک
الشرکاء فی الاخرة بین ان الانسان فی جمیع الاوقات متبدل
الاحوال متغیر المنهج فان احس بخیر و قدرة انتفخ و تعظم و ان

احسن ببلاء و محنة ذہل فقال لایسئم الانسان الخ واعلم اله تعالی لما ذکرالوعید العظیم علی الشرک و بین ان المشرکین یرجعون عن القول بالشرک فی یوم القیامة ذکر عقیبیه کلاما اخر یوجب علےٖ هؤلاء الکفار ان لایبالغوا فی اظهار النفرة من قبول التوحید و ان لایفرطوا فی اظهار العداوة مع الرسول صلی الله علیه وسلم فقال قل ارأیتم ان کان من عندالله الخ ولما ذکر هذه الوجوه الکثیرة فے تقریر التوحید والنبوة وما جاب عن شبهات المشرکین و تموهیات الضالین قال سنریهم ایاتنا الخ ثم قال اولم یکف بربک الخ والمعنی الم تکفهم هذه الدلائل الکثیرة التی اوضحها الله تعالی و قررها فی هذه السورة و فی کل سور القرآن الدالة علی التوحید والنبوة والمعاد ثم ختم السورة بقوله الا انهم فی مریة الخ یعنے ان القوم فی شک عظیم و شبهة شدیدة من البعث والقیٰمة.

سورۃ الشوریٰ

﴿فهو مرتبط بقوله الیه یرد علم الساعة ۱۲ منه﴾....﴿ لما ختم السورة المتقدمة بذکر البعث فی قوله الا انهم فی مریة من لقاء ربهم افتتح هذا السورة بذکر التوحید وتلازمهه ظاهر منه عفی عنه﴾

کذلک یوحی الیک الخ هذه المماثلة المراد منها المماثلة فی الدعوة الی التوحید والعدل والنبوة والمعاد و تقبیح احوال الدنیا والترغیب فی التوجه الی الاخرة ولما ذکر ان هذا الکتاب حصل بالوحی بین ان الموحی من هو فقال انه هو العزیز الحکیم والصفة الثالثة قوله ما فی السموات وما فی الارض والصفة الرابعة والخامسة

قوله تعالےٰ وهو العلى العظيم تكاد السموات يتفطرن الخ لما بين ان الموحى لهذا الكتاب هو الله العزيز الحكيم بين و صف جلاله و كبريائه فقال تكاد السموات يتفطرن من فوقهن اى من هيبة و جلاله ثم قال والملائكة يسبحون بحمد ربهم ويستغفرون لمن فى الارض الخ اعلم ان مخلوقات الله تعالى نوعان عالم الجسمانيات واعظمها السموات و عالم الروحانيات و اعظمها الملائكة والله تعالى يقرر كمال عظمة لاجل نفاذ قدرته وهيبته فى الجسمانيات ثم يردفه بنفاذ قدرته استيلاء هيبته على الروحانيات و قوله تعالى يسبحون بحمد ربهم اشارة الى الوجه الذى بهم الى عالم الجلال والكبرياء وقوله يستغفرون لمن فى الارض اشارة الى الوجه الذى لهم الى عالم الاجسام ثم قال تعالى والذين اتخذوا من دونه اولياء اى جعلواله شركاء وانداداا هو محاسبهم عليها انما انت منذر قال المسكين ثم بين الله كونه عليه السلام منذرا بقوله وكذلك اوحينا اليك الخ ثم بين شان اليوم الذى امر عليه السلام بالانذارمنه فقال لاريب فيه هذه صفته الاولى و قال فريق فى الجنة و فريق فى السعير هذه صفته الثانية اى هو يوم الفصل ولوشاء الله لجعلهم الخ المراد تقرير قوله والذين اتخذوا الى قوله وما انت عليهم بوكيل ثم قال تعالى ام اتخذوا من دونه اولياء اعاد ذلك الكلام على سبيل الاستنكاد ثم قال وما اختلفتم فيه من شىء الخ وجه النظم انه تعالى كما منع الرسول صلى الله عليه وسلم ان يحمل الكفار على الايمان قهر افكذلك منع المؤمنين ان يشرعوا معهم فى الخصومات والمنازعات قال المسكين ثم وصف الحاكم نفسه بانه هو الرب

الذی یحق التوکل علیه والانابة الیه فاطر السموات والارض الی قوله انه بکل شیء علیم شرع لکم من الدین الخ اعلم اله تعالی لما عظم وحیه الیٰ محمد صلی الله علیه وسلم بقوله کذلک یوحی الیک الخ ذکر فی هذه الایة تفصیل ذلک کبر علی المشرکین الخ قال ابو السعود شروع فی بیان احوال بعض من شرع لهم ما شرع من الدین القویم الله یجتبی الیه الخ قال ابوا السعود استیناف واردلتحقیق الحق و فیه اشعار بان منهم من یجیب الی الدعوة وما تفرقو الخ قال ابوالسعود شروع فی بیان احوال اهل الکتاب عقیب الاشارة الاجمالیة الی احوال اهل الشرک وان الذین اورثو الکتاب الخ قال ابوالسعود بیان لکیفیة کفر المشرکین بالقرآن اثر کیفیة کفراهل الکتاب فلذلک فادع الخ قال المسکین تفریع علی الاختلاف ای لما وقع الاختلاف وجب الدعوة الی الاتفاق مع الاستقامة والاعراض عن اهوائهم والایمان والعدل واتمام الحجة والذین یحاجون الخ قال المسکین لماتم الله الحجة هددمن یعاند فیها بغیر حق الله الذی انزل الکتاب الخ لما قر رالله هذه الدلائل خوف المنکرین بعذاب القیمة والمعنی علی ما قال ابوالسعود انها علی جناح الاتیان فاتبع الکتب واعمل به و واظب علی العدل قبل ان یفاجئک الیوم الذین یوزن فیه الاعمال و یوفی جزائها یستعجل بها الذین الخ قال المسکین لما قررر امرالساعة ذکران لها منکرین و مصدقین الله لطیف الخ قال المسکین لعله جواب عن استعجالهم ای لاتغتروابالامهال الذی منشاه اللطف والربوبیة و هذا الامهال لایدوم لانه القوی العزیز من کان یرید الخ قال المسکین تقریر لعدم

الاغترار بالعاجلة و ترغیب فی الاجلة ام لهم شرکاء الخ قال المسکین ذم علی ردهم الشرع الذی و صحابه نوحا الخ والکارهم للبعث ووعیدلهم بالعذاب اذا ارتفع المانع تری الظلمین الخ قال المسکین بیان لوقوع العذاب بالظلمین و حصول الثواب لمقابلیهم وانجر هذا الی قوله غفور شکور واورد فی اثناء الکلام فی صورة لجملة المعترضة مایبرئ رسول الله صلی الله علیه وسلم عن طلب الاجر علی التبلیغ لیدل علی خلوصه و صدقه ووقوع مااخبر به حتماام یقولون افتری الخ اعلم ان الکلام فی اول هذه السورة انما ابتدئ فی تقریر ان هذا الکتاب انما حصل بوحی الله وهو قوله تعالےٰ کذلک یوحی الیک واتصل الکلام فی تقریر هذا المعنی و تعلق البعض بالبعض حتی وصل الی ههناثم حکی ههنا شبهة القوم وهی قولهم ان هذا لیس و حیامن الله تعالیٰ فان یشأ الله الخ قال ابوالسعود استشهاد علی بطلان ما قالوا ببیان انه علیه السلام لو افتری علی الله لمنعه من ذلک قطعا و قیل المعنی ان یشاء یجعلک من المختوم علی قلوبهم فانه لایجترئ علی الافتراء علیه تعالی الامن کان کذلک و مؤداه استبعاد الافتراء من مثله علیه السلام و یمحوا الله الخ قال ابوالسعود استیناف مقرر لنفی الافتراء ای و من عادته تعالی انه یمحواالباطل فلوکان افتراء کماز عموا المحقه ود مغه ا وعدة لرسول الله صلی الله علیه وسلم بانه تعالی یمحوا الباطل الذی هم علیه بنصرته علیهم وهو الذی یقبل التوبة الخ اعلم انه تعالی لما قال ام یقولون افتری الخ ثم برأرسوله مااضافوه الیه من هذا وکان المعلوم انهم قداستحقوا بهذه الفریة عقابا عظیما لاجرم ندبهم الله

تعالی الی التوبة و عرفهم انه یقبلها من کل مسیئ و ان عظمت اساء
ته ولو بسط الله الرزق الخ اعلم انه تعالی لما قال فی الأية الاولی انه
یجیب دعاء المؤمنین ورد علیه سوال وهوان المؤمن قدیکون فی
شدة وبلیة وفقر لم یدعو فلایشاهد الرالاجابة فکیف الحال فیه مع
ماتقدم من قوله ویستجیب الذین امنوا فاجاب تعالی عنه بقوله ولو
بسط الله الرزق لعباده لبغوا فی الارض ولاقدمو اعلی المعاصی
ولماکان ذلک محذورًا وجب ان لایعطیهم ماطلبوه ولمابین تعالی
انه لایعطیهم مازاد علی قدرحاجتهم لاجل انه علم ان تلک الزیادة
تضرهم فی دینهم بین انهم اذا احتاجوا الی الرزق فانه لایمنعهم منه
فقال وهو الذی ینزل الغیث الخ ثم ذکر اية اخری تدل علی الٰهیته
فقال ومن ایاته خلق السموات الخ قال المسکین ثم اشار الی صحته
البعث اثر بیان الالوهیة کما هو الشائع فی القرآن فقال وهو علی
جمعهم ای حشرهم بعد البعث للمحاسبة اذا یشاء قدیر ثم اشارالی
انموذج المحاسبة الواقع فی الدنیا دفعالاستبعاد المحاسبة فی الاخرة
فقال وماصابکم من مصیبة الخ ثم بین عدم قدرتهم علی الهرب عن
المحاسبة فقال وما انتم بمعجزین الخ ثم عاد الی ذکر دلیلالالوهیة
فقال ومن ایاته الجوار فی البحر الخ فی الکبیر اعلم ان المقصود من
ذکره امر ان احدهما ان یستدل به علی وجود القادر الحکیم والثانی
ان یعرف ما فیه من النعم العظیمة لله تعالی علی العباد ثم قال تعالی ان
یشأیسکن الریح الخ والمقصود التنبیه علی ان المؤمن یجب ان
لایکون غافلاً عن دلائل معرفة الله البتة واعلم انه تعالی لماذکر
دلائل التوحید اردفها بالتنفیر عن الدنیا و تحقیر شانها لان الذی

يمنع من قبول الدليل انما هوالرغبة فى الدنيا بسبب الرياسة و طلب الجاه فاذاصغرت الدنيا فى عين الرجل لم يلتفت اليها فحينئذ ينتفع بذكر الدلائل فقال فما اوتيتم من شىء الخ ثم قال وما عندالله خير وابقى ثم بين ان هذه الخيرية انما تحصل لمن كان موصوفا بصفات ان يكون من المؤمنين الخ ومن يضلل الله فماله من ولى الخ قال المسكين لما ذكر فى الايات السابقة حال المهتدين واستحقاقهم لما عندالله من الثواب ذكر فى هذه الاية حال الضالين واستحقاقهم للعذاب والحسرة استجيبوا لربكم الخ اعلم انه تعالى لما اطنب فى الوعد والوعيد ذكر بعده ماهوالمقصود فان اعرضوا الخ وذلك تسلية من الله تعالى ثم انه تعالى بين السبب فى اصرارهم على مذاهبهم الباطلة فقال وانا اذا اذقنا الانسان الخ ولما ذكر الله تعالى اذاقة الانسان الرحمة و اصابة بضدها اتبع ذلك بقوله لله ملك السموات الخ المقصود منه ان لايغترالانسان بماملكه من المال والجاه بل اذاعلم ان الكل ملك الله وملكه وانما حصل ذلك القدر تحت يدلان الله انعم عليه به فحينئذ يصير ذلك حاملاله علىٰ مزيد الطاعة والخدمة ثم ذكر من اقسام تصرف الله فى العالم وما كان لبشر الخ اعلم انه تعالى لمابين كمال قدرته وعلمه و حكمته اتبعه ببيان انه كيف يخص انبياء ه بوحيه وكلامه قال المسكين و فى هذا جواب عن قوال اليهود للنبى صلى الله عليه وسلم الاتكلم الله و تنظر اليه ان كنت نبياوكان مقصودهم القدح فى النبوة فازاح الله هذه الشبهة تقرير اللنبوة بعد تقرير التوحيد.

سورة الزخرف

﴿كان خاتمة السورة التى قبلها فى اثبات التوحيد والنبوة فكذا فاتحة هذه السورة فى اثبات الامرين ۱۲ منه عفى عنه﴾

قال المسكين افتتح الله هذه السورة باثبات النبوة باثبات كون القرآن منزلامن الله تعالیٰ مع الوعيدللمنكرين ولئن سالتهم الخ قال المسكين اثبات للتوحيد مع الاشارة الى البعث الراثبات النبوة وجعلواله من عباده الخ توبيخ على اشراكهم باثبات الجزء له تعالیٰ و اثبات البنات له تعالیٰ لاسما جعل الملائكة بنات له وقالو الوشاء الرحمٰن الخ اعلم انه تعالیٰ حكى اخرمن كفرهم و شبهاتهم و اذقال ابراهيم الخ اعلم انه تعالیٰ لمابين فى الآية انه ليس لاولئك الكفارداع يدعوهم الى تلك الاقاويل الباطلة الاتقليد الآباء والاسلاف ثم بين انه طريق باطل ومنهج فاسدو ان الرجوع الى الدليل لولى من الاعتماد على التقليد اردوفه بهذه الآية والمقصود منها ذكروجه آخريدل على فساد القول بالتقليد و تقريره انه تعالیٰ حكى عن ابراهيم عليه السلام انه تبرع عن دين اباء ه بناء على الدليل ثم قال تعالیٰ بل متعت هؤلاء الخ وجه النظم انهم لماعولواعلى تقليد الآباء ولم يتفكر وا فى الحجة اغتروابطول الامهال وامتاع الله اياهم بنعيم الدنيا فاعرضوا عن الحق وقالوا لولانزل هذا القرآن الخ اعلم ان هذا من كفرياتهم التى حكاها الله تعالیٰ عنهم فى هذه السورة ثم ابطل الله تعالیٰ هذه الشبهة ولولا ان يكون الخ اعلم انه تعالیٰ اجاب عن الشبة التى ذكروها بناء على تفضيل الغنى على الفقير وهوانه

تعالیٰ بین ان منافع الدنیا و طیباتها حقیر خسیسة عندالله. و من یعش عن ذکرالرحمٰن الخ المراد منه التنبیه علی اٰفات الدنیا و ذلک ان من فازبالمال والجاه صارکالا عشی عن ذکر الله و من صارکذلک صارمن جلساء الشیاطین الضالین المضلین افانت تسمع الصم الخ اعلم انه تعالی لما و صفهم فی الأیة المتقدمة بالعشی و صفهم فی هذه الأیة بالصم والعمی فامانذهبن بک الخ اعلم ان هذا الکلام یفیدکمال التسلیة للرسول علیه السلام لانه تعالی بین انهم لا توترفیهم دعوة والیاس احدی الراحتین ثم بین انه لابدو ان ینتقم لاحله منهم اماحال حیاته او بعد وفاته و ذلک ایضایوجب التسلیة فبعدهذا امره ان یتمسک بما امره الله تعالی فقال فاستمسک بما اوحی الیک الخ و لما بین تاثیرالتمسک بهذا الذین فی منافع الدین بین ایضاتاثیره فی منافع الدنیا فقال وانه لذکرلک الخ و اعلم ان السبب الاقوی فی انکار الکفارلرسالة محمد صلی الله علیه وسلم ولبغضهم له انه کان ینکر عبادة الاصنام فبین تعالی ان انکار عبادة الاصنام لیس من خواص دین محمد صلی الله علیه وسلم بل کل الانبیاء والرسل مطبقین علی انکاره فقال واسأل من ارسلنا الخ قوله تعالیٰ ولقد ارسلنا موسی الخ اعلم ان المقصود من اعادة قصة موسی علیه السلام و فرعون فی هذا المقام تقریر برالکلام الذی تقدم و ذلک لان کفار قریش طعنوافی نبوة محمد صلی الله علیه وسلم بسبب کونه فقیراعد یم المال والجاه فبین الله تعالیٰ ان موسی علیه السلام بعد ان اورد المعجزات القاهرة الباهرة التی لایشک علی صحتها عاقل اورد فرعون علیه هذه

الشبهة التی ذکرها کفار قریش ولما ضرب ابن مریم الخ قال المسکین حکایة لقصة عیسی علیه السلام الر قصة موسی علیه السلام و المقصود تقریر امر التوحید ببیان کونه علیه السلام عبداوالجواب عن الشبهة التی تمسک بهاالنصاری من کون خلقه ابدع ببیان کون الملائکة فی خلقهم ابدع وکونهم مع ذلک عبادالله تعالیٰ مقهورین مسخرین قابلین لتصرفه تعالیٰ فیهم مع الاشارة فی اثناء الکلام الی صحة البعث بکونه علیه السلام علامة لها امابنزوله شرطامن اشراطها او بحدوثه بغیر اب اوباحیائه الموتی والتصریح بمجیئه علیه السلام بالبینات والتوحید ووعید المنکرین بعذاب الیوم الالیم وقوع الساعة بهم بغتة الاخلاء یومئذ الخ اعلم انه تعالیٰ لما قال هل ینظرون الخ ذکر عقبه بعض مایتعلق باحوال القیامة ان المجرمین فی عذاب الخ اعلم انه تعالیٰ لما ذکرالو عداردفه بالوعید علی الترتیب المستمر فی القرآن قل ان کان للرحمٰن ولد الخ قال المسکین عود الی تقریر التوحید مع الوعید للمشرکین و تسلیة علیه السلام الی اٰخرالسورة.

سورة الدخان

﴿لما ختم السورة السابقة بتقریر التوحید بدء هذه بتعظیم القرآن الدال علی النبوة ولا یخفی تعانق التوحید والنبوة ۱۲ منه عفی عنه﴾

حٰمٓ والکتٰب المبین الخ اعلم ان المقصود منها تعظیم القرآن من ثلثة اوجه احدها بیان تعظیم القرآن بحسب ذاته الثانی بیان تعظیمه بسبب شرف الوقت الذی نزل فیه الثالث بیان تعظیمه بحسب شرف منزله ثم انه تعالیٰ اراد ان یکونوا موقنین بقوله بل هم فی شک یلعبون

وان اقرارهم غير صادر عن علم و يقين فارتقب يوم تاتى السماء الخ
قال المسكين بيان لوعيد المصرين على الكفرولقد فتنا قبلهم الخ اعلم
انه تعالىٰ لمابين ان كفارمكة مصرون على كفرهم بين ان كثيرا من
المتقدمين كانوا كذلک فبين حصول هذه الصفة فى اكثرقوم فرعون
ولقد نجينا الخ اعلم انه تعالى لمابين كيفية اهلاک فرعون و قومه بين
كيفية احسانه الى موسى و قومه ان هؤلاء ليقولون الخ رجع الى
الحديث الاول و هو كون كفارمكة منكرين للبعث ولماحكى الله عنهم
ذلک قال اهم خيرام قوم تبع الخ والمعنى ان كفارمكة لم يذكروافى
نفى الحشر والنشر شبهة حتى يحتاج الى الجواب عنها ولكنهم
اصرواعلى الجهل فهٰذا السبب اقتصرالله تعالىٰ على الوعيد فقال ان
سائرالكفار كمانوا اقوى من هؤلاء ثم ان الله تعالىٰ اهلكهم فكذلک
يهلک هؤلاء ثم انه تعالى ذكرالدليل القاطع على صحة القول
بالبعث والقيٰمة فقال و ما خلقنا السموات الخ ولولم يحصل البعث
لكان هذا الخلق لعبا و عبثا ان يوم الفصل الخ اعلم ان المقصود من
قوله و ما خلقنا السموات الخ اثبات القول بالبعث والقيمة لاجرم
ذكر عقبيه قوله ان يوم الفصل الخ ان المتقين فى مقام الخ اعلم انه
تعالى لماذكرالوعيد فے الأيات المتقدمة ذكرالوعد فى هذه الأيات
ولما بين الله تعالى الدلائل وشرح الوعد والوعيدقال فانما يسرناه
بلسانک الخ والمعنى انه وصف القرآن فى اول هذه السورة بكونه
كتابا مبينا اى كثيرالبيان والفائدة وذكر فى خاتمتها ما يؤكد ذلک
فارتقب الخ قال المسكين هو تسليلة له عليه السلام اى ليس عليک
الاالبلغ لما نزل عليک و امرالانتقام الينافليس لک الا الانتظار

سورة الجاثیة

﴿کان المذکور فی اخر الاولی امر التبلیغ فذکر فی اوّل هذه الاخری مایبلغه من الأیات منه عفی عنه﴾

قال المسکین افتتح الله هذه السورة بسرد الأیات التکوینیة و شرف الایات التنزیلیة الی قوله فبای حدیث بعده الخ ویل لکل افاک الخ اعلم انه تعالیٰ لمابین الأیات للکفاروبین انهم بای حدیث بعده یؤمنون اذالم یؤمنوابهامع ظهورها اتبعه بوعید عظیم لهم الله الذی سخر الخ قال المسکین عود الی ذکر بعض الأیات التکوینیة قل للذین اٰمنوا الخ اعلم انه تعالیٰ لما علم دلائل التوحید والقدرة والحکمة اتبع ذلک بتعلیم الاخلاق الفاضلة والافعال الحمیدة قال المسکین لما اصرّ الکفار علی الکفر بعد اقامة الدلائل القاطعة غاظ المؤمنون علیهم فامرالله تعالی بالمغفرة وتوکیل امورهم الی الله تعالیٰ ولقد اٰتینا بنی اسرائیل الخ اعلم انه تعالی بین انه انعم بنعم کثیرة علی بنی اسرائیل مع انه حصل بینهم الاختلاف علی سبیل الغی والحسد والمقصود ان یبین ان طریقة قومه کطریقة من تقدم ولمابین تعالی انهم اعرضواعن الحق لاجل البغی والحسد امر رسوله صلی الله علیه و سلم بان یعدل عن تلک الطریقة و ان یتمسک بالحق و ان لایکون له غرض سوی اظهار الحق و تقریر الصدق فقال تعالیٰ ثم جعلناک علی شریعة الخ و لما بین الله تعالیٰ هذه البیانات الباقیة النافعة قال بهذا بصائر للناس و لمابین الله تعالی الفرق بین الظالمین و بین للمتقین من الوجه الذی تقدم بین الفرق بینهما من

وجه اٰخر فقال ام حسب الذين قوله تعالىٰ و خلق الله السموات الخ اعلم انه تعالىٰ لما افتى بان المؤمن لايساوى الكافرفى درجات السعادات اتبعه بالدلالة الظاهرة على صحة هذه الفتوى فقال و خلق الله السموات والارض بالحق و لولم يوجدالبعث لما كان ذلک بالحق بل كان بالباطل لانه تعالىٰ لما خلق الظالم وسلطه على المظلوم الضعيف ثم لاينتقم للمظلوم من الظالم كان ظالماولو كان ظالما لبطل انه خلق السموات والارض بالحق ثم عاد تعالى الى شرح احوال الكفار و قبائح طرائقهم فقال افرأيت من اتخذ الخ واعلم انه تعالىٰ حكى عنهم بعد ذلک سبهتهم فى انكار القيامة فى قوله تعالى و قالو اما هى الاحياتنا الخ و اعلم انه تعالىٰ لما احتج بكونه قادرا على الاحياء فى المرة الاولى و على كونه قادراعلى الاحياء فى المرة الثانية فى الايات المتقدمة عم الدليل فقال ولله ملک السموات الخ ولمابين تعالىٰ امكان القول بالحشر والنشر بهذين الطريقين ذكر تفاصيل احوال القيٰمة ولماتم الكلام فے هذه المباحث الشريفة الروحانية ختم السورة بتحميد الله تعالىٰ فقال فلله الحمد رب السموات الخ

سورۃ الاحقاف

﴿كان خاتمة الجاثيه فى اثبات المعاد وفاتحة الاحقاف فے اثبات التوحيد وهما متقارنان فى القرآن ۱۲ منه عفے عنه﴾

حٰمٓ تنزيل الكتاب الخ اعلم ان نظم اول هذه السورة كنظم اول سورة الجاثية وما خلقنا السمٰوٰت الخ هذا يدل على اثبات الالٰه لهذا العالم و يدل على ان القيٰمة حق قل ارائيتم ما تدعون الخ قال

المسکین ابطال لمذهب عبدة الاصنام الرالبات التوحید و اذا تتلی علیهم الخ اعلم انه تعالی لما تکلم فی تقریر التوحید و نفی الاضداد والاندادتکلم فی النبوة قل ماکنت بدعا من الرسل الخ حکی عنهم نوعا اٰخر من الشبهات وهو انهم کانوا یقترحون منه معجزات عجیبة قاهرة و یطالبونه بان یخبرهن المغیبات فاجاب الله تعالی عنه و قال الذین کفروا الخ هذه شبهة اخری للقوم فی انکار نبوة محمد صلی الله علیه وسلم و من قبله کتاب موسی الخ قال ابو السعود هولرد قولهم هذا افک قدیم وابطاله بان کونه مصدقالکتاب موسی مقرر لحقیة قطعا ان الذین قالو الخ اعلم انه تعالی لماقرردلائل التوحید والنبوة وذکرشبهات المنکرین واجاب عنها ذکر بعد ذلک طریقة المحقین والمحققین واعظم انواع هذا النوع الاحسان الی الوالدین لاجرم اردفه بهذا المعنی فقال تعالی و وصینا الانسان الخ قوله والذی قال لوالدیه الخ اعلم انه تعالی لما وصف الولد البار بوالدیه فی الأیة المتقدمة وصف الوالدالعاق بوالدیه فی هذه الأیة و ذکر من صفات ذلک الولدانه بلغ فی العقوق الی حیث لمادعاه ابواه الی الدین الحق و هوالا قرار بالبعث والقیامة اصرعلی الانکار و ابی واستکبر و عول فی ذلک الانکار علی شبهات خسیسة وکلمات و اهیة ولکل درجات الخ عائد الی الفریقین والمعنی و لکل واحد من الفریقین درجات فی الایمان والکفرو الطاعة والمعصیت ویوم یعرض الذین کفروا الخ لما بین الله تعالیٰ انه یوصل حق کل احد الیه بین احوال اهل العقاب واذکراخاعاد الخ اعلم انه تعالیٰ لما اوردانواع الدلائل فی اثبات التوحید والنبوة و کان اهل مکة بسبب

استغرم اقهم فی لذات الدنیا والشعالهم بطلها اعرضواعنها و لم یلتفتوا الیها و لهذا السبب قال تعالی فی حقهم اذهبتم طیباتکم فی الحیوٰة الدنیا فلما کان الامر کذلک بین ان قوم عاد کانوا الکثراموالا و قوة وجاها منهم ثم ان الله تعالیٰ سلط العذاب علیهم بسبب شوم کفرهم فذکر هذه القصة ههنا لیعتبربها اهل مکة ولقد اهلکنا ماحوما لکم قال المسکین اخذامن الکبیر اشارة الی قصة اقوام اخری من قریے عاد و ثمود بالیمن و الشامرواذصرفنا الیک الخ اعلم انه تعالی لما بین ان فی الانس من امن و فیهم من کفربین ایضا ان الجن فیهم من اٰمن و فیهم من کفروان مؤمنهم معرض للثواب و کافرهم معرض للعقاب اولم یروا الخ الی ههنا قدتم الاکلام فی التوحید و فی النبوة ثم ذکر عقیبهما تقریر مسئلة المعاد و من تأمل فی هذا البیان علم ان المقصود من کل القراٰن تقریر التوحید والنبوة واللمعاد واما القصص فالمراد من ذکرها ما یجری مجری ضرب الامثال فی تقریر هذه الاصول فاصبر کما صبر الخ اعلم انه تعالیٰ لما قررالمطالب الثلثة و هی التوحید والنبوة والمعاد و اجاب عن الشبهات اردفه بما یجری مجری الواعظ والنصبحة للرسول صلی الله علیه وسلم

سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

﴿تناسب السورتین مذکور فی المتن ۱۲ منه عفی عنه﴾

الذین کفروا الخ اول هذه السورة مناسب الأخرالسورة المتقدمة فان اٰخرها قوله تعالی فهل یهلک الخ فان قال قائل کیف یهلک الفاسق وله اعمال صالحة کا طعام الطعام وصلة الارحام

وغیر ذلک قال تعالی الذین کفرو الخ ای لم یبق لهم عمل ولم یوجد
لم یمتنع الاهلاک والذین امنوا الخ لمابین الله تعالی حال
الکفاربین حال المؤمنین ذلک بان الذین کفروا الخ قال المسکین
تعلیل للحکمین فاذالقیتم الذین کفروا الخ لما بین ان الذین کفروا
اضل الله اعمالهم و اعتبارالانسان بالعمل و من لم یکن له عمل فهو
همج فان صارمع ذلک یوذی حسن اعدامه فاذالقیتم بعد ظهوران لا
حرمة لهم و بعد ابطال عملهم فاضربوا اعناقهم قال المسکین ثم
رغب بقوله ان تنصروا الله ینصرکم الخ فی القتال ثم علل اباحة
القتال بقوله ذلک بانهم کرهوا الخ ثم ذکر للعبرة عقوبة الکفار
السابقین بقوله افلم یسیروافی الارض الخ لدفع استبعاد مشروعیة
عقوبتهم بالقتال ثم علل بقوله ذلک بان الله مولی الذین اٰمنوا الخ
کون المؤمنین غالبین و کون الکفار مغلوبین ان الله یدخل الخ
لمابین الله تعالی حال المؤمنین والکافرین فی الدنیا بین حالهم فی
الأخرة وکاین من قریة الخ لماضرب الله تعالیٰ لهم مثلابقوله افلم
یسیروا ضرب للنبی صلی الله علیه وسلم مثلا تسلیة له افمن کان
علی بینة الخ قال ابو السعود تقریر لتبائن حالی فریق المؤمنین
والکافرین و کون الاولین فی اعلی علیین والأخرین فی اسفل سافلین
و بیان لعلة مالکل منهما من الحال مثل الجنة التی الخ لما بین الفرق
بین الفریقین فی الاهتداء والضلال بین الفرق بینهما فی مرجعهما و
مالهما و منهم من یستمع الخ لما بین الله تعالیٰ حال الکافر ذکر حال
المنافق بانه من الکفار والذین اهتدو الخ لمابین الله تعالیٰ ان المنافق
یستمع ولا ینتفع و یستبعد ولا یستفید بین ان حال المؤمن المهتدی

بحلاله فهل ینظرون الخ قال المسکین و عید للکفار والمنافقین فاعلم انه لا اله الا هو الخ قال ابو السعودای اذا علمت ان مدارالسعادة هوالتوحید و الاطاعة و مناط الشقاوة هوالاشراک والعصیان فاثبت علی ما انت علیه من العلم بالواحدانیة والعمل بموجب ویقول الذین امنوا الخ لمابین الله حال المنافق و الکافر والمهتدی المؤمن عند استماع الأیات العلمیة من التوحید والحشر و غیرهما بقوله و منهم من یستمع الیک و قوله والذین اهتدو ازادهم هدی بین حالهم فی الأیات العلمیة فان المؤمن کان ینتظر ورودها و یطلب تزیلها و اذاتأخرعنه التکلیف کان یقول هلا امرت بشیء من العبادة خوفامن ان لایؤهل لها و المنافق اذا نزلت السورة والأیة و فیها تکلیف شق علیه فهل عسیتم الخ قال المسکین اخذامن ابی السعود تفریع علی اعراضهم و تقاعد هم عن الجهاد ضعفا فی الدین و حرصاعلی الدنیا و تقریره ان الجهاد احراز کل خیر و صلاح و دفع کل شروفساد فلما اعرضتم عنه وانتم مأمورون و شانکم الطاعة والقول المعروف فالمتوقع منکم اذا اطلقت اعنتکم وصرتم أمرین الأفساد وقطع الأرحام اولئک الذین لعنهم الخ قال المسکین و عید للمتصفین بالاوصاف المذکورة ثم امتدذکر هؤلاء المنافقین الی قوله تعالیٰ نبلواخبارکم ان الذین کفرو الخ قال المسکین ذم لکفار اهل الکتٰب اثرذم المشرکین والمنافقین اوعود الی ذم المشرکین هما قولان یایها الذین امنوا الخ قال المسکین نهی للمؤمنین عن ان یکونو امثل هؤلاء المذکورین ان الذین کفروا وصدوا الخ قال المسکین من تتمة حال الکفار فلا تهنوا الخ قال ابوالسعود الفاء لترتیب النهی علی

سبق من الامر بالطاعة انما الحیوۃ الدنیا الخ قال المسکین ترغیب فی بذل الاموال الر الترغیب فی بذل النفوس فبین حقارۃ الدنیا و اللہ تعالیٰ لایسالکم جمیع اموالکم لتبخلوا وا لما یقتصر علی قدر یسیر منها و تدعون الی الفاقه فان بخلتم فانما تضرون انفسکم ثم ختم سورۃ ببیان استغناء ہ تعالیٰ عن الاموال والانفس بقوله و ان تتولو الخ

سورۃ الفتح

قال المسکین ذکر اللہ تعالی فی هذه السورۃ قصة الحدیبیة و ماروعی فیها من الحکم والمصالح مع البشارات للمؤمنین والتهدیدات للکافرین والمنافقین و هذه خلاصة السورۃ کلها متعانقة بعضها ببعض ولما کان وجه الارتباط جلیا غیر خفی لم یحتج الی التفصیل فماذکرنا من الاجمال کاف لمن یتدبرادنی تدبر ان شاء اللہ تعالیٰ و کذا اکثر السورمن ههناالی اخر القرآن فافهم و تفکر ولا تهتم ولا تتحیر والعون من اللہ تعالی

سورۃ الحجرات

قال المسکین هذه السورۃ فیها ارشاد للمؤمنین الی مکارم الاخلاق و حسن الادب والمعاشرۃ مع الرسول صلی اللہ علیه وسلم و مع اخوانهم المؤمنین فالنصف الاول فی ادب الرسول والنصف الثانی فی ادب الاخوان فتفکر

سورۃ ق

قال المسکین هذه السورۃ کلها فیها تقریر مسئلة المعاد و اقامة الدلائل علیها و بیان ما یتعلق بها فتدبر

سورة الذاريات

قال المسكين هذه السورة ايضا فيها تقرير المعاد و ما يعود اليه حال الكافرين والمؤمنين ولتهديد المكذبين ذكر بعض القصص و ختم السورة لتوحيد و وعيد المنكرين له وللحشرو غيره.

سورة الطّور

هذه السورة مناسبة للسورة المتقدمة من حيث الافتتاح بالقسم و بيان الحشر و اول هذه السورة مناسب لأخر ما قبلها لان فى اٰخرها قوله تعالىٰ فويل للذين كفرو اوهذه السورة فى اولها فويل يومئذ للكمكذبين و فى اٰخر تلک السورة قال فان للذين ظلمو اذنو بااشارة الى العذاب وقال هنا ان عذاب ربک لواقع قال المسكين ان نصف السورة فى بيان الحشر و نصفها فى رفع شبهات الكفار فى صدق ما جاء به النبى صلى الله عليه وسلم من النبوة والمعاد لان رفع الشبهات يؤيد وقوع الحشرثم ختم السورة بالاخبار عن يوم الحشر حيث قال فذرهم حتىٰ يلاقوا الخ

سورة النجم

قال المسكين هذه السورة لها اجزاء فى الجزء الاول و هو من اولها الى قوله لقد راى من ايات ربه الكبرى اثبات النبوة و فى الجزء الثانى الى قوله و هو اعلم بمن اهتدىٰ بيان التوحيد والاعراض عن اهل الشرک و توكيل امر هوالى الله تعالى و فى الجزء الثالث اٰخر السورة بيان جزاء الاعمال و قيام الساعة فاشتملت السورة الاصول الثلثة التى هى ام مقاصد القرآن التوحيد والرسالة والحشر فتبصر

سورة القمر

قال المسكين مقصودالسورة الاخبار عن وقوع الساعة وعلامتها و ذم المكذبين بها و بعض قصص المكذبين للاعتبار فتدبر

سورة رحمٰن

اعلم اولاان مناسبة هذه السورة لما قبلها بوجهين احدها ان الله تعالى افتتح السورة المتقدمة بذكر معجزة تدل على العزة والجبروت والهيبة وهو انشقاق القمر فان من يقدر على شق القمر يقدر على هدالجبال وقد الرجال وافتتح هذه السورة بذكر معجزة تدل على الرحمة والرحموت وهو القرآن الكريم فانه شفاء القلوب بالصفاء عن الذنوب ثانيهما انه تعالى ذكر فى السورة المتقدمة فكيف كان عذابى و نذر غير مرة و ذكر فى هذه السورة فباى الاء ربكما تكذبان مرة بعد مرة لما بينا ان تلك السورة سورة اظهار الهيبة وهذه السورة سورة اظهار الرحمة ثم ان اول هذه السورة مناسب لأخرما قبلها حيث قال فى اٰخر تلك السورة عند مليك مقتدر والا قتدارالاشارة الى الهيبة والعظمة و قال ههنا الرحمٰن اى عزيز شديد منتقم مقتدر بالنسبة الى الكفار والفجار رحمٰن منعم غافر للابرار. قال المسكين جزء الله تعالى هذه السورة ثلثة اجزاء الجز الاول فى تعداد النعم الدنيوية الى قوله وله الجوار المنشئت فى البحر كالا علام الجزء الثانى فى النقم الاخروية للكافر و هى نعم باعتبار التنبيه على ماسيلقونه يوم القيامة للتحذير عما يؤدى الى سوء الحساب والجزء الثالث و هو من قوله و لمن خاف مقام ربه الى اٰخر.

السورة فی بیان النعم الاخر و یةللمؤمنین فطرفاالسورة فی ذکر النعم ووسطها فی بیان النقم ولما کان للاکثر حکم الکل سیما اذا کان ذکر النقم فیه لطف و نعمة ببیان عاقبة ماهم علیه کانت السورة کلها مظهرالحظرة الجمال و من ثم سما هارسول الله صلی الله علیه وسلم عروس القران فتامل ولا تتعطل

سورة الواقعة

﴿وجه المناسبة بین السورتین مذکور فی المن یوجوه ۱۲ منه عفی عنه﴾

اماتعلق هذه السورة بما قبلها فذلک من وجوه احدها ان تلک السورة مشملة علی تعدید النعم علی الانسان و مطالبة بالشکرو منعه عن التکذیب کما مروهذه السورة مشتملة علی و کرالجزاء بالخیر لمن شکرو بالشرلمن کذب و کفرثانیها ان تلک والسورة متضمنة للتنبیهات بذکر الألاء فی حق العباد و هذه السورة کذلک لذکر الجزاء فی حقهم یوم التناد ثالثها ان تلک السورة سورة اظهار الرحمة و هذه السورة سورة اظهار الهیبة علی عکس تلک السورة مع ما قبلها واما تعلق الاول بالآخر ففی اٰخر تلک السورة اشارة الی الصفات من باب النفے

سورة الحدید

قال المسکین اول هذه السورة فی التوحید الی قوله و هو علیم بذات الصدور و اوسطها فی ترغیب اعمال الخیر الاصلیة والفرعیة من الایمان والانفاق وما للعاملین من کل صنف من البشارات والانذاروتحقیر الدنیا نعمهاونقمها و تعظیم حال

لأخرة ليسهل السعى فى الأخرها فى الباب مسئلة الرسالة و
كر بعض الرسل المتقدمين و امهم و هو من قوله ولقد رسلنا
لى خاتمه السورة والله اعلم .

سورة المجادلة

قال المسكين كان مقصودالسورة بيان احاطة علمه تعالى باحوال لمنافقين فان اكثرها يشتمل عليها و ذكر سماع المجادلة تمهيد له اى لايخفى على الله تعالى نجوى موافق ولا منافق فتدبر ولا تتحير

سورة الحشر

قال المسكين خلاصة السورة ذكر قصة بنى النضير و اخوانهم من المنافقين و ختم السورة بارشاد المؤمنين الى ان لايكونوا امثالهم للتفاوت بين المطيع والمعاصى بل ليتقواالله الذى هو متصف بصفات الجلال و الجمال

سورة الممتحنة

قال المسكين حاصل السورة النهى عن الاحتلاط مع المشركين بالتزوج والتناكح فتناسب ماقبلها لان فيه التقاطع عن اهل الكتاب

سورة الصّف

قال المسكين كان المذكور فى السورة السابقة الامر بمخالفة الكفار و فى هذه الامر بمقاتلتهم والوعد بالثواب عليها

سورة الجمعه

قال المسكين اول السورة في اثبات التوحيد والرسالة والالزام على بعض منكرى الرسالة و أخرها في النهى عن الانهماک فى الدنيا لانه الموجب لاختلاط الكفار و هو المانع عن المخالفة والمقاتلة والاعراض عن الدنيا هو المكمل لاعتقاد التوحيد و النبوة

سورة المنافقون

وجه تعلق اول هذه السورة بما قبلها هوان تلک السورة مشتمله على ذكر بعثة الرسول صلى الله عليه وسلم و ذكر من كان يكذبه قلبا ولسانا بضرب المثل كماقال مثل الذين حملوا التورٰة و هذه السورة على ذكر من كان يكذبه قلبا دون اللسان و يصدقه لسانا دون القلب و اما الاول بالأخرة فذلک ان فى اخر تلک السورة تنبيها لاهل الايمان على تعظيم الرسول صلى الله عليه وسلم و رعاية حقه بعد النداء لصلوة الجمعة و تقديم متابعة فى الاداء على غيره و ان ترک التعظيم والمتابعة من شيم المنافقين والمنافقون هم الكاذبون كما قال فى اول هذه السورة قال المسكين و ختم السورة بالنهى للمؤمنين عن ان يكونوا كالمنافقين فى الهاء اموالهم و اولادهم عن ذكر الله والاخلاص له

سورة التغابن

قال المسكين خلاصة السورة التوحيد والرسالة والبعث والتوجه الى الله تعالىٰ بالتوكل والاعراض عمايلهى كاٰخرما قبلها

سورة الطلاق

قال المسكين لماذكر فيما قبل من عداوة الازواج ذكرههنا حقوقهن لئلايفرط فيها ثم نبه فى الركوع الثانى ان الله تعالىٰ فى المعاملات الدنيوية ايضا واجب الامتثال لاكزعم بعض الجهلة

سورة التحريم

اما التعلق بما قبلها فذلک لا شتراكهمافى الاحكام المخصوصة بالنساء قال المسكين امرالازواج المطهرات ان لا يكن لا لعامة عداوت البعل اى بعل و ليخفن الطلاق ان فعلن ذلک فنا سبت السورة سورة التغابن والطلاق

سورة الملک

قال المسكين فيهابيان التوحيد والجزاء على التصديق والتكذيب

سورة النون

قال المسكين ملخص السورة فى اثبات الرسالة والجزاء على التصديق والتكليب

سورة الحاقة

قال المسكين خلاصة السورة بيان يوم القيمة وحقيقة القران الجاء ى به

سورة المعارج

قال المسكين فيها ذكر الحشر و موجبات الثواب والعذاب

سورۃ نوح علیہ السلام

قال المسكين خلاصة السوره بيان جزاء من يكذب الرسل فی ضمن قصة نوح عليه السلام

سورۃ الجن

قال المسكين خلاصة السورة التنبيه على ان الجن الناريين المستكبرين قدآمنوا فما بال البشرا الترابيين المستصغرين لايؤمنون وختم السورة باثبات التوحيد الذی هو اصل الايمان

سورۃ المزمل

قال المسكين خلاصة السورة تعليم تصفية الباطن بعد اصلاح الظاهر والامر بالابتهال الی الله تعالیٰ والاعراض من المنكرين وتوكيل امرهم الی الله تعالی فانه يجازيهم كيف يشاء فان شغل القلب بغير الله تعالیٰ مما يخل بالذكر و صفاء الجوهرالروحانی

سورۃ المدثر

قال المسكين ملخص السورة الانذار

سورۃ القیامہ

قال المسكين ملخص السورة اثبات البعث و لعله اتفق للرسول صلی الله عليه وسلم عندنزول هذه الأيات الاستعجال بالقراء ة فنهی عند و علی قول القفال قوله تعالیٰ لا تحرك الخ خطاب مع الانسان يوم القيٰمة وقت قراء ة كتاب اعماله فيكون من متعلقات البعث

سورۃ الدھر

قال المسکین ملخصها اثبات جزاء الاعمال فکانه مناسب لقوله ایحسب الانسان ان یترک سدی لایجزی علی الاعمال

سورۃ المرسلات

قال المسکین خلاصتها بیان ما یقع یوم القیامة وہ ایتبعھا

سورۃ النبأ

قال المسکین فیھا ایضا أحوال القیٰمة

سورۃ النزعٰت

قال المسکین فیھا ایضاً اثبات البعث اماوجه المناسبة بین قصة موسی علیه السلام و بین ماقبلھا فعلی ما فی الکبیر من وجھین الاول انه تعالی حکی عن الکفار اصرارھم علی انکارالبعث حتی انتھوا فی ذلک الانکار الی حد الاستھزاء فی قولھم تلک اذاً کرة خاسرة و کان ذلک یشق علی محمد صلی الله علیه و سلم فذکر قصة موسی علیه السلام و بین انه تحمّل المشقة الکثیرة فی دعوة فرعون لیکون ذلک کالتسلیة للرسول صلی الله علیه وسلم الثانی ان فرعون کان اقوی من کفار قریش واکثر جمعا و اشد شوکة فلما تمرد علی موسی علیه السلام اخذه الله نکال الأخرة والاولی فکذلک ھؤلاء المشرکون فی تمردھم علیکم ان اصروا اخذھم الله تعالی و جعلھم نکالا

سورۃ عبس

قال المسکین فیھابیان احوال القیٰمۃ والامر بتذکیرمن یتذکر

سورۃ الانفطار

قال المسکین فیھا اثبات البعث و بیان جزاء الاعمال والتقریع علی الغفلۃ

سورۃ التطفیف

قال المسکین کان فیما قبل بیان حقوق اللہ تعالیٰ و فی ھذہ بیان حقوق الناس من اموالھم واعراضھم و بیان تعظیم یوم مکافاۃ الحقوق

سورۃ الانشقاق

قال المسکین فیھا بیان الجزاء الاعمال یوم القیٰمۃ

سورۃ البروج

السورۃ وردت فی تثبیت المؤمنین و تصبیرھم علی اذی اھل مکۃ و تذکیرھم بما جری علی من تقدمھم من التعذیب علی الایمان حتی یقتدوابھم و یصبرواعلی اذی قومھم و یعلموا ان کفار مکۃ عنداللہ بمنزلہ اولئک

سورۃ الطارق

قال المسکین فیھابیان حفظ الاعمال والجزاء بعد البعث و کونہ حقا غیر ھزل

سورة الاعلیٰ

قال المسكين فيها بيان فناء الدنيا و بقاء الاخرة والامر بالتذكيربه بالقران و بيان النعم الباعثة على الاطاعة فتأمل

سورة الغاشية

قال المسكين فيها بيان القيٰمة والجنة والنار و الأيات الدالة على وجود الصانع المنجي اعتقاده والمردى عناده

سورة الفجر

قال المسكين فيها ذكر جزاء المكذبين و عدم الاغترار بالدنيا الحاملة على التكذيب و ايتاز يوم الجزاء

سورة البلد

قال المسكين فيهاذم صرف القوى الى الدنيا والامر بصرفها في العقبىٰ

سورة الشّمس

المقصود من هذه السورة الترغيب في الطاعات والتحذير من المعاصي قال المسكين لان جواب القسم على ماقال ابو السعود قوله تعالىٰ قد افلح الخ

سورة الليل

اقسم تعالى ان اعمال عباده لشتى اى مختلفة في الجزاء ثم بين معنى اختلاف الاعمال فيما قلناه من العاقبة المحمودة والمذمومة والثواب والعقاب

سورة الضحیٰ

اعلم ان الرازی رحمه الله تعالیٰ اورد فی تفسیر الکوثر تقریر ایوخذ منه الارتباط بین سورة الضحیٰ الی اخر القران المجید فلنورده بعینه وهو هذا. ان هذه السورة کالتتمة لما قبلها من السورو کالا صل لما بعدها من السور اما انها کالتتمة لما قبلها من السور فلان الله تعالیٰ جعل سورة والضحی فے مدح محمد علیه السلام وتفصیل احواله فذکر فی او ل السورة ثلثة اشیاء تتعلق بنبوة (اولها) قوله ماودعک ربک وما قلی (وثانیها) قوله وللاخرة خیر لک من الاولی (وثالثها) ولسوف یعطیک ربک فترضی ثم ختم هذه السورة بذکر ثلثة احوال من احواله علیه السلام فیما یتعلق بالدنیا وهی قوله الم یجدک یتیما فاٰوی ووجدک ضالاً فهدی ووجدک عائلاً فاغنیٰ ثم ذکر فی سورة الم نشرح انه شرفه بثلثة اشیاء (اولها) الم نشرح لک صدرک (وثانیها)

قال المسکین فیها بیان النعم علی نبیه صلی الله علیه وسلم لیذهب حزنه بالتکذیب والامر باداء الشکرعلیها

سورة الانشراح

قال المسکین فیها ایضاما فی الاولی مع الامر بالاجتهاد فی العبادة اداءً لشکر النعم

سورة التین

قال المسکین فیها بیان النعم علی الانسان و شکربعضهم علیها و کفر بعضهم بهاو بیان جزاء الفریقین

سورۃ العلق

قال المسکین فیھا حث علی الطاعۃ والذکر شکر النعم و ذم وردع لمن کفر بھا بطغیانہ

سورۃ القدر

قال المسکین فیھا تعظیم القرآن بتعظیم زمانہ و ھوا احد وجوہ التعظیم

سورۃ البینۃ

قال المسکین فیھا تعظیم الرسول و جزاء المصدقین والمطیعین لہ والمکذبین والعصاۃ

سورۃ الزلزال

انہ تعالی لما قال جزاء ھم عند ربھم فکان المکلف قال و متی یکون ذلک یا رب فقال اذا زلزلت الارض قال المسکین ففیھا بیان الجزاء و وقتہ

سورۃ العادیات

قال المسکین فیھا بیان سکون الانسان معترفابالقال او بالحال علی نفسہ باستحقاقہ للجزاء لاعترافہ بکونہ کنودا کفوراً فلا تحکم فیہ

سورۃ القارعۃ

اعلم انہ تعالیٰ لما ختم السورۃ المتقدمۃ بقولہ ان ربھم بھم یومئذ

لخبير فكانه قيل و ما ذلك اليوم فقيل هى القارعة قال المسكين في هذه السورة قانون الجزاء

سورة التكاثر

قال المسكين فيها بيان ذم الغفلة عن الأخرة

سورة العصر

قال المسكين فيها بيان اسباب الخسران و الربح فى الأخرة

سورة الهمزه

قال المسكين فيها بيان خصال العذاب

سورة الفيل

قال المسكين هذه السورة كالدليل على ان الهمزة اللمزة الطاعن في النبى صلى الله عليه وسلم مستحق للعذاب فان الذى عذب من اهان بيته كيف يترك من اهان نبيه و هذا ماخوذ من الكبير

سورة قريش

قال المسكين فيها بيان النعمة العظيمة على قريش حيث جعلهم اهل بيت عظيم اهلك الله تعالى من اهانهم و القى حرمة فى قلوب الناس

سورة الماعون

قال المسكين فيها ذم خصال الكفار و المنافقين

سورة الكوثر

قال المسكين فيها تنويه لسان الرسول صلى الله عليه وسلم و تفضيح لعدوه

سورة الكافرون

قال المسكين فيها النبذعلى السراء فى الدين لقطع الطمع عن التوافق فيه

سورة النصر وابي لهب

اعلم انه تعالىٰ قال وما خلقت الجن والانس الاليعبدون ثم بين فی سورة قل يايهاالكافرون ان محمدا صلى الله عليه وسلم اطاع ربه و صرح بنفى عبادة الشركاء والاضدادوان الكافر عصى ربه و اشتغل بعبادة الاضداد و الانداد فكانه قيل ما ثواب المطيع و ما عقاب العاصى فقال ثواب المطيع حصول النصر والفتح و استعلاء فى الدنيا والثواب الجزيل فى العقبىٰ كمادل عليه سورة اذا جاء نصرالله واما عقاب العاصى فهوالخسار فى الدنيا والعقاب العظيم فى العقبىٰ كما دلت عليه سورة تبت

سورة الاخلاص

قال المسكين فيها بيان التوحيد و هواصل الدين

سورة الفلق

قال المسكين فيها الامر بالتوكل فى الحسيات

سورة الناس

قال المسکین فیها الامر بالتوکل فی العقلیات والتوکل هواصل الاعمال و مدارها فسبحانہ ما اعظم شانہ کیف ختم کتابہ بذکر الاصول العظیمۃ لان الدین کلہ هوالاعتقاد والعمل لاغیر والاعمال یتوقف صدورها علی سلامۃ البدن و سلامۃ النفس فوجب التوکل علی اللہ تعالیٰ فی حفظهما عن الشرور والبوائق فجمع اللہ تعالی العقائد الصحیحۃ الحقۃ کلها فی سورۃ الاخلاص و امر بالتوکل فی سلامۃ البدن فی سورۃ الفلق و فی سلامۃ النفس فی سورۃ الناس و بماذکر تم امرالدین والحمد للہ رب العالمین ربنا اتمم لنانور ناواغفرلنا انک علی کل شیء قدیر و بالا جابۃ جدیر و صلی اللہ علی سیدنا محمد المبعوث بجوامع الکلم و منابع الحکم و علی جمیع الانبیاء والرسل و الهم و صحبهم سراج السبیل ابدالابدین و دهرالداهرین

خاتمہ

قدتم الکتاب والحمد للہ الوهاب علی ید هذا التراب فی نحو مدۃ شهرین و اسبوعین وقدفرغ منہ فی یوم الخمیس ثالث عشرمن شهر ربیع الأخر ۱۳۱۶ سنہ من الهجرۃ فی کورۃ تهانہ بهون من مضافات مظفر نگر لازالت مصونۃ من الفتن وما موتہ من الشرو مقرنۃ بالخیر والظفر بحرمۃ سید البشر صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم ما سارت الشمس والقمر .

اللهم لک الحمد کما ینبغی لجلال و جهک

الحمدللہ! آج مورخہ ۱۲ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بمطابق ۴ جون ۲۰۲۰ء بروز جمعرات مقالات حکیم الامت کی جلد نمبر 76 تکمیل کو پہنچی۔